

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم

حصہ ہفتم، ہشتم، نہم و دہم

مصر و شام پر ممالیک کی متحدہ سلطنت

صلیبی جنگ کا خاتمہ، سقوط بغداد

آل سلجوق، خوارزم شاہ، چنگیز خان کا طوفان

مسلم ممالک کی تباہی و بربادی کے حالات

علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

کتاب العبر و دیوان المبتدأ والنصیر فی ایام العرب
والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوی السطان الاکبر

المعروف به

تاریخ ابن خلدون

جلد پنجم

حصہ ہفتم، ہشتم، نہم و دہم

اس جلد میں ماوراء النہر سے مراکش تک پھیلی ہوئی عباسیہ سلطنت کے کھنڈروں پر سلجوقی اور خوارزم
شاہی خاندانوں کی آزاد اور خود مختار ریاستوں کے حالات، جن میں طغرل، سنجر، الپ ارسلان اور
محمد خوارزم شاہ جیسے بہادر سلطان پیدا ہوئے۔ مصر اور شام پر ممالیک سلاطین کی متحدہ سلطنت، صلیبی
جنگوں کا خاتمہ سقوط بغداد، آل سلجوق، خوارزم شاہ، چنگیز خان کا طوفان، مسلم ممالک کی تباہی و
بربادی اور عبرت ناک انجام

تصنیف

علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

ترجمہ

علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

ترتیب و تبویب

منیر احمد نعیم ایم۔ اے

ناشران و تاجران کتب

غزنی شریٹ از و بازار لاہور

الفیصل

AI-FAISAL NASHRAN

Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan
Phone : 7230777 Fax : 09242-7231387
<http://www.alfaisalpublishers.com>
e.mail:alfaisal_pk@hotmail.com

Page 1
1123

Leol
AND

جولائی 2004ء

محمد فیصل نے

نہم پبلش پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

فہرست

۵۹	سمرقند کی مہم	۴۹	سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان
۵۹	عین الدولہ کا قتل	۴۹	سلجوقی ترک
۵۹	یعقوب تکین کا فرار	۴۹	ترکوں کا ٹھکانہ
۶۰	سلطان ملک شاہ کی حکمت عملی	۵۰	سلطان الپ ارسلان
۶۰	تتش کی حمص پر چڑھائی	۵۱	الپ ارسلان کا بھائی
۶۰	تتش کی پیش قدمی	۵۱	صلح کی کوشش
۶۱	نظام الملک طوسی کا انجام	۵۲	دمشق پر چڑھائی
۶۱	عثمان بن جمال کی زیادتی	۵۲	مصر پر چڑھائی
۶۲	سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے مابین ناراضگی	۵۲	اتسز کا خاتمہ
۶۲	نظام الملک طوسی	۵۳	مسلم بن قریش کی چڑھائی
۶۳	سلطان ملک شاہ کا انتقال	۵۳	تتش کی سرکشی
	باب ۲	۵۳	تتش سے سلوک
	برکیاروق بن سلطان ملک شاہ	۵۳	شیخ ابواسحاق شیرازی کا استقبال
۶۳	برکیاروق کی گرفتاری اور رہائی	۵۳	فخر الدولہ کی برطرفی
۶۳	فوجی بغاوت	۵۳	خلیفہ مقتدی کا نکاح
۶۵	تاج الملک کا انجام	۵۵	عمید الدولہ کی برطرفی
۶۵	نصیبین پر قبضہ	۵۵	اہل موصل کی مصالحت
۶۶	موصل پر چڑھائی	۵۵	انطاکیہ کی فتح
۶۶	آقسقر کا مشورہ	۵۶	مسلم بن قریش کا انجام
۶۶	تاج الدولہ تتش کی روانگی	۵۶	حلب کا محاصرہ
۶۷	ترکمان خاتون کا پیام	۵۶	تتش کی کامیابی
۶۷	اسماعیل بن داؤد کا انجام	۵۷	میا فارقین کا محاصرہ
۶۷	توران شاہ بن قاروت بک کا انجام	۵۷	حلب پر سلطان ملک شاہ کا کنٹرول
۶۷	مقتدی کا انتقال	۵۸	سلطان ملک شاہ کی بغداد واپسی
۶۷	مستظہر کی خلافت	۵۸	سلطان ملک شاہ کی بیٹی کی رخصتی
۶۸	آقسقر اور بوزان کا انجام		
۶۸	تتش کی لڑائیاں		
۶۸	محمود بن سلطان ملک شاہ کا انتقال		

۱۲۵۵

۱۲۵۵

۸۱	میران شاہ کا قتل	۶۸	یوسف بن ارتق کا بغداد میں داخلہ
۸۲	فرقہ باطنیہ پر زوال	۶۹	تاج الدولہ تیش کا انجام
۸۲	برکیاروق کی روک تھام	۶۹	کربوقا کی رہائی
۸۳	امان کی درخواست	۶۹	کربوقا کی پیش قدمی
۸۳	جنگ کی تیاری اور جنگ	۷۰	ارسلان ارغو کی کامیابی
۸۴	اصفہان کا محاصرہ	۷۱	ارسلان ارغو کا انجام
۸۴	وزیر اعز ابو الحسن	۷۱	سنجر کی تقرری
۸۴	خطیر ابو منصور کی نامزدگی	۷۱	بغاوتیں
۸۴	اسماعیل کی تقرری و برطرفی	۷۲	بنو خوارزم شاہ کی حکومت کی ابتداء
۸۵	امیر قماج کی تقرری	۷۳	عیسائیوں کی انتہائی پرچڑھائی
۸۵	اسماعیل کی پیش قدمی	۷۴	عیسائیوں کی مزید پیش قدمی
۸۵	بصرہ کا محاصرہ	۷۴	امیرانز کا انجام
۸۶	امیر کربوقا کا انتقال	۷۵	بیت المقدس کا تنازعہ
۸۶	جکرمس کی کارروائی	۷۵	قطن کی گوشالی
۸۶	امیر برسق کی کامیابی	۷۶	امراء کی ناراضی
۸۶	امیر نیال کی بغداد واپسی	۷۶	مجد الملک الباسلانی کا انجام
۸۷	کمشتکین کی تقرری	۷۷	برکیاروق کی اصفہان واپسی
۸۷	کمشتکین کی برطرفی	۷۷	برکیاروق کا استقبال
۸۸	واسط کی طرف پیش قدمی	۷۸	بغداد میں سلطان محمد کا خطبہ
۸۸	محمد موید الملک کی شکست	۷۸	سعد الدولہ گوہر آئین
۸۹	شہر عانہ پر چڑھائی	۷۸	ابوالقاسم کی موت
۸۹	صلح کی کوشش	۷۹	برکیاروق کی پریشانی
۹۰	اصفہان پر سلطان برکیاروق کا قبضہ	۷۹	برکیاروق کی کامیابی
۹۰	ایلغازی کی بغداد واپسی	۷۹	موید الملک کا انجام
۹۰	محمد اصفہانی کا قتل	۸۰	اسماعیل کی سرکوبی
۹۰	عیسائیوں سے جنگ	۸۰	ہمدان پر چڑھائی
۹۱	قمص بردویل کی گرفتاری	۸۰	مال کی تنگی
۹۱	برکیاروق کا انتقال	۸۰	برکیاروق کی مخالفت
	باب ۳	۸۰	برکیاروق کی بیماری
	سلطان محمد بن ملک شاہ	۸۱	فرقہ باطنیہ
	موصل کا محاصرہ	۸۱	فرقہ باطنیہ کی گوشالی

۱۰۲	عیسائیوں سے معرکہ	۹۳	سلطان محمد کی بغداد روانگی
۱۰۳	آقسنقر کی روانگی	۹۳	حلف کی تقریب
۱۰۳	بادشاہ کا انتقال	۹۳	سلطان محمد کی دعوت
۱۰۳	سلطان محمد کی دھمکی	۹۴	امیر ایاز کا قتل
۱۰۴	باغیوں کی سرکوبی	۹۴	ابوالحسن صبحی کا انجام
۱۰۴	قلعہ فامیہ پر چڑھائی	۹۴	کردوں کا گروہ
۱۰۴	مسلمانوں کا قتل عام	۹۴	سقمان کی شکست
۱۰۵	امیر برسق کا انتقال	۹۴	یاقوتی کا انجام
۱۰۵	بلداجی کی گرفتاری	۹۵	یاقوتی کی بیوی اور بھائی
۱۰۵	جاولی کی کارروائیاں	۹۵	سقمان بن ارتق کا انتقال
۱۰۶	کرمان پر چڑھائی	۹۵	منکمرس کی سرکشی
۱۰۶	جاولی کی شکست	۹۶	باطنی کو سزا
۱۰۷	جاولی کی وفات	۹۶	جاولی سقاوا
۱۰۷	سلطان محمد کا انتقال	۹۶	جکمرس کا بیٹا
	باب ۴	۹۷	رجبہ کی طرف پیشقدمی
	سلطان محمود بن سلطان محمد	۹۷	قلج ارسلان کی کامیابی
۱۰۸	بہروز کی برطرفی	۹۷	محافظوں کی ساز باز
۱۰۸	دبیس بن صدقہ	۹۸	جاولی کی کامیابی
۱۰۸	خلیفہ مستنصر باللہ کا انتقال	۹۸	صدقہ بن مزید کا قتل
۱۰۸	ملک مسعود کا قیام	۹۸	والئی طرابلس
۱۰۹	برستی کی سرکوبی	۹۸	سلطان محمد کا حکم
۱۰۹	برستی کی واپسی	۹۹	شرف الدولہ کی کامیابی
۱۰۹	مصالحات کے اسباب	۹۹	جاولی کی سرکوبی
۱۱۰	امیر منکمرس کے اہل بغداد پر ظلم	۹۹	جاولی کی کوششیں
۱۱۰	ملک طغرل کی ناراضگی	۱۰۰	آپس میں لڑائی
۱۱۰	کشیدگی میں اضافہ	۱۰۰	اصہند کا مشورہ
۱۱۰	ملک سنجر کی ناراضگی	۱۰۰	قطع تکین کا قتل
۱۱۱	وزیر السلطنت کا انتقال	۱۰۱	جاولی کی شکست
۱۱۱	سلطان محمود پر چڑھائی	۱۰۱	عیسائیوں کی لوٹ مار
۱۱۲	صلح کی درخواست	۱۰۲	مسلمانوں کی ناکامی
۱۱۲	صلح کی شرط	۱۰۲	امیر مودود کی لشکر کشی

۱۲۵	خاقین کی طرف روانگی	۱۱۳	امیر منکسر کا قتل
۱۲۶	جنگ کا آغاز	۱۱۳	علی بن عمر حاجب کا قتل
۱۲۶	نیشاپور کی طرف واپسی	۱۱۳	سنقر شامی کا قتل
۱۲۶	ملک داؤد کی شکست	۱۱۳	غز علی کی شکست
۱۲۷	خلیفہ سے مدد کی درخواست	۱۱۴	کرج کی سرکوبی
۱۲۷	سلطان مسعود کی کامیابی	۱۱۴	دبیس بن صدقہ کی حرکت
۱۲۷	شکست	۱۱۵	وزیر ابو علی کی برطرفی
۱۲۸	بغداد روانگی	۱۱۵	ابو اسماعیل کا قتل
۱۲۸	ملک طغرل کا انتقال	۱۱۵	دونوں بھائیوں میں صلح
۱۲۸	خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ	۱۱۶	دبیس کی حرکات
۱۲۹	خلیفہ مسترشد باللہ کا انجام	۱۱۶	جیوش بک کا انجام
۱۲۹	خلیفہ راشد باللہ کی مندر نشینی	۱۱۷	وزیر ابو طالب سمیری کا انجام
۱۲۹	خلیفہ راشد باللہ کی پہلی کامیابی	۱۱۷	ملک طغرل کا اتالیق
۱۳۰	اراکین سلطنت کی ناراضگی	۱۱۷	وزیر شمس الملک کا انجام
۱۳۰	سلطان مسعود کی کارروائی	۱۱۸	سلطان کی کامیابی
۱۳۱	خلیفہ راشد کی برطرفی	۱۱۸	برستی کی برطرفی
۱۳۱	سلطان داؤد کا تعاقب	۱۱۸	عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ
۱۳۱	شرف الدین انوشیرواں کی برطرفی	۱۱۹	برستی کی کامیابی
۱۳۱	جنگ کی تیاریاں	۱۱۹	دبیس کی علیحدگی
۱۳۲	امیر بوزاہیہ کی کامیابی	۱۲۰	برتقش کا فرار
۱۳۲	بغداد پر چڑھائی	۱۲۰	جنگ کی تیاریاں
۱۳۲	خلیفہ راشد کا انجام	۱۲۱	صلح کی کوشش
۱۳۲	کمال الدین محمود	۱۲۱	وزیر ابو القاسم پر عتاب
۱۳۳	قتل کا حکم	۱۲۱	عزالدین برستی کا انتقال
۱۳۳	ملوک خوارزم	۱۲۱	عماد الدین زنگی کی تقرری
۱۳۳	قراسنقر کا خروج	۱۲۲	زنگی کی کامیابیاں
۱۳۳	قراسنقر کا انتقال	۱۲۳	سلطان محمود کا استقبال
۱۳۳	فارس پر چڑھائی	۱۲۳	سلطان محمود کا انتقال
۱۳۳	سلطان سنجر کی شکست		باب ۵
۱۳۳	سبق قراخان		سلطان مسعود بن سلطان محمود
۱۳۵	قدرخان کا انجام	۱۲۵	صلح کی کوشش

۱۳۵	موید کی کامیابی	۱۳۵	ارسلان خان کا انتقال
۱۳۵	ایتاخ کی کامیابی	۱۳۵	سمرقند کی حکومت
۱۳۶	سلطان خنجر کا بھتیجا	۱۳۵	کاشغر پر چڑھائی
۱۳۶	سلیمان شاہ کی گرفتاری	۱۳۶	ترکان خطا کی ناراضگی
۱۳۷	سلطان خنجر کا فرار	۱۳۶	جنگ اور اس کا انجام
۱۳۷	بغداد کا محاصرہ	۱۳۶	کوہر خان کا انتقال
۱۳۷	سلطان محمد کی ہمدان واپسی	۱۳۶	مصالحہ کی کوشش
۱۳۸	سلطان خنجر کا انتقال	۱۳۷	بوزایہ کی شورش
۱۳۸	ایتاخ کی شکست	۱۳۸	ابوالفتح وزیر کی برطرفی و بحالی
۱۳۸	ایتاخ کی کامیابی	۱۳۸	عبدالرحمن کا انجام
۱۳۹	سنقر کی شکست	۱۳۸	امیر عباس کا انجام
۱۳۹	موید کی کامیابی	۱۳۹	اصفہان پر چڑھائی
۱۳۹	جلال الدین عمر کی عزت افزائی	۱۳۹	امیر بوزایہ کا انجام
۱۳۹	امیر عمر بن حمزہ	۱۳۹	بغداد کی تباہی
۱۳۹	طوس کی بربادی	۱۴۰	نہروان کی تباہی
۱۵۰	نیشاپور پر چڑھائی	۱۴۰	سلطان مسعود کا انتقال
۱۵۰	ملک شاہ کی پیشقدمی		باب ۶
۱۵۱	سلطان محمد کا انتقال		سلجوقیہ کا زوال
۱۵۱	زین الدین مودود کا استقبال		سلطان محمد بن سلطان محمود
۱۵۱	خلیفہ متقفی کا انتقال	۱۴۱	سلطان محمد بن سلطان محمود
۱۵۱	سرخس پر حملہ	۱۴۱	بیعت
۱۵۲	قلعہ اشقیل کی فتح	۱۴۱	امیر خاص بک کا انجام
۱۵۲	خر بندہ خاتمہ	۱۴۲	ترکان غز کی لڑائی
۱۵۲	جھگڑے کا خاتمہ	۱۴۲	ترکان غز کی کامیابی
۱۵۲	بزریہ کی کامیابی	۱۴۳	امیر زنگی کا خاتمہ
۱۵۳	ایتاخ کی بقرانگین پر چڑھائی	۱۴۳	امیر قماج کی شکست
۱۵۳	ملک شاہ کا انتقال	۱۴۳	امیر قماج کا انجام
۱۵۳	سلیمان شاہ کی حرکات	۱۴۳	مرو کی تباہی
۱۵۳	سلیمان شاہ کا انجام	۱۴۳	طوس کی تباہی
۱۵۴	ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی	۱۴۳	نیشاپور کی تباہی
۱۵۴	ایلمچی سے سلوک	۱۴۵	وزیر طاہر بن فخر الملک کا انتقال

۱۶۴	قتلغ کی شکست
۱۶۴	رے پر قبضہ
۱۶۴	خلیفہ کا فرمان
۱۶۳	سلطان طغرل کا قتل
۱۶۳	امیر الوالہیچا سمین کی برطرفی
۱۶۳	دویر پر حملہ
۱۶۳	کو کچہ کا خاتمہ
۱۶۳	مراغہ کا محاصرہ
۱۶۴	بھائیوں میں نا اتفاقی
۱۶۴	ازبک کی کارروائی
۱۶۴	اید غمش کی شکست
۱۶۵	اید غمش کا انجام
۱۶۵	سنکلی کی سرکوبی
۱۶۵	جلال الدین محمد نکش کا انجام
	باب ۷

ملک خوارزم محمد بن انوشتکین و اتسنر بن محمد

۱۶۷	انوشتکین کے حالات
۱۶۷	برکیاروق کی پیش قدمی
۱۶۷	محمد بن سلیمان کی سرکشی
۱۶۷	قودز کی سرکوبی
۱۶۸	خوارزم پر چڑھائی
۱۶۸	سلطان سنجر کی شکست
۱۶۹	صوبہ بیهق کی تباہی
۱۷۰	اتسنر بن محمد کا انتقال
	باب ۸

علاء الدین نکش بن ارسلان

۱۷۱	محمود بن ارسلان
۱۷۱	سلطان شاہ کی شکست
۱۷۱	ترکان خطا کی علاء الدین نکش پر چڑھائی
۱۷۲	شاہ کی کامیابی
۱۷۲	طغان شاہ کا انتقال

۱۵۴	جنگ کی نوبت
۱۵۵	لڑائی کے بعد صلح
۱۵۵	سرداروں کو سزائیں
۱۵۵	شاد باخ کا محاصرہ
۱۵۶	خان محمود و جلال محمد کا قتل
۱۵۶	شہرستان کی فتح
۱۵۶	کرمان کی طرف پیش قدمی
۱۵۶	اسفراین کی تسخیر
۱۵۶	بوئخ و ہرات پر چڑھائی
۱۵۶	کرج کی شہرانی پر چڑھائی
۱۵۷	کرج کی شکست
۱۵۷	موید کی چڑھائی
۱۵۷	قارغلیہ کی شکست
۱۵۸	امیر اتیکین کا انجام
۱۵۸	شاہ ماژندران کا انتقال
۱۵۸	خوارزم شاہ کی کارروائی
۱۵۸	آقسنقر کی شکست
۱۵۹	شملہ کی کامیابی و ناکامی
۱۵۹	ایتاخ کا قتل
۱۵۹	ملک طغرل کا انتقال
۱۵۹	خلافت کے حالات
۱۶۰	خوارزم شاہ کا انتقال
۱۶۰	حکومت بنی موید کا خاتمہ
۱۶۰	ایلدکز کا انتقال
۱۶۰	نہاوند کی تباہی
۱۶۱	شملہ کا انتقال
۱۶۱	تبریز پر چڑھائی
۱۶۱	سلطان طغرل
۱۶۱	محمد بن بہلوآن کا انتقال
۱۶۱	قزل ارسلان کی کامیابی
۱۶۲	لشکر بغداد کی شکست

۱۸۱	فرقہ اسماعیلیہ پر عذاب	۱۷۲	سنجر شاہ کی حکومت
۱۸۲	علاء الدین محمد بن تگش کی نیشاپور پر چڑھائی	۱۷۲	مرد پر چڑھائی
۱۸۲	امیر زنگی کی چالاکی	۱۷۳	شہاب الدین غوری کی آمد
۱۸۲	علاء الدین محمد کی واپسی	۱۷۳	علوی کی مخالفت
۱۸۳	حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری	۱۷۴	جنگ کا آغاز
۱۸۳	ہرات پر چڑھائی	۱۷۴	علاء الدین تگش کے خطوط
۱۸۳	خوارزمی فوج کی ناکامی	۱۷۴	حملہ کی دھمکی
۱۸۳	خوارزم شاہ کی واپسی	۱۷۴	سلطان شاہ کا انتقال
۱۸۴	غوری فوج کو شکست	۱۷۵	صلح کا پیغام
۱۸۴	ہرات پر چڑھائی	۱۷۵	موید کا قتل
۱۸۴	خوارزم شاہ کی کامیابی	۱۷۵	نیشاپور پر حملہ
۱۸۴	خوارزم پر چڑھائی	۱۷۵	امداد کی درخواست
۱۸۵	شہاب الدین کی ناکامی	۱۷۶	رے پر چڑھائی
۱۸۵	موت کی افواہ	۱۷۶	قطلع ایتاخ کو شکست
۱۸۵	شکست کا سبب	۱۷۷	وزیر موید الدین کا انتقال
۱۸۶	صلح کے لئے چالاکی	۱۷۷	اصفہان پر قبضہ
۱۸۶	خفیہ ساز باز	۱۷۷	رے پر قبضہ
۱۸۶	علی بن عبدالحق کا مشورہ	۱۷۷	غیاث الدین غوری کی دھمکی
۱۸۶	گورنر مرد کی حاضری	۱۷۸	شاہ خطا کی بلخ پر چڑھائی
۱۸۷	خوارزم شاہ کی واپسی	۱۷۸	شاہ خطا کو شکست
۱۸۷	غیاث الدین محمود کی کارروائی	۱۷۸	میاہن کی گرفتاری
۱۸۷	حسن بن حرمل کی چالاکی	۱۷۹	طہدوں کی سرکوبی
۱۸۷	امیر امیران والی طالقان کی غداری	۱۷۹	علاء الدین تگش کا انتقال
۱۸۸	حسن بن حرمل کی بادغیس پر چڑھائی	۱۷۹	علاء الدین ثانی
۱۸۸	بلخ پر چڑھائی	۱۷۹	علاء الدین تگش کے خصائص
۱۸۸	جورجان پر فوج کشی		باب ۹
۱۸۸	خوارزم شاہ کی پشیمدی		علاء الدین محمد بن تگش اور تاتار
۱۸۹	اسفرائین کی فتح	۱۸۰	مسند نشینی
۱۸۹	قاضی صاعد بن فضل	۱۸۰	مرد پر چڑھائی
۱۸۹	ماژندران پر چڑھائی	۱۸۱	نیشاپور کی فتح
۱۹۰	ترکان خطا (تاتار)	۱۸۱	ضیاء الدین محمد کی تقرری

۱۹۹	سفروں کی آمد	۱۹۰	خوارزم شاہ کو پیام
۱۹۹	تاتاری تاجروں کا قتل	۱۹۰	مسلمانوں کی شکست
۱۹۹	سفیر کا قتل	۱۹۰	خود مختاری کے اعلان
۱۹۹	خوارزم شاہ کا تعاقب	۱۹۱	خوارزم شاہ کی آمد
۲۰۰	امیر نیال کا خاتمہ	۱۹۱	خوارزمی لشکر کی گرفتاری
۲۰۰	لوگوں میں خوف و ہراس	۱۹۱	ابن حرمیل کا انجام
۲۰۰	خوارزم شاہ کی بے بسی	۱۹۲	ہرات کی فتح
۲۰۱	سلطان محمد بن نکش کا انتقال	۱۹۲	غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا انجام
	باب ۱۰	۱۹۲	فیروز کوہ کی فتح
	جلال الدین منکبرس بن علاؤ الدین محمد	۱۹۲	تاتاری بادشاہ کی گرفتاری
۲۰۲	خوارزم شاہ کی والدہ	۱۹۳	سمرقند کی فتح
۲۰۲	ابن اشیر کا بیان	۱۹۳	ترکوں کا انخلاء
۲۰۲	نظام الملک کا قتل	۱۹۳	سلطان سنجر کی شکست
۲۰۳	تاتاریوں کی پیش قدمی	۱۹۳	تاتاریوں کی شکست
۲۰۳	کرج پر چڑھائی	۱۹۳	خوارزم شاہ کی حکمت عملی
۲۰۳	مراغہ پر چڑھائی	۱۹۳	کشی خان کی روانگی
۲۰۳	ارمل پر چڑھائی	۱۹۵	تاج الدین کی کرمان اور سندھ پر چڑھائی
۲۰۳	ہمدان میں خون ریزی	۱۹۵	کشی خان کا خوف
۲۰۳	اردنیل پر قبضہ	۱۹۵	تاج الدین دز کا فرار
۲۰۳	بیلقان کی تباہی	۱۹۵	قطغ تگین کا خاتمہ
۲۰۳	گنجه پر چڑھائی	۱۹۶	اصفہان پر چڑھائی
۲۰۳	کرج کی شکست	۱۹۶	سعد زنگی کی گرفتاری
۲۰۵	در بند کی طرف پیش قدمی	۱۹۶	ازبک کی معذرت
۲۰۵	تاتاریوں کی سیاسی چال	۱۹۶	خوارزم شاہ کی کامیابی
۲۰۵	روس پر چڑھائی	۱۹۷	شیخ شہاب الدین سہروردی کی آمد
۲۰۶	بلغار پر حملہ	۱۹۷	خوارزم شاہ کی واپسی
۲۰۶	چنگیزی لشکروں کی پیش قدمی	۱۹۷	ممالک کی تقسیم
۲۰۶	طالقان کی فتح	۱۹۷	وزیر محمد بن احمد کی روایت
۲۰۶	قچاق توین کی موت	۱۹۸	موید الملک قوام الدین
۲۰۷	خوارزم کی حفاظت	۱۹۸	موید الملک کا انتقال
۲۰۷	مرو کی فتح	۱۹۸	ترکمان خاتون

۲۱۵	نصرت الدین کا انتقال	۲۰۷	ظلم کی انتہا
۲۱۵	خوزستان کی طرف پیش قدمی	۲۰۷	نیشاپور کی تباہی
۲۱۶	دقو کا محاصرہ	۲۰۷	طوس پر چڑھائی
۲۱۶	مراغہ پر قبضہ	۲۰۸	کوئوال کا قتل
۲۱۶	نخرالدین علی	۲۰۸	خوارزم شاہ کی اولاد
۲۱۶	خراسان کی پھر تباہی	۲۰۸	خوارزم پر چڑھائی
۲۱۷	ہمدان کی تباہی	۲۰۸	جلال الدین منکبرس کی تیاری
۲۱۷	قنچاقی گروہ	۲۰۸	جلال الدین کی کامیابی
۲۱۸	قنچاق کا کرج پر حملہ	۲۰۹	خوارزم پر قبضہ
۲۱۸	بیلقان پر چڑھائی	۲۰۹	آبنائخ کا فرار
۲۱۹	کرج کی تباہی	۲۰۹	اختیار الدین زنگی کا انتقال
۲۱۹	مراغہ پر قبضہ	۲۱۰	آبنائخ کی شکست
۲۱۹	جلال الدین کی مزید کامیابی	۲۱۰	اصفہان پر قبضہ
۲۲۰	کرج کی شکست	۲۱۰	تاتاریوں کی شکست
۲۲۰	جلال الدین کی تہریز واپسی	۲۱۰	ہمدان کی حکمرانی
۲۲۰	شمس الدین کی گرفتاری اور فرار	۲۱۰	کرمان پر قبضہ
۲۲۱	جلال الدین کا نکاح	۲۱۱	غیاث الدین کی حکمت عملی
۲۲۱	ارخان کی برطرفی	۲۱۱	ازبک خان پر حملہ
۲۲۱	خلیفہ ناصر الدین اللہ کا انتقال	۲۱۱	اصفہان پر چڑھائی
۲۲۱	کرج کا عروج	۲۱۱	امیر بقاط بستی کی بغاوت
۲۲۲	کرج پر چڑھائی	۲۱۱	آبنائخ کی مخالفت
۲۲۲	کرمان میں بغاوت	۲۱۱	آبنائخ کا انتقال
۲۲۳	اسلامی لشکر کی پیش قدمی	۲۱۲	تاتاری لٹیرے
۲۲۳	خلاط کا محاصرہ	۲۱۲	تاتاریوں کی شکست
۲۲۳	ترکمان ایوانیہ کی گوثالی	۲۱۲	تاتاریوں کی فتح
۲۲۳	تقلیس پر کرج کی چڑھائی	۲۱۳	غزنی کی تباہی
۲۲۳	نسائی کا تب کا بیان	۲۱۳	جلال الدین منکبرس کی پیش قدمی
۲۲۳	ارخان کا قتل	۲۱۳	سلطان غیاث الدین کی غفلت
۲۲۳	وامغان پر قبضہ	۲۱۳	جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی
۲۲۳	تاتاریوں کی سرکوبی	۲۱۳	جلال الدین کی کامیابی
۲۲۵	وزیر السلطنت کی دھوکہ دہی	۲۱۵	نصرت الدین کا پیغام صلح

۲۳۳	دربار خلافت سے خلعت و تحائف
۲۳۵	پانچواں اور چھٹا واقعہ
۲۳۵	شمس الدین کی لشکر کشی
۲۳۶	جہان بہلوان کا انجام
۲۳۶	خراسان کی بربادی
۲۳۶	تاتاریوں کی آذربائیجان پر چڑھائی
۲۳۶	سلطان کی شکست اور روانگی
۲۳۷	وزیر السلطنت کی خط و کتابت
۲۳۷	تاتاریوں کی کامیابی
۲۳۷	وزیر السلطنت کا انجام
۲۳۸	فسادیوں کی سرکوبی
۲۳۸	ملک الاشرف و کیکاہ کی ناراضگی
۲۳۸	تاتاری طوفان کی آمد
۲۳۹	امیر اترخان کا خاتمہ
۲۳۹	سلطان جلال الدین منکبرس کا انجام
۲۳۹	سلطان جلال الدین منکبرس کی عادات و اطوار
۲۴۰	تاتاری لیٹرے
۲۴۱	شجرہ بلوک خولم

حصہ ہشتم

باب ۱

شام میں سلطنت بنو تمش

۲۴۱	حلب پر قبضہ
۲۴۱	فاطمی حاکم کے خلاف لشکر کشی
۲۴۶	سلطان ملک شاہ کا انتقال
۲۴۶	سلطان ملک شاہ کا انتقال
۲۴۶	ابراہیم بن قریش کی شکست
۲۴۶	تمش کی ناکامی
۲۴۶	آقسقر کا خاتمہ
۲۴۶	برکیاروق کی ناکامی

۲۴۵	مسلمانوں کی شکست
۲۴۵	اصفہان کا محاصرہ
۲۴۶	غیاث الدین کی ناراضگی
۲۴۶	قلعہ موت کا محاصرہ
۲۴۶	غیاث الدین کا انجام
۲۴۷	باغیوں کی سرکوبی
۲۴۷	وزیر السلطنت کی روانگی
۲۴۷	حورس پر چڑھائی
۲۴۷	خوئی کی فتح
۲۴۸	وزیر السلطنت کی کامیابی
۲۴۸	امیر مقدی کی ساز باز
۲۴۹	اطاعت پر رضامندی
۲۴۹	صفی الدین پر عنایت
۲۴۹	صفی الدین پر عتاب و رہائی
۲۴۹	ضیاء الدین کی برطرفی
۲۴۹	خلخال پر قبضہ
۲۴۹	عز الدین کا انجام
۲۴۹	وزیر سے ناراضگی
۲۴۱	تقیقچاق کی سلطان سے دوستی
۲۴۱	کستاسفی پر قبضہ
۲۴۱	شروان شاہ کی حاضری
۲۴۲	کرج سے مقابلہ
۲۴۲	سلطان کی پیشقدمی
۲۴۲	حسام الدین علی کا خاتمہ
۲۴۳	خلاط پر چڑھائی
۲۴۳	عز الدین ازبک کا انجام
۲۴۳	الملک الاشرف کی روانگی
۲۴۳	سلطان جلال الدین کو شکست
۲۴۳	مصالحات کا پیغام
۲۴۳	والئی جبل کی گرفتاری و رہائی
۲۴۳	دوسرا تیسرا اور چوتھا واقعہ

۲۵۴	لؤلؤ الخادم کا انجام	۲۴۷	سلطان تیش کا انجام
۲۵۴	حسام الدین مرتاش کی جانشینی	۲۴۷	رضوان بن تیش کی روانگی
۲۵۴	طغرکین کی پیشقدمی	۲۴۷	ابوالقاسم کا محاصرہ
۲۵۵	دمشق پر چڑھائی	۲۴۷	رضوان کی کامیابی
۲۵۵	تاج الدولہ بوری	۲۴۸	یوسف کا انجام
۲۵۵	مزدغانی	۲۴۸	دقاق بن تیش
۲۵۵	فرنگیوں کی پیش قدمی	۲۴۹	دقاق کی ناکامی
۲۵۶	دبیس کی گرفتاری اور دہائی	۲۴۹	فاطمی خلیفہ کا تذکرہ
۲۵۶	بوری کا انتقال	۲۴۹	انطاکیہ پر قبضہ
۲۵۶	شمس الملک اسماعیل	۲۴۹	رحبہ پر قبضہ
۲۵۶	شمس الملک کی پیشقدمی	۲۴۹	دقاق کا انتقال
۲۵۷	شمس الملک کا انجام	۲۵۰	طغرکین کی کامیابی
۲۵۷	شہاب الدین محمود	۲۵۰	ابوالغازی کا مشورہ
۲۵۸	یوسف کا انجام	۲۵۰	جکرمس سے مصالحت
۲۵۸	حمص پر حملہ	۲۵۰	ابی کا انتقال
۲۵۸	شاہ روم کی چڑھائی	۲۵۱	ابن ملاعب کی سرکشی
۲۵۸	زنگی کا عقد	۲۵۱	ابن ملاعب کا انجام
۲۵۹	شہاب الدین کا انجام	۲۵۱	فرنگیوں کا قبضہ
۲۵۹	فرنگی کی پیش قدمی	۲۵۱	فیکس کی ادائیگی
۲۵۹	فرنگیوں سے ساز باز	۲۵۱	اہل بصری کی اطاعت
۲۶۰	قاسش پر قبضہ	۲۵۲	فرنگیوں کی شکست
۲۶۰	فرنگیوں کی کامیابی	۲۵۲	غزہ پر قبضہ
۲۶۱	عماد الدین زنگی کا انتقال	۲۵۲	رمہ پر قبضہ
۲۶۱	مسلمانوں کا اتحاد	۲۵۲	اسلامی لشکر کی فتح
۲۶۱	عسقلان پر قبضہ	۲۵۲	مودود کا انجام
۲۶۱	فرنگیوں کی من مانی	۲۵۳	باہمی امداد کا معاہدہ
۲۶۱	نور الدین کی حکمت عملی	۲۵۳	طغرکین کی روانگی
۲۶۲	سلطنت تیش کا خاتمہ	۲۵۳	جنگ کے لئے پیشقدمی
۲۶۲	شجرہ خاندان تیش	۲۵۳	نا اتفاقی کا انجام
	باب ۲	۲۵۳	رضوان کا انتقال
	سلجوقی سلطنت قونیہ میں	۲۵۳	ابن الطاہر الصانع کا قتل
۲۶۳	سلیمان کی کامیابی		

۲۷۲	تاتاریوں کی چڑھائی
۲۷۳	کیقباد ثانی کا اظہار اطاعت
۲۷۳	کیقباد ثانی کا انتقال
۲۷۴	شرائط صلح
۲۷۴	قونیہ پر قبضہ
۲۷۴	کردوں کی گوثالی
۲۷۴	بیکو کی موت
۲۷۴	سلیمان برنواء
۲۷۵	عزالدین کا فرار
۲۷۵	ترکمانوں کا فرار
۲۷۵	بغادوت کا منصوبہ
۲۷۵	کیکاؤس کا انتقال
۲۷۵	رکن الدین قلیج ارسلان کا انجام
۲۷۶	تاتاریوں کا قتل
۲۷۶	برنواء کی گرفتاری
۲۷۶	جھائی کا قتل
۲۷۶	ترکمانوں کی حکومت
۲۷۷	شجرہ سلاطین قونیہ

باب ۳

سلجوقی سلاطین خلاط وارمینہ

۲۷۸	دیار بکر کی فتح
۲۷۸	سکمان کا انتقال
۲۷۹	سنجار کا محاصرہ
۲۷۹	سنجار پر قبضہ
۲۷۹	مصالحی وفد کی آمد
۲۷۹	الجزیرہ کا محاصرہ
۲۸۰	شاہ ارمن کا انتقال
۲۸۰	خلاط کا محاصرہ
۲۸۰	مکتر کا انجام
۲۸۰	قطع ارمنی کا قتل
۲۸۰	الملک المنصور

۲۶۳	سلیمان کا خاتمہ
۲۶۳	قلج ارسلان کی حکومت
۲۶۴	انطاکیہ پر قبضہ
۲۶۴	فرنگیوں سے جنگیں
۲۶۴	جکرس کی گرفتاری
۲۶۴	موصل کا محاصرہ
۲۶۵	قلج ارسلان کی کامیابی
۲۶۵	قلا دروس
۲۶۵	فرنگیوں سے لڑائی
۲۶۶	جاولی کی کامیابی
۲۶۶	قلج ارسلان کا خاتمہ
۲۶۶	ملطیہ پر قبضہ
۲۶۷	نورالدین کی پیش قدمی
۲۶۷	قلج ارسلان دوم کی ناراضگی
۲۶۷	صلح کی کوشش
۲۶۸	بیٹوں کا جھگڑا
۲۶۸	قلج ارسلان کا انتقال
۲۶۸	قطب الدین کا انتقال
۲۶۹	رکن الدین سلیمان کی پیشقدمی
۲۶۹	رکن الدین کا انتقال
۲۶۹	غیاث الدین کا انجام
۲۷۰	انقرہ پر قبضہ
۲۷۰	کیکاؤس کی پیش قدمی
۲۷۰	کیکاؤس کو شکست
۲۷۰	کیکاؤس کا انتقال
۲۷۱	کیقباد کی کامیابی
۲۷۱	خوارزم شاہ سے مقابلہ
۲۷۲	اکال کا تعاقب
۲۷۲	کنخسرو کا دور حکومت
۲۷۲	تاتاریوں کی پیش قدمی
۲۷۲	کیقباد ثانی کی حکومت

۲۹۰	حاکم عسقلان کی شہادت	۲۸۱	بلبان کی پیشقدمی
۲۹۰	طغرکین کی کامیابی	۲۸۱	ابن حکمر کی گرفتاری
۲۹۰	ابن ملاعب کی بغاوت	۲۸۱	اوحد نجم الدین ایوب کو شکست
۲۹۱	ابن ملاعب کا قتل	۲۸۱	بلبان کا انجام
۲۹۱	ابوطاہر الصائخ کا قتل	۲۸۲	نجم الدین کے خلاف بغاوت
۲۹۱	فرنگی حاکم کا انتقال	۲۸۲	سلجوقی سلطنت خلاط کا خاتمہ
۲۹۱	ابن عمار کی روائگی	۲۸۲	شجرہ سلاطین خلاط
۲۹۲	جاوہی کا معاہدہ		باب ۴
۲۹۲	معاہدہ کی خلاف ورزی		فرنگیوں سے جنگیں
۲۹۲	قیدیوں کی رہائی	۲۸۳	صلیبیوں کی آمد کے اسباب
۲۹۳	عسکری سے جنگ	۲۸۳	فرنگیوں کی پیش قدمی
۲۹۳	طغرکین کی کامیابی	۲۸۳	مسلمانوں کی پسائی
۲۹۳	طغرکین کی پیشقدمی	۲۸۳	عیسائیوں کا بیت المقدس پر قبضہ
۲۹۳	فرنگیوں کی فتوحات	۲۸۵	دربار خلافت میں اطلاع
۲۹۳	شمس المخلاط کی بغاوت	۲۸۵	فرنگیوں کی کامیابی
۲۹۳	سیدہ پر قبضہ	۲۸۵	ابن دانشمند
۲۹۵	صلح کا خراج	۲۸۶	جبلہ پر چڑھائی
۲۹۵	طلب کا وفد	۲۸۶	جبلہ پر قبضہ
۲۹۵	جہاد کا حکم	۲۸۶	فرنگیوں سے لڑائیاں
۲۹۵	اسلامی فوج کی پیش قدمی	۲۸۷	طرابلس پر چڑھائی
۲۹۵	قلعہ قل باشر کا محاصرہ	۲۸۷	ضجیل کی پیش قدمی
۲۹۶	سلمان کا انتقال	۲۸۷	فرنگی حاکم کی شکست
۲۹۶	مسلمانوں کی روائگی	۲۸۷	سعد الدولہ کی موت
۲۹۶	طغرکین کی چڑھائی	۲۸۷	شرف المعالی کی کامیابی
۲۹۶	سکری کی وفات	۲۸۸	فرنگیوں کے زیر قبضہ علاقے
۲۹۷	اسلامی لشکر کی کامیابی	۲۸۸	صیقل اور عکا پر قبضہ
۲۹۷	مودود کی موت	۲۸۸	قراجا کا قتل
۲۹۷	ابوالغازی اور طغرکین کی مخالفت	۲۸۸	حران کا دفاع
۲۹۸	طویل جنگ کی تیاری	۲۸۹	الحمص کی گرفتاری
۲۹۸	اسلامی لشکر کی پیش قدمی	۲۸۹	سلمان کی روائگی
۲۹۹	فرنگیوں کا حملہ	۲۸۹	رضوان کی شکست

۳۰۷	عسقلان پر قبضہ	۲۹۹	طغریکین کی پیش قدمی
۳۰۷	عمر کی بغاوت	۲۹۹	مراغہ پر قبضہ
۳۰۷	زویلیہ میں قتل عام	۲۹۹	مسلمانوں کی فتح
۳۰۸	اہل زویلیہ کی فریاد	۳۰۰	فرنگی حکام کی گرفتاری
۳۰۸	تونس پر قبضہ	۳۰۰	شہر صور
۳۰۸	عبدالمومن کی پیشقدمی	۳۰۱	فرنگیوں کا صور پر قبضہ
۳۰۸	عبدالمومن کی کامیابی	۳۰۱	برستی کا قتل
۳۰۹	فرنگیوں کی واپسی	۳۰۱	عمادالدین زنگی
۳۰۹	مہدیہ پر قبضہ	۳۰۱	فرنگیوں کی پیشقدمی
۳۰۹	مصر پر حملہ	۳۰۱	فرنگیوں کی متحدہ فوج
۳۰۹	شیرکوہ کا محاصرہ	۳۰۲	طرابلس پر چڑھائی
۳۰۹	فرنگیوں سے صلح	۳۰۲	بانیاس پر قبضہ
۳۱۰	صلح کی شرائط	۳۰۲	شمس الملوک کی دھاک
۳۱۰	فرنگیوں کا معاہدہ	۳۰۳	عیسائیوں کی دست درازی
۳۱۰	مصر پر چڑھائی	۳۰۳	سسی پر چڑھائی
۳۱۱	فاطمی خلیفہ کی درخواست	۳۰۳	شاہ راجہ کا انتقال
۳۱۱	اہل مصر کا پیغام	۳۰۳	جزیرہ جریرہ پر قبضہ
۳۱۱	شاہ راجہ کا انجام	۳۰۴	فرنگیوں کو شکست
۳۱۱	فرنگیوں کا منصوبہ	۳۰۴	طرابلس الغرب پر چڑھائی
۳۱۲	قسطنطنیہ کی فتح	۳۰۴	فرنگیوں کی پیش قدمی
۳۱۲	فرنگیوں کا قبضہ	۳۰۴	طرابلس پر قبضہ
۳۱۳	رومیوں اور فرنگیوں میں جنگ	۳۰۴	مسلم امراء کی خود مختاری
۳۱۳	قرعہ اندازی	۳۰۵	یوسف کی دھمکی
۳۱۳	شکری کا قبضہ	۳۰۵	یوسف کا انجام
	باب ۵	۳۰۵	معاہدہ کی خلاف ورزی
	دیار بکر کی سلطنت بنو ارتق	۳۰۵	حاکم مہدیہ کا فرار
۳۱۴	ارتق کا انتقال	۳۰۶	مہدیہ پر قبضہ
۳۱۴	مسلم حکام میں اختلاف	۳۰۶	حسن بن علی کا قیام
۳۱۵	قلعہ کیفا پر قبضہ	۳۰۶	فرنگیوں کا حملہ
۳۱۵	مالک بن بہرام	۳۰۶	صلیبیوں کا باہمی تنازعہ
۳۱۵	سلمان اور جکر مس کا اتحاد	۳۰۶	راجہ ثانی کا انتقال

۳۲۳	ماردین کے حکمران	۳۱۵	ماردین کا قلعہ
۳۲۳	بارہواں سلطان	۳۱۵	کردوں سے لڑائی
۳۲۳	حکام قلعہ کیفا	۳۱۶	یا قوتی کا انجام
۳۲۳	قطب الدین ستمان کا انتقال	۳۱۶	ستمان کا انتقال
۳۲۳	شہر پر قبضہ	۳۱۶	ابوالغازی کی برطرفی
۳۲۳	محمود کا انتقال	۳۱۷	ابوالغازی کی روانگی
۳۲۵	مسعود پر چڑھائی	۳۱۷	ابوالغازی کا فرار
۳۲۵	حکام قلعہ خرت برت	۳۱۷	رہا کا محاصرہ
۳۲۵	سلطان بنو ستمان کا خاتمہ	۳۱۷	فرنگیوں کو شکست
۳۲۶	خاندان بنو ارتق کا شجرہ	۳۱۸	بیٹے کی گرفتاری
	باب ۶	۳۱۸	ابوالغازی کی سازش
	سلطنت زنگی الجزیرہ و شام	۳۱۸	سلطان محمد کا حکم
۳۲۷	اہل حلب کی خود مختاری	۳۱۸	متفقہ فیصلہ
۳۲۷	آقسقر کی تقرری	۳۱۹	فرنگیوں کی کامیابی
۳۲۸	تمش کی حکومت	۳۱۹	کوتلو کا انجام
۳۲۸	آقسقر کا انجام	۳۱۹	حلب کی حکومت
۳۲۸	زنگی بن آقسقر	۳۱۹	حلب کا محاصرہ
۳۲۸	ستمان کی شکست	۳۲۰	ابوالغازی کا حملہ
۳۲۸	موصل کے حکام	۳۲۰	صلح کا معاہدہ
۳۲۹	دبیس کی سرکشی	۳۲۰	ابوالغازی کی روانگی
۳۲۹	سلطان محمود کی کامیابی	۳۲۰	سازش کا انکشاف
۳۲۹	آغاز حکومت زنگی	۳۲۱	بدرالدولہ کی تقرری
۳۳۰	برستی کا انجام	۳۲۱	حسام الدین تمرناش کی روانگی
۳۳۰	صلح کا پیغام	۳۲۱	فرنگیوں کی شکست
۳۳۰	کوتوال کا عہدہ	۳۲۱	ابوالغازی کا انتقال
۳۳۰	فوج کی بد نظمی	۳۲۱	مالک بن بہرام کی پیش قدمی
۳۳۱	وفد کی ملاقات	۳۲۲	حلب کی حکومت
۳۳۱	زنگی کا استقبال	۳۲۲	دیار بکر کے قلعوں کی فتح
۳۳۱	زنگی کی پیش قدمی	۳۲۲	تمرناش کا انتقال
۳۳۲	فرمان کی نشانی	۳۲۳	سلطان عادل کو شکست
۳۳۲	قطائع ابہ کا محاصرہ	۳۲۳	المصور

۳۳۲	بعلبک کی فتح	۳۳۲	دونوں حاکموں کی صلح
۳۳۲	دمشق کا محاصرہ	۳۳۲	حلب میں آمد
۳۳۳	بانیاس پر فرنگیوں کا قبضہ	۳۳۳	جہاد کے لیے روانگی
۳۳۳	شہر زور کی فتح	۳۳۳	فرنگی قلعوں کی فتح
۳۳۳	دیگر جنگی قلعوں کی فتح	۳۳۳	سرخش پر قبضہ
۳۳۴	سلطان مسعود سے صلح	۳۳۴	دہیس سے حسن سلوک
۳۳۴	دیگر قلعوں کی فتح	۳۳۴	خلیفہ کا پیغام
۳۳۴	نائب حاکم کا قتل	۳۳۴	بغداد کا محاصرہ
۳۳۴	قاتلوں کی گرفتاری	۳۳۴	جنگ کا نتیجہ
۳۳۵	اتابک زنگی کی چڑھائی	۳۳۵	بادشاہت کا مطالبہ
۳۳۵	اتابک زنگی کا انجام	۳۳۵	فرنگیوں سے جنگ
۳۳۵	زنگی کا کردار	۳۳۵	واعظ کی گرفتاری
۳۳۵	زنگی کی انگوٹھی	۳۳۶	موصل کا محاصرہ
۳۳۵	الپ ارسلان کی گرفتاری	۳۳۶	حماة پر قبضہ
۳۳۶	مسلمانوں کے خلاف بغاوت	۳۳۶	اہم قلعوں کی فتح
۳۳۶	بعلبک کی فتح	۳۳۷	غیر مفتوحہ قلعے
۳۳۶	غازی کی تباہ کاری	۳۳۷	دوسری روایت
۳۳۷	دمشق پر چڑھائی	۳۳۸	ہکاریہ کے قلعے
۳۳۷	قلعہ العریمہ پر قبضہ	۳۳۸	علی کی موت
۳۳۷	سیف الدین غازی کا انتقال	۳۳۸	حاکم دمشق کا انجام
۳۳۸	سیف الدین غازی کا کردار	۳۳۸	دمشق کا محاصرہ
۳۳۸	موصل کی حکومت	۳۳۸	بغاوت کا منصوبہ
۳۳۸	سنجار پر قبضہ	۳۳۹	خلیفہ کی برطرفی
۳۳۸	مصالحات	۳۳۹	زنگی کی تصدیق
	عہد نور الدین کے خاص واقعات	۳۳۹	لازقیہ پر چڑھائی
۳۳۹	برنس کا قتل	۳۳۹	حمص پر چڑھائی
۳۳۹	اقامیہ پر قبضہ	۳۳۹	قلعہ بقدوین کی فتح
۳۳۹	مسلمانوں کی شہادت	۳۳۹	حمص کی فتح
۳۳۹	جو سکین کا پیغام	۳۴۰	شاہ روم کی پیشقدمی
۳۳۹	شام کے قلعوں کی فتح	۳۴۰	زنگی کی فوجی حکمت عملی
۳۵۰	دمشق کی فتح	۳۴۱	مسلمانوں کا احتجاج

۳۵۹	فرنگیوں کا قتل	۳۵۰	دیگر قلعوں کی فتح
۳۵۹	زبردست زلزلے	۳۵۱	تاریخ قلعہ شیراز
۳۶۰	سیف الدین کی حکومت موصل میں	۳۵۱	قلعہ شیراز کی فتح
۳۶۰	نور الدین کی پیش قدمی	۳۵۱	ابن خلکان کی روایت
۳۶۰	موصل پر نور الدین کا قبضہ	۳۵۲	بیانات میں فرق
۳۶۰	جہاد کے لئے روانگی	۳۵۲	بعلبک کی فتح
۳۶۱	صلاح الدین کی پریشانی	۳۵۲	بغاوت کی سرکوبی
۳۶۱	صلاح الدین کا خط	۳۵۲	سلیمان شاہ کے حالات
۳۶۱	فرنگیوں کی گوشمالی	۳۵۳	سلیمان شاہ کی مسند نشینی
۳۶۱	خبر رسانی کا انتظام	۳۵۳	نور الدین کی فوجی تیاریاں
۳۶۲	فرنگیوں کی ناکامی	۳۵۳	طرابلس پر چڑھائی
۳۶۲	مطیح بن لیون کی کارروائیاں	۳۵۳	ابن نصری کی برطرفی
۳۶۲	سلطان نور الدین کی چڑھائی	۳۵۳	فرنگیوں سے مقابلہ
۳۶۲	مصالحات	۳۵۳	مسلمانوں کی کامیابی
۳۶۳	خليفة کا فرمان	۳۵۵	فرنگی حکام کی گرفتاری
۳۶۳	سلطان نور الدین اور صلاح الدین کی روانگی	۳۵۵	قلعہ بانیاہ کی فتح
۳۶۳	نجم الدین ایوب کا انتقال	۳۵۵	امیر الجیوش
۳۶۳	سلطان نور الدین کے مطالبات	۳۵۵	وزیر شاور کا فرار
۳۶۳	سلطان نور الدین کا انتقال	۳۵۶	شیرکوہ کی چڑھائی
۳۶۳	نور الدین کا کردار	۳۵۶	شاور کی بحالی
۳۶۳	عوامی خدمات	۳۵۶	شاور کی بے وفائی
۳۶۳	ملک صالح کی بیعت	۳۵۶	فرنگیوں سے مصالحت
۳۶۳	قلعہ موصل کی حکمرانی	۳۵۷	شیرکوہ کی واپسی
۳۶۳	سیف الدین کی کامیابی	۳۵۷	مصر کی فتح
۳۶۵	ملک صالح کو پیغام	۳۵۷	غازی صلاح الدین ایوبی کی حکومت
۳۶۵	فرنگیوں سے صلح	۳۵۷	سلطان نور الدین کے کارنامے
۳۶۵	حلب پر حملے کا خطرہ	۳۵۷	فرنگی قلعوں کی فتح
۳۶۵	حلب کی حکمرانی	۳۵۸	قلعہ ہمر کی فتح
۳۶۶	دمشق کی فتح		موصل کے واقعات
۳۶۶	قلعہ دمشق کی فتح	۳۵۹	نور الدین عبدالمسیح کی تقرری
۳۶۶	حمص پر قبضہ	۳۵۹	نجم الدین ایوب کا استقبال

۳۷۴	منظر الدین کوکبری کی گرفتاری	۳۶۶	حلب کا محاصرہ
۳۷۴	سلطان کی روانگی	۳۶۷	قتل کی سازش
۳۷۴	موصل کا محاصرہ	۳۶۷	فرنگیوں کی روانگی
۳۷۵	مجاہد الدین قایمان کی مشاورت	۳۶۷	قلعہ کی فتح
۳۷۵	میا قارقین کی فتح	۳۶۷	بعلبک پر قبضہ
۳۷۵	فسادات کی آگ	۳۶۷	امدادی فوج کی روانگی
۳۷۵	حاکم اربل کا انتقال	۳۶۸	عزالدین کی شکست
۳۷۵	حاکم کی تقرری	۳۶۸	صلح کا پیغام
۳۷۶	نجر شاہ کی حکومت	۳۶۸	سلطان صلاح الدین کی فتح
۳۷۶	سلطان کی فوجی امداد	۳۶۸	بغدین کی فتح
۳۷۶	محاصرہ کا حکم	۳۶۸	سیف الدین غازی کی فوجی تیاری
۳۷۶	عزالدین کے مشورے	۳۶۹	سپہ سالار کی برطرفی
۳۷۷	عزالدین کی واپسی	۳۶۹	سلطان صلاح الدین کی فتوحات
۳۷۷	عزالدین کا انتقال	۳۶۹	شہاب الدین کی اطاعت
۳۷۷	عماد الدین کا انتقال	۳۶۹	قلعہ حارم کی فتح
۳۷۷	نصیبین پر چڑھائی	۳۷۰	ملک صالح کا انتقال
۳۷۸	قایمان کا انتقال	۳۷۰	عزالدین کی آمد
۳۷۸	سلطان عادل کی واپسی	۳۷۰	عزالدین کی حلب کی روانگی
۳۷۸	اہل مار دین کی کامیابی	۳۷۰	سلطان صلاح الدین کی پیش قدمی
۳۷۸	سلطان ظاہر کا پیغام	۳۷۱	ربا کی فتح
۳۷۸	الجزیرہ کی جانب پیش قدمی	۳۷۱	مزید کامیابیاں
۳۷۹	نصیبین پر چڑھائی	۳۷۱	شب خون کا خطرہ
۳۷۹	نجر شاہ کے مظالم	۳۷۲	صلح کی کوشش
۳۸۰	نجر شاہ کا انجام	۳۷۲	سنجار پر قبضہ
۳۸۰	محمود بن نجر کی بیعت	۳۷۲	حاکم نصیبین کی طرفی
۳۸۰	سلطان نور الدین کے بیٹے کا نکاح	۳۷۲	جنگ کی تیاریاں
۳۸۰	خابورو نصیبین پر قبضہ	۳۷۲	حلب آمد پر قبضہ
۳۸۰	معاہدہ کی خلاف ورزی	۳۷۳	قلعہ حارم کی فتح
۳۸۱	فریقین میں صلح	۳۷۳	مجاہد الدین کی گرفتاری
۳۸۱	ارسلان شاہ کا انتقال	۳۷۳	صلح کی دوبارہ کوشش
۳۸۱	القاہرہ کا انتقال	۳۷۳	سلطان صلاح الدین کی ناراضگی

سلطنت خاندان ایوبی

۳۹۰	عماد الدین زنگی کی حمایت
۳۹۰	معشق کی فتح
۳۹۱	مصر کی فاطمی سلطنت
۳۹۱	آغاز سلطنت ایوبی
۳۹۱	شاہد کی فریاد
۳۹۱	معاہدہ کی خلاف ورزی
۳۹۲	مصریوں اور فرنگیوں کا اتحاد
۳۹۲	غداروں کا بدلہ
۳۹۳	زبردست مقابلہ
۳۹۳	جنگ کا نتیجہ
۳۹۳	اسکندریہ پر قبضہ
۳۹۳	قرنگیوں سے صلح
۳۹۳	مصریوں پر ٹیکس
۳۹۳	جنگ کی تیاریاں
۳۹۳	فرنگی فوج کی پیش قدمی
۳۹۳	آپس میں مصالحت
۳۹۳	خلیفہ عاضد کا پیغام
۳۹۳	سپہ سالاروں کی تقرری
۳۹۳	فرنگیوں کی واپسی
۳۹۵	شاہد کا انجام
۳۹۵	شیرکوہ کی وزارت
۳۹۶	شیرکوہ کا انتقال
۳۹۶	وزرات کے امیدوار
۳۹۶	صلاح الدین کی تقرری
۳۹۶	ایک ناکام سازش
۳۹۷	قراقوش کی تقرری
۳۹۷	فرنگیوں کا حملہ
۳۹۷	نور الدین کی چڑھائی
۳۹۸	الکرک کا محاصرہ
۳۹۸	نجم الدین ایوب کا خیر مقدم

۳۸۱	نور الدین کا کردار
۳۸۲	عماد الدین کی چالاکی
۳۸۲	عہد شکنی
۳۸۲	عماد الدین کی کامیابی
۳۸۲	لشکر موصل کی کامیابی
۳۸۳	فریقین میں صلح
۳۸۳	موصل پر چڑھائی
۳۸۳	مصالحت
۳۸۳	حاکم سنجاہ کا انتقال
۳۸۳	قلعہ کواشی پر قبضہ
۳۸۳	مظفر الدین کی حکمت عملی
۳۸۳	ناکام سازش
۳۸۵	تل اعصر کی فتح
۳۸۵	حاکم سنجاہ کی روانگی
۳۸۵	مظفر سے صلح
۳۸۵	موصل کے قلعوں کی فتح
۳۸۶	قلعہ سوس پر قبضہ
۳۸۶	بھائیوں کی خانہ جنگی
۳۸۶	بغاوت کا خاتمہ
۳۸۷	جلال الدین کی چڑھائی
۳۸۷	مخالفین کی واپسی
۳۸۷	تاتاری فتنہ
۳۸۸	مظفر الدین کا انتقال
۳۸۸	فوج کا مستقبل
۳۸۸	خوارزمی فوج سے لڑائی
۳۸۸	لوتو کی شکست
۳۸۸	ہلاکو کا بغداد پر قبضہ
۳۸۹	لوتو کا انتقال
۳۸۹	زنگی حکومت کا خاتمہ
۳۸۹	شجرہ نسب سلطنت زنگی

۴۰۵	قتل کی سازش	۳۹۸	یہ پر قبضہ
۴۰۵	مصالحات	۳۹۸	قاسیوں کی برطری
۴۰۶	سردار سان کی جان بخشی	۳۹۸	فسادیوں کی گوثالی
۴۰۶	توران شاہ کی تقرری	۳۹۸	خلیفہ کے نام کا خطبہ
۴۰۶	قاہرہ کی فصیل	۳۹۹	خلیفہ عاصد کا انتقال
۴۰۶	توران شاہ کی پیش قدمی	۳۹۹	شاہی ذخیرے
۴۰۶	مسلمانوں کی شکست	۳۹۹	عاصد کے اہل و عیال سے سلوک
۴۰۷	بھائی کے نام خط	۳۹۹	خلیفہ عاصد کی سیرت
۴۰۷	فرنگیوں کی چڑھائی	۳۹۹	بغداد میں خوشی کا اظہار
۴۰۷	فرنگیوں کی شکست	۳۹۹	نور الدین اور صلاح الدین کے تعلقات
۴۰۷	بعلبک کی حکمرانی	۴۰۰	نجم الدین ایوب کا انتقال
۴۰۸	فرنگیوں کا تعاقب	۴۰۰	طرابلس الغرب پر قبضہ
۴۰۸	فرنگی قلعہ کا محاصرہ	۴۰۰	قراقوش کی فتوحات
۴۰۸	حاکم رملہ کی گرفتاری	۴۰۱	قراقوش کا قتل
۴۰۸	فرنگی قلعہ پر قبضہ	۴۰۱	نوبہ پر قبضہ
۴۰۹	قلعہ رعیان کا تازہ	۴۰۱	یمین پر قبضہ
۴۰۹	قلعہ ارسلان کی ناراضگی	۴۰۲	دارالحکومت کی تبدیلی
۴۰۹	صلح کی کوشش	۴۰۲	سازش کا خاتمہ
۴۰۹	قلعہ بن الیون کے علاقے	۴۰۲	فرنگیوں کی مصر پر چڑھائی
۴۱۰	قلعہ ابن الیون کی سرکوبی	۴۰۳	بغداد کا قلعہ قمع
۴۱۰	الکرک پر چڑھائی	۴۰۳	نور الدین زنگی کا انتقال
۴۱۰	دمشق کی حکومت	۴۰۳	صلاح الدین کی ناراضگی
۴۱۰	توران شاہ کا انتقال	۴۰۳	حلب کے حالات
	یمین کے دیگر واقعات	۴۰۳	دمشق پر قبضہ
۴۱۱	مبارک بن کامل پر عتاب	۴۰۳	حمص پر قبضہ
۴۱۱	یمین کی اندرونی صورتحال	۴۰۴	حلب پر چڑھائی
۴۱۱	حطان پر عتاب	۴۰۴	قلعہ حمص پر قبضہ
۴۱۱	عثمان زنجیلی کا فرار	۴۰۴	بعلبک پر قبضہ
۴۱۲	قلعہ البیرہ کی فتح	۴۰۴	سلطان صلاح الدین کی کامیابی
۴۱۲	فرنگیوں کی سرکوبی	۴۰۵	مقبوضہ علاقوں پر حکام کی تقرری
۴۱۳	منظر الدین کی ہمدردی	۴۰۵	صلاح الدین کی مزید کامیابیاں

۴۲۱	ناصرالدین کا انتقال	۴۱۳	سلطان کی جنگی چال
۴۲۱	سلطنت کی تقسیم	۴۱۳	سلطان کی فتوحات
۴۲۲	فرنگیوں کے واقعات	۴۱۳	فرنگیوں کی چڑھائی
۴۲۲	مسلمانوں کی کامیابی	۴۱۴	جنگ موصل
۴۲۲	چالاک فرنگی حاکم	۴۱۴	صلح کی ناکام کوشش
۴۲۲	حاجیوں کا قافلہ	۴۱۴	سنجار پر قبضہ
۴۲۳	فرنگی قوم کی غداری	۴۱۴	شاہرین کی پیش قدمی
۴۲۳	سلطان کی حکمت عملی	۴۱۵	اسلامی بحری بیڑے کی کامیابی
۴۲۳	طبریہ پر قبضہ	۴۱۵	فرخ شاہ کا انتقال
۴۲۳	اسلامی لشکر کی کامیابی	۴۱۶	آمد پر قبضہ
۴۲۴	فرنگی قیدیوں کی طلبی	۴۱۶	تل خالد و عتاربہ پر قبضہ
۴۲۴	ایمنڈ کا انجام		اللہ تعالیٰ کی مدد
۴۲۴	قلعہ طبریہ کی فتح	۴۱۷	بحری جنگ میں کامیابی
۴۲۵	فرنگی قیدیوں سے سلوک	۴۱۷	رحمت کی بارش
۴۲۵	عکا پر قبضہ	۴۱۷	ملک صالح کا انتقال
۴۲۶	فرنگی تاجر مارکونیس	۴۱۷	حلب پر قبضہ
۴۲۶	عسقلان پر قبضہ	۴۱۸	تاج السلوک کا انتقال
۴۲۷	بیت المقدس کی فتح	۴۱۸	قلعہ حارم پر قبضہ
۴۲۸	سلطان کا حسن سلوک	۴۱۸	نئے حکام کی تقرری
۴۲۸	شعائر بیت المقدس کی طرف توجہ	۴۱۸	سلطان کی پیش قدمی
۴۲۹	شہر صور پر چڑھائی	۴۱۸	حکام کی تبدیلیاں
۴۲۹	سپہ سالاروں کی تقرری	۴۱۹	الکرک پر چڑھائی
۴۲۹	سمندری لڑائی	۴۱۹	سلطان کی واپسی
۴۲۹	فوجوں کی واپسی	۴۱۹	سلطان کی چڑھائی
۴۲۹	صور پر قبضہ		خلاط کے واقعات
۴۳۰	کوکب و صفد پر چڑھائی	۴۲۰	شاہرین کا انتقال
۴۳۰	دمشق میں آمد	۴۲۰	قطب الدین کا انتقال
۴۳۰	سلطان کی روانگی	۴۲۰	میا فارقین پر قبضہ
۴۳۱	جبلہ کا حاکم	۴۲۱	سلطان کی روانگی
۴۳۱	قلعہ طرسوس کی فتح	۴۲۱	مصالحات
۴۳۱	جبلہ پر قبضہ	۴۲۱	مملکت کی تقسیم

۴۴۰	مصر کا بحری بیڑہ	۴۳۱	الاذقیہ پر قبضہ
۴۴۰	جرمن فوج کی آمد	۴۳۱	فرنگی قلعوں پر قبضہ
۴۴۱	جرمن فوج کی واپسی	۴۳۲	سرین کی فتح
۴۴۱	فلج ارسلان کی بے بسی	۴۳۲	قلعہ برزیہ پر قبضہ
۴۴۱	سلطان صلاح الدین کے مشورے	۴۳۳	مسلمان قیدی
۴۴۱	عکا کا معرکہ	۴۳۳	درساک پر قبضہ
۴۴۱	فرنگیوں کی تیاریاں	۴۳۳	قلعہ بغراس پر قبضہ
۴۴۲	خوراک کی فراہمی	۴۳۳	مصالحات
۴۴۲	فرنگی ملکہ کی آمد	۴۳۴	سلطان کی واپسی
۴۴۲	جنگ کی بھرپور تیاری	۴۳۴	سلطان کی فتوحات
۴۴۲	فرنگیوں کا قتل عام	۴۳۵	فرنگی کمک
۴۴۲	غلہ کی مہنگائی	۴۳۵	قلعہ شقیف پر چڑھائی
۴۴۳	فوجوں کی آمد و رفت	۴۳۵	فرنگیوں کا اتحاد
۴۴۳	زین الدین کا انتقال	۴۳۵	سلطان کی پیش قدمی
۴۴۳	مظفر الدین کو کبری	۴۳۵	فرنگیوں کی پسپائی
۴۴۳	تقی الدین کی کامیابی	۴۳۶	اسلامی لشکر کی شہادت
۴۴۴	بکتر کی حکومت	۴۳۶	مسلمانوں کی شکست
۴۴۴	فرنگی قیادت	۴۳۶	شہر صور
۴۴۴	بحری جنگ کی تیاری	۴۳۶	رضا کاروں کی بھرتی
۴۴۴	شہر کا دفاع	۴۳۷	عکا پر فرنگیوں کی چڑھائی
۴۴۴	مسلمانوں کا بحری جہاز	۴۳۷	اسلامی افواج کی آمد
۴۴۵	اہل عکا کی پریشانی	۴۳۷	دفاعی جنگ
۴۴۵	فرنگیوں کا پیغام	۴۳۷	فرنگیوں کی حکمت عملی
۴۴۵	عکا پر قبضہ	۴۳۸	مسلمانوں کی فوج چھاؤنیاں
۴۴۵	فرنگیوں کی عہد شکنی	۴۳۸	فرنگیوں کا اچانک حملہ
۴۴۵	قیدیوں سے سلوک	۴۳۸	فرنگیوں کا قتل عام
۴۴۶	فرنگیوں کی پیش قدمی	۴۳۸	قونج کا عارضہ
۴۴۶	فرنگیوں کی کامیابی	۴۳۹	فرنگیوں کی حفاظتی تدابیر
۴۴۶	یافا پر قبضہ	۴۳۹	مصری فوج کی آمد
۴۴۶	عسقلان پر چڑھائی	۴۳۹	فریقین میں دوبارہ جنگ
۴۴۶	مصالحات پر تجویز	۴۴۰	دعوت جہاد

یمن کے حکمران

۳۵۵	اسماعیل کی تقرری
۳۵۵	الناصر کی تقرری
۳۵۵	سلیمان بن تقی الدین کی تقرری
۳۵۵	قطب الدین محمد
۳۵۶	ملک العزیز کا انتقال
۳۵۶	افضل کی تقرری
۳۵۶	افضل کی کارروائی
۳۵۶	دمشق کا محاصرہ
۳۵۷	فوجوں کی واپسی
۳۵۷	ماردین کا دفاع
۳۵۷	اہل ماروین کی کامیابی
۳۵۸	حاکم موصل کا پیغام
۳۵۸	مصر پر ملک عادل کا قبضہ
۳۵۸	عادل کے خلاف سازش
۳۵۹	ملک عادل کا حکم
۳۵۹	باہمی اختلافات
۳۵۹	مصالحات کی شرائط
۳۵۹	نور الدین کی پیش قدمی
۳۶۰	فریقین میں مصالحت
۳۶۰	قلعہ نجم کا تنازعہ
۳۶۰	ملک عادل کے خلاف بغاوت
۳۶۰	محمود کا خطرہ
۳۶۱	نصیبین کا محاصرہ
۳۶۱	نور الدین کی شکست
۳۶۱	صلح کا معاہدہ
۳۶۱	فرنگیوں کی چڑھائی
	شاہ ارمن سے مقابلے
۳۶۲	مسلمانوں کی شکست
۳۶۲	خلاط کی فتح
۳۶۲	باغیوں کی گوثالی

۳۴۷	فرنگیوں سے جھڑپیں
۳۴۷	فرنگیوں کی پریشانی
۳۴۷	فرقہ باطنیہ کی کارروائی
۳۴۸	تقی الدین کا انتقال
۳۴۸	افضل کی درخواست
۳۴۸	سلطان کی خط و کتابت
۳۴۸	فرنگیوں کی چڑھائی
۳۴۹	یافا پر قبضہ
۳۴۹	شاہ انگلستان کی درخواست
۳۴۹	معاہدہ جنگ بندی
۳۵۰	بیت المقدس کی تعمیر و مرمت
۳۵۰	سلطان کی واپسی
۳۵۰	سلطان کا انتقال
	باب ۸

سلطان صلاح الدین کے جانشین

۳۵۱	مملکت کی تقسیم
۳۵۱	حملہ کاؤر
۳۵۲	حاکم موصل کا انتقال
۳۵۲	ملک العزیز کی لشکر کشی
۳۵۲	صلح نامہ
۳۵۲	العزیز کی پیش قدمی
۳۵۲	عادل کی حکمت عملی
	ملک عادل کی کامیابیاں
۳۵۳	دمشق پر چڑھائی
۳۵۳	عادل کی دمشق پر حکومت
۳۵۴	فرنگی فوج کا بیروت پر قبضہ
۳۵۴	صيدا اور صور پر چڑھائی
۳۵۴	فرنگیوں کی ناکامی
۳۵۴	مخالفانہ ساز باز

۴۷۱	صلح کی کامیاب کوشش	۴۶۳	فرنگیوں کے حملے
۴۷۱	اشرف کی حکمت عملی	۴۶۳	ملک عادل کی چڑھائی
۴۷۲	ابن المصطوب کی ناکامی	۴۶۳	اہل خلاط کی گوثالی
۴۷۲	ابن المصطوب کا انتقال		سنجار کے واقعات
۴۷۲	اشرف کی مصالحت	۴۶۳	خابور پر قبضہ
۴۷۲	سنجار پر قبضہ	۴۶۳	سنجار کا دفاع
۴۷۲	صلح کی کوشش	۴۶۳	صلح کی تجویز
	دھیاط کا دوسرا معرکہ	۴۶۳	جنگ بندی اور واپسی
۴۷۳	امداد علی	۴۶۵	قلعوں کی مسامری
۴۷۳	فرنگیوں کی چڑھائی	۴۶۵	ملک ظاہر کا انتقال
۴۷۳	صلح کی ناکام کوشش		یمین کے واقعات
۴۷۳	فرنگیوں کی ناکامی	۴۶۵	سلیمان کا کردار
۴۷۳	دھیاط پر قبضہ	۴۶۵	یمین پر قبضہ
	عادل کے بیٹوں کے اختلافات	۴۶۵	مسعود کی حرکت
۴۷۵	معظم کی دشمنی	۴۶۶	مسعود کا انتقال
۴۷۵	اشرف کے خلاف بغاوت	۴۶۶	دھیاط کا معرکہ
۴۷۵	حمص کا محاصرہ	۴۶۶	فرنگیوں کی چڑھائی
۴۷۵	مصالحت کی کوشش	۴۶۷	زبردست جنگ
۴۷۵	خلاط کا محاصرہ	۴۶۷	مسلمانوں کی شکست کے اسباب
۴۷۵	مصالحت پر آمادگی	۴۶۷	دھیاط پر قبضہ
۴۷۵	ناصر بن معظم کا دور حکومت	۴۶۷	ملک عادل کا انتقال
۴۷۶	بیت المقدس پر قبضہ	۴۶۸	مملکت کی تقسیم
۴۷۶	دمشق پر اشرف کی حکومت	۴۶۸	بیٹوں کی خود مختاری
۴۷۶	مسعود بن کامل کا انتقال		باب ۹
۴۷۶	حماہ پر قبضہ		ملک کامل کا دور حکومت
۴۷۶	ماروین کا قلعہ	۴۶۹	تقی الدین کی فتوحات
۴۷۶	ناصر کا انتقال	۴۶۹	حماہ کی حکمرانی
۴۷۷	بعلبک پر قبضہ	۴۶۹	شرپسندوں کی سرکوبی
	جلال الدین خوارزم شاہ کی مہمات	۴۷۰	کیا دوس اور افضل کے مشترکہ حملے
۴۷۷	فتح کا سبب	۴۷۰	اشرف کی چڑھائی
۴۷۷	حسام الدین کا انجام		موصل کے حالات
		۴۷۱	عماد الدین زنگی

۲۸۵	الکرک پر قبضہ	۲۷۷	خلاط پر قبضہ
	مملکت ایوبی کا زوال	۲۷۸	آمد پر قبضہ
۲۸۵	ملک صالح کا انتقال	۲۷۸	صالح نجم الدین ایوب کی تقرری
۲۸۵	بھرپور جنگ	۲۷۸	متحدہ فوج کی کامیابی
۲۸۵	جنگ کا نتیجہ	۲۷۸	فریقین میں صلح
۲۸۶	بحریہ موالی	۲۷۹	شیرز پر قبضہ
۲۸۶	قتل کی سازش	۲۷۹	محمد بن العزیز کا انتقال
۲۸۶	معظم توران شاہ کا انجام	۲۷۹	کیقباد کی پیش قدمی
۲۸۶	مصر کی ملکہ	۲۷۹	بھائیوں میں اختلافات
۲۸۶	دمیاط پر قبضہ	۲۷۹	اشرف کا انتقال
۲۸۷	فتح الدین عمر	۲۷۹	دمشق پر چڑھائی
۲۸۷	دمشق کی حکومت	۲۸۰	کامل بن عادل کا انتقال
۲۸۷	موی اشرف کی تقرری		مصر و شام کی آزاد مملکت
۲۸۷	ترکوں کی بغاوت	۲۸۰	دمشق کی حکومت
۲۸۷	ناصر یوسف کی روانگی	۲۸۰	یونس جواد کا انجام
۲۸۸	ایوبی حکام کی آمد	۲۸۰	جلال الدین خوارزم شاہ کا انجام
۲۸۸	شامی و مصری افواج کی جنگ	۲۸۱	دمشق پر قبضہ
۲۸۸	صالح اسماعیل کا انجام	۲۸۱	بیت المقدس پر قبضہ
۲۸۸	اقطاعی کا انجام	۲۸۱	حاکم حمص کا انتقال
۲۸۹	ایبک کی حکمرانی	۲۸۱	مصر کی حکومت
۲۸۹	ایبک کا انجام		ملک صالح ایوب کا دور حکومت
۲۸۹	مصر کی بحریہ جماعت	۲۸۲	خوارزمی فوجوں کی سرکوبی
۲۸۹	ناصر داؤد کے حالات	۲۸۲	حلب کے حکمران
۲۹۰	ناصر داؤد کا انتقال	۲۸۲	علماء کرام کا احتجاج
۲۹۰	علی بن ایبک کی برطرفی	۲۸۳	مصری اور شامی افواج میں جنگ
	تاتاریوں کی یلغار	۲۸۳	شامیوں کی شکست
۲۹۰	میا فاروقین پر قبضہ	۲۸۳	مصالحات
۲۹۱	اربل پر قبضہ	۲۸۳	خوارزمیہ کا خاتمہ
۲۹۱	روی حکام کی اطاعت	۲۸۴	عسقلان اور طبریہ پر قبضہ
۲۹۱	لؤلؤ کا انتقال	۲۸۴	حمص پر چڑھائی
۲۹۱	ناصر کی معذرت		فرانسیسیوں کی آمد
		۲۸۴	شہنشاہ فرانس کی چڑھائی

۵۰۰	مسلمانوں کی شیرازہ بندی
۵۰۱	تاتاریوں کے حملے کی وجوہات
۵۰۱	قبائل کی چقلش
۵۰۱	تاتاریوں کا قنچاق پر حملہ
۵۰۲	ترک غلاموں کے مختلف گروہ
۵۰۲	سلطنت کے امور میں عمل دخل
۵۰۲	فرنگیوں کی شکست فاش
۵۰۳	توران شاہ کا قتل
۵۰۳	ام خلیل کی حکومت
۵۰۳	ایوبی خاندان کی حکومت کا تختہ
۵۰۳	مصر میں ترک امراء کی خود مختاری
۵۰۳	ایوبی امراء کی تدبیریں
۵۰۴	مصر کے امراء کا جوابی اقدام
۵۰۴	مصر پر حملہ
۵۰۴	مصر و شام کی فوجوں میں جنگ
۵۰۴	ناصر کو شکست
۵۰۵	فریقین میں صلح
۵۰۵	شمالی مصر کے علاقے میں بغاوت
۵۰۵	بغاوت کی ہر گوبی
۵۰۵	فارس الدین اقطاعی کا قتل
۵۰۶	بحریہ جماعت کی شام کی طرف ہجرت
۵۰۶	سلطان ایک کی خود مختاری
۵۰۶	جنگی تیاریاں
۵۰۶	فریقین میں صلح
۵۰۷	مستعصم سے اظہار اطاعت
۵۰۷	عزالدین کی بڑھتی ہوئی طاقت
۵۰۷	افرم کی بغاوت
۵۰۷	افرم کا فرار اور گرفتاری
۵۰۸	معز ایک کا قتل
۵۰۸	معز ایک کے فرزند کی تخت نشینی
۵۰۸	ناصر کی بحریہ سے جنگ

۴۹۱	ہلاکو خان کی پیش قدمی
۴۹۱	ناصر کے خلاف بغاوت
۴۹۱	حلب پر قبضہ
	مملکت شام
۴۹۲	ہلاکو کا شام پر قبضہ
۴۹۲	حمص کی حکومت
۴۹۲	فصیلوں کی مسامری
۴۹۲	ہلاکو کی واپسی
۴۹۳	ناصر کی پریشانی
۴۹۳	ناصر کا خیر مقدم
۴۹۳	کنیہ مریم کا واقعہ
۴۹۳	مسلمانوں کا اتحاد
۴۹۳	ناصر کا انجام
۴۹۴	سلطنت بنو ایوب کا آخری دور

حصہ نہم

باب ا

شام اور مصر میں ترک غلاموں کی سلطنت

۴۹۷	ترک قوم کی شاخیں
۴۹۷	ترک قوم کا وطن
۴۹۸	اسلامی فتوحات
۴۹۸	ترک جنگی قیدی
۴۹۸	ترک غلام وجہ تقا خرو افتخار
۴۹۸	غلاموں کیلئے علیحدہ شہر
۴۹۹	غلاموں کی تعلیم و تربیت
۴۹۹	ترک غلاموں کی تجارت
۴۹۹	غلاموں کی اعلیٰ عہدوں پر تقرریاں
۵۰۰	ترک غلاموں کا حکومتی اثر و رسوخ
۵۰۰	اسلامی سلطنتوں کا قیام
۵۰۰	اسلامی سلطنتوں کی تباہی

۵۱۷	بنو ایوب کے حکام کی فرمانبرداری	۵۰۸	بحریہ کی پسپائی
۵۱۸	نئے خلیفہ کی بیعت	۵۰۹	کرد..... بحریہ اتحاد
۵۱۸	فرنگیوں کی صلح	۵۰۹	بحریہ کے سرداروں کا فرار
۵۱۸	فرنگیوں اور ترکمانوں کی جھڑپ	۵۰۹	بحریہ جماعت کی گرفتاری
۵۱۸	ترک غلاموں کی طاقت و جماعت	۵۰۹	سہلا کو کا بغداد پر حملہ
۵۱۸	عزیزہ اور اشرفیہ کی بغاوت	۵۱۰	امرائے مصر کی پریشانی
۵۱۹	البیرہ پر برلی کا قبضہ	۵۱۰	سلطان سیف الدین قطز کا دور حکومت
۵۱۹	برلی کی اطاعت	۵۱۰	ہلاکو خان کی یلغار
۵۱۹	مغیث پر حملہ اور اس کا قتل	۵۱۰	حاکم کبتغا کی پیش قدمی
۵۱۹	مغیث کا قتل	۵۱۱	اہل مصر کی شام پر چڑھائی
۵۲۰	الکرک کا نیا حاکم	۵۱۱	عین جالوت کے معرکے میں تاتاریوں کی شکست
۵۲۰	حمص کی سلطنت کا زوال	۵۱۱	تاتاری فوج کا تعاقب
۵۲۰	البیرہ پر تاتاریوں کا حملہ	۵۱۱	قدیم حکام کی بحالی اور نئے حکام کی تقرری
۵۲۰	قیساریہ اور جیفا پر قبضہ	۵۱۲	ناصر کا قتل
۵۲۰	ارسوف پر فوج کشی	۵۱۲	بحریہ جماعت کا تعاون
۵۲۱	ہلاکو خان کی موت	۵۱۲	سلطان مظفر قطز کا قتل
۵۲۱	سقر روی کی گرفتاری		باب ۲
۵۲۱	طرابلس کی جنگ		ظاہر بنبرس کا دور حکومت
۵۲۱	صفد کی فتح	۵۱۳	تخت نشینی
	ارمینہ کے حالات	۵۱۳	سلطان بنبرس کے حالات
۵۲۲	ارمنی قوم کا نسب نامہ	۵۱۳	حاکم دمشق کی طرف سے بغاوت
۵۲۲	ارمن کے بادشاہ سے تعلقات	۵۱۳	تاتاریوں کی فوج کشی
۵۲۲	شاہ ارمن کی شکست	۵۱۵	بغاوت کی سرکوبی
۵۲۲	جوابی حملہ	۵۱۵	اقوس البرلی کا باغیانہ رویہ
۵۲۲	ارمنوں کو شکست	۵۱۵	مصر میں خلافت کا احیاء
۵۲۲	خانہ بدوشوں کا خاتمہ	۵۱۶	خلافت کا قیام
۵۲۳	شاہ ارمن کی رہائی	۵۱۶	خلافت کا بغداد میں قیام کا منصوبہ
۵۲۳	ارمینہ کے قلعوں کی فتح	۵۱۶	لولو کی وفات
۵۲۳	اشقر کی واپسی	۵۱۶	خلیفہ کو بغداد پہنچانے کے انتظامات
۵۲۳	ہجوم کی وفات	۵۱۷	سلطان کی دمشق روانگی
۵۲۳	جامع ازہر کی از سر نو تعمیر	۵۱۷	موصل کی فتح

۵۳۲	سلطان سعید کی معزول	۵۲۳	فرنگیوں کے خلاف جنگ
۵۳۲	شلا مش کی بادشاہت	۵۲۳	یافا کی تعمیر
۵۳۳	قلاؤں کی حقیقت	۵۲۳	تاریخ انطاکیہ
۵۳۳	منصور قلاؤں کی تاج پوشی	۵۲۵	تاتاریوں سے صلح
۵۳۳	حکام کی تقرری	۵۲۵	خفیہ سفر
۵۳۳	سعید کی وفات	۵۲۵	صیہون کے حکمران
۵۳۳	الکرک میں مسعود خسرو کی حکومت	۵۲۵	صیہون پر قبضہ
۵۳۳	الکرک کا محاصرہ	۵۲۵	مکہ معظمہ کے حکمران کی تقرری
۵۳۳	خسرو کی حکومت کا خاتمہ	۵۲۶	سلطان کاج
۵۳۳	سنقر الاشقر کی بغاوت	۵۲۶	حجاز والوں سے حسن سلوک
۵۳۵	دمشق کی فتح	۵۲۶	واپسی کا سفر
۵۳۵	شیزر کا محاصرہ	۵۲۶	تاتاریوں کا نیا حملہ
۵۳۵	تاتاریوں کے خلاف اتحاد	۵۲۶	جوابی حملہ
۵۳۵	سلطان کا حملہ	۵۲۶	فرنگیوں کی اجتماعی کی تیاریاں
۵۳۶	بلیان طبانی کی شکست	۵۲۷	حصن الاکراد اور دیگر فتوحات
۵۳۶	صلح نامہ	۵۲۷	اسماعیلی تحریک کا خاتمہ
۵۳۶	سازشیوں کو مزا	۵۲۸	تاتاریوں کی دوسری شکست
۵۳۷	سنقر کے ساتھ معاہدہ	۵۲۸	ارمینہ پر حملہ
۵۳۷	ملک ظاہر کے بیٹوں سے معاملہ	۵۲۸	القصر کی فتح
۵۳۷	تاتاریوں کا حملہ	۵۲۸	طرابلس کے حاکم سے معاہدہ
۵۳۷	اسلامی لشکر سے مقابلہ	۵۲۹	بلاد الروم کی حکومت
۵۳۸	تاتاری فوج کی تباہی	۵۲۹	خفیہ رابطہ
۵۳۸	ابغا کا فرار	۵۲۹	تاتاریوں سے جنگ
۵۳۸	تاتاری بادشاہ کی موت	۵۳۰	سازش کا علم
۵۳۸	مغل حاکم کی گرفتاری	۵۳۰	سلطان ظاہر کی وفات
۵۳۸	حلب کی تباہی کا بدلہ		برکتہ کی حکومت
۵۳۸	نگودار کا قبول اسلام	۵۳۱	امراء کی گرفتاری اور رہائی
۵۳۹	قودان کا مسلمان ہونا	۵۳۱	غیبت بازوں کا اثر
۵۳۹	قلعہ مرقب کی فتح	۵۳۱	لاشین ربیعی
۵۳۹	الکرک کے قلعہ کی فتح	۵۳۱	بغاوت
۵۳۹	صیہون کی فتح	۵۳۲	قلعہ کا محاصرہ

۵۴۸	سلطان اشرف کا قتل	۵۳۹	قطنطنیہ کے بادشاہ کی وفات
۵۴۸	بیدو۔ خاتمہ حکومت	۵۴۰	نوبہ کے حالات
۵۴۹	محمد الناصر کی پہلی بادشاہت	۵۴۰	داؤد کے خلاف جنگ
۵۴۹	سازشیوں کا خاتمہ	۵۴۰	حقیقی بادشاہ کی تقرری
۵۴۹	سرغنوں کی رہائی	۵۴۰	نوبہ پر حملہ
۵۴۹	کتبغا کی بغاوت		طرابلس کے حالات
۵۴۹	وزیر شجاعی کا قتل	۵۴۲	طرابلس کی بربادی
۵۵۰	ممالیک کا شہر میں دخول	۵۴۲	طرابلس کی تاریخ
۵۵۰	ممالیک کا فتنہ و فساد	۵۴۲	بنو عمار کی حکومت
	کتبغا کی بادشاہت	۵۴۳	فرنگی حاکم محاصرہ طرابلس
۵۵۰	حکام کی تقرری	۵۴۳	فاطمی حکام کا تسلط
۵۵۱	شام میں بیعت	۵۴۳	طرابلس کے فرنگی حکمران
۵۵۱	تاتاریوں کی آمد	۵۴۳	ہسپتال اور دارالعلوم کی تعمیر
۵۵۱	باغیان شاہ تاتار	۵۴۳	عکا پر حملہ اور قلاؤں کی وفات
۵۵۱	شام و مصر میں استقبال		باب ۳
۵۵۱	تاتاریوں سے میل جول		منصور قلاؤں کے جانشین
۵۵۱	کتبغا کے خلاف سازش	۵۴۵	خلیل اشرف کا اقتدار
۵۵۲	سفر شام	۵۴۵	نئے عہدیداروں کی تقرری
۵۵۲	امرائے مصر کا فیصلہ	۵۴۵	عکا پر حملہ
۵۵۲	وفادار ساتھیوں کا قتل	۵۴۶	عظیم فتح
	لاشین کی بادشاہت	۵۴۶	فرنگی شہروں کی تباہی و بربادی
۵۵۳	دمشق میں پناہ	۵۴۶	قلعہ الروم کی تسخیر
۵۵۳	کتبغا کی حکومت کا مکمل خاتمہ	۵۴۶	حلب کا حاکم
۵۵۳	حکام مصر کا تبادلہ	۵۴۷	لاشین کا دوبارہ گرفتار ہونا
۵۵۳	جامع ابن طولون کی تعمیر	۵۴۷	سلطان کے نئے مشیر کا قیام
۵۵۳	ناصر الکرك میں	۵۴۷	میرنشی کی فوجیدگی
۵۵۳	بیسری کی وفات	۵۴۷	نائب السلطنت سے بدگمان ہونا
۵۵۳	اراضی کا نیا نظام	۵۴۷	شاہ ارمن سے صلح
۵۵۳	نئی تقسیم	۵۴۸	سلطان اور بیدو کی مخالفت
۵۵۳	علامہ نووی کا بیان	۵۴۸	سلطان کا ناراض ہونا
۵۵۳	منکوتمر کی امراء سے محاصرت	۵۴۸	امراء کی ساز باز

۵۶۰	مساجد و مدارس کی بربادی	۵۵۵	ارمینہ پر حملہ
۵۶۰	فتح کی تقرری	۵۵۵	ارمینہ کی تسخیر
۵۶۱	سلطان کا دوبارہ حملہ	۵۵۵	تاتاری حملہ کی افواہ
۵۶۱	شام پر دوبارہ قبضہ	۵۵۵	امراء کی حمص میں پناہ اور فرار
۵۶۱	شامی حکام کی تقرری	۵۵۵	دشمن کے ملک میں
۵۶۲	غازان کا دوبارہ حملہ	۵۵۶	فیروز کا قتل
	مشکفی کی خلافت	۵۵۶	منکوتمر کی مطلق العنانی
۵۶۲	بدوؤں کی سرکوبی	۵۵۶	امراء کی مخالفت
۵۶۲	مکہ معظمہ کے حکام کی گرفتاری	۵۵۶	سلطان لاشین کا قتل
۵۶۲	جزیرہ ارواد کی فتح	۵۵۶	منکوتمر کا قتل
۵۶۳	غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ	۵۵۶	لاشین کا مختصر حال
۵۶۳	معاہدہ کا متن	۵۵۷	حلب سے امراء کی آمد
۵۶۳	معاہدہ کی تصدیق	۵۵۷	طغی اور کرچی قتل
۵۶۳	حضرت عمر کا معاہدہ	۵۵۷	امراء مصر کی حکومت
۵۶۳	معاہدہ کی شرائط	۵۵۷	سلطان ناصر کی از سر نو حکومت
۵۶۳	شرائط میں مزید اضافہ	۵۵۷	حکام کی تقرری
۵۶۳	معاہدہ کی شرعی حیثیت	۵۵۸	تاتاریوں کا حملہ
	تاتاریوں کو شکست فاش	۵۵۸	سپہ سالار کی بغاوت
۵۶۵	رجبہ کا محاصرہ	۵۵۸	شاہ مصر کی مدد
۵۶۵	تاتاری بادشاہ کا خط	۵۵۸	باغیوں کو شکست
۵۶۵	تاتاری فوجوں کی پیش قدمی	۵۵۸	ناصر کا حملہ
۵۶۵	حملہ کی ابتداء	۵۵۹	سازش کا خاتمہ
۵۶۶	مرج الصفر کا معرکہ	۵۵۹	تاتاریوں سے مقابلہ
۵۶۶	تاتاریوں کی شکست	۵۵۹	ناصر کی شکست
۵۶۶	دلدل میں گرفتار	۵۵۹	اہل دمشق میں اضطراب
۵۶۶	جشن فتح	۵۵۹	غازان سے مشائخ کی ملاقات
۵۶۷	شاہ تاتاری کی ہلاکت	۵۵۹	قلعہ دمشق کی حفاظت
	ارمنوں کے حالات	۵۶۰	غازان کے نام کا خطبہ
۵۶۷	شاہ قلیج بن لیون	۵۶۰	دمشق اور مضافات کی تباہی
۵۶۷	شاہ ہیوم	۵۶۰	اہل دمشق پر زبردستی تادان
۵۶۷	شاہ ارمن کو شکست	۵۶۰	جامع اموی کی بے حرمتی

۵۷۴	حامیوں کا اضافہ	۵۶۸	لیون کی حکومت
۵۷۴	بھرس کی معزولی	۵۶۸	سباط اندین
	تیسری بار ناصر کی حکومت	۵۶۸	ہیوم ثانی کی دوبارہ حکومت
۵۷۴	تخت نشینی کے انتظامات	۵۶۸	ارمنوں کا فتنہ و فساد
۵۷۴	جشن تخت نشینی	۵۶۸	ارمنوں کی سرکوبی
۵۷۴	سلار کو بکدوشی کی اجازت	۵۶۹	جزیہ کی ادائیگی
۵۷۴	مال و ذخیرہ ضبط	۵۶۹	ارقلی کا قبول اسلام
۵۷۵	حکام کا تقرر و تبادلہ	۵۶۹	ہیوم ثانی کی چغلقوری اور قتل
۵۷۵	بھرس کی گرفتاری	۵۶۹	نیا شاہ ارمن
۵۷۵	سلار کی نظر بندی	۵۶۹	اظہار اطاعت
۵۷۶	سلار کی بے اندازہ دولت	۵۶۹	سلطان مغرب کے تحائف
۵۷۶	سلار کے حالات	۵۷۰	تحائف کا تبادلہ
۵۷۶	حکام کے تقرر اور تبادلے	۵۷۰	قافلہ پر حملہ
۵۷۶	قراسقر کی بیابان نوردی	۵۷۰	سلطان بجایہ سے ملاقات
۵۷۶	قراسقر کی بغاوت	۵۷۰	ابراہیم بن عیسیٰ
۵۷۷	شاہ تاتار کی حمایت	۵۷۱	ابو یحییٰ کیانی
۵۷۷	سازش کا الزام		بھرس کا عہد حکومت
۵۷۷	شامی حکام کی گرفتاری	۵۷۱	سلطان ناصر اور نگران سلطنت میں کشیدگی
۵۷۷	سلطان کی فوج کشی	۵۷۱	سلطان کا الکرک میں قیام
۵۷۷	فریضہ حج کی ادائیگی	۵۷۱	ناصر کی دست برداری
	حماۃ پر ایوبی خاندان کی حکومت	۵۷۱	بھرس کی تخت نشینی
۵۷۷	گزشتہ واقعات	۵۷۲	ملک میں بے چینی
۵۷۸	فتنہ تاتار کا اثر	۵۷۲	شامی حکام کی خط و کتابت
۵۷۸	منصور کی بحالی	۵۷۲	فریاد نامہ
۵۷۸	منظفر بن منصور کی حکومت	۵۷۲	شامی حکام کی اطاعت
۵۷۸	کتبغا کا تقرر	۵۷۲	مصری فوج کی روانگی
۵۷۹	مختلف حکام	۵۷۳	مصر میں ہنگامہ
۵۷۹	اسماعیل عماد الدین	۵۷۳	ناصر کی فوج کشی
۵۷۹	ابوالفداء کا تقرر	۵۷۳	حاکم شام کا دمشق پر قبضہ
۵۷۹	ایوبی حکومت کا خاتمہ	۵۷۳	مصری عوام کی بغاوت
۵۷۹	بغاوت کی سرکوبی	۵۷۳	تجدید بیعت کی ناکام کوشش

۵۸۶	سلطان کی مداخلت
۵۸۶	مکروہ سازش کی افواہ
۵۸۶	دوبارہ خانہ جنگی
۵۸۶	خمیصہ کا قتل
۵۸۷	سلطان کی فریادری
۵۸۷	شرقاء اور غلاموں کا بلوہ

سوڈان اور مالی کے حالات

۵۸۷	مالی کی وسیع سلطنت
۵۸۸	مالی کے سلاطین کے حج
۵۸۸	شاہ نکروور کی تعظیم
۵۸۸	راہ سے بھٹکنا
۵۸۸	قرض لینا

یمن کے حالات

۵۸۹	خانہ جنگیاں
۵۸۹	فوجی امداد کی درخواست
۵۸۹	بغاوت کا قلع قمع
۵۸۹	شہزاد احمد کی حکمرانی
۵۹۰	شہزادے کے تختوں کی رسم
۵۹۰	جوبان اور اس کی اولاد
۵۹۰	نائب کا قتل
۵۹۰	دمرداش کا فرار
۵۹۰	مصر میں قیام
۵۹۰	سلطان ابوسعید کا پیغام

شام کے عرب قبائل

۵۹۱	آل فضل کا غلبہ
۵۹۱	بنو حارثہ
۵۹۲	غلط روایت
۵۹۲	سیادت کا آغاز
۵۹۲	بنو جراح کی سیادت
۵۹۲	حسان کے کارنامے
۵۹۲	فضل کے حالات

۵۸۰	فتح ملطیہ
۵۸۰	حکام کا تقرر اور معزولی
۵۸۰	عمارات کی تعمیر
۵۸۰	شاہی حج و زیارت
۵۸۱	دوسرا حج
۵۸۱	تیسرا حج
۵۸۱	یکتر کی وفات

اہل نوبہ کے حالات

۵۸۱	جزیہ کی ادائیگی
۵۸۱	نوبہ کے حکام
۵۸۲	مسلمان حاکم کی حکومت
۵۸۲	اہل نوبہ کا اسلام قبول کرنا
۵۸۲	نوبہ کی سلطنت کا خاتمہ

ارمینیہ کے باقی حالات

۵۸۲	ارمینیہ کے گزشتہ حالات
۵۸۲	ارمینیہ کی فتوحات
۵۸۳	فتح ایاس
۵۸۳	دیگر فتوحات
۵۸۳	تاتاریوں کی دو سلطنتیں
۵۸۳	تاتاری سلطنتوں کی خانہ جنگیاں
۵۸۳	شمالی سلطنت سے مصالحت
۵۸۳	شمالی سلطنت سے رشتہ ازدواج
۵۸۳	شادی کے قافلہ کی روانگی
۵۸۳	شاہی قافلہ کا استقبال
۵۸۳	رسم نکاح
۵۸۳	معاہدہ صلح کی تکمیل
۵۸۵	ازبک کی امداد
۵۸۵	ابوسعید سے صلح
۵۸۵	حکام حجاز کے حالات
۵۸۵	حکام حجاز کی گرفتاری
۵۸۶	بھائیوں کی خانہ جنگی

۶۰۰	سلطان ناصر کی وفات	۵۹۳	آل جراح سے تعلق
	ناصر کے حکام	۵۹۳	قبیلہ طے کی سیادت
۶۰۰	نائب السلطنت	۵۹۳	قبیلہ طے کی تاریخ
۶۰۰	چیف سیکرٹری	۵۹۳	بنو خارجہ سے تعلق
۶۰۱	ناصر کے کاتب	۵۹۴	آل فضل کی امارت
۶۰۱	ناصر کے قاضی	۵۹۴	عیسیٰ بن مہنا
۶۰۱	دو حاکموں کی کش مکش	۵۹۴	مہنا ثانی
	باب ۲	۵۹۴	مہنا ثانی کی مخالفت
	سلطان ناصر کے جانشین	۵۹۵	فضل کا تقرر
۶۰۲	ابوبکر کی بادشاہت	۵۹۵	مہنا ثانی کی بحالی
۶۰۲	سلطان ابوبکر کی معزولی	۵۹۵	آل فضل کی جلا وطنی
۶۰۲	کجک اشرف کی بادشاہت	۵۹۵	نیا سردار
۶۰۲	امراء شام کی بغاوت	۵۹۵	مہنا کی دوبارہ بحالی
۶۰۳	احمد بن ناصر کی حمایت	۵۹۵	دیگر امراء عرب
۶۰۳	بادشاہت کا اعلان	۵۹۶	مہنا سوم
۶۰۳	بلوہ اور فساد	۵۹۶	خیار بن مہنا
۶۰۳	قوصون کی گرفتاری اور موت	۵۹۶	زائل کی بغاوت
	سلطان احمد کی حکومت	۵۹۶	آخری امید
۶۰۴	ابتدائی اقدامات		ہلا کو خاندان کا خاتمہ
۶۰۴	امراء کی بے اعتمادی	۵۹۷	شاہ مغرب اقصیٰ سے تعلقات
۶۰۴	احمد کا الکرک میں قیام	۵۹۷	ہمیشہ شاہ کا حج
۶۰۴	شام میں بے چینی	۵۹۷	مغرب کی سوغاتیں
۶۰۴	صالح اسماعیل کی تخت نشینی	۵۹۸	مغربی قافلہ کی آمد
۶۰۵	رمضان کی بغاوت اور قتل	۵۹۸	مغربی مہمانوں کا استقبال
۶۰۵	قلعہ الکرک کا محاصرہ	۵۹۸	قیمتی تحائف کے ساتھ واپسی
۶۰۵	سابق سلطان احمد کا قتل		خلفاء کے حالات
۶۰۵	سلطان کی وفات	۵۹۹	نظر بندی اور جلا وطنی
	زین الدین الکامل کی حکومت	۵۹۹	واثق کا تقرر
۶۰۶	سلطان الکامل کا قتل	۵۹۹	احمد کا تقرر
	منظفہ حاجی کا عہد حکومت	۵۹۹	تنکرو کا عروج و زوال
۶۰۶	ظلم و استبداد کا طریقہ	۵۹۹	دشمن کا حاکم

۶۱۳	امراء کی گرفتاری	۶۰۶	سکیاوی کی بغاوت
۶۱۳	سرختمش کا قتل	۶۰۷	نا کام سازش
۶۱۳	سلطان کی خود مختاری	۶۰۷	سکیاوی کا قتل
۶۱۳	حکام کے تبادلے	۶۰۷	کبوتر بازی پر ملامت
۶۱۴	منجک کی معافی	۶۰۷	امراء کی بغاوت
۶۱۴	پیچا کی بغاوت	۶۰۷	سلطان مظفر کا قتل
۶۱۴	شاہی لشکر کو شکست		حسن ناصر کی حکومت
۶۱۵	سلطان کا قتل	۶۰۸	حسن ناصر کے حکام
	منصور محمد بن مظفر حاجی کی تخت نشینی	۶۰۸	ارغون شاہ کا قتل
۶۱۵	حاکم دمشق کی بغاوت	۶۰۸	قاتلوں کی گرفتاری اور قتل
۶۱۵	خلافت	۶۰۸	ارغون شاہ کے حالات
	سلطان اشرف کا عہد حکومت	۶۰۹	بیقاروس کی اسیری
۶۱۶	حکام کے تبادلے	۶۰۹	شاہ یمن کی گرفتاری اور رہائی
۶۱۶	اہل قبرص کے جزیہ کی عدم ادائیگی	۶۰۹	سلطان حسن ناصر کی معزولی
۶۱۶	اہل قبرص پر بحری حملے		سلطان حسین صالح کی حکومت
۶۱۷	اہل قبرص کی اسکندریہ پر لشکر کشی	۶۱۰	بیقاروس کی بغاوت
۶۱۷	جنگ کے تماشائی	۶۱۰	عرب ترکمان کی حمایت
۶۱۷	تماشائیوں پر تیر اندازی	۶۱۰	دمشق پر قبضہ
۶۱۷	اہل اسکندریہ کا فرار	۶۱۱	شاہی لشکر کشی
۶۱۷	شہر کی بربادی	۶۱۱	بیقاروس کا فرار
۶۱۷	اہل قبرص کی واپسی	۶۱۱	باغیوں کا تعاقب
۶۱۸	مصری لشکر کی آمد	۶۱۱	سلطان صالح کی واپسی
۶۱۸	قبرص پر حملے کی تیاری	۶۱۱	بیقاروس کا قتل
	امیر پیچا کے خلاف بغاوت کی تحریک	۶۱۱	ترکمان سردار کا تعاقب
۶۱۹	غلاموں (ممالیک) کی بغاوت	۶۱۱	بغاوت کا انسداد
۶۱۹	بغاوت کی تیاریاں	۶۱۲	عرب قبائل کی سرکوبی
۶۱۹	بغاوت کا اعلان	۶۱۲	حسن ناصر کی دوبارہ تخت نشینی
۶۱۹	اتوک کی تخت نشینی	۶۱۲	تقرر و معزولی
۶۱۹	سلطانی لشکر کا مقابلہ	۶۱۲	شیخو کے وسیع اختیارات
۶۲۰	پیچا کی شکست	۶۱۲	شیخو پر قاتلانہ حملہ
۶۲۰	عبرت ناک انجام	۶۱۳	سرختمش کا اقتدار

۶۲۹	ولی عہد کی تخت نشینی	۶۲۰	عہدوں میں رود بدل
۶۲۹	سلطان کی واپسی	۶۲۰	امراء سلطنت میں اختلافات
۶۲۹	سلطان کا چھپ جانا	۶۲۱	اجلاب کا فتنہ فساد
۶۳۰	سلطان اشرف کا قتل	۶۲۱	قلعہ کا محاصرہ
	علی بن اشرف المنصور کی بادشاہت	۶۲۱	دخیل افراد کا تسلط
۶۳۰	قشمر کی روانگی	۶۲۱	استد مر سے شکایت
۶۳۰	قشمر کی قرطائی سے جنگ	۶۲۱	دخیل افراد کے خلاف جنگ
۶۳۰	قشمر کو شکست	۶۲۲	استد مر کو قید
۶۳۱	عہدوں کی تقسیم	۶۲۲	بیرونی عناصر کی سرکوبی
۶۳۱	طاعون کی وباء	۶۲۲	بیرونی عناصر کو قید کی سزا
	ایک کا عروج و زوال	۶۲۲	سلطان کی خود مختاری
۶۳۱	ایک کی خود مختاری اور شام پر فوج کشی	۶۲۳	طبعاً طویل کا انتقال
۶۳۲	فوج کی بغاوت		عرب قبائل کی بغاوت
۶۳۲	ایک کا فرار	۶۲۳	نئے عہدیداروں کا تقرر
۶۳۲	ایک کی گرفتاری	۶۲۳	عمدہ تحائف
۶۳۳	باغی امراء کی گرفتاری		الجبائی یوسفی کی بغاوت اور ہلاکت
۶۳۳	طشمر کی بغاوت	۶۲۳	آغاز بغاوت
۶۳۳	حکومت کی پیش کش	۶۲۳	الجبائی کی شکست اور ہلاکت
۶۳۳	طشمر کی حکومت و گرفتاری	۶۲۵	مخالفوں کو مزاحمتیں
	انیال کا زوال	۶۲۵	منجک کا شاہانہ استقبال
۶۳۳	انیال کی گرفتاری	۶۲۶	فتح ارمینہ
۶۳۵	سازشیں ہی سازشیں	۶۲۶	منجک کا جانشین
۶۳۵	ناچاقی کا آغاز		غلامان بیتقا کی رہائی
۶۳۵	بغاوت کا قصد	۶۲۶	ممتاز افراد کی رہائی
۶۳۶	خانہ جنگی	۶۲۷	ممالیک بیتقا کی بھرتی
۶۳۶	برکت کی گرفتاری	۶۲۷	حاصلی ممالیک
۶۳۶	نئے حکام کا تقرر	۶۲۷	ابن استلاص کی جلا وطنی
	اہل بحیرہ کی بغاوت	۶۲۷	سفر حج کی تیاری
۶۳۷	خراج میں اضافہ	۶۲۸	روانگی حج
۶۳۷	بغاوت کا انسداد	۶۲۸	ممالیک کی سرکشی اور جنگ
۶۳۷	شای فوج کشی	۶۲۸	سلطان کو شکست

۶۳۹	شام کی حکومت پر بحالی
۶۳۹	نظام حکومت کا مخالف گروہ
۶۳۹	مخالفوں کی سازش
۶۳۹	بندمر کی گرفتاری
۶۵۰	عشقمر کا عارضی تقرر
۶۵۰	جوبانی کا تقرر
۶۵۰	شام کا حاکم مطلق
۶۵۰	اقربائی ممالک سے تعلقات
۶۵۱	سلطان سے ابن خلدون کی ملاقات
۶۵۱	تحائف دوستی کی علامت
۶۵۱	قاصد کا شاندار استقبال
۶۵۱	تحائف کا تبادلہ
۶۵۲	مغربی حاجیوں کا قافلہ

امرائے مکہ معظمہ کے حالات

۶۵۲	احمد بن عجلان کا عدل و انصاف
۶۵۳	کیش..... ناکام حکمران
۶۵۳	نوعمر امیر پر حملہ
۶۵۳	عنان کی حکومت
۶۵۳	علی بن عجلان کی تقرری

منطاش کی بغاوت

۶۵۴	نافرمانی کے آثار
۶۵۴	شاہی فوجوں کی روانگی
۶۵۵	شاہی فوج سیواس میں
۶۵۵	شاہی فوجوں کی واپسی
۶۵۵	بغاوت کے آثار
۶۵۵	جوبانی کی گرفتاری

ناصری کی کامیاب بغاوت

۶۵۶	حاجب کا قتل
۶۵۶	بغاوت کا آغاز
۶۵۷	امرائے مصر کی فوج کشی
۶۵۷	منطاش کی حمایت

۶۳۸	بدر کا فرار اور قتل
۶۳۸	امیر برکتہ کا قتل
۶۳۸	قاتل کو سزا
۶۳۸	سلطان منصور بن اشرف کی وفات
	امیر حاج صالح کی تخت نشینی
۶۳۹	ابو برقوق کا خاندان
۶۳۹	برقوق کا ابتدائی زمانہ
۶۴۰	سلطان کی طلبی
۶۴۰	الجائی سے مقابلہ
۶۴۰	سلطان کا نگران
۶۴۰	شاہانہ استقبال

حصہ دہم

باب ۵

امیر برموق کی تخت نشینی

۶۴۵	عثمانی کی سازش
۶۴۵	تخت نشینی کا جشن
۶۴۶	قرط بن غسر
۶۴۶	سازش کا انکشاف
۶۴۶	نئے خلیفہ کا تقرر
۶۴۶	ناصر کی نظر بندی
۶۴۷	امیر سلام
۶۴۷	حاکم حلب
۶۴۷	نافرمانی کا آغاز
۶۴۷	سودون کا تقرر
۶۴۸	امیر جومانی کا عروج و زوال
۶۴۸	برقوق کا رفیق خاص
۶۴۸	امیر مجلس
۶۴۸	جلا وطنی
۶۴۸	ترقی کے مواقع کی تلاش
۶۴۹	گرفتاری اور قید

۶۹۸	انیال کی بغاوت	۶۵۷	غداروں اور شکست
۶۹	منطاش کی فوج کشی	۶۵۸	ناصری کا دمشق پر قبضہ
۶۶۶	منطاش کی روانگی	۶۵۸	مدافعت کی تیاری
۶۶۶	فریقین کی صف آرائی اور جنگ	۶۵۸	باغیوں کا مصر پر حملہ
۶۶۷	شاہ مصر اور خلیفہ کی گرفتاری	۶۵۸	سلطان کا فرار
۶۶۷	منطاش کی شکست	۶۵۸	ناصری کی حکومت
۶۶۷	امیر حاجی کی دست برداری	۶۵۹	سلطان برقوق کی جان بخشی
۶۶۷	برقوق کی مصر روانگی	۶۵۹	سرکاری عہدوں کی تقسیم
	محافظ قلعہ کی بغاوت	۶۵۹	مخالف امراء کی گرفتاری
۶۶۸	قیدیوں پر مظالم	۶۵۹	برقوق کی انکرک میں جلاوطنی
۶۶۸	نقب زنی	۶۶۰	قلعہ انکرک کی حکومت
۶۶۹	امراء کی نظر بندی		منطاش کی حکومت
۶۶۹	برقوق کی حکومت کا اعلان	۶۶۰	بغاوت کی تیاری
۶۶۹	مقید امراء کی رہائی	۶۶۰	ہنگامہ آرائی
۶۶۹	شاہی افواج کی آمد	۶۶۱	ناصری کی شکست
۶۶۹	برقوق کی دوبارہ تخت نشینی	۶۶۱	منطاش کی حکومت
	منطاش کی طاقت کا خاتمہ	۶۶۱	تجدید بیعت
۶۷۰	طرابلس پر منطاش کا قبضہ	۶۶۱	نئے حکام کا تقرر
۶۷۱	مخالفوں کا قتل	۶۶۲	بذلار کی شکست
۶۷۱	شاہی لشکر کی روانگی	۶۶۲	برقوق کے قتل کا حکم
۶۷۱	عربوں کی پناہ میں	۶۶۲	معذرت نامہ
۶۷۱	قلعہ دمشق کی تسخیر	۶۶۳	بریدی کا قتل
۶۷۱	فتح حلب	۶۶۳	عرب قبائل کی آمد
۶۷۲	شامی شہروں پر قبضہ	۶۶۳	دمشق کی سمت پیش قدمی
۶۷۲	جوبانی کا قتل	۶۶۳	ابن بایش کی شکست
۶۷۲	محمود کا تقرر اور کارنامے	۶۶۳	محاصرہ دمشق
۶۷۳	محصولات کا افسر	۶۶۳	کشمیقہ کی امدادی مہم
۶۷۳	سرکاری آمدنی میں اضافہ	۶۶۳	قوص کی بغاوت اور انسداد
۶۷۳	ضبط مال اور قید	۶۶۳	کشمیقہ کی بغاوت
۶۷۳	سابقہ عہدہ پر بحالی	۶۶۵	برقوق کی مدد
۶۷۳	وزیر مالیات	۶۶۵	محاصرہ دمشق کی شدت

تاریخوں کے حالات

۶۸۳	تقسیم سلطنت
۶۸۳	سلطان تیمور کا ظہور
۶۸۳	قوم چغتائی کی تعداد
۶۸۳	سلطان تیمور کی فتوحات
۶۸۳	فتح ایران و بغداد
۶۸۳	حاکم بغداد کا فرار
۶۸۵	بغداد کی دوبارہ تباہی
۶۸۵	مصری فوجوں کی تیاری
۶۸۵	نکیریت کی تباہی
۶۸۵	سلطان مصر کی فوج کشی
۶۸۵	دمشق میں آمد
۶۸۶	آخری خبر

باب ۶

یمن کی رسول شاهی سلطنت

۶۸۷	مسعود کی حکومت
۶۸۷	رسول شاهی سلطنت کا آغاز
۶۸۸	فرقہ زیدیہ
۶۸۸	زیدیہ کے قاتل سے جنگ
۶۸۸	مظفر کی حکومت
۶۸۸	اشرف کا عہد حکومت
۶۸۸	داؤد الملوید
۶۸۹	جلال الدین بن عمر الاشرف کی بیعت
۶۸۹	مجاہد کی بحالی
۶۸۹	عبد اللہ بن منصور کی مخالفت
۶۹۰	زید پر قبضہ
۶۹۰	عبد اللہ خاں کی فتوحات
۶۹۰	مصر کی لداوی فوج
۶۹۰	خاں کا قتل
۶۹۱	فریضہ ج کی ادائیگی
۶۹۱	مجاہد کی شکست

محاصرہ حلب و غتاب

۶۷۴	عمر کی معذرت
۶۷۴	مستاش کی عیاری
۶۷۴	غتاب پر حملہ
	کمشیتا کے حالات
۶۷۵	حلب میں محصور
۶۷۵	فصلوں کی مرمت
۶۷۵	کمشیتا کا خیر مقدم
۶۷۶	نظر بندی سے رہائی
۶۷۶	امراء دمشق کی آمد
۶۷۷	سلطان افریقہ سے تعینات
۶۷۷	سفیر تونس کی آمد
	مستاش کے ساتھ آخری معرکہ
۶۷۸	فوجی تیاریاں
۶۷۸	مصری کو شکست
۶۷۸	سلطان کی دمشق میں آمد
۶۷۸	امراء کی معذرت
۶۷۹	مستاش کی گرفتاری کی اطلاع
۶۷۹	نا کام مہم
۶۷۹	مصری کے قتل کا حکم
۶۸۰	نئے عہدیداروں کا قتل
۶۸۰	مصر واپسی اور جشن
۶۸۰	بیعت
۶۸۰	مستاش کی شکست
۶۸۱	باغیوں کو شکست
۶۸۱	عمر کا سلطان کا مطیع ہونا
	مکہ معظمہ کے واقعات
۶۸۲	علی کا تقرر
۶۸۲	دو عملی حکومت
۶۸۲	بدھمی

۶۹۸	فتح سرداق	۶۹۱	گرفتاری اور رہائی
۶۹۸	روسی علاقے پر حملہ	۶۹۱	افضل بن مجاہد کی حکومت
	چنگیز خاں کی فتوحات	۶۹۱	دیگر حکام بہمن
۶۹۹	نسائی کا بیان		باب ۷
۶۹۹	فتح بلخ		تاتاری سلاطین کے حالات
۶۹۹	قلعہ کی تسخیر	۶۹۲	ترک اقوام
۷۰۰	قتل عام	۶۹۲	چین
۷۰۰	سات لاکھ قتل عام	۶۹۲	آغاز اسلام
۷۰۰	فتح نیشاپور	۶۹۳	خاقان
	جلال الدین خوارزم شاہ کے کارنامے	۶۹۳	عہد سلجوقی
۷۰۱	تاتاریوں کو شکست	۶۹۳	کو خان کی سلطنت
۷۰۱	تولی خان کا قتل	۶۹۳	خوارزم شاہی سلطنت
۷۰۱	سندھ کے علاقے میں پناہ	۶۹۳	کشلی خاں
	خوارزم شاہی سلطنت کی تقسیم	۶۹۳	قوم خطاء کا خاتمہ
۷۰۱	غیاث الدین کی فتوحات	۶۹۳	کشلی خاں سے اختلافات
۷۰۱	طوائف المسلمو کی	۶۹۵	شہروں کی تباہی
	جلال الدین خوارزم شاہ کی واپسی	۶۹۵	چنگیز خان کا ظہور
۷۰۲	ایرانی شہروں کی تباہی		خوارزم شاہ کی فتوحات
۷۰۲	جلال الدین کی فتوحات	۶۹۵	چنگیز خاں کا ایلیچی
	جلال الدین خوارزم شاہ کا آخری دور	۶۹۶	تاجروں کا قتل
۷۰۳	تاتاریوں کا حملہ	۶۹۶	چنگیز خاں سے جنگ
۷۰۳	جلال الدین کی شکست	۶۹۶	بخارا اور سمرقند کی تباہی
۷۰۳	اہل تبریز کی بغاوت	۶۹۶	خطوط کا تبادلہ
۷۰۳	خلاط کی طرف پیش قدمی	۶۹۷	خوارزم شاہ کا فرار
۷۰۳	اچانک حملہ	۶۹۷	تاتاری فوج کا تعاقب
۷۰۳	سلطان جلال الدین کا قتل	۶۹۷	ترکمان خاتون کی گرفتاری
	چنگیز خان کے حالات		مغربی تاتاریوں کی فتوحات
۷۰۵	مودنجہ کی کہانی	۶۹۷	اسلامی شہروں کی تباہی
۷۰۵	نسائی کا بیان	۶۹۸	فتح ہمدان اور آذربائیجان
۷۰۵	چین کا بادشاہ	۶۹۸	بیلقان کی تباہی
		۶۹۸	در بند شروان کی طرف پیش قدمی

۷۱۳	فتح بغداد
۷۱۳	تاتاری بادشاہ کو شکست
	سلاطین خاندان دوشی خان
۷۱۳	دوشی اور ناٹو خان
۷۱۳	ابوالقداء کا بیان
۷۱۳	اسلام لانے کا واقعہ
۷۱۳	ہلاکو کی سازش
۷۱۳	ابغا کی شکست
	منگو تمبر بن طغان بن ناٹو خان
۷۱۵	تد ان کی حکومت
۷۱۵	قلا بغا کا عہد حکومت
۷۱۵	نوغیشہ سے بدگمانی
۷۱۶	قلا بغا کا قتل
۷۱۶	طغٹائی کی حکومت اور شکست
۷۱۶	نوغیشہ کا قتل
۷۱۷	نوغیشہ کے جانشین
۷۱۷	سازش کا انسداد
	از بک بن طغر لجای بن منگو تمبر
۷۱۸	سلطان مصر سے تعلقات
۷۱۸	علاقہ پر جھگڑا
۷۱۸	موقان پر حملہ
۷۱۸	سیول کی فتح خراسان
۷۱۹	جانی بیگ کی حکومت
۷۱۹	برد بیگ بن جانی کا دور
	تاتاری حکام کی خانہ جنگی
۷۱۹	مامائی کا عہد حکومت
۷۱۹	صرای پر قبضہ
۷۲۰	ایک خان کا حملہ
۷۲۰	طغتمشکی فتوحات
	سلطان تیمور کی یلغار
۷۲۱	فتح اصفہان

۷۰۶	چنگیز خان کی بادشاہت
۷۰۶	غلاؤ الدین عطاء کا بیان
۷۰۶	فوجی طاقت میں اضافہ
۷۰۶	تاتاری شہنشاہ
۷۰۶	چنگیزی مجموعہ قوانین
۷۰۷	وسیع سلطنت
۷۰۷	چنگیز خان کی اولاد
۷۰۷	سلطنت کی تقسیم
	پایہ تخت قرا قوم کے سلاطین
۷۰۸	قبول اسلام
۷۰۸	منگو خان کی تخت نشینی
۷۰۹	محدوں کی سرکوبی
۷۰۹	ہلاکو کی شکست
۷۰۹	سقوط بغداد
۷۰۹	اصفہانی کی روایت
۷۰۹	باغی جماعت
۷۰۹	مغل سلاطین کی ترتیب
۷۱۰	فتح بلاد روم
۷۱۰	منگو خان کی وفات
۷۱۰	قبلائی خان کی حکومت
۷۱۰	قیدو کی فتح
۷۱۰	قبلائی خان کی وفات
	چغتائی خاندان کی سلطنت
۷۱۱	قیدو کی حکومت
۷۱۱	چغتائی حکام
۷۱۲	ترماشین کا قبول اسلام
۷۱۲	امیر تیمور کا ظہور
۷۱۲	نامعلوم نسب
۷۱۲	تیمور کی فتوحات
۷۱۲	بخارا اور خراسان کی فتح
۷۱۲	فتح مازندران و توریز

۷۲۸	ابن ہلاکو	۷۲۱	قمر الدین کی سرکوبی
۷۲۹	نکدار کی شکست	۷۲۱	طنطمش کی جنگیں
۷۲۹	تاتاری فوج کو شکست	۷۲۱	بنو المظفر کا خاتمہ
۷۲۹	رجبہ کا محاصرہ اور شکست	۷۲۱	فتح بغداد
۷۲۹	احمد نکدار بن ہلاکو	۷۲۱	فتح ماروین
۷۲۹	قنقر طانی کا قتل	۷۲۱	احمد کا قبضہ بغداد
۷۲۹	نکدار کا قتل	۷۲۱	طنطمش کا قتل
۷۲۹	ارغو بن ایغا		غزنی اور بامیان کے سلاطین
۷۲۹	منکر اسلام	۷۲۲	بیان کی فتح
۷۲۹	کتخا تو بن ایغا	۷۲۲	قوشانی کا دور
۷۳۰	بیدو بن طرغائی بن ہلاکو		باب ۸
۷۳۰	قازان بن ارغو		خاندان ہلاکو کے مغل سلاطین
۷۳۰	طرخانی مصر میں	۷۲۳	حالات ہلاکو بن طولی
۷۳۱	نیروز کا قتل	۷۲۳	رافضی ابن العلقمی کا خط
۷۳۱	مغل سرداروں کا فرار	۷۲۳	حملہ بغداد کا سبب
۷۳۱	منجو کا قتل	۷۲۳	بغداد پر فوج کشی
۷۳۱	شام پر حملہ	۷۲۳	ستوط بغداد
۷۳۱	سلطان ناصر کو شکست	۷۲۳	کت خانوں کی تباہی
۷۳۱	قازان کی فتوحات	۷۲۳	ابن العلقمی کا قتل
۷۳۲	مفتوحہ علاقوں کے حکام	۷۲۳	میا فارقین کی تباہی
۷۳۲	ناصر کا شام پر دوبارہ قبضہ	۷۲۵	حاکم موصل کی مصالحت
۷۳۲	مغل فوج کا قتل عام	۷۲۵	دمشق کی طرف پیش قدمی
۷۳۲	خر بند ابن ارغو	۷۲۵	تاتاریوں کو شکست
۷۳۳	شیعی اثرات	۷۲۶	حلب کی جنگ
۷۳۳	بہشتی محل کی تعمیر	۷۲۶	حاکم دمشق کا قتل
	عہد حکومت سلطان ابوسعید بن خربند	۷۲۶	ہلاکو کی واپسی
۷۳۳	امراء کی سازش	۷۲۶	مفتوحہ ممالک
۷۳۳	ازبک سے اختلافات	۷۲۷	مصر میں خلافت کا احیاء
۷۳۳	فتح خراسان	۷۲۷	خلیفہ کی فوج کشی
۷۳۳	جوبان کا قتل	۷۲۷	ہلاکو اور برکتہ کی جنگ
۷۳۳	دمرداش مصر میں	۷۲۷	مغل سردار کا فرار

۷۴۴	احوال بلاد روم اور بنو ارتنا کی حکومت
۷۴۴	بلاد الروم کے علاقے
۷۴۴	وسیع سلطنت
۷۴۴	تاریخوں کی فتوحات
۷۴۵	سلطنت کی تقسیم
۷۴۵	بیکو کی فتح
۷۴۵	ہلاکو کی ابداد
۷۴۶	عزالدین کی شکست
۷۴۶	ترکمانوں کی خود مختاری
۷۴۶	عزالدین کی وفات
۷۴۶	غیاث الدین کجیہر کی حکومت
۷۴۶	مغل فوجوں کی شکست
۷۴۷	سازش کا انکشاف
۷۴۷	مغل حکام کا تقرر
۷۴۷	امیر علی کی حکومت
۷۴۷	ارمنوں کے خلاف جہاد
۷۴۷	درداش کا قتل
	ارتنا کی حکومت
۷۴۸	دشمن کی شکست
۷۴۸	بنو لقادر اور ارمنیہ میں
۷۴۹	عثمانی سلطنت
۷۴۹	قاضی کی نگرانی
	سلطنت بنو عثمان ترکی میں
۷۴۹	عثمانی قوم کا آغاز
۷۵۰	جداگانہ سلطنت کا قیام
۷۵۰	علی بیک کا تقرر
۷۵۰	پہلا عثمانی بادشاہ
۷۵۰	سلطان مراد کی فتوحات
۷۵۰	ابو یزید کی حکومت
۷۵۱	وسیع سلطنت
۷۵۱	یورپ کو خطرہ
۷۵۱	حرف آخر

۷۴۴	درداش کا قتل
۷۴۴	دوستانہ تعلقات
	باب ۹

حکومت خاندان شیخ حسن

۷۴۶	طوائف الملوکی
۷۴۶	امراء کی وفات
۷۴۷	اولیس بن شیخ حسن کبیر
۷۴۷	حسین بن اولیس
۷۴۸	اسماعیل کا قتل
۷۴۸	دوبارہ حکومت
۷۴۸	حسین کا قتل
۷۴۸	احمد سے جنگ
۷۴۸	علی کا قتل
۷۴۹	ابریزید کی حمایت
۷۴۹	تیمور کا حملہ
۷۴۹	بغداد پر تیمور کی یلغار
۷۵۰	بغداد پر فوج کشی
۷۵۰	فتح بغداد
۷۵۰	بغداد کی دوبارہ تباہی
۷۵۰	فتح تکریت و دیار بکر
۷۵۱	مصری لشکر دمشق میں
۷۵۱	فوجوں کی روانگی
۷۵۱	آخری خبر
	باب ۱۰

ایران میں بنو مظفر یزدی کی حکومت

۷۴۲	فتح فارس و اصفہان
۷۴۲	سلطنت کی تقسیم
۷۴۲	شجاع کی شکست و فتح
۷۴۳	خانہ جنگی
۷۴۳	تیمور کی فوج کشی
۷۴۳	بنو مظفر کا خاتمہ

حصہ ہفتم

سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین اور فتنہ تاتار

باب ۱

سلطنت سلجوقیہ

سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان

سلجوقی ترک

اسلامی ممالک پر سلاطین سلجوقیہ نے غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام مشرقی ممالک میں مصر کی حدود تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر زبردستی قوت حاصل کر لی تھی۔ عہد خلافت خلیفہ قائم بامر اللہ سے اس زمانہ تک کے حالات اور جیسی جیسی ان کی حکومتیں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھیں ہم ان تمام حکومتوں کے واقعات تحریر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کریں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا اور انہیں کس طرح فرائض کی ادائیگی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا تذکرہ بھی کیا جائے گا جو ان کی حکومت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

اس سے قبل ہم سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ کومر بن یافت کی اولاد سے ہیں جو کہ یا نث بہ کے ان سات بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے جن کا ذکر توریت میں آیا ہے۔ اور وہ ساتویں بیٹے یہ ہیں ”ماداق“ ”مذائے“ ”ماغوغ“ ”قطوبال“ ”ماش“ ”طیراش“ ”کومر“۔ ابن اسحق نے ان میں سے چھ بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ”مذائے“ کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین بیٹے تھے: ”توغرماء“ ”اشکان“ اور ”ریعاث“۔ اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد سے ہے۔ مقابلہ اشکان کی اور خزر توغرماء کی، مگر علماء نسب اسرائیل کے نزدیک درست ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں اور ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کے تین بیٹوں میں سے یہ کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرماء کی اولاد سے ہیں۔ بعض علماء نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافت کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی جانب نسبتاً منسوب کیا ہے مگر بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ رہا سویل، تو کسی نے اس کا یافت کی اولاد میں ذکر نہیں کیا۔ ان تمام باتوں کو ہم نے اس سے قبل تحریر کر دیا ہے۔

ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں۔ انہیں میں سے روس اور اعلان ہے۔ اعلان کو المان بھی کہتے ہیں، ”فخشاخ“ (جو تپشاخ کے نام سے مشہور ہیں) ”ہیاطلہ“ ”ٹان“ اور ”غز“ (جن میں سے سلجوقیہ اور ختا ہیں، جن کی سکونت سرزمین ”مغان“ میں تھی) ”یک“ ”تور“ ”زکس“ ”ارکس“ اور ”طر“ (جن کو طغرغ بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں مگر روم کی ہمسایہ قومیں انہیں (یعنی طغ کو) ترکوں میں شمار نہیں کرتیں۔

ترکوں کا ٹھکانہ

کہا جاتا ہے کہ ترکوں کی قوم، دنیا کی بڑی قوموں میں شمار ہوتی ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ بڑی نہیں ہے، عرب آبادی دنیا میں جانب جنوب اور ترک اس کے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے سلطنت ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں سلطنت کے نصف طویل پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور اس کے مالک و حکمران بنے ہوئے تھے۔ شروع میں ان کا ٹھکانا مشرق میں، ریا کے کنارے چین اور اس کے اوپر کے ممالک میں

لے مع لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اس کے خلاف ہے جو جلد اول کتاب ثانی میں لکھا ہے۔

جنوباً ہند تک اور اس کے نیچے شمالاً سدیا جوج اور ماجوج تک تھا (بعض مورخین کا خیال ہے کہ یا جوج و ماجوج ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لئے مغرب کی طرف بلاد مقابلہ کوتا خلیج قسطنطنیہ اختیار کیا۔ بلاد مقابلہ اور رومہ سے ملا ہوا ہے۔ جنوب کی طرف ان کا ٹھکانہ بلاد قور قریب نیراس کے بعد خراسان آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ، شاش اور ان کے علاوہ بلاد شمالیہ کو جن کے نام فاصلے کی دوری کے باعث معلوم نہیں ہو سکے انہوں نے اپنے قیام و مسکن کے لئے منتخب کیا اور ان حدود کے درمیان بلاد غزنی، نیرجیون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قپچان، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد اور قیام پذیر تھے۔

سلطان الپ ارسلان

انہیں ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، خانہ بدوشوں کی طرح اپنی خیموں میں زندگی گزارتے تھے اور یہ لوگ انہیں ممالک کے اطراف و جوانب میں رہائش رکھتے تھے ان کا گزر دیار بکر کی طرف ہوا۔ والی دیار بکر نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ لے دینار شہابی دربار میں پیش کئے۔ جب سلطان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ والی شہر نے اتنی کثیر رقم رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اسے واپس دے دی۔ اس کے بعد آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امان دی۔ فصیل کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے فصیل کی دیوار کو چھوٹا تھا اور اسے اپنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا اس کے بعد الہا کی جانب روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کیا۔ اہل الہا نے شہر کے دروازے بند کر لئے۔ اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا۔ والی حلب "محمود" نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی۔ سلطان نے اس معذرت کو قبول نہیں کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان "حی علی خیر العمل" کہتا ہے اس سے کہہ دو کہ تم کو بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا۔ محمود نے حاضر سے انکار کیا سلطان نے محاصرے میں سختی شروع کی۔ والی حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت مع اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری سلطان کی خدمت حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی بڑی توقیر کی۔ خلعت فاخرہ سے نوازا اور اسے اس شہر کی جانب واپس کر دیا۔

رومیوں کا بادشاہ ارمانوس ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ اہل کی سرشت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسلامی مملکت کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے۔ ۴۶۲ھ میں فوج تیار کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر خ کو جا کر گھیر لیا۔ قتل و خون ریزی، لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور عربوں کو جو ان کے قرب و جوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ رومی لشکر نے انتہائی بری طرح سے انہیں شکست دی اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آیا۔ اس کے بعد ۴۶۳ھ میں پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج کے ساتھ اسلامی مملکت پر حملہ کیا۔ اس فوج میں رومی، فرانس، روس، کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو ان کے ممالک یا ان کے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے۔ چنانچہ ملاز کرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہنچ کر لڑائی کا جھنڈا گاڑا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس بری خبر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے حرم اور سالن کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیج دیا اور خود پندرہ ہزار جنگجوؤں کو لئے ہوئے ارمانوس سے جنگ کرنے کے لئے پیش قدمی کی۔ سلطانی مقدمتہ الجیش سے ارمانوس کا رومی ہراول دستہ مقابل ہوا، پہلی ہی جھڑپ میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی، اس کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں میں جکڑ کر سلطان کے دربار میں بھیج دیا۔ سلطان نے اس کی ناک کٹوا دی اور اس کے

۴۲۔ اس مضمون کا سابقہ مضامین سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے شاید مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا ہو گا۔ یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے جسے شیخ عطار نے لکھا ہے کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۳

مال و اسباب اور سامان جنگ کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیا (اور یہ ہدایت کر دی کہ دار الخلافہ بغداد بھیج دینا)۔ اس کے بعد سلطان سمرقند کی طرف بڑھا۔ تکیں وائی سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیام دیا۔ چنانچہ ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو مرحمت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی جانب روانہ ہوا۔

انپ ارسلان کا بھائی

انپ ارسلان کا بھائی قاروت بک کرمان کا حاکم تھا جب اسے اپنے بھائی سلطان انپ ارسلان کی موت کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے تان و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے رے کی جانب پیش قدمی کی۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہنچنے سے قبل سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گیا تھا۔ مسلم بن قریش، منصور بن دبیں اور بہت سے امراء اکراہ موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ ۴ شعبان ۷۶۵ھ میں قاروت بک اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں لڑائی ہوئی۔ قاروت بک کو شکست ہوئی، گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہر آئین کے سامنے پیش کیا گیا۔ امام سعد اللہ نے اس کی گردن دبا دی جس سے مرگیا مگر کرمان کی حکومت اسی کے بیٹے کو دی۔ ان لوگوں کو انعام اور خلعت عنایت کئے، عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیئے، اس وجہ سے کہ انہوں نے جنگ کے موقع پر نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

صلح کی کوشش

سلطان انپ ارسلان چونکہ شرف الدولہ سے ناراض تھا اس وجہ سے خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد فنی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اس کو اپنے ہمراہ سلطان انپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری سفارش کر کے باہم صلح کرا دو۔ چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے سلطان انپ ارسلان کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں سلطان انپ ارسلان کے مرنے کی اطلاع ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی حاصل کی اور قاروت بک کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اس سے قبل ہی قبول کر لی تھی۔ باقی رہا بقاء الدولہ منصور بن دبیں، یہ اس لئے سلطانی موکب میں تھا کہ اس کے والد نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت روانہ کیا تھا۔ جس وقت یہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت سلطان جنگ قاروت بک پر جا رہا تھا۔ یہ بھی اس کا مرکب ہوا اور جنگ قاروت بک میں شمولیت اختیار کی۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ کے بھائی ایاز کا بمقام بلخ ۷۶۵ھ میں انتقال ہوا۔ سلطان ملک شاہ نے اس کے لڑکے کو ۷۶۷ھ تک اپنی کفالت میں رکھا۔ اسی سنہ کے ۱۵ شعبان میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا اپنی خلافت کے پینتالیس سال پورے کر کے انتقال ہو گیا۔ انتقال کے وقت اس کا کوئی لڑکا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامر اللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامر اللہ نے اپنا

۱۔ اسلامی مقدمہ الجیش کی کامیابی کے بعد مرکب سلطانی کا لشکر ارماتوس سے مقابل ہوا۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا۔ رومی بادشاہ نے جواب دیا۔ ”رے دید و تاکہ مصالحت ہو جائے“ سلطان کو اس سے سخت فکر ہوا۔ فقیہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے عرض کیا ”آپ تو دین کی خاطر لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے“ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سرا آپ کے سر رہے گا۔ جمعہ کے دن جس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔“ چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی، فوج کو جمع کر کے ایک پر جوش تقریر کی، تقریر انتہائی پر جوش تھی خود بھی رونا دھنا، لشکر بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ سب نے خشوع و خضوع سے دعائیں کیں، سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کو مخاطب ہو کر کہا ”جو شخص واپس جانا چاہے بلا تامل چلا جائے میں اس وقت بادشاہ نہیں ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کا ارادہ کر لیا ہے۔“ لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ”ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو تیار ہیں“ الغرض دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔ اور مل غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا۔ دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لے کر سلطان نے اس کو رہا کیا اور یہ شرط لڑی کہ جس قدر مسلمان رومی سلطنت میں قید ہیں تمام کے تمام رہا کر دیئے جائیں اور پچاس برس کے لیے صلح کی جائے۔ رومی بادشاہ نے اسے انتہائی خوشی سے قبول و منظور کیا۔ سنہ ۷۶۵ھ میں دس ہزار دینار اس کو سفر خرچ کے لیے عنایت کیے، دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴۔

ولی عہد مقرر کیا تھا جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔ وفات پاچا تھا اس وجہ سے خلیفہ نے انتقال کے وقت اپنے پوتے عبداللہ محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا چنانچہ انتقال کے بعد خلیفہ 'اراکین سلطنت' موید الملک بن نظام الملک وزیر السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ 'شیخ ابو اسحاق شیرازی' نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر حسب ولی عہدی خلیفہ قائم بامر اللہ 'مقتدی بامر اللہ' کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی 'خلیفہ مقتدی' نے تخت خلافت پر فائز ہو کر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کے لئے روانہ کیا۔ واللہ التوفیق للمصواب

دمشق پر چڑھائی

ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۳۶۱ھ میں قبضہ کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرے کے بعد کچھ سوچ سمجھ کر واپس آگیا مگر دمشق کے اطراف میں غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے اطراف دمشق کو تباہ و برباد نہ کیا ہو یہاں تک کہ ۳۶۷ھ کا دور آگیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور چند دن بعد محاصرہ اٹھا کر واپسی اختیار کی۔

معل بن وحید دمشق کا والی تھا جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی جانب سے دمشق پر مقرر تھا دمشق چھوڑ کر فرار ہو گیا فوج اور رعایا نے اس کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اس کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ معل دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا صور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اہل دمشق نے معل کے فرار کے بعد انتصار بن بچہ مصمودی ملقب بہ نصیر الدولہ کو اپنا والی مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اتسز کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۳۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ نہ کیا۔ امان کی درخواست کی۔ انتصار کو دمشق کی جگہ قلعہ بانیاس اور شریافہ جو ساحل پر ہے دے دیا اور وہ ماہ ذی القعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں "تی علی خیر العمل" منے کی ممانعت کر دی۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا۔

مصر پر چڑھائی

اتسز نے ۳۶۹ھ میں مصر پر چڑھائی کر دی اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ روزانہ جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے صحرائیہ عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادھر سے بدر جمال عساکر قاہرہ کو لے کر مقابلہ پر آیا۔ ادھر سے صحرائیہ عرب حسب وعدہ کمک پر آگئے۔ اتسز کو شکست ہوئی بڑی مشکل سے جان بچا کر بیت المقدس کی جانب بھاگا۔ اہل بیت المقدس نے اس کی غیر موجودگی کے زمانہ میں خوب رنگ دکھائے تھے۔ جن لوگوں کو اتسز بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصائب میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس 'اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہو گئے' اتسز نے بہ زور شمشیر ان کو زیر کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزار ہا قتل ہو گئے جو لوگ مسجد اقصیٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل و خونریزی سے بچ نہ سکے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم پہلے کر آئے ہیں۔ اہل شام اس کو اقیس (یا انیسیس) کہتے تھے مگر صحیح اتسز ہے۔ یہ ترکی نام ہے۔

اتسز کا خاتمہ

۳۷۰ھ میں سلطان ملک شاہ نے اپنے بھائی تنش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت مرحمت کی اس کے علاوہ ان شہروں کی حکومت بھی اسے عنایت کی جن پر وہ اس علاقہ میں اپنے زور بازو سے قبضہ کر لے۔ چنانچہ تنش نے پہلے حلب کا رخ کیا اور حلب پر پہنچ کر محاصرہ کیا اس کی رکاب میں ترکمانوں کی بہت بڑی جماعت تھی انہی دنوں بدر جمال نے جو کہ مصر پر غالب ہو رہا تھا ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لئے روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تنش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کئے تھا امداد کی درخواست کی۔ تنش محاصرہ حلب

سے ہاتھ کھینچ کر انسز کی مدد کو آپہنچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ دمشق سے فرار ہو گیا۔ جس وقت تنش دمشق کے نزدیک پہنچا انسز نے اس کا استقبال نہ کیا اور دمشق میں تنش کی آمد کا خطر رہا اور فصیل کے قریب تنش سے ملاقات کی، تنش کو انسز کی یہ بدتمیزی ناگوار گزری، غصہ کا اظہار کیا۔ انسز نے بابل ناخواستہ معذرت کی۔ تنش نے اسی وقت اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح دمشق اور تمام ممالک شام پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اس کے بعد تنش نے ۴۷۲ھ میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا۔ چند یوم کے بعد محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بیرہ کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی طرف واپس ہوا۔ تنش کے محاصرہ اٹھالینے کے بعد مسلم بن قریش حلب آیا اور اس کا مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں ہم نے تحریر کیا ہے۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی جانب سے اسے حلب کی سند حکومت مرحمت کی۔

مسلم بن قریش کی چڑھائی

آخر ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا مگر چند دن بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تنش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شام کی جانب بڑھا۔ چنانچہ طرسوس کو فتح کر کے دمشق واپس آیا پھر ۴۷۹ھ میں تاج الدولہ تنش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے چڑھائی کی۔ مسلم بن قریش کو اس کی اطلاع مل گئی خالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا لیکن یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔ تنش کو اس کی خبر ہو گئی۔ اس نے رومی شہروں کا ارادہ ترک کر دیا اور انتہائی تیزی سے فاصلہ طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ تنش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور سینہ سپر ہو کر میدان میں آگیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

اسی دوران مسلم کو یہ اطلاع ملی کہ اہل حران نے اس کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ پریشانی کی حالت میں مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت کی طرف واپس ہوا اس کے بعد امیر الجیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۷۸ھ میں دمشق پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر الجیوش ناکام ہو کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی نکش سے جا ملا۔ اس سے اس کی قوت بڑھ گئی، علم بغاوت بلند کر دیا۔ مرد الردو اور مرد الشاجہان وغیرہ پر قبضہ کر کے خراسان پر قبضہ کے ارادے سے نیشاپور کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان کو اس کی اطلاع مل گئی۔ نکش کے پہنچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہنچ گیا۔ نکش ناکام واپس ہوا اور ترمذ میں پہنچ کر قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان نے اس پر محاصرہ کیا۔ نکش نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست کی اور ان تمام لشکریوں کو جو شاہی فوج کے اس کے پاس قید تھے، آزاد کر دیا اور ترمذ سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی، گلے لگایا۔

نکش کی سرکشی

اس کے چند یوم بعد ۴۷۷ھ میں نکش کے دماغ میں پھر بغاوت کی ہوا سالی۔ مرد الردو پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور قریب سرخس اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا۔ مسعود میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ قریب تھا کہ قلعہ کو نکش کے حوالہ کر دیتا اتفاق سے ابو الفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو ایک تدبیر سوچھی، ابو الفتوح ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی جانب سے مسعود والی قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ”تم گھبراؤ نہیں پوری قوت سے مقابلہ پر اڑے رہو میں بہت جلد سلطان موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہنچ رہا ہوں اور دشمنوں کو مار بھگا دوں گا“ یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم نکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھ کر تم کو گرفتار کر لیں گے۔ جب تم پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب تم یہ خط دینا اور پوچھ گچھ کے وقت یہ کہہ دینا کہ ”سلطان ملک شاہ رے سے ایک بڑی فوج لے کر مسعود کی امداد کو روانہ ہو گیا“۔ چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔

تکس سے سلوک

چونکہ ابو الفتح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بے حد مشابہ تھا اس وجہ سے تکس کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے۔ اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر انتہائی بے سرو سامانی سے قلعہ رنج کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے بھی ہوش و حواس قائم نہ رہے کہ خیمے اور سامان ساتھ لے جاتا۔ چولے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے روز قلعہ سے نکل کر جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین ماہ کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکس کا محاصرہ کیا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے تکس کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا۔ احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے وعدہ اور قسم کو بھی نہ توڑا۔

شیخ ابو اسحاق شیرازی کا استقبال

چونکہ سردار عراق ابو الفتح بن ابو الیث والی عراق خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بے ادبی اور بد خلقی سے پیش آتا تھا اس وجہ سے خلیفہ نے (ماہ ذی الحجہ ۴۶۵ھ میں) شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس سردار عراق کی شکایت کا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔ شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابو بکر شاشی وغیرہ نامی گرامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا وہاں کے رہنے والے ان کا اس جوش و مسرت سے استقبال کرتے تھے کہ جو بیان نہیں کیا جاسکتا لوگوں کے ہجوم کی یہ حالت تھی کہ تل دھرنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ شیخ کی رکاب کو چھوتے تھے۔ ان کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبر کا لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس درہم، دینار اور چاندی سونے کے سکے موجود تھے، شیخ پر نثار کرتے تھے۔ صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب انتہائی خندہ پیشانی سے بے دریغ لٹا رہے تھے۔ شیخ اس خوشی و مسرت کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرتے تھے۔ الغرض اس طرح کوچ و قیام کرتے ہوئے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کا پیام پہنچایا۔ سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے، سب کو قبول کیا اور سردار عراق کا تعلق جس قدر خلیفہ سے تھا ان سب کو منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ وزیر نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات مشہور ہیں۔

فخر الدولہ کی برطرفی

نظام الملک نے ۴۶۱ھ میں فخر الدولہ ابو نصر بن جیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے برطرف کر دیا تھا، عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلیفہ سے اس کی غلطی کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مامور کئے جانے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت عنایت فرمایا اور اس کے والد کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم نے بیان کیا ہے۔

خلیفہ مقتدی کا نکاح

خلیفہ مقتدی نے ۴۷۳ھ میں فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ فخر الدولہ، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا۔ سلطان نے اپنی بیٹی کا نکاح خلیفہ کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجل پر کر دیا۔ فخر الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

۱۔ ملک شاہ نے تکس سے وعدہ کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دوں گا۔ چنانچہ تکس نے اسی عہدہ اقرار کی بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تکس کی تکلیف دہی اور قید کرنے کی فکر ہوئی فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اس کو اپنے بیٹے احمد کو دے دیجئے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے۔ چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹

عمیدالدولہ کی برطرفی

پھر ۳۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخرالدولہ کے بیٹے عمیدالدولہ کو وزارت کے عہدہ سے برطرف کر دیا۔ اتفاق یہ کہ جس دن عمیدالدولہ کو برطرف کیا گیا اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط بنو ہیر (عمیدالدولہ وغیرہ) کی طلبی کا صادر ہوا چنانچہ بنو ہیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی عزت افزائی سے پیش آیا۔ فخرالدولہ کو دیار بکر کی حکومت عنایت کی اور فخرالدولہ کے ہمراہ ایک فوج دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکلنے کی غرض سے روانہ کی اور اس بات کی اجازت دی کہ ”تم اس کے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ خطبہ میں اپنا نام داخل کر لو اور سکھ بھی اپنے نام کا کندہ کراؤ“ چنانچہ فخرالدولہ اس شان و شوکت کے ساتھ شاہی لشکر لئے ہوئے دیار بکر کی جانب بڑھا۔

اہل موصل کی مصالحت

والی دیار بکر ابن مروان کو اس کی اطلاع ہو گئی، گھبرا گیا۔ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر (آمد کے دینے) کا اقرار کیا دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن ہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے ابھی جنگ کی ابتداء نہ ہوئی تھی کہ سلطان ابن ہیر ابن مروان سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر ناگوار گزرا فوراً حملہ کر دیا لڑائی چھڑ گئی عربوں اور کردوں کو شکست ہوئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہنچا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا۔ مسلم بن قریش نے اس بات کو محسوس کر کے کہ اب میں گرفتار ہوا چاہتا ہوں، امیر ارتق کے پاس کھلا بھیجا کہ مجھ سے جس قدر مال چاہو لے لو اور مجھے نکلنے کا راستہ دے دو، امیر ارتق اس بات پر راضی ہو گیا۔ مسلم بن قریش آمد کو خیر باد کہہ کر رقبہ کی جانب چلا گیا اور ابن ہیر نے میافارقین کی راہ لی۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ ابن ہیر سے الگ ہو کر خلاط کی طرف واپس ہوئے۔

سلطان کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ مسلم بن قریش کا آمد پر محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمیدالدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمیدالدولہ کے ہمراہ آفسنقر قسم الدولہ بھی تھا جسے سلطان نے اس کے بعد حلب کی حکومت مرحمت کی تھی۔ قصہ مختصر عمیدالدولہ موصل کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں امیر ارتق مل گیا وہ بھی عمیدالدولہ کے ہمراہ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا۔ جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا عمیدالدولہ نے اہل موصل کے پاس صلح کی صورت میں انعامات اور عدم صلح کی صورت میں جنگ کا پیام بھیجا۔ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی جانب بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرہ سے نجات مل گئی تھی اور وہ رجب کے متصل مقیم تھا سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی۔ موبد الملک بن نظام الملک کو خط دے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا اور وفد لے کر مقام بوازج میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے خلعت خوشنودی سے نوازا اور اسے اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور خود اپنے بھائی نکش سے جنگ کرنے کے لئے (خراسان کی جانب) روانہ ہوا۔

انطاکیہ کی فتح

سلیمان بن قلمش بن اسرائیل بن سلجوق والی قونیہ واقصرا نے بلاد روم سے ملک شام کو تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ ۳۵۸ھ سے انطاکیہ روی بادشاہ کے قبضہ میں تھا فردوروس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوروس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ انتہائی درجہ کا ظالم اور بد کردار تھا۔ رعایا اور لشکری اس سے ناراض تھے اپنے بیٹے کو بھی قید کر دیا تھا اس نے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوروس کی

۱۔ فخرالدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳

جانب سے انطاکیہ کی حفاظت پر متعین تھا سازش کرلی۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۷۷۷ھ میں سلیمان بن قنقش کو انطاکیہ پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت سے پیادوں کے ساتھ دریا کے راستے انطاکیہ کی جانب روانہ ہوا۔ دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر اترا۔ دشوار گزار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا شہر پناہ انطاکیہ تک پہنچ گیا افسر اعلیٰ پولیس انطاکیہ نے موقع دے دیا۔ سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور گھر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالاخر انہیں شکست ہوئی۔ ایک بڑی جماعت ماری گئی۔ اور باقی ماندہ لوگوں کو سلیمان نے معاف کر دیا۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جنگ کے اختتام کے بعد اہل انطاکیہ کے ساتھ اچھے برتاؤ سے پیش آیا۔ اور دوران جنگ قلعہ اور شہر کا جتنا حصہ خراب اور منہدم ہو گیا تھا اس کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں فتح کی خوشخبری کا خط روانہ کیا۔

مسلم بن قریش کا انجام

والئی حلب مسلم بن قریش نے انطاکیہ کی فتح کے بعد سلیمان بن قنقش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو فردوروس عیسائی بادشاہ انطاکیہ مسلم بن قریش کو سالانہ بطور جزیہ ادا کیا کرتا تھا اور عدم ادائیگی کی صورت میں سلطان کی شاہی قوت اقتدار کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا ”سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے خطبہ میں بھی اسی کا نام ہے“ مکہ پر بھی اسی کا نام کندہ ہے باقی رہا سالانہ خراج جو فردوروس دیتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہوں اور مسلمان جزیہ اور خراج نہیں دیتا۔“ مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہوئی، فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ کی جانب بڑھا اور غارت گری شروع کر دی۔ سلیمان نے بھی یہ صورت حال دیکھ کر حلب پر چڑھائی کر دی اور اس کے قرب و جوار میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو جمع کر کے انطاکیہ کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی گرامی ترکمانی سردار تھے انہی میں جیق امیر ترکمان تھا۔ سلیمان بن قنقش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آگیا۔ آخر ماہ صفر ۷۷۸ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں صف آرائی کی۔ دوران جنگ جیق امیر ترکمان سلیمان بن قنقش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، عرب شکست کھا کر بھاگ نکلے اسی پکڑ دھکڑ میں مسلم بن قریش قتل ہو گیا۔

حلب کا محاصرہ

مسلم بن قریش کے مارے جانے کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا، اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی۔ ابن حشیشی عباسی سردار نے سلیمان بن قنقش کی خدمت میں تحائف اور نذرانے بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند دن کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کر لوں، اگر وہ اجازت دے دیں گے تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ سلیمان اس دھوکے میں آگیا اور ابن حشیشی نے تاج الدولہ تنش سے ساز باز کر لی اور اسے حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ تنش، حلب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا۔ امیر ارسوس اکک بھی اس کے ہمراہ تھا امیر ارسوس نے سے کوئی امر خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گیا تھا جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تاج الدولہ تنش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ تنش نے اسے بیت المقدس کی حکومت پر مقرر کیا۔ اس وجہ سے امیر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔

تنش کی کامیابی

اس بات کی اطلاع سلیمان کو ملی تو اس نے تنش کو روکنے کی غرض سے لشکر مرتب کیا اور سینہ سپر ہو کر میدان میں آگیا۔ امیر ارتق نے اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کیے، کئی بار نزعہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست ہوئی یہ فخر سے خود اپنا گلا کاٹ کر مر گیا۔ تنش نے اس کے لشکر گاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا جنگ سے فارغ ہو کر ابن حشیشی سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا ابن حشیشی نے جواب

۱۔ کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۹۶

دیا ”ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں“ اگر اجازت دیں گے تو میں بلا کسی عذر شہر پر آپ کو قبضہ دے دوں گا“ تنش نے صاف جواب پا کر شہر پر محاصرہ کر دیا۔ ابن حشیشی نے انتہائی مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی۔ اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تنش سے ساز باز کر لی اور تنش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ چنانچہ تنش نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ ابن حشیشی نے امیر ارتق کے پاس جا کر پناہ لی۔ امیر ارتق نے اسے امان دی اور اپنے پاس مکمل حفاظت سے رکھا۔

نصر الدولہ ابن جہیر نے ۴۷۸ھ میں اپنے بیٹے زعیم الرؤساء ابو القاسم کو آمد کا محاصرہ کرنے کے لئے بھیجا۔ جنات الدولہ سالار بھی اس مہم میں شریک تھا۔ زعیم الرؤساء نے آمد پر محاصرہ ڈال دیا۔ اس کے گرد و نواح کے پھلدار درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی۔ مقابلہ پر اڑے رہے اس دوران عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی ندا کر دی۔ چونکہ عوام الناس عیسائیوں کے افسروں سے تنگ آگئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے، ہلچل مچ گیا، زعیم الرؤساء کو موقع مل گیا۔ شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ میں پیش آیا۔

میاہارقین کا محاصرہ

زعیم الدولہ کے والد نصر الدولہ نے انہی دنوں میاہارقین کا محاصرہ کر رکھا تھا، گو ہر آئین کو تو اہل بغداد ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے اس کی کمک پر آگیا جس سے نصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ حصار میں سختی شروع کر دی ۶۶ جمادی الاخر کو فصیل کا ایک بڑا ٹکڑا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ نصر الدولہ نے شہر اور ابن مروان کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا، مال و اسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤساء کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ زعیم الرؤساء گو ہر آئین کے ساتھ بغداد کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچے۔ گو ہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤساء بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان میں سلطان کی خدمت میں پہنچا۔

میاہارقین کی مہم سے فارغ ہو کر نصر الدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر کو فتح کرنے کے لئے بھیجی۔ جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مروان کے قبضہ و تصرف میں تھا۔ نصر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی شروع ہو گئی، اہل شہر میں سے بعض نے سلطان ملک شاہ کے آگے سر اطاعت ختم کر دیا اور شہر پناہ کے اس دروازے کو جو ان کے قریب تھا، کھول دیا۔ نصر الدولہ کا لشکر داخل ہو گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر کے سر ہو جانے سے دیار بکر سے بنو مروان کو حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو نصر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ نصر الدولہ، موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ۴۸۳ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

حلب پر سلطان ملک شاہ کا کنٹرول

تاج الدولہ تنش نے جس وقت شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش، حلب میں تھا۔ شہر فتح ہو گیا تھا مگر قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا، تنش قلعہ کا بھی سترہ روز تک محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابن حشیشی نے جس وقت کہ اسے تنش کی بڑھی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا، سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب آپ کے حوالے کر دوں گا۔

چنانچہ سلطان ملک شاہ ماہ جمادی الاخر ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ مقدمتہ الجیش پر برسق اور بد ران وغیرہ نامی گراں سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا۔ موصل سے روانہ ہو کر حران میں داخل ہوا۔ ابن شاطی والی حران نے شہر، ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو عنایت فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رجب اور اس کے مضافات، سروج، رقدہ اور خابور کی بھی اسے حکومت دی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا نکاح کر دیا اس کے بعد الہا کی جانب پیش قدمی کی اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے۔ الہا کو فتح کرنے کے بعد جعفر بن جعفر اور اسے بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ جس قدر بنو قشیر وہاں تھے سب کو قتل کر دیا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک شخص جعفر نامی تارینا والی تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو ان سے خطرہ لاحق رہتا تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر

کے ان کی تکلیف دی اور ایذا رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جبر کے بعد بچ فسخ کیا اور دریائے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا۔ تنش نے سلطان کی آمد کی اطلاع پا کر مع امیر لرتق شہر حلب سے کوچ کر دیا اور میدانوں کے نشیب فراز طے کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا اس کے بعد قلعہ حلب سالم بن ملک سے لے لیا اور اس کی جگہ قلعہ جبر مرحمت کیا اس وقت سے قلعہ جبر سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے سالم کی اولاد سے قلعہ جبر لے لیا۔

پھر نصر بن منقذ کنانی والی شیرز کا خط سلطان کی خدمت میں آیا جس میں اس نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس نے لازقہ کفرطاب اور فامیہ کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیرز کا ارادہ ترک کر دیا۔ حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تقسیم الدولہ آقسنقر کو حکومت حلب پر مقرر کیا۔ اہل حلب نے آقسنقر سے ابن حشیشی کو نکال دینے کی استدعا کی۔ چنانچہ آقسنقر نے اسے حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

سلطان ملک شاہ کی بغداد واپسی

ان مہمات سے فراغت پا کر سلطان ملک شاہ دار الخلافہ بغداد کی طرف واپس ہوا۔ سنہ مذکور کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہنچا۔ دار المملکت میں قیام پذیر ہوا، خلیفہ کی خدمت میں بہت سے تحائف اور نذرانے پیش کئے۔ رات کو خلیفہ کے دربار خاص میں حاضر ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا۔ خلیفہ نے سلطان کو خلعت مرحمت کیا۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت خلیفہ کی دست بوسی کے لئے پیش کئے گئے۔ ایک ایک خلیفہ کے حضور میں پیش ہوتا تھا اور نظام الملک خلیفہ کو ان سے متعارف کراتا جاتا تھا اس کے بعد خلیفہ نے سلطان کو عنان حکومت عنایت کی، عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلیفہ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور دل و جان سے ان کی ہدایات کو قبول کیا اسی سلسلہ میں خلیفہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے نوازا، دربار عام برخواست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔ حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث تحریر کیں۔

سلطان ملک شاہ کی بیٹی کی رخصتی

ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی بیٹی کے ساتھ ۷۴۷ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے نکاح ہو گیا تھا۔ محرم ۷۸۰ھ میں رخصتی ہوئی، سامان جیز ایک سو تیس اونٹ، چوتھر فخر پر بار کر کے دار الخلافہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیبائے روی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقری (سنرا اور روپیلا) کام کیا ہوا تھا۔ نچروں پر دیبائے مکی کی جھولیں پڑی تھیں۔ سب کی گردنوں میں طلائی اور نقری حمیلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگائیں بھی سونے اور چاندی کی تھیں۔ تین عماریاں تھیں، چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے لدے تھے جن میں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے۔ ایک بہت بڑا فرش سنرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہر آئین اور امیر لرتق وغیرہ نامی گرامی امراء تھے، عوام اشرفیاں اور روپے ان پر لٹا رہے تھے۔ خلیفہ نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لئے اپنے وزیر ابو شجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لئے ہوئے ہمراہ تھی جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سو شمعیں موکیہ لے اور اسی قدر شعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ ایسا نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئی ہوں۔

ترکان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر وزیر السلطنت ابو شجاع نے عرض کیا کہ سیدنا امیر المومنین خلافت ماب ارشاد فرماتے ہیں ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اہلہا (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جن کی امانتیں ہیں ان کو سرود کر دو) اب وہ وقت آگیا ہے کہ خلیفہ کی امانت دار الخلافہ میں بھیج دی جائے (یعنی رخصتی کر دی جائے) ترکان خاتون نے کہا میں بسرو چشم اسے منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی بیٹی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سردار ابی سلطنت تھے ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور شعلیں تھیں جنہیں سوار لئے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پاکلی میں تھیں جو سونے کی بنی ہوئی تھیں۔ جواہرات کی جھالریں مکی تھیں، پاکلی کے ارد گرد دو سو تر کی لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

رخصتی کے دوسرے روز خلیفہ نے دعوت ولیمہ کی۔ تمام سرداران لشکر، امراء سلطنت اور شہر کے رؤساء دسترخوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من صرف چینی خرچ ہوئی۔ اس سے اور اخراجات کا اندازہ کرنا چاہیے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلیفہ نے سرداران لشکر اور تمام مصاحبوں کو خلعت مرحمت کیے۔

سمرقند کی مہم

ان دنوں سمرقند کا والی خاندان خانیہ سے احمد خان بن خضر تھا جو شمس الملک کا بھائی ہوتا تھا یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے قبل سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی پھوپھی سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خان انتہائی ظالم اور بد اخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے۔ یہ وفد احمد خان سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابو طاہر شافعی تھا۔ سمرقند سے یہ وفد حج کا اظہار کر کے روانہ ہوا تھا چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیام پہنچایا۔ سلطان ۴۸۲ھ میں سمرقند کی نیت سے اصفہان روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا اپنی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی جانب سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر السلطنت نے اسے بھی اپنی رکاب میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ اپنی شریک ہوا۔ خراسان پہنچ کر شاہی لشکر مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ راستے میں جتنے شہر ملے تمام کو فتح کر لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بخارا پہنچا۔ اس پر اور اس کے گرد و نواح کے تمام شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہنچ گیا چاروں جانب سے محاصرہ کر لیا۔ شہرینہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے پہاڑ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی۔ رات دن شہرینہ کی دیواروں پر اور برجوں پر سنگباری ہونے لگی۔ آخر کار ایک جانب کی شہرینہ کی دیوار ٹوٹ گئی۔ شاہی لشکر نے اسی جانب سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

احمد خان روپوش ہو گیا مگر ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لیا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے رہا کر کے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابو طاہر کو تعینات کر کے کاشغر کی جانب بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر یوزکند پہنچا اور والئی کاشغر کے پاس یہ پیام بھیجا کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکے اپنے مقبوضات میں جاری کر دو اور میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمہارے ملک میں دخل انداز نہ ہوں گا۔ والئی کاشغر نے یہ سن کر اطاعت قبول کر لی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی، خلعت دیا اور اسے اس کے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ اس کے بعد سلطان نے خراسان کی طرف واپسی اختیار کی۔

عین الدولہ کا قتل

سمرقند میں فوجیوں کا ایک گروہ حکلیہ نامی رہتا تھا۔ انتہائی رکش اور باغی تھا۔ اس نے ابو طاہر پر جو کہ سلطان کی جانب سے سمرقند کا حاکم تھا چڑھائی کی۔ ابو طاہر نے کمال مہربانی سے انہیں روکنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ ابو طاہر نے جب صورت حال بگڑتی دیکھی تو سمرقند کو خیر باد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔ سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سلطانی شان و شوکت سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ یعقوب تکین برادر والئی کاشغر سے خط و کتابت کی اور اسے سمرقند بلا کر قبضہ دے دیا۔ یعقوب نے شکر گزاری کے ساتھ سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اس کے چند دن بعد ان لوگوں کو جو عین الدولہ سے دشمنی رکھتے تھے اس کے خلاف ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ و اقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتاء کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ یعقوب عین الدولہ کو قتل کر کے سمرقند کا خود سر حاکم بن بیٹھا۔

یعقوب تکین کا فرار

جب ان واقعات کی خبر سلطان تک پہنچی تو سلطان یہ سنتے ہی آگ بجولا ہو گیا۔ ۴۸۲ھ میں فوجیں مرتب کر کے سمرقند کی جانب روانہ ہوا۔ جب مرکب ہمایوں، بخارا پہنچا تو یعقوب، سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی جانب بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اس کی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ چنانچہ مقام ملو اولیس (بخارا کے ایک گاؤں) میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سلطان ملک

شاہ نے سمرقند پر قبضہ کر کے امیر انزکواس کا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب میں فوجیں بھیجیں، بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی تلاش کرنے کے لئے لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب پریشانی کی حالت میں اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جا کر پناہ لی۔ اس کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہو گئی بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ ”یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو“۔ بادشاہ کاشغر کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراؤنی شکل دکھا رہا تھا۔ بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آگیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کر کے اپنے بیٹے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ راستے میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیتا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے ٹھنڈا ہو جائے تو بہتر ہے، ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیتا۔ جب یہ لوگ سلطانی لشکر گاہ کے نزدیک پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنا چاہیں تو انہیں پتہ چلا کہ طغرل بن نیال نے لاتعداد فوج سے کاشغر پر حملہ کیا ہے اور بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

سلطان ملک شاہ کی حکمت عملی

سلطان ملک شاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی سلطان کو بھی طغرل بن نیال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے واپس ہوا۔ تاج الملک کو یعقوب سے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے پر مقرر کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیے تھا انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے جب باہم دوستانہ تعلقات ہو گئے تو اسے فوجیں دے کر طغرل بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کر دیا۔ اور سلطان ملک شاہ خراسان کی طرف واپس ہوا۔ دوبارہ ۴۸۳ھ میں دار الخلافہ بغداد داخل ہوا۔ اس کی آمد کی خبر سن کر اس کا بھائی تاج الدولہ، تنش والی شام، قسیم الدولہ، آقسنقر والی حلب، بوزان والی الرہا اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہوئے۔ سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین سلطنت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لئے دار الخلافہ بغداد میں مکانات بنوا لو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند دن قیام کر کے اصفہان کی جانب روانہ ہو گیا۔

تنش کی حمص پر چڑھائی

۴۸۳ھ میں جب سلطان دوبارہ دار الخلافہ بغداد آیا اور امراء شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے تو جب یہ لوگ اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی طرف واپس ہوئے تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ، تنش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر چڑھائی کر کے اسے حکومت علویہ کے قبضہ سے نکال لو۔ آقسنقر اور بوزان کو تنش کی امداد کی ہدایت کی۔ جب تنش دمشق واپس آیا تو فوجوں کو مرتب کر کے حمص پر فوج کشی کر دی۔ ان دنوں حمص میں ابن ملعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ انتہائی ظالم اور بد اخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ خود تھا ویسے ہی اس کے بیٹے ظلم اور ضرر رسانی میں ماہر تھے، عوام کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تنش نے حمص پر پہنچ کر بزور شمشیر فتح کر کے قلعہ عرقہ کی طرف بڑھاؤ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا، حاکم قلعہ، خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خدا داد طاقت سے مقابلہ مناسب نہ سمجھا، امن کی درخواست کی اور قلعہ کی چابیاں تنش کے حوالہ کر دیں۔

تنش کی پیش قدمی

تنش نے اسے بھی فتح کر کے طرابلس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی طرابلس میں مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ سازش سے کام نکالنے کی کوشش کی۔ تنش کے ساتھی امراء کے پاس مصالحت کر دینے کا پیام بھیجا اور اس معاوضہ میں زر کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے آقسنقر کے وزیر کو بلایا۔ تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور کسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور نذرانے دیئے۔ اس نے اپنے آقا آقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ آقسنقر اور تنش سے والی طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی۔ سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی۔ آقسنقر اپنی فوجوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امراء بھی بہ مجبوری واپس ہوئے۔ غرض کہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی چال مکمل نہ ہو سکی۔

دار الخلافت بغداد میں ان امراء میں سے جو دربار شاہی میں وفد کی شکل میں آئے تھے، عثمان بن امیر ترکمان والی میسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے حجاز اور یمن کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس مہم کا افسر اعلیٰ مامور کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔ قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے غلط کام شروع کر دیئے۔ فوجی بھی اس کے دیکھا دیکھی برے کاموں میں مبتلا ہو گئے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لے کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ اور اس کے بعد ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر حملہ کیا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیں۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں روز ترشک کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ساتھی اسے دار الخلافت بغداد اٹھالائے اور سپرد خاک کر دیا۔

نظام الملک طوسی کا انجام

سلطان ملک شاہ ۴۸۵ھ میں دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہنچا، وزیر السلطنت نظام الملک انظار کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا۔ ایک باطنی فریادی شکل بنائے سامنے آگیا۔ وزیر السلطنت جیسے ہی اس کی فریاد سننے کو اس کے نزدیک گیا باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا اور بھاگا۔ خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا مگر قنار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا۔ نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھالائے۔ زخم کاری لگا تھا جانبر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا۔ تیس برس سلطان ملک شاہ کی وزارت کی۔ اس واقعہ سے فوج میں ہجالی کیفیت پیدا ہو گئی۔ سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی جانب آیا اسے دیکھ کر لوگوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی سارے احکام اس کی اور اس کے بیٹوں کے نافذ ہوتے تھے اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

سلطان ملک شاہ کے اشارہ و حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۷۵ھ میں مارا گیا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ سلطان ملک شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سردار خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی بہانے سے اتار لے۔ سردار خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ پریشان اور خوفزدہ باہر آیا۔ تدابیر کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو ملایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دے کر مار ڈالا۔ سردار خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کی فو تیدگی کی اطلاع دی اور تعزیت کا اظہار کیا۔

عثمان بن جمال کی زیادتی

الغرض یہ کہ سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی جانب سے میلا ہوتا گیا اور چغلیاں لگانے والے لگاتے بجاتے رہے۔ یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک، مرو کا والی مقرر کیا گیا۔ سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن افسر پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا، کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک سرکردہ شخص تھا۔ اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے ان بن ہو گئی۔ عثمان کو اپنے دادا نظام پر غرہ تھا سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دن بعد رہا کر دیا۔ پریشانی کے عالم میں سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ عثمان کی زیادتیوں کا شاکہ ہوا۔

اس سے سلطان ملک شاہ آگ بگولا ہو گیا۔ فخر الملک، البار سلاں اور تاج الدولہ وغیرہ امراء سلطنت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا "اگر تم میرے فرمانبردار اور میرے وزیر ہو تو اپنی حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت پر شریک و شامل ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کس قدر سرچڑھ گیا ہے، شاہی شان و شوکت کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا۔ اسی طرح تمہارے بیٹے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔" چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خواص کنبہ و (بلدو) کو بھی ان کے ہمراہ نظام الملک کے پاس

مجھ سے کہ یہ لوگ کئی بات چہچہاتے ہیں اور شہریوں کا لفظ یہ لفظ پہنچاؤں۔ نظام الملک اس عزم کو سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے اس وقت ایک ایک مسئلہ کے دشمن سلطنت کی ممانعت لڑا کرتا تھا۔ سلطنت کو حیر کر کے اور فوجات ملکی کو بہت میں تقریر سے حیرت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا۔ جس وقت سلطان کے پروردگار کا انتقال ہوا تھا اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا کہ میں نے ہی قتل قتل جانتا تھا۔ کو زیر و زور کیا تھا اور وہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب نزدیک و دور کے شہر فتح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگنے بچھنے پر خیال کرنے لگے جو یہ کہ یہ کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قہرمان کی بدولت ہے۔ جس وقت یہ نہ ہو گا تو تین و حکومت کی بھی خیر نہ ہو گی۔ جب تک یہ دونوں متفق ہیں اس وقت تک حکومت و فوجات کا پروردگار ہے۔ اگر آپ کا چہ اور لڑیں تو مجھے مطلع کیجئے اپنے مسئلہ کی طرف کیجئے۔

سلطان ملک شہزادہ اور نظام الملک کے مابین ہارائش

اعتراف یہ کہ اسی طرح کی خصلت تقریر کی اور یہ کہا جو اس میں سے جو چاہو سلطان سے کہہ دو کہ وہ نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو چہ نظام الملک نے کہا تھا لفظ بہ لفظ سلطان کے کان تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد نحر الملک و قہرمان ہر دو نے لوگوں نے اصل بات کو چھپانے کی کوشش کی، مگر نہ کہہ سکتے تھے۔ نظام الملک کا جواب میں وہ عین گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اس کے قتل کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے چار ہی روز بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد سلطان ملک شہزادہ بھی اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

نظام الملک طوسی

نظام الملک طوس کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحاق طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال و دولت جو کچھ بھی تھا سب اس کے باپ کے ہاتھ میں تھا۔ جو یہاں تک کہ اس کی موت ہو گئی تو یہ قتل کی حالت میں اس نے پورا شہر بٹا۔ پھر اس کا بیٹا طوس میں کس عمارت میں رہا۔ خراسان، غزنویں اور ج کے حکمرانوں سے تعلقات پیدا کیے۔ اس کے بعد ابو علی بن شہزادہ سلطان ابی اسد سلطان کا وزیر تھا۔ کے یہاں ملزم ہو گیا۔ توفیق الہندی کہتے تھے۔ "نہایت اور جو شہزادہ چار ہی دنوں میں ابو علی کی موت کے متنبہ کیا گئے تو ابو علی نے سلطان ابی اسد سلطان سے اس کی کفایت شہزادہ کو بتائی۔ سیاسیات کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے انتقال کے بعد سلطان ابی اسد سلطان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چنانچہ "نظام الملک شہزادہ اور سیاسیات سے اچھی رکت تھا۔ سلطان ابی اسد سلطان نے قہرمان وزارت پر یہ کر دیا۔ جب سلطان ابی اسد سلطان کا انتقال ہوا تو یہ اس کی وزارت پر تھا۔ سلطان ملک شہزادہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر یہ قرار دیا۔

نظام الملک بہت بڑا عالم، علی، عقل اور نرم خو تھا۔ لوگوں کی عقلیں سے حد ترقی کرتا تھا۔ علم و دین اور اہل اللہ کی بے حد عزت اور توقیر کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عالمی تھا۔ اس کے دربار میں کئی لوگ وجہ اور انہی کی عزت اور ان کو بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدرسے قائم کیے اور ان کے اخراجات کے لیے ایک میں رقم مقرر کی۔ بخارا، خراسان و قزوین بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درسگاہیں کھولیں۔ صوم و صوبہ کا پندرہ تھا۔ غلہ کے اوقات کا بہت ذخیرہ رکھتا تھا۔ اس نے اپنے عہدہ وزارت میں بہت سے عیسائی لوگوں کو محض صحت کر دیئے تھے۔ فرقہ دشمنی پر یہ مہذبہ اعتدال کرنے کی مروت کر دیتی تھی۔ ایک عرصہ سے یہ میں رسم جلی آری تھی کہ جو کے متعلقہ پڑھتے ہوئے حیوان پر عطایہ اشعریوں اور فقہیوں پر اعتدال کی جاتی تھی۔ اس کا اصل محرک وزیر السلطنت غیر الملک کسی تھا۔ اس نے سلطان حضرت یک کو روایات پر اعتدال کرنے کے لیے اہل علم و ادب کو بھیج دیا۔ سلطان حضرت یک نے اعتدال کا حکم صادر کر دیا۔ پھر لوگوں نے روایات کے ساتھ اشعریوں کو بھی شہر کر دیا۔ اس وجہ سے اکثر علماء عظام، ائمہ دین اہم حرمین اور ابو القاسم قیسری وغیرہ نے جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ جب سلطان ابی اسد سلطان منہ حکومت پر بیٹھا اور قہرمان وزارت کا نظام الملک ملک ہو ا تو اس نے سلطان ابی اسد سلطان سے کہہ کر اعتدال کرنے کی باتیں مروت کر دیں۔ علماء اور فضلا جو ترک وطن کر کے یہاں سے چلے گئے تھے، اس خیر کو سن کر اپنے اپنے وطن مابین میں واپس آ گئے۔ اعتراف یہ کہ اس عزم میں بہت سی خفیاں تھیں۔ اس کے حلقہ کثرت سے ہیں۔ آپ اسی سے قہرمان کر لیں کہ

اس کی مجلس علماء، فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی، امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

دار الخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی اس کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ۳۷۶ھ میں ان کا انتقال ہو گیا تب موید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی جگہ ابو سعید کو تعینات کیا مگر یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی، امام ابو نصر مبلغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کو ماہ شعبان میں امام ابو نصر کا بھی انتقال ہو گیا۔ تب نظام الملک نے ابو سعید کو ۳۷۸ھ میں اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد شریف علوی، ابو القاسم دیوسی، نظامیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ ۳۸۲ھ میں یہ بھی اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ابو عبد اللہ طہری اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۳۸۳ھ سے امام ابو حامد غزالی مسند درس و تدریس پر فائز ہوئے جو ایک عرصہ تک اس خدمت پر رہے۔ نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم

سلطان ملک شاہ کا انتقال

نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ آخر ماہ رمضان ۳۸۵ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ ابو الفضل ہر دستمانی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلایہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے دار الخلافت بغداد داخل ہوتے ہی نیت کر لی تھی کہ وزارت کا عہدہ اسی کو سپرد کیا جائے مگر ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے روز سلطان ملک شاہ بیمار ہوا اور ۱۵ شوال ۳۸۵ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

باب ۲

برکیاروق بن سلطان ملک شاہ

سلطان کے ساتھ ہی ترکمان خاتون جلالیہ بغداد میں موجود تھی اور اس کا بیٹا محمود، اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش لیے ہوئے اصفہان کی جانب روانہ ہوئی۔ تاج الملک وغیرہ امراء اس کے رکاب میں تھے، توام الدولہ امیر کروقا (جو آئندہ والئی موصل ہو گیا) بھی آگیا پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ اسے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دے کر والئی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا والئی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی چابیاں امیر کروقا کو دے دیں، امیر کروقا نے قلعہ پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد ہی ترکمان خاتون آپہنچیں، امراء لشکر اور تمام فوج کو صلے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کے لیے ابھارا، محمود کی عمر اس وقت چار سال کی تھی۔ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی۔

محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ ”محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہو گئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کر لی ہے، خطبوں میں اس کے نام کے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔“ خلیفہ نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ ”تازمانہ نابالغی، امیرانز، امور سلطنت کا نگران اور منتظم رہے گا اور مجد الملک محکمہ مال، اور عزل و نصب عمال کا مختار ہو گا۔“ ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اسے منظور نہ کیا۔ امام ابو حامد غزالی نے جو خلیفہ کا پیام لے گئے تھے، ترکمان خاتون کو سمجھایا کہ شرعاً ”تمہارا لڑکا نابالغی کی وجہ سے حکومت و سلطنت کی باگ ڈور ہاتھ میں نہیں لے سکتا، اگر تم ان شرائط کو قبول نہ کرو گی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا بیٹا تخت نشین کر دیا جائے گا۔“ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر لیا اور محمود کے نام کا خطبہ آخر ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری اور رہائی

اس کام سے جب ترکمان خاتون کو فرصت ملی تو اس نے چند امراء کو برکیاروق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کے گرفتار کرنے کے لیے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ سلطان ملک شاہ، سلاطین سلجوقیہ میں بہت بلند مرتبہ کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسے جزیہ دیا، اس کے محاسن کی بڑی شہرت ہے۔

برکیاروق، سلطان ملک شاہ کا بڑا بیٹا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد، سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اس کی بیٹی تھی برکیاروق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے ساز باز کر لی۔ ان سب کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے جیل خانہ پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کر لیا، جیل سے برکیاروق کو نکال لائے، تخت سلطنت پر بٹھایا اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

فوجی بغاوت

ترکمان خاتون ان دنوں اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سن کر بغداد سے اصفہان کی جانب روانہ ہوئی۔ فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک نے کہا ”ذرا صبر کرو میں قلعہ برچین جا کر روپیہ لاتا ہوں تاکہ تمہیں

تمہاری تنخواہ اور روزانہ دوں۔“ فوج یہ سن کر خاموش ہو گئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ رہا، فوج نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی جانب پیش قدمی کر دی۔

برکیاروق اور نظامیہ خدام نے رے پر چڑھائی کی۔ ارغش نظامی اور اس کی فوج نے ان کی اطاعت قبول کر لی، ارغش کے مل جانے سے برکیاروق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی جانب پیش قدمی کی اور بزور شمشیر فتح کر لیا۔ ترکمان خاتون کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو آگ بگولا ہو گئی۔ برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ (یزدگرد کے نزدیک دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ترکمان خاتون کے بعض امراء جن میں سکرو (یا بلبرو) اور کشکین جان دار کا نام خصوصی طور پر لیا جاتا ہے، برکیاروق سے مل گئے اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

عز الملک (ابو عبد اللہ حسین) بن نظام الملک، خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پہلے کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا۔ یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آگیا۔ اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ سلطان کے انتقال کے بعد بھی عز الملک، اصفہان میں ٹھہرا رہا جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عز الملک اپنے بھائیوں، عزیزوں اور فوج کے ساتھ جو زیادہ تر نظامی مملوک تھے، برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی عزت افزائی سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا جیسے کہ اس کا والد نظام زمانہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

تاج الملک کا انجام

ابو الفخائم مرزبان بن خسرو فیروز الخطاب بہ تاج الملک، ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ تاج الملک کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی ”مجھے والئی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس وجہ سے واپس نہ ہو سکا“ ترکمان خاتون نے اس معذرت کو منظور و قبول کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ برکیاروق پر روانہ کیا۔ جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیاروق، تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاسیات سے آگاہ تھا اس وجہ سے اسے اپنی وزارت دینے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن نظامیہ فوج کو تاج الملک سے نفرت اور ناراضگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیاروق نے نظامیہ فوج کی نقد و جنس دے کر رضامند کرنا چاہا، مگر راضی نہ ہوئی اور اسے ماہ محرم ۳۸۶ھ میں قتل کر دیا۔

تاج الملک کے مکارم اخلاق میں کوئی کمی نہ تھی مگر اس کی تمام خوبیاں، نظام الملک کے قتل سے ملیامیٹ ہو گئیں۔ اسی نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی قبر بنوائی تھی اور اس کے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا جس کے مدرس اعلیٰ ابو بکر شامی مقرر کیے گئے۔

نصیبین پر قبضہ

تاج الدولہ تنش (سلطان ملک شاہ کا بھائی) والئی شام اپنے بھائی سے ملنے کے لیے دار الخلافہ بغداد آ رہا تھا، بیت میں پہنچا تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی خبر ملی۔ بیت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آیا، فوجیں فراہم کیں۔ فوجیوں کو کھلے دل سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہنچا۔ قسیم الدولہ آفسنقر والئی حلب نے اس بات کو محسوس کر کے اس کے آقا نامدار سلطان ملک شاہ کے بیٹوں میں جھگڑا پیدا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں، تاج الدولہ تنش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ باغی بسار (باغی سیان) والئی انطاکیہ اور بوزن والئی الرہا و حران کے پاس ایچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی بات کا مشورہ دیا جس پر خود کار بند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کی، اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تنش کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ تنش ان تمام کو اپنے رکاب میں لیے ہوئے رجبہ پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی جانب بڑھا۔ والئی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسے بزور شمشیر فتح کیا۔ تنش نے قتل و غارت شروع کر دی۔ دل کھول کر نصیبین کو جس جس کیس کیا۔ محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مقرر کر کے موصل پر چڑھائی کی۔

اسی دوران کافی بن فخرالدولہ بن جیر، جزیرہ ابن عمر سے تنش کے پاس آگیا۔ تنش نے اسے اپنی وزارت کا عمدہ مرحمت کیا۔
موصل پر چڑھائی

علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا موصل پر قبضہ تھا۔ اس کی والدہ کا نام صفیہ تھا یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی۔ ترکان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم ا۔ کو قید سے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم نے تحریر کیا ہے۔ تنش نے ابراہیم کے پاس اپنا اپنی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ”تم اپنے مقبوضہ شہروں میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافہ بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو۔“ ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ تنش نے حملہ کر دیا۔ عربوں کو شکست ہوئی۔ ابراہیم چند سرداران عرب کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ تنش نے ان تمام کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ تنش نے موصل اور اس کے علاوہ اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مقرر کیا۔

تنش نے اس کامیابی کے بعد دار الخلافہ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد نے اس سے اتفاق کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو نلکھ دیا ہے جواب آجائے تو تعمیل کی جائے۔

آقسنقر کا مشورہ

تنش نے اس کے بعد دیار بکر کی جانب پیش قدمی کی اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ آور ہوا۔ برکیاروق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا تنش کی مدافعت کے لیے نکلا۔ جس وقت ۲۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والی الرہا و حران سے کہا ”تم لوگوں نے ان کی (یعنی تنش کی) اطاعت اس وجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقا تاجدار سلطان ملک شاہ کی بیٹوں میں جھگڑا پیدا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچہ ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دے سکیں گے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلطان برکیاروق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لیے ہیں اور حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا ہے۔ لہذا ہم لوگوں پر لازم ہے کہ سلطان برکیاروق کے ساتھ جا لیں، بوزان نے آقسنقر کے مشورے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ یہ دونوں سردارے تنش کی مدد سے دست کش ہو کر اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان برکیاروق کی لشکرگاہ میں چلے گئے۔

تاج الدولہ تنش کی روانگی

یہ صورت حال دیکھ کر تاج الدولہ نے بھی ارادہ ملتوی کر دیا اور بلا جنگ و جدال شام کی طرف واپس ہوا۔ تاج الدولہ تنش کی واپسی سے برکیاروق کے قدم حکومت و سلطنت پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد اسے محسوس کر کے حکومت کی باگ ڈور سلطان برکیاروق کے قبضہ اقتدار میں آگئی ہے برکیاروق کے لشکرگاہ میں آیا، تنش سے موافقت کرنے کی معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں

۱۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب فنی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے باریابی حاصل کی تو سلطان نے اسے نظر بند کر لیا اور اس کی جگہ فخرالدولہ بن جیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابراہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آیا۔ پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم موصل کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیابھی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ادھر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا علی بھی تھا۔ ادھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوئی، علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ جب ابراہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو خط و کتابت اور نامہ ۱۱ پیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد یہ حکم ہر فرعو نے راموسی، تنش کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تیس ہزار فوج تھی اور تنش کی رکاب

میں دس ہزار۔ تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۰، ۱۵۰

۲۔ مضمون عبارت مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کمال ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب خط نہ ہونے پائے۔

ہاں ملایا۔ مستنکین جان دار نے یہ اشارہ قسیم الدولہ برکیاروق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بنا پر برکیاروق نے گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی سے برطرف کر کے امیر منکبرو کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی تمام جائیداد ضبط کر کے امیر منکبرو کو دے دی۔ امیر منکبرو بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ و قوقا تک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیاروق کو امیر منکبرو کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ برکیاروق نے اسے و قوقا سے واپس بلا کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کی جگہ بغداد پولیس کا افسر تنکین کو مقرر کر دیا۔

ترکمان خاتون کا پیام

آذربائیجان کا والی اسماعیل بن داؤد ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیاروق کا ماموں تھا۔ ترکمان خاتون نے اس کے پاس پیام بھیجا کہ ”تم برکیاروق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کر لو اور تمہارے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے اگر تم یہ کام کرو گے تو میں تم سے نکاح کر لوں گی۔“ اسماعیل اس دھوکے میں آ گیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج مرتب کی اور برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ مقام کرج میں آنا سامنا ہوا۔ جنگ کے دوران اسماعیل کے بعض سرداران لشکر برکیاروق سے مل گئے جس سے اسماعیل کو شکست ہوئی، اصفہان جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اس کا نام سکھ پر کندہ کرایا۔ نکاح بھی کرنے کا ارادہ کیا۔ امیرانز نے جو وزیر اعظم اور سپہ سالار لشکر تھے اس سے مخالفت کی، لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اسماعیل بن داؤد کا انجام

اس کے بعد اسماعیل کی بہن زبیدہ خاتون مادر برکیاروق نے اسماعیل سے خط و کتابت کا آغاز کیا اور اسے برکیاروق سے مصالحت کر لینے پر آمادہ کر لیا، اسماعیل برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے عزت و احترام سے اس کا استقبال کیا۔ سرداران لشکر مستنکین جاندار، آفسنقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسماعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت و سلطنت کا خواہاں ہے فاش کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیاروق کو آگاہ کر دیا۔ برکیاروق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کا انجام

توران شاہ بن قاروت بک، فارس کا حکمران تھا ۴۸۷ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیرانز کو فارس کے فتح کرنے پر مقرر کیا۔ امیرانز نے پہلے تو توران شاہ کو شکست دے دی مگر فتح یابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ بے مروتی اور بداخلاقی سے پیش آیا جس سے اس کے لشکر والے اس سے بددل ہو گئے توران شاہ نے امیرانز پر حملہ کر دیا۔ امیرانز کو اس لڑائی میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک، امیرانز سے واپس لے لیا۔ جنگ کے دوران توران شاہ کو ایک تیر آگاکا جس کی وجہ سے وہ اس لڑائی کے دو ماہ بعد انتقال کر گیا۔

مقتدی کا انتقال

خلیفہ مقتدی بامر اللہ نے ماہ محرم ۴۸۷ھ میں سلطان برکیاروق کو اس کے چچا ننش کی شکست کے بعد دار الخلافہ بغداد طلب فرمایا۔ خلعت سے نوازا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا، امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیا۔ سلطان برکیاروق نے بڑی خوشی سے اسے زیب تن کیا۔ اس کے بعد ۱۱ محرم سنہ مذکور میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔

مستظہر کی خلافت

خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا مستظہر باللہ تخت خلافت پر فائز ہوا۔ امراء سلطنت اراکین حکومت نے بیعت کی۔ خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیاروق کو خلعت سے نوازا اور جو جو اختیارات مرحوم نے دیئے تھے تمام اس نے بھی سلطان کو دیئے اور سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

آقسنقر اور بوزان کا انجام

آذربائیجان کی شکست کے بعد تنش دمشق پہنچا فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا۔ چند دنوں میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر حملہ کیا۔ قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان متفق ہو کر مقابلہ پر آئے۔ امیر کرہوقا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لے کر حلب کو بچانے کے لیے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریقوں کی لڑائی ہوئی۔ تنش نے ان لوگوں کو شکست دی، آقسنقر گرفتار ہو گیا۔ تنش نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ امیر کرہوقا اور بوزان نے حلب جا کر دم لیا۔ تنش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ امیر کرہوقا اور بوزان بھی گرفتار ہو گئے۔ تنش نے بوزان کو زنجیروں میں جکڑ کر حران اور الرہا کی جانب روانہ کیا (حران اور الرہا بوزان کے قبضہ میں تھے) باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے انکار کیا۔ تنش نے بوزان کا سر قلم کر کے اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر کانپ اٹھے اور ڈر کر اطاعت قبول کی۔ تنش نے ان پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہ گیا امیر کرہوقا اسے حمص کی جیل میں قید کر دیا۔

تنش کی لڑائیاں

تنش اس کامیابی کے بعد جزیرہ دیار بکر، خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ حاصل کر کے ہمدان کی طرف چلا اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملنے آ رہا تھا۔ امیر قماج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مارا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہنچا۔ یہاں تنش سے لڑائی ہو گئی۔ تنش نے اسے گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر باغی بیار نے سفارش کی اور یہ مشورہ دیا کہ عوام کا میلان طبع فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے، اسے اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تنش نے فخر الدولہ کے سپرد قلمدان وزارت کر دیا۔

اس وقت برکیاروق نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر اس کا بچا تنش آذربائیجان کی جانب بڑھ رہا ہے نصیبین سے کوچ کر دیا اور دریائے دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کر کے اوہل تہنچا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ تنش کی فوج میں سے امیر یعقوب بن ارتق نے برکیاروق پر شب خون مارا۔ برکیاروق کو شکست ہوئی۔ امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے تمام ساتھی منتشر ہو گئے۔ صرف امیر برسق، مشکین جاندار اور الیارق رگب میں رہ گئے۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر اصفہان پہنچا۔

محمود بن سلطان ملک شاہ کا انتقال

اصفہان میں ترک خاتون، مادر محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی مگر اس وقت یہ فوت ہو چکی تھی۔ پہلے محمود اور اس کے خیر خواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود چکر دینے کی غرض سے آکر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے خیر خواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا۔ اس وجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔ محمود بن سلطان ملک شاہ ۴۹۶ شوال ۴۸۷ھ میں ایک سال حکومت کر کے انتقال ہو گیا۔

اس کے انتقال کے بعد برکیاروق اصفہان پر قابض ہو گیا اور اس کے قدم مضبوطی کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔ موید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں حاضری دی۔ سلطان برکیاروق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عمدہ وزارت سے نوازا۔ (عز الملک اس سے قبل مقام نصیبین میں وفات پا چکا تھا) موید الملک نے امراء سلجوقیہ اور خیر خواہان سلطنت کو نامہ پیام بھیج کر سلطان برکیاروق کی جانب مائل اور خیر خواہ بنا لیا جس سے سلطان برکیاروق کے جاہ و جلال میں اضافہ ہو گیا۔ اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

یوسف بن ارتق کا بغداد میں داخلہ

برکیاروق کی شکست کے بعد تنش نے یوسف بن ارتق کرمانی افسر پولیس کو ترکوں کو جمع اور متفق کرنے کی غرض سے دار الخلافہ بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا۔ اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والئی حلقہ اہل بغداد کی امداد پر آپہنچا۔ مقام

یعقوب میں لڑائی ہو گئی۔ صدقہ شکست اٹھا کر حلقہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو گیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔

تلج الدولہ تنتش کا انجام

برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد تنتش نے ہمدان کی جانب پیش قدمی کی، اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر لی۔ مگر اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے، محسوس کر کے اہل ہمدان کی درخواست کی۔ تنتش نے ان کو امان دے دی اور ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مرو کی طرف پیش قدمی کی۔ امراء اصفہان کے پاس اپنی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دنوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان تمام واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسے مرض سے آفاقہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی طرف خروج کیا۔ خیر خواہان سلطنت سلجوقیہ اس اطلاع کو سن کر جوق در جوق برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی۔ اپنے چچا تنتش سے صف آرا ہوا اور اسے شکست فاش دی۔ جنگ کے دوران آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تنتش کو قتل کر دیا۔ تنتش اسے شکست اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہو گیا بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک عرصہ سے تنتش کے یہاں قید تھا، اس کو رہا کر دیا گیا۔

کربوقا کی رہائی

آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ تنتش نے قوام الدولہ ابو سعید کربوقا کو آقسنقر اور بوزان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں قید کر دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے کربوقا حلب کی جیل میں قید کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا یہاں تک کہ رضوان ابن تنتش، حلب کا حکمران ہوا۔ سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اس کے بھائی امیر التوتاش کو قید سے رہا کر دیا۔ کربوقا اور التوتاش کا رہنا تھا کہ ہر طرف سے مڈی دل فوج آکر جمع ہو گئی اس وقت موصل کی حکومت کی باگ ڈور علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی۔ (اسے تنتش نے بغض موصل کے بعد موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا) اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم نصیبین کی حکومت پر تھا۔ مروان ابن وہب اور ابو الہیسا کردی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے، محمد کا موصل پر چڑھائی کا ارادہ تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع ہو گئی۔ امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے لڑائی ہوئی، کربوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب بڑھا۔ چالیس یوم تک محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔

کربوقا کی پیش قدمی

کربوقا نے اس کامیابی کے بعد موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کربوقا نے اس سے درگزر کر کے ۴۔ اور

۱۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تنتش سے شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر میں سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دن تک اصفہان کا باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امراء اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھا آئے ہیں۔ اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہو گیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے امراء اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مر گیا تو تم لوگ تنتش کی حکومت پسند کرو گے، برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو، اگر محمود کو صحت ہو گئی تو برکیاروق کے قتل کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کر ڈالنا اور حالت دگرگوں ہوئی تو اسی کو تخت حکومت پر متمکن کر دینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۲۹ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیاروق حکمران ہو گیا پھر یہ بھی بیمار ہو گیا سرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک علیل رہا۔ اس اثناء میں اس کے چچا تنتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی یہ موقع اس کی کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوچا یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں اگر محمود برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تنتش کو یہ روز بد دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔

محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا اور موصل کے محاصرہ کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر جگر مس والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی، امیر جگر مس لشکر آراستہ کر کے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التونش نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا۔ زبردست لڑائی ہوئی بالآخر جگر مس نے شکست کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کے محاصرے کے لیے آیا اور جیسا کہ چاہیے تھا مدد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف اور محاصرہ برداشت کر کے علی والی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلقہ جا کر پناہ لی۔ کربوقا کامیابی کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اور التونش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ امراء و رؤساء شہر سے تلوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونش کی یہ حرکت شاق گزری۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے روز التونش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ میں پیش آئے۔

موصل پر قبضہ کرنے کے بعد کربوقا نے رجبہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل رجبہ مقابلہ پر آئے، لڑے مگر کامیاب نہ ہوئے کربوقا اس پر قبضہ حاصل کر کے موصل کی طرف واپس ہوا اور اہل موصل کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ عدل و انصاف سے کام لیا۔ جس کی وجہ سے اہل موصل راضی و خوش ہو گئے اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

ارسلان ارغو کی کامیابیاں

ارسلان ارغو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ جب سلطان ملک شاہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی اس وقت ارسلان ارغو اپنے سات غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا۔ خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے۔ ایک گروہ جمع ہو گیا۔ نیشاپور پر چڑھائی کی۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر آئے۔ مرو کی جانب لوٹا۔ مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر قودر (قودن) شخص نامی حکومت کر رہا تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دے دیا۔ اس سے ارسلان ارغو کی قوت، ہمت اور جرات بڑھ گئی۔ بلخ کی جانب پیش قدمی کی۔ فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا ہمدان میں جا کر پناہ لی اور تاج الدولہ تنش کا وزیر بن گیا۔

اس کے بعد ارسلان ارغو نے بلخ، ترمذ، نیشاپور اور خراسان کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق اور اس کے وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عنایت کی جائے اور میں اس کا واحد حکمران تسلیم کیا جاؤں۔ جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا، چونکہ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تنش کے جھگڑوں میں مصروف تھا، کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیاروق نے موید الملک کو عہدہ وزارت سے برطرف کر کے اس کے بھائی فخر الملک کو وزارت کا عہدہ مرحمت کیا اور مجد الملک یا ارسلان امور سلطنت پر غالب ہوا تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیاروق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیاروق کو یہ شاق گزرا۔ اپنے چچا بورسوس

(بور برس) کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو شکست کھا کر بلخ پہنچا۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد ارسلان ارغو نے فوجیں جمع کر کے مرو کی طرف پیش قدمی کی اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے برباد کر دیا۔ مرو جیسے شہر میں قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔

اس بات کی خبر بورسوس کو ہو گئی تو ہرات سے ۴۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر (اس کا باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ وغیرہ نامی گرامی امراء و سردار بھی تھے ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو خط و کتابت کر کے ملا لیا اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے کے ساتھ ارسلان ارغو کی ساز باز سے کسی نے اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمرہمت ٹوٹ گئی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے ترمذ کی جیل میں بھیج دیا اور ایک سال بعد حالت قید ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ارسلان ارغو کا انجام

ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا تھا۔ برکیاروق نے اس کے سر کرنے کو جو مہم بھیجی تھی ۱۱ تیس تیس ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے امراء و رؤساء خراسان کے قتل و خون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہرناہوں کو منہدم کر دیا، سبزوار، مرو، شاہجہان، سرخس، نہاوند اور نیشاپور کے قلعوں کو مسمار کر کے ملیامیٹ کر دیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسلی نہ ہوئی تو قتل کر ڈالا۔ الغرض یہ کہ جس سے اسے ذرا بھی مخالفت کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اس کا سر کچل دیا۔ خراسان پر طالبانہ حکومت کرنے لگا۔ انتہائی بے رحم اور بے حد غصہ ور تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی اعراض نہ کرتا تھا۔ معمولی سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اتفاق سے ایک دن خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ گالیاں دیں اور پیٹا غلام کو غصہ آگیا، کمر سے خنجر نکل کر اس کے پیٹ میں مار دیا جس سے یہ ہلاک ہو گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۳۹۰ھ میں پیش آیا۔

ارسلان ارغو کا بیٹا

ارسلان ارغو کے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس کے ایک چھوٹے بیٹے کو اپنا امیر بنایا۔ سلطان برکیاروق نے ایک فوج خراسان کی جانب ارسلان ارغو سے جنگ کرنے کی غرض کے لیے روانہ کی تھی۔ اٹابک قماج اور اس کا وزیر علی حسن طغرانی بھی اس فوج میں تھے۔ جس وقت یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی دامنخانی پہنچی ارسلان ارغو کے قتل کی خبر سن کر قیام کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان برکیاروق کی سواری آ گئی۔ سلطان برکیاروق نے نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۹۰ھ میں قتل و غارت گری کے بغیر نیشاپور اور خراسان کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بلخ پر چڑھائی کی۔ ارسلان ارغو کے ساتھی اس لڑکے کے ساتھ جسے انہوں نے ارسلان ارغو کے قتل کے بعد مسند حکومت پر فائز کیا تھا، طخارستان کے پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے اور سلطان برکیاروق کی خدمت میں امان کی درخواست بھیجی۔ سلطان برکیاروق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغو کے ساتھی دس ہزار کی جمعیت اور اس کے بیٹے کے ساتھ دربار شاہی میں حاضر ہوئے۔ برکیاروق نے ارسلان ارغو کے بیٹے کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور عہد سلطنت سلطان ملک شاہ میں جتنے شہر ارسلان ارغو کے قبضہ و تصرف میں تھے ان تمام کی حکومت اسے مرحمت کی۔ مگر زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ وہ لشکر جو اس کے ہمراہ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے اس کا ربط و تعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغو کا بیٹا اکیلا رہ گیا۔ سلطان برکیاروق کی والدہ نے اسے اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لیے خدام کا تقرر کر دیا۔

سنجر کی تقرری

سلطان برکیاروق نے اس کے بعد ترمذ کی جانب پیش قدمی کی۔ اہل ترمذ نے اطاعت قبول کی۔ سمرقند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اردگرد کے امراء نے اطاعت و فرمانبرداری کے پیام بھیجے۔ سات ماہ بلخ میں قیام کر کے واپس ہوا اور اپنے بھائی، سنجر کو خراسان کی حکومت پر بٹھا دیا۔

بغاوتیں

سلطان برکیاروق جس وقت خراسان میں خیمہ زن تھا اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نامی جو سلطان برکیاروق کے قرابت داروں سے تھا اور امیر امیراں کے لقب سے موسوم اور مشہور تھا، حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا۔ بلخ کی جانب پیش قدمی کی اور والئی غزنی بنو سہتکین سے امداد کا خواستگار ہوا۔ والئی غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ مملکت خراسان میں جو شہر فتح ہو ان میں والئی غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کا جاہ و جلال اس سے بڑھ گیا۔ دماغ آسمان پر چڑھ گیا بلکہ سنجر کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک دستہ فوج لے کر غفلت کی حالت میں محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا فوج میں بھگدڑ مچ گئی محمود گرفتار ہو گیا۔ سنجر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔

خراسان سے سلطان برکیاروق کی واپسی کے بعد آکنجی نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لے ہوئے سلطان سے ملنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ مگر مرو پہنچ کر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا امیر قودر (قودن) سلطان برکیاروق سے بیماری کا بہانہ کر کے مرو میں رہ گیا تھا اس نے یہ صورت

حال دیکھ کر امیر یار قشاش سے ساز باز کی اور دونوں نے اکئی گورنر خوارزم کے قتل کا مشورہ کیا۔ چنانچہ پانچ سو سواروں کی جمیعت سے امیر قودن اور امیر یار قشاش نے اکئی پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا۔ فوجیں لیے ہوئے خوارزم کی جانب بڑھے اور یہ ظاہر کر کے سلطان برکیاروق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عنایت کی ہے، خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ اسی دوران یہ خبر سننے میں آئی کہ امیرانز نے فارس میں بغاوت کر دی۔ سلطان برکیاروق نے عراق کا ارادہ ترک نہ کیا اور داؤد حبشی بن التونطاق کو سردار لشکر کر امیر قودن اور امیر یار قشاش کی گواہی کے لیے روانہ کیا۔ بذات خود عراق کی طرف روانگی اختیار کی۔

داؤد حبشی عراق سے ہرات کی جانب چلا اور شاہی لشکروں کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے نزدیک پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر یار قشاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر سن کر حملہ کی تیاری کی۔ داؤد حبشی کی فوج کم تھی بھاگ کھڑی ہوئی۔ جیون کو عبور کر کے دم لیا۔ امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر یار قشاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی سینہ سپر کر میدان میں آگیا اور امیر یار قشاش کو شکست دی۔ جنگ کے دوران امیر یار قشاش گرفتار کر لیا گیا جیسے ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی ساری فوج باغی ہو گئی، امیر قودن کے مل و اسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا گیا۔ امیر قودن بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا سبھا پہنچا۔ والئی سبھا نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا ملک سبھی کی خدمت میں بلخ پہنچا۔ ملک سبھ نے بڑی عزت افزائی کی۔ امیر قودن بھی اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی خدمات انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ آراستہ کیں۔ موت کا وقت نزدیک آگیا تھا۔ چند دن بعد فوت ہو گیا۔ باقی رہا امیر یار قشاش، وہ داؤد حبشی کے یہاں قید رہا۔ پھر داؤد حبشی نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بنو خوارزم شاہ کی حکومت کی ابتداء

امراء سلجوقیہ میں سے ابو نکین ایک امیر کا (بلکباک) زر خرید غلام تھا۔ اس نے ابو نکین کو غریبان کے ایک شخص سے خریدا تھا۔ اسی مناسبت سے ابو نکین غریبی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابو نکین اسی امیر کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا، ہوشیار اور عقل مند تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابو نکین کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا، ابو نکین نے انتہائی خوبی سے اسے تعلیم و تربیت دی۔ فنون حرب بھی سکھائے، سیاسیات کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ بفضل باری تعالیٰ محمد ایک قابل قدر انسان ہو گیا۔ جب امیر داؤد حبشی خراسان کی جانب روانہ ہوا تو محمد بھی اور لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔

خراسان کی بغاوت ختم ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر کے مقرر کروں۔ اکئی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ انتہائی غور و فکر کے بعد محمد بن ابو نکین کا انتخاب کیا اور یہی اس کی نگاہوں میں حکومت خوارزم کے لیے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ امیر داؤد حبشی نے خوارزم کی حکومت کی باگ ڈور محمد کو عنایت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے لقب کیا۔ محمد انتہائی کفایت شعار، منتظم، مدبر، عادل اور خلیق تھا۔ چند ہی دن میں اس کی اخلاقی خوبیوں کا چرچا ہو گیا۔ ملک سبھ نے بھی اس تقرری کو بہتر سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اس کی قابلیت و کارکردگی کے مطابق اسے عزت سے نوازا۔

کسی ضرورت کے تحت محمد کو چند دنوں کے لیے خوارزم کو چھوڑنا پڑا، ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ طغرل نکین محمد بن اکئی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا، اس کی خبر محمد بن ابو نکین کو ہو گئی۔ تمام کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کے لیے بڑھا اور ملک سبھ سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ملک سبھ ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سبھ اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ محمد بن ابو نکین بلا انتظار ملک سبھ ترکوں کے مقابلہ پر آگیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ انتہائی بدحواسی سے منقشلاہ کی جانب بھاگے۔ طغرل نکین نے بھی جرجان کی طرف کوچ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سبھ کی آنکھوں میں محمد کی قدر مزید بڑھ گئی۔

جب محمد خوارزم شاہ کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا انسز مسند حکومت پر بیٹھا۔ یہ بھی انتہائی نیک مزاج مدبر اور عادل تھا۔ اس نے اپنے والد کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سپہ سالاری کی تھی۔ فنون حرب سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاہ کو ترکوں سے چھین لیا۔ ملک سبھ اسے بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سفرو حضر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ مانتا تھا۔ اسی زمانہ سے حکومت

ریاست محمد بن ابو نگیل کے خاندان میں آئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتدا ہے پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں چڑھائی کی اور ان کی حکومت و سلطنت کو ختم کر دیا۔ انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا۔

عیسائیوں کی انطاکیہ پر چڑھائی

عیسائیوں میں اسی زمانہ سے اسلامی ممالک پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ ۴۸۴ھ میں مقلہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انہوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے ارادہ سے پیش قدمی کی۔ خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے براستہ خشکی روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اس سے اس کے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دے دی مگر یہ شرط رکھی کہ انطاکیہ فتح کر کے مجھے دے دیں۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۴۹۰ھ میں عبور کر کے ارسلان بن سلیمان بن قطلش والئی قونیہ و رومی شہروں کے مقبوضات کی جانب پیش قدمی کی۔ ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مدافعت کے لیے اٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی جانب پیش قدمی کی۔ انطاکیہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا نو ماہ تک محاصرہ کیے رہے۔ باغی سیان والئی انطاکیہ نے انتہائی جرات سے مدافعت جنگ کی عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سا مال و زر دے کر ملا لیا۔ چنانچہ حسب قرار واد باہمی عیسائی فوج شہر پناہ کے پاس آئی اس دغا باز محافظ نے شہر پناہ کا چور دروازہ کھول دیا، عیسائی فوج شہر میں داخل ہو گئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجا دیا۔ باغی سیان گھبرا گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا بھاگ کھڑا ہوا۔ پانچ چھ کوس نکل گیا ہوش و حواس بجا ہوئے تو اپنے کیے پر پشیمان ہوا، بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سرتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۴۹۱ھ میں پیش آئے۔

مسلمانوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انطاکیہ کے واپس لینے کے لیے ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کربوکا شام کی جانب چلا، مرج وابق تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ دقاق بن نتش، طغرل، نگیل اتابک، جتاج الدولہ والئی حمص، ارسلان تاش والئی سنجار اور ستمان ارتق وغیرہ نامی گرامی امراء اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے آپہنچے اور انطاکیہ کی جانب پیش قدمی کی۔ محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑ گئی۔ امیر کربوکا بد اخلاقی برتنے لگا اور امراء کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہ ملا تھا اس وجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے پریشان ہونے لگے، امیر کربوکا سے امان کی درخواست کی۔ امیر کربوکا نے امان دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون تھا۔ ان عیسائیوں کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، سنجیل، مکدمری، قط والئی الرہا اور بیمند والئی انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا مکمل افسر بھی بیمند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہو کر شہر پناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کا جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ جب تمام عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آ گئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلامی امراء میں اتفاق تو پیدا ہی ہو گیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کربوکا کی بد اخلاقی سے نفرت پیدا ہو چکی تھی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر لقمان بن ارتق

کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتداء عیسائیوں کا خروج و ظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضہ ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے انہوں نے بلاد اندلس میں طلبیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کلن پر جوں نہ رہا۔ لنگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ مقلہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بزور تیغ قابض ہو گئے اس سے ان کی حرص اور بڑھ گئی۔ افریقہ پر ہاتھ مارا اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ سلاطین اسلام انہیں کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت اسلامی ہمدردی اور خیر خواہی ملت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے عیسائیوں کا شوق ملک گیری مذہبی پر میں بڑھا پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ ۴۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی۔ بردویل عیسائی بادشاہ نے ایک بڑی فوج جمع کر کے رجار فرامیسی کو اطلاع دی۔ (جس نے مقلہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک فوج عظیم لے کر افریقہ پر چڑھائی کرنا ہوں اور اسے مغرب فتح کر کے تمہارا ہمسایہ ہو جاتا ہوں۔ رجار نے اپنے اراکین سلطنت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا سب نے بردویل کی خیال کی تعریف کی۔ رجار نے کہا تم لوگ عمل سے خالی ہو اگر اس نے افریقہ کو لے لیا تو ہمارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اگر ناکام واپس آیا ہمیں اس کی ہمدردی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکلیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے فتح بیت المقدس کی رائے دی جائے اور مسلمانوں پر جبار کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا چنانچہ یہی رائے بردویل کو لکھ بھیجی۔ بردویل نے بھی اسے پسند کیا اور فتح بیت المقدس کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

میدان جنگ سے فرار ہوا عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں مارا گیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ یہ عیسائیوں کی مزید پیش قدمی

عیسائیوں نے اس کامیابی کے بعد معرہ نعمان کی جانب پیش قدمی کی اور اسے بھی لے لیا۔ انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غزہ پر حملہ کیا۔ چار مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اہل غزہ انتہائی جرات سے مقابلہ کرتے رہے۔ ابن منقذ والی شیرز نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا جنگ الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہو گئی۔ عکا کی جانب بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کر لی۔ ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ شروع ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خلفاء علویں نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا تھا اور انہی کے ابھارنے سے وہ اس جرأت سے حملہ آور ہوئے تھے۔ سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور ان کے امیروں میں سے اقیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور عرصہ دراز تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ ایک نہ ایک دن سلاطین سلجوقیہ مصر کو بھی لے لیں گے اس کا احساس کر کے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تاکہ سلاطین سلجوقیہ کی زد سے خود محفوظ رہیں اور ان کے اور مصر کے درمیان عیسائی حائل اور سد راہ ہو جائیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

امیرانز کا انجام

سلطان برکیاروق جس وقت خراسان کی طرف روانہ ہوا تھا اسی زمانہ میں امیرانز کو فارس کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبائل قابض ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک والی کرمان کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ جب امیرانز نے فارس پر چڑھائی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے اور لڑے۔ امیرانز کو شکست ہوئی۔ امیرانز اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے آگاہ کیا اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا، امارت عراق کی سند بھیج دی اور جس قدر فوجیں عراق اور اس کے اطراف و جوانب میں تھیں امیرانز کو ان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ موید الملک بن نظام الملک دار الخلافہ بغداد سے ملے آئے۔ امیرانز سے ملا اور اسے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا شاہی قوت و شوکت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ مشورہ دیا کہ محمد بن ملک شاہ سے نام و پیام بھیج کر ساز باز کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجه میں تھا اس قرارداد کے مطابق امیرانز

ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کیے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے۔ رسد غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے کہ امیر کروقا وغیرہ آگئے۔ عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا، فراء اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے۔ امیر کروقا کے پاس پیام بھیجا کہ ”آپ ہم کو امان دیجئے ہم شر خالی کیے دیتے ہیں۔“ امیر کروقا نے جواب دیا ”ہم امان نہیں دی جائے گی، ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے۔“ اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ ایک پادری نے جس پر عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے تلاش کرو، اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہو گی و تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے۔“ پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈر صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہو گئے پادری صاحب نے کہا۔ ”وہاں نہیں ملے گی، تین دن روزہ رکھو، دعا کرو، گناہوں کی مغفرت چاہو، چوتھے روز تلاش کرو، کامیاب ہو گئے تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ مومن ہے۔“ عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور جیسا کہ پادری نے کہا تھا تلاش کے بعد صلیب مل گئی۔ پادری صاحب نے کہا۔ ”اب کیا ہے خوشیاں مناؤ، شرم کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ آدمی امان کا جھنڈا لے ہوئے نکلو جب سب کے سب انطاکیہ کے باہر آ جاؤ تو جنگ کا نثارہ بجا دو۔ فتح یاب ہو جاؤ گے۔“ وقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کروقا سے عرض کیا۔ ”ان عیسائیوں کو مہلت نہ دی جائے جوں جوں نکلتے جاؤ انہیں قتل کرتے جائیں۔“ امیر کروقا نے جواب دیا ”نکل آئے دو ہم انہیں لڑ کر پسا کر دیں گے“ لیکن مسلمانوں میں بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ امیر کروقا نے خود جا کر انہیں اس سے روکا جب تمام عیسائی کروسیڈر شر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چو کروقا نے مسلمانوں کے ساتھ تلوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک ہاتھ بھی لڑنے کا گنہگار نہیں ہوا۔ انتہا

ملخصاً من تاریخ الکامل ابن اثیر۔

اصل کتاب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا ہوا۔

نے عمل درآمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ امیرانز کا خوف و خطر اور زیادہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں، اصفہان سے رے کی جانب پیش قدمی کی اور سرعام سلطان کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا۔ سلطان برکیاروق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور سپردگی کا مطالبہ کیا۔ ابھی یہ معاملہ طے نہ ہوا تھا کہ ترکوں میں سے تین شخص جو امیرانز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے رات کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ مال، روپیہ اور سامان کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نقش کو اصفہان میں لائے۔ اور دفن کر دیا۔ امیرانز بڑا پابند صوم، صلوة، کثیر الناقب اور سخی تھا۔ امیرانز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف رے میں پہنچی۔ امیرانز سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا تھا۔ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہوا۔ فخر الملک البارسلان بلغ بلغ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۲ھ کا ہے۔ اصفہر صابر، امیرانز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ عرصہ تک وہیں مقیم رہا اس کے بعد ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور رجبہ کی حکومت مرحمت کی۔

بیت المقدس کا تنازعہ

بیت المقدس کو تاج الدولہ تنش نے خلفاء علویہ والیان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی جانب سے امیر ستمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ جس وقت ترکوں کو بمقام انطاکیہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا جذبہ اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار سلطنت علویہ فوجیں آراستہ کر کے بیت المقدس کی جانب بڑھا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اس وقت بیت المقدس میں امیر ستمان اور ایلخازی پسران ارتق، یاقوتی، (ان دونوں کا بھتیجا) اور سونج (انہی دونوں کا چچا زاد بھائی) موجود تھے۔ محصورین نے بے جگری سے کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصورین نے محاصرہ کے چالیس روز بعد ہتھیار ڈال دیئے، امن و امان حاصل کر کے بیت المقدس کو فتح مند گروہ کو دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۰۹ھ کا ہے۔ افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، امیر ستمان اور ایلخازی کو مع ان کے ساتھیوں کے زور راہ دے کر رخصت کیا۔ امیر ستمان نے رہا میں جا کر قیام اختیار کیا، ایلخازی عراق چلا گیا اور افضل اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر متعین کر کے مصر کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

عیسائیوں نے عکا سے واپس ہو کر بیت المقدس کی جانب پیش قدمی کی۔ چالیس دن انتہائی سختی سے محاصرہ کیے رہے۔ بالآخر آخری ماہ شعبان ۴۱۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر داخل ہو گئے اور زبردست خونریزی و غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہ السلام میں تین دن تک پناہ گزین رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امن حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلا گیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کیے گئے جن میں علماء، زہاد، مجاہدین اور رؤساء شہر تھے۔ چالیس قدیلیں کلان نقری (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت ہیں ہیں کلو گرام کا تھا) ایک سو پچاس قدیل خورد نقری، ایک تیر نقری و زنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ۳۸ کلو گرام) اور ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا لوٹ کر لے گئے۔

مسلمان فریادی صورت بنائے پریشانی کی حالت میں دار الخلافہ بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے انہیں ابو محمد دامغانی، ابوبکر شاشی، ابو القاسم زنجانی، ابو الوفاء بن عقید، ابو سعید حلوانی اور ابو الحسن بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا۔ اور عیسائیوں سے اس جرات و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی، ناکام واپس آئے اور عیسائیوں نے شام پر مضبوطی کے ساتھ اپنے پاؤں جمالیے۔

قطون کی گوشمالی

محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے۔ سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت خراسان پر مامور کیا تھا۔ ۴۸۸ھ میں محمد، سلطان برکیاروق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عنایت کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی، امیر قتلج نکین اتابک کو بطور وزیر اس کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

شہر گنجه صوبہ اران کے مضافات سے تھا۔ قطن (فضلوں بن ابوالاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطن سے لے کر سرہنا سار تکین خادم کو مرحمت کیا اور قطن کو اس کی جگہ استر آباد کی حکومت عنایت کی۔ لیکن چند روز بعد سواراں کی حکومت پھر قطن کو ضمانت لے کر دی گئی۔ جب قطن کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہو گئی تو بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی گوشالی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان، باغی سیان والی انطاکیہ اور ان کی افسران فوج پر تقسیم کر دیا۔ ۴۸۲ھ میں قطن کا قید کی حالت میں انتقال ہو گیا۔

باغی سیان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی جانب چلا آیا تب سلطان برکیاروق نے ۴۸۸ھ میں گنجه اور اس کے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عطا کی جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔

امراء کی ناراضی

محمد کی قوت میں جب اضافہ ہوا اور حکومت مضبوط ہوئی تو اس نے اپنے وزیر اتابک قطن تکین کو قتل کر دیا اور تمام صوبہ اران پر قابض ہو گیا۔ انہی دنوں موید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیرانز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور وزارت کے عہدہ سے نوازا۔ موید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعوے داری کا مشورہ دیا۔ چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر کے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے قتل کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیاروق کی مملکت میں جابرانہ حکومت کر رہا تھا۔ امراء لشکر کو اس سے نفرت پیدا ہوئی۔ برکیاروق کا ساتھ چھوڑ کر محمد کے پاس چلے گئے (اور تیاری کر کے رے کی جانب پیش قدمی کی) برکیاروق ان لوگوں کے پہنچنے سے قبل رے میں داخل ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے امراء سلجوقیہ امیر نیال بن انوشکین حسامی اور نظام الملک وغیرہ بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔

یہ اطلاع سن کر اس کا بھائی جنگ کی نیت سے روانہ ہو گیا برکیاروق رے سے اصفہان کی طرف واپس ہوا۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعدہ ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کر لیا۔ زبیدہ خاتون مادر برکیاروق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی، رے میں ٹھہری ہوئی تھی۔ موید الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو اطمینان نہ ہوا تو ایک دن اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے مر گئی۔ ہر چند اس کے مصاحبوں نے اس حرکت سے اسے روکا لیکن اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کو عملی جامہ پہنانے سے باز نہ آیا۔

افسر پولیس سعد الدولہ گوہر آئین کو برکیاروق سے ناراضگی و منافرت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ امیر کریمو قا والی موصل، جکر مس والی جزیرہ ابن عمر اور سرخاب میں والی گنلسون وغیرہ سے ملا اور تمام کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھار دیا۔ یہ تمام مع اپنی فوجوں کو سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان تمام کو خلعت دیئے۔ انعامات اور صلے سے نوازا۔ سعد الدولہ گوہر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کر کے دار الخلافہ بغداد کی طرف واپس ہوا۔ سعد الدولہ گوہر آئین نے بغداد پہنچ کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی بابت عرض کیا۔ خلیفہ نے منظور فرمایا اور سلطان محمد کو غیاث الدینا والدین کا خطاب مرحمت کیا۔ امیر کریمو قا اور جکر مس وغیرہ سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی جانب روانہ ہو گئے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مجد الملک الباسلانی کا انجام

ابو الفضل سعد الباسلانی (البارسلان) لقب بہ مجد الملک سلطان برکیاروق کی ناک کا بل بنا ہوا تھا۔ تمام کاروبار سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ اس کے سامنے کسی کی بھی دال نہیں گھلتی تھی۔ جب امراء برکیاروق، فرقہ باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہونے لگے اور پے در پے قتل ہو گئے تو امراء برکیاروق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہونہ ہو، مجد الملک الباسلانی کا یہ کام ہے۔ چنانچہ امیر برشق کے مارے جانے پر اس کے بیٹوں زنگی اور اقپوری کو یہی خیال پیدا ہوا ان لوگوں نے اپنے والد کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپا اور برکیاروق سے

۱۔ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ہلالی تاریخ کمال سے لکھ دی ہے۔

الگ ہو گئے، سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ ایک جلسہ میں یہ تمام اکٹھے ہوئے امیر حیرہ الکابک اور طغبرک بن الیزن پیش پیش تھان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برشق کے خون کا انتقام لینے کے لیے زور دیا اور اسی غرض سے اس کے بیٹوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے نزدیک دوسری میٹنگ ہوئی۔ ساری فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیاروق سے مجد الملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ ”اگر مجد الملک کو ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے۔“ برکیاروق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا مگر مجد الملک البارملاں نے یہ مشورہ دیا کہ ”بہ لحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے موت کے گھاٹ اتار دیں سارے امراء سلطنت اور سرداران لشکر آپ کے مطیع ہو جائیں گے ورنہ اگر انہوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس میں رعب سلطنت جاتا رہے گا۔“ سلطان برکیاروق اس پر راضی نہ ہوا۔ انتقام طلب کرنے والوں سے مجد الملک کے نہ مارنے کی قسم لے کر مجد الملک کو ان کے حوالہ کر دیا۔ مجد الملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر ڈالا۔ شورش ختم ہو گئی۔ سر اتار کر موید الملک کے پاس روانہ کر دیا۔

برکیاروق کی اصفہان واپسی

امراء سلطنت اور سرداران لشکر اس واقعہ سے برکیاروق سے مزید زیادہ ناراض ہو گئے۔ کہلا بھیجا کہ آپ رے چلے جائیے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیاروق بادل ناخواستہ رے کی طرف واپس ہوا۔ ان لوگوں نے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان سے رشتاق روانہ ہو گیا۔

بغداد میں برکیاروق کا خطبہ

برکیاروق اور اس کا امیر لشکر نیال بن انوشکین اپنی فوج کے ساتھ خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسطہ کار راستہ اختیار کیا۔ صدقہ بن مزید والنی حلقہ آملہ۔ اس کے بعد ان تمام نے دار الخلافہ بغداد کا رخ کیا۔ اس وقت بغداد میں سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا فرمانبردار تھا۔ برکیاروق کی آمد کی اطلاع سن کر بغداد چھوڑ دیا۔ ایلخازی بن ارتق وغیرہ امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل آئے۔ برکیاروق ۱۵ صفر ۴۹۳ھ میں بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

برکیاروق کا استقبال

سعد الدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور برکیاروق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کے لیے ابھارا، سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک نے امیر کروقا والنی موصل اور جکر مس والنی جزیرہ ابن عمر کو برکیاروق کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جکر مس نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ شہروں میں بے حد اتری پھیلی ہوئی ہے لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دے دی۔ سعد الدولہ اور اس کے حاشیہ نشینوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہو گئی۔ برکیاروق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ چنانچہ برکیاروق بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے انتہائی جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق خندہ پیشانی سے ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی طرف ان لوگوں کے ساتھ واپس گیا۔

اس کے بعد عمید الدولہ بن ہبیر (خلیفہ کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا اور اس سے دیار بکر اور موصل کے ان محاصل کا مطالبہ کیا جو اس نے اور اس کے باپ نے دیار بکر اور موصل کی گورنری کے زمانہ میں حاصل کیے تھے۔ بحث مباحثہ کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عمدہ وزارت اعز ابو الحسن عبدالجلیل بن محمد دستانی کو عنایت کیا اور خلیفہ نے برکیاروق کو خلعت سے سرفراز کیا۔

۱۔ مجد الملک بے حد نیک مزاج، صوم و صلوة کا پابند، تہجد پڑھنے کا علوی اور غنی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے سلوک کرتا اور خوش اخلاقی سے پیش آتا۔ خوزیری سے اس کو نفرت تھی۔ شیعیت مزاج میں تھی لیکن بایں ہمہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرک کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷

بغداد میں سلطان محمد کا خطبہ

اپنے بھائی محمد سے جنگ کرنے کے لیے برکیاروق دار الخلافہ بغداد سے روانہ ہوا۔ شہر زور ہو کر گزرا۔ تین دن شہر زور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور محمد سے جنگ کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آمتا سامنا ہوا۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعد الدولہ گوہر آئین، عز الدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن مدد وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ میسرہ میں امیر کروقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اس کا بیٹا ایاز تھا۔ اس کے میسرہ میں موید الملک فوج لیے ہوئے تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا۔ کوتوال اصفہان امیر سرخو اس کی رکاب میں تھا۔ برکیاروق کے میمنہ نے جس کا سردار سعد الدولہ گوہر آئین تھا۔ موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا۔ موید الملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ فتح مند گروہ لڑتا ہوا مفروروں کے خیموں تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی دوران محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یہ صورت حال دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ انتہائی ثابت قدمی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعد الدولہ گوہر آئین مفرور گروہ کے تعاقب اور ان کی گرفتاری سے واپس آ رہا تھا۔ اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعد الدولہ کا سراٹا لیا۔ اعز ابو الحسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے سامنے پیش کیا گیا۔ موید الملک انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اس کے قیام کے لیے خیمہ لگوا دیا۔ جنگ کے اختتام کے بعد موید الملک نے اعز ابو الحسن یوسف کو دار الخلافہ بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کا زور دینے کے لیے روانہ کیا۔ اعز ابو الحسن یوسف نے بغداد پہنچ کر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا۔ چنانچہ ۱۵ رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سعد الدولہ گوہر آئین

سعد الدولہ گوہر آئین کے ابتدائی حالات میں سعد الدولہ ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابو نصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا جب ابو نصر کو طفعل بک نے گرفتار کر لیا تو سعد الدولہ اس کے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابو نصر کے انتقال کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اسے واسط کی حکومت دی دار الخلافہ بغداد کا پولیس افسر نامزد کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعد الدولہ کو سفیر بنا کر دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ سعد الدولہ نے بڑی خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دار الخلافہ سے خلعت ملا اور دار الخلافہ بغداد کے نظم و نسق کی خدمت مرحمت ہوئی۔ قدرت کی طرف سے جو عزت سعد الدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اراکین سلطنت اسی کے قبضہ میں تھے۔ سرداران لشکر اس کی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ المختصر اپنی زندگی کے دن پورے کر کے اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کی جگہ الیغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد کے عہدہ پر فائز ہوا۔

ابو القاسم کی موت

اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر برکیاروق نے گنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے جا کر دم لیا اس کے خیر خواہوں کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ چاروں طرف سے آ کر اس کی خدمت میں جمع ہو گئے۔ برکیاروق نے ان تمام کو مسلح کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا۔ اسفرائین پہنچا امیر داؤد حبشی بن التوتاق کو دامنغان سے بلا بھیجا۔ طبرستان، جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کلاما بھیجا کہ ”جب تک میں حاضر نہ ہوں اس وقت تک آپ نیشاپور جا کر قیام فرماویں“ برکیاروق نے اسفرائین سے کوچ کیا اور نیشاپور پہنچا۔ ابو محمد اور ابو القاسم بن امام الحرمین امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند یوم کے بعد ابو القاسم کو جیل میں زہر دے دیا گیا جس سے یہ راہی ملک عدم سد حار گئے۔

برکیاروق کی پریشانی

سنجر نے اس کے بعد امیر داؤد حبشی پر چڑھائی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق کو اس سے آگاہ کر دیا اور اپنی امداد کی درخواست کی۔ برکیاروق فوجوں کو جمع کر کے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے، سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیاروق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیاروق نے سنجر کی والدہ کو گرفتار کر لیا۔ برکیاروق کے ساتھی لوٹ مار اور مل غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس امر کا احساس کر کے برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ برکیاروق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ جنگ کے دوران امیر داؤد حبشی گرفتار ہو گیا۔ اسے امیر برغش کے سامنے پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے گردن اڑا دی۔ برکیاروق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے دامن چلا گیا۔ جب دامن میں بھی اس کے پریشان دل کو سکون نہ ملا تو دامن کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ امراء کی ایک جماعت یہ خبر سن کر حاضر ہو گئی جن میں جلال ستادہ بھی تھا۔ اصفہان کی جانب پیش قدمی کی مگر اس کے پہنچنے سے قبل محمد اصفہان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے برکیاروق عسکر مکرم کی جانب واپس ہو گیا۔

برکیاروق کی کامیابی

برکیاروق کو جس وقت سنجر سے ۳۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان کی جانب گیا۔ محمد اس کی روانگی سے آگاہ ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہو گیا تھا۔ مجبوری کے عالم میں خراسان کی طرف لوٹ پڑا اور عسکر مکرم پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ ۳۹۳ھ میں امیر زنگی و امیر ابکی پسران برسق، برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی طرف روانہ ہوئے اسی دوران امیر اضر مر گیا تھا۔ امیر یاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر اضر کے وزیر نے امیر اضر کو زہر دیا ہے، امیر یاز اور امیر اضر میں کمال اتحاد تھا۔ ایک دن موقع پر کر امیر یاز نے امیر اضر کے وزیر کو قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیاروق کی خدمت میں بھاگ آیا۔ چند دن بعد سرخاب بن کیشرو والئی آدھ بھی محمد سے متنفر ہو کر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الاخری ۳۹۳ھ میں حملہ کیا، دونوں بھائیوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ جنگ کے دوران محمد کے اکثر امراء محمد کا ساتھ چھوڑ کر برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے آئے جس کی وجہ سے محمد کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

موید الملک کا انجام

موید الملک گرفتار ہو گیا۔ اسے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے سخت اور نازیبا کلمات سے مخاطب کیا اور اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ موید الملک بد اخلاق، حیلہ باز، چال باز امراء و اراکین سلطنت کے ساتھ کج اوا، بد عہد، بخیل اور انتہائی درجہ کا چلتا پرزہ شخص تھا، فتح یابی کے بعد اعز ابو الحسن وزیر برکیاروق نے ابو ابراہیم استر آبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مل و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ موید الملک کا جو مل و اسباب ہاتھ آیا وہ گمان سے زیادہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ دار الخلافہ بغداد کے علاوہ عجم کے شہروں میں جو خزانہ موید الملک کا تھا اس میں یا قوت کا ایک گمینہ بھی تھا جس کا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کئے جانے کے بعد محمد نے خطیب الملک ابو المنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت سے نوازا۔

برکیاروق اس مہم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد رے چلا گیا۔ امیر کروقا والئی موصل اور دبیس بن صدقہ (ان دونوں صدقہ والئی طہ تھا) دند ہو کر مبارک باد دینے کے لیے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد شکست اٹھا کر جرجان پہنچا، اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مل و اسباب اور آلات جنگ بھیج دیئے اور اپنے بھائی کی داد رسی کے خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا، پھر دونوں متفق ہو کر دامن پر چڑھ دوڑے اور اسے برباد کر کے رے جا کر مقیم ہوئے۔ نظامیہ افواج یہ خبر سن کر جمع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ جمعیت میں اضافہ ہو گیا۔

اسماعیل کی سرکوبی

فتح حاصل کرنے کے بعد برکیاروق نے رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا۔ دبیس بن صدقہ اپنے والد کے پاس حلقہ چلا گیا تھا۔ آذربائیجان میں داؤد بن اسماعیل بن یاقوتی نے بغاوت کی تھی اس کی گوشلی کے لیے قوام الدولہ امیر کرہوقا دس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا، امیر یاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا تھا اور عید الفطر کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر آیا تھا غرض اس طرح فوج کا بڑا حصہ منتشر ہو گیا تھا۔ برکیاروق کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی جب اسے محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر ملی اور ان کی فوجوں کی کثرت سے آگاہ ہو کر بے انتہا پریشان ہوا۔ جب کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی تو ہمدان کی جانب روانہ ہوا تاکہ امیر یاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ راستے میں یہ بری خبر سنی کہ امیر یاز نے نامہ پیام کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے پھر کیا تھا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور پاؤں تلے سے زمین سرک گئی۔ خوزستان کی طرف لوٹ پڑا کوچ و قیام کرتا ہوا تشر پونچا۔ امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا چکے تھے امیر ابن برسق، یاز کے ساتھیوں سے تھا برکیاروق کی طلبی پر حاضر نہیں ہوا۔ برکیاروق پریشان حال عراق کی طرف روانہ ہوا اور حلوان پہنچا۔ یہاں امیر یاز نے حاضری کا شرف حاصل کیا۔

ہمدان پر چڑھائی

محمد سے اپنی اطاعت کے بارے میں امیر یاز نے خط و کتابت کی تھی مگر محمد نے اسے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کو فتح کرنے کے لیے بھیج دیں۔ امیر یاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا جو مل و اسباب امیر یاز چھوڑ گیا تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر یاز نے مصاحبوں اور خیر خواہوں سے تعاون جنگ وصول کیا۔ ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

مال کی تنگی

برکیاروق اور امیر یاز کوچ و قیام کرتے ہوئے ۱۵ ذی قعدہ ۴۹۳ھ کو دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوئے۔ چونکہ تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے تھے اس لیے خلیفہ سے خرچ کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خلیفہ نے بڑی مشکل سے صرف پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ مگر اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اس کے ساتھیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا۔ جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبد اللہ بن منصور معروف بہ ابن سلیمہ قاضی جلد سواحل شام سے فرانسیسی عیسائیوں کے مقابلے سے شکست کھا کر دار الخلافہ بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زینت بھی تھا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ملی تو برکیاروق نے اس سے زبردستی مال چھین لیا۔

برکیاروق کی مخالفت

برکیاروق نے اس کے بعد اپنے وزیر اعز ابو الحسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والئی حلقہ کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ خراج سے دس لاکھ دینار تمہارے ذمہ باقی ہیں انہیں ادا کر دو ورنہ تم سے زبردستی وصول کئے جائیں گے اور ملک بھی تم سے لے لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا برکیاروق کی اطاعت سے انحراف کر کے سلطان محمد کی حکومت کا مطیع ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی خبر ہوئی، طلبی کا خط لکھا اس سے اعراض کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر یاز نے تمام مطالبات کی ذمہ داری لی مگر امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی بات پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابو الحسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے قصہ مختصر امیر صدقہ برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

برکیاروق کی بیماری

سنجر اور سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیاروق کے تعاقب کی غرض سے حلوان کی جانب کوچ کیا۔ حلوان میں ایلخازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمات سلطان محمد کے دربار میں پیش کیں۔ اس سے محمد کی فوج کی تعداد بڑھ گئی، بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ برکیاروق اس وقت بستر مرض پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی اطلاع سن کر برکیاروق اور اس کے ساتھی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر باد کہہ کر غربی جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخر ۴۹۳ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ دریائے دجلہ دونوں حریفوں کے بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔

ایک کنارے پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے مقابلے میں برکیاروق کا لاؤ لشکر تھا۔ ایک نے دوسرے پر تیرباری کی۔ باہم سخت کلائی اور گلی گلوچ ہوئی۔ محمد کے فوجی برکیاروق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکارتے تھے۔ سوائے تو تو میں میں کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا۔ اس کے لشکر نے لوٹ مار شروع کر دی۔ راستہ میں جو شہر قصبہ یا گاؤں ملا اسے ویران کر ڈالا۔ سلطان محمد نے دار الخلافہ بغداد میں داخل ہو کر قصر سلطنت میں قیام کیا۔ خلیفہ مستنصر باللہ کا مبارکباد نامہ موصول ہوا اس کے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر، گوہر آئین پولیس افسر بغداد کے مکان میں ٹھہرا۔ امیر صدقہ والی حلب مبارکباد دینے کے لئے محرم ۶۹۵ھ میں دربار شاهی میں حاضر ہوا۔

فرقہ باطنیہ

فرقہ باطنیہ کا ظہور (بہ زمانہ حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی) عراق، فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا بلکہ یہ فرقہ دراصل فرقہ قرامطہ میں سے ہے۔ فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادات متحد ہیں۔ مگر اس دور میں فرقہ باطنیہ 'اسماعیلیہ' ملاحظہ اور فدائیہ کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ناموں کی تبدیلی کسی نہ کسی سبب اور وجہ سے ہے۔ ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے۔ باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادات اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ اسماعیل امام بن امام جعفر صادق کا قبیح تھا، ملاحظہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ انکار دین سے خالی نہیں ہے۔ فدائیہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مامور کئے جاتے تھے اس کے قتل میں یہ اپنے جان و مال کی پرواہ نہ کرتے تھے اور اپنے کو شیخ کے حکم پر نذا کرتے تھے اور چونکہ ان کی دعوت اور ان کے مذہب کا آغاز قرامطہ سے ہوا تھا اس لیے اس کی جانب منسوب ہو کر قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔

فرقہ باطنیہ کی گوشالی

تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی اس کے بعد مشرق میں سلطان ملک شاہ کی حکومت کے زمانہ میں اس مذہب کا پھیلاؤ ہوا۔ سب سے پہلے اس مذہب والوں کا ظہور اصفہان ہوا۔ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے اس فرقہ کے خاتمہ کی جانب کسی کو متوجہ نہ ہونے دیا۔ برکیاروق محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا تھا کہ اس فرقہ نے پر پزے نکالے۔ باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں، قضاة اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر لوٹ پڑے۔ چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ بہت سے مارے گئے، باقی ماندگان منتشر ہو گئے اور عجم کے شہروں کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی ان کے حالات کے ضمن میں پڑھا ہے۔

نیران شاہ کا قتل

نیران شاہ بن بدر بن شاہ بن قاروت بک والی کرمان نے ابوزرعہ کاتب (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) کے ابھارنے سے مذہب باطنیہ اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک خنجر، قبیحہ احمدیہ، حسین نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اس کے معتقد تھے ابوزرعہ نے اس قبیحہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سالار لشکر جو کو قوال شہر تھا اس واقعہ سے متاثر اور ناراض ہو کر سلطان محمد اور وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سالار لشکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ خزانہ لوٹ لیا اور اسے شہر سے بیک بنی و ددگوش باہر نکل دیا۔ پریشان حالت میں گر تا پڑتا قلعہ مسدم (میرم) پہنچا اور والی قلعہ محمد بسون سے اجازت حاصل کر کے قیام پذیر ہوا۔ ارسلان شاہ نے یہ خبر پائی کہ ایک فوج قلعہ مسدم کے محاصرہ پر بھیج دی۔ محمد بسون گھبرا گیا، اسی وقت نیران شاہ کو نکل باہر کیا۔ سپہ سالار لشکر نے اسے اور ابوزرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے بلاد کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا۔

کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت بک کو کرسی امارت پر متمکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچا زاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹

فرقہ باطنیہ پر زوال

برکیاروق چونکہ اکثر انہی باطنیوں کو ان لوگوں پر مقرر کیا کرتا تھا جن کا قتل کرنا اسے مقصود ہوتا تھا (امیرانزافرس پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہ اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اس وجہ سے برکیاروق کے خیر خواہین حکومت باطنیوں کے حملوں سے محفوظ رہے۔ مگر برکیاروق کے لشکر میں فرقہ باطنیہ کا عمل دخل ہو گیا۔ بہت سے فوجیوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جسے چاہتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خوفزدہ ہو گئے۔ اس وجہ سے لوگوں نے برکیاروق پر باطنی مذہب کی جانب مائل ہونے کا الزام لگایا۔ حالانکہ برکیاروق فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین سلطنت اور سرداران لشکر جمع کر کے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کا مشورہ دیا۔ برکیاروق نے ان کے مشوروں کو بغور سنا اور اس سے اتفاق کیا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ چاروں طرف سے اس فرقہ پر لوگ چڑھ دوڑے۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا قتل کر ڈالا۔ ابو ابراہیم استرآبادی پر (جسے وزیر السلطنت اعز ابو الحسن نے موید الملک کے مل و اسباب ضبط کرنے کے لیے دار الخلافہ بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کے ماننے کا الزام تھا۔ برکیاروق نے اس کے قتل کا حکم بغداد بھیج دیا۔ شہنشاہ فوج میں سے امیر محمد بن وشمزیار بن علاء الدولہ بن کاکویہ اسی الزام میں مار ڈالا گیا۔ یہ شہرزد کا والی تھا۔ چغلی لگانے والوں نے الہامی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرفتار کر لینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستنصر نے اس کی برات، تقدس اور بلند مرتبہ کی گواہی دی۔ تب کہیں غریب الہامی کی جان بچی رہا کیا گیا۔ قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا خراب مادہ عام لوگوں میں سے نکل کر پھینک دیا گیا لیکن جن قلعوں کے مالک ہو گئے وہاں پر اسی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہوا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔

برکیاروق کی روک تھام

جب برکیاروق نے بغداد سے واسطہ کی طرف کوچ کیا، سلطان محمد بغداد میں داخل ہوا۔ ۱۵ محرم ۳۹۵ھ تک قیام پذیر رہا پھر وہاں سے مع سحر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کی راہ اختیار کی اور سحر نے خراسان کی جانب روانگی کی۔

محمد اور سحر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستنصر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیاروق بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا چاہتا تھا۔ اس خبر کے علاوہ برکیاروق کی جانب سے ان نازیبا کلمات اور ان کاموں کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلیفہ کے خادموں کی نسبت کہے تھے۔ خلیفہ نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا ”میں تمہارے ساتھ برکیاروق سے لڑنے کے لیے چلوں گا“ سلطان محمد نے عرض کی ”خلیفہ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کے لیے میں تنہا کافی ہوں“ خلیفہ اس جواب سے بے حد خوش ہوا اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد، ابو العالی مفضل بن عبدالرزاق کو بغداد کی کوتوالی پر متعین کر کے برکیاروق کی مدافعت کے لیے روانگی اختیار کی۔

بغداد سے روانہ ہو کر برکیاروق واسطہ پہنچا۔ رؤسا شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خوفزدہ ہو کر زبیدیہ کی جانب بھاگ گئے۔ برکیاروق نے واسطہ میں قیام کر دیا۔ جب اس کی بیماری میں ذرا کمی محسوس ہوئی اور تھوڑا سافاقہ ہوا، تو دریا کو طرف غرب سے جانب شرق کی جانب عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی دریا عبور کرنے کا سامان تھا۔ عوام الناس جان و آبرو کے ڈر سے اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار تمام بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابو علی فاروقی شہنشاہی لشکر میں آیا۔ امیرایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرنے کی درخواست کی اور اس بات کی بھی خواہش کی کہ اہل شہر کی حفاظت کی غرض سے پولیس اور کوتوال متعین کیا جائے۔ امیرایاز اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی حفاظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیں قائم کر دیں۔ اس کے بعد ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کا مطالبہ کیا قاضی نے بہت سے مزدور لا کر موجود کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنی سواری کے جانوروں کے ساتھ دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پر پہنچ گئے۔ فوجیوں نے شہر کو ویران کرنا شروع کیا جس نے جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی، امیرایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور ان سے رحم و معافی کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ امیرایاز نے فوج کو قتل و غارت سے روک دیا۔

المان کی درخواست

اس کے بعد لشکر واسط نے اطاعت قبول کی اور المان کی درخواست کی برکیاروق نے اسے المان عنایت فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو برسق (اہواز) کی جانب روانہ ہوا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچے پایا تھا کہ اسے بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر ملی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اس کے تعاقب میں نملوند کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی مگر شدت سرا کی وجہ سے معرکہ آراء نہ ہو سکے، اپنے اپنے کیمپ میں واپس چلے آئے۔ دوسرے دن پھر صف آراء ہوئے دونوں حریفوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے۔ مصافحہ کرتے تھے، باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر کی یہ صورت حال دیکھ کر آپس میں بات چیت کا آغاز کیا۔ سلطان محمد کی فوج سے امیر بکراج، امیر یاز اور وزیر السلطنت اعزا ابوالحسن کے پاس آیا مصالحت کی گفتگو کی۔ چنانچہ دونوں فریقوں میں ان شرائط پر مصالحت ہو گئی۔

۱۔ یہ کہ برکیاروق، سلطان کے لقب سے لقب کیا جائے اور محمد، ملک کے خطاب سے مخاطب ہو۔

۲۔ ملک محمد کے لیے تین ضرب سلائی دی جائے۔

۳۔ حیرہ مع مصالحت، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل ملک محمد کے حوالے کیا جائے۔

۴۔ برکیاروق، محمد کو ان والیان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلح نامہ تحریر کیا گیا۔ دستخطوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی جانب واپس ہوئے۔ چنانچہ برکیاروق نے

سلاوہ کی راہ لی اور محمد استر آباد کی طرف واپس ہوا۔ یہ مصالحت ماہ ربیع الاول ۳۹۵ھ میں ہوئی۔

استر آباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ پھیلی کہ جن امراء نے سر توڑ جدوجہد کر کے مصالحت کرائی ہے انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے۔ محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ استر آباد سے قزوین چلا آیا۔ رئیس قزوین کو بلایا اور اسے یہ سکھایا کہ ”تم اپنی جانب سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا کہ میں ان امراء سے دھوکے کا انتقام لوں گا“ رئیس قزوین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد مع اپنے امیروں کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزوین نے محمد کے اشارہ سے امیر شمشک اور انگین کو گرفتار کر لیا جو بڑے افسروں میں سے تھے اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے۔ شمشک کو اسی وقت موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور انگین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھوادیں۔

جنگ کی تیاری اور جنگ

اسی دوران امیر نیال بن انوشکین حسائی برکیاروق سے الگ ہو کر (سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا) سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو پس پشت ڈال دیا۔ جنگ کرنے کے لیے سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گیا۔ برکیاروق بھی اس سے آگاہ ہو کر آ پہنچا۔ دونوں حریفوں نے رے کے نزدیک صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیمسرو دینی والی سلاوہ نے برکیاروق کی جانب سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال شکست کھا کر بھاگا تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی تمام فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بعضوں نے طبرستان میں جا کر دم لیا، بعض بھاگ کر قزوین پہنچ گئے۔ یہ چوتھی ۱۔ جنگ جنوری الاولیٰ ۳۹۵ھ میں صلح کے چار ماہ بعد ہوئی تھی۔

گنتی کے چند ساتھیوں کے ہمراہ محمد ۲۔ اصفہان پہنچا۔ امیر نیال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت اصفہان کی عین حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہرناہ ۳۔ کی مرمت کرائی۔ شہرناہ کے ارد گرد گہری خندق کھدوائی۔ امراء لشکر کو شہرناہ کی فصیلوں اور دروں پر مامور کیا اور جگہ بہ جگہ پر بحیثیتیں نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو برکیاروق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط اور مستحکم کر لیا۔

۱۔ اس لڑائی میں محمد کی رکاب میں دس ہزار سوار تھے۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷

۲۔ ستر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸

۳۔ اس شہرناہ کو علاء الدین کاکیہ نے ۳۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸

اصفہان کا محاصرہ

پندرہ ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ برکیاروق نے اصفہان پر حملہ کیا۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ طویل حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہو گیا۔ محمد کی مالی حالت اتر ہو گئی۔ رؤسا شہر سے کئی مرتبہ جنگی اخراجات اور فوج کے لیے قرض لیا۔ مگر جب قرض ملنا بھی بند ہو گیا اور حصار کی وہی صورت حال رہی تو مجبوراً "اصفہان کو خیرباد کہہ کر رات کے وقت شہر سے مع امیر نیال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امراء لشکر اور اراکین سلطنت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیاروق نے امیر نیاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ مگر محمد نکل گیا اور ہاتھ نہ آسکا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ امیر نیاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا "امیر نیاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا۔ امیر نیاز یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ گرفتار نہ کیا۔ علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے لے کر واپس لوٹا۔

محمد نے جس وقت اصفہان چھوڑا۔ اطراف و جوانب کے فسادوں اور لٹیروں نے شہر پر چڑھائی کر دی۔ ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ میڑھیاں اور کندیں لے کر دوڑ پڑے۔ خندق کو خس و خاشاک سے پر کر کے شہرناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ اس کثرت کے باوجود ناکام ہو کر بھاگ گئے۔

آخر ذیقعدہ ۴۹۵ھ میں برکیاروق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ پرانے شہر پر جسے شہرستان کہتے ہیں، مرشد الہاس کو ایک ہزار سواروں کی فوج سے مقرر کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

وزیر اعز ابوالمحاسن

محسوری کے زمانہ میں وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن عبد الجلیل دستانی کو ایک نوجوان باطنی نے قتل کر ڈالا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ راستے میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان سامنے آگیا اور چند نیزے مارے جس سے وزیر السلطنت راہی ملک عدم سدھار گیا۔

وزیر السلطنت انتہائی اچھا خوش خلق اور سخی تھا۔ یہ اس زمانہ میں عمدہ وزارت سے نوازا گیا تھا۔ جس وقت نظام شاہی میں خلل واقع ہو گیا تھا اور مالی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔ اس لیے لوگوں سے اس نے جبر و تشدد سے روپیہ وصول کرنا شروع کیا جس سے لوگوں کو نفرت اور ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل ٹیکس پر متعین تھا۔

خطیر ابو منصور کی نامزدگی

اعز ابوالمحاسن عبد الجلیل کے قتل ہو جانے کے بعد برکیاروق نے خطیر ابو منصور میندی کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ خطیر سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہرناہ کے کسی دروازے کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ محاصرہ کی طوالت سے جب تنگ دستی پیدا ہوئی تو محمد نے نیال بن انوشکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خطیر روپیہ لوانہ کر سکا۔ رات کے وقت شہرناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیاروق نے اس کے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیج دیں۔ خطیر نے اطاعت قبول کر لی اور ایمان کا طلب گار ہوا۔ برکیاروق نے اس کی درخواست منظور فرمائی۔ چنانچہ خطیر جس وقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ برکیاروق نے اعز کی جگہ اسے عمدہ وزارت سے نوازا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ خیب۔

اسماعیل کی تقرری و برطرفی

بصرے کی حکومت کی باگ ڈور ان دنوں اسماعیل بن ارسلان کے قبضہ میں تھی۔ سلطان ملک شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے نافرمانی، سرکشی اور بغاوت کا شیوہ اختیار کیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس متعین کیا جاتا تھا اسے اہل رے اس قدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسماعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسماعیل نے انتہائی عقل مندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ سرکش تھے ان کی سرکوبی کی۔ جو ذرا شریف تھے انہیں سمجھایا بچایا۔ غرض ایسی نری اور سختی سے کام لیا کہ جس سے اہل رے ٹھیک ہو گئے۔ اس کے بعد اسے برطرف کر دیا گیا۔

امیر قماج کی تقرری

پھر برکیاروق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماج کو مقرر کیا اور چونکہ برکیاروق 'امیر قماج کی علیحدگی پسند نہ کرتا تھا اس وجہ سے اسماعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصرہ بھیج دیا۔ چند دن بعد امیر قماج 'برکیاروق سے الگ ہو کر خراسان چلا گیا۔ اسماعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کی ہوا سالی 'خود سر ہو گیا' مذهب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لے کر بصرے پر حملہ کیا۔ دونوں حریف مطاری میں صف آراء ہوئے۔ جنگ کے دوران میں معقل بن صدقہ کو ایک تیر آگاہ جس کے صدمہ سے معقل جاں بحق ہو گیا۔ مذهب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا۔ اسماعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ میں پیش آیا۔

مذهب الدولہ نے گوہر آئین سے امداد کی درخواست کی۔ گوہر آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مذهب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسماعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا۔ چند دن بعد عباس کے والد نے کچھ رقم دے کر عباس کو چھڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدستور قید کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ ایک عرصہ کے بعد پانچ ہزار دینار کے عوض اسے بھی قید سے رہائی مل گئی۔ ان واقعات سے اسماعیل کی جرأت بڑھ گئی۔ مالی حالت بھی بہتر ہو گئی 'بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ ایلمہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹیکس ختم کر دیئے۔ چونکہ سلطان سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا تھے اس وجہ سے اسماعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ مبار (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

اسماعیل کی پیش قدمی

یہ ۳۹۵ھ کا واقعہ ہے کہ اسماعیل کو واسطہ پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی۔ اہل واسطہ سے خط و کتابت شروع کی 'چند آدمیوں کو چکر دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ فوج آراستہ کر کے اور جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسطہ کی جانب پیش قدمی کی۔ نهر آبان پر پہنچ کر اہل واسطہ کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا 'اہل شہر نے انکاری جواب دیا 'تب اسماعیل نے نهر آبان سے کوچ کر کے شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند دن ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی۔ مجبوری واپسی کا حکم دیا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسطہ اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے 'لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسماعیل سے سازش کی تھی انہوں نے بھی اسماعیل کو واپس بلانے کی غرض سے آگ روشن کی۔ اسماعیل کے ساتھی جیسے ہی شہر میں داخل ہوئے اہل شہر نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ اسماعیل شکست کھا کر بصرے کی طرف واپس لوٹ پڑا۔

بصرہ کا محاصرہ

جب اسماعیل بصرہ کے نزدیک پہنچا تو اسے ایک نئی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ یہ کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمود والی عمان 'جنابہ سیراف اور جزیرہ بنی نفیس 'بصرہ پر محاصرہ کیے ہوئے تھا' اسماعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آرہی تھی۔ اسماعیل نے بیس جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں 'ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا۔ دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اسماعیل کے چند آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ اس کے بعد اسماعیل اور ابوسعید میں مصالحت ہو گئی 'ابوسعید نے اسماعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ پھر اسماعیل نے عمدہ ٹھکنی کی 'ابوسعید موقع کا فہم رہا۔ جب اسماعیل نے واسطہ پر فوج کشی کی تو ابوسعید نے موقع غنیمت جانا۔ سو کشتیوں کا بیڑہ لے کر بصرے کی فتح کے لیے روانہ ہوا۔ نهر ابلمہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرے کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔

اس دوران میں اسماعیل اہل واسطہ سے شکست اٹھا کر بصرہ کے نزدیک آ پہنچا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، پاؤں تلے سے زمین سرک گئی 'اسماعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے آگاہ کیا 'ابوسعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ میں پڑ کر دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابوسعید اپنے مرکز حکومت کی جانب واپس آیا۔ اور اسماعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات کے ضمن میں ہم نے بیان کیا ہے۔

امیر کروقا کا انتقال

۳۹۳ھ میں سلطان برکیاروق نے امیر کروقا کو آذربائیجان کی جانب مودود بن اسماعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا تھا چنانچہ امیر کروقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذی القعدہ ۳۹۵ھ کے نصف میں امیر کروقا فوت ہو گیا۔ امیند صبادہ بن خمار تکیں اور سنقرجہ، امیر کروقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کروقا نے انتقال کے وقت سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وصیت کی۔ چنانچہ اس جانشینی کی بناء پر سنقرجہ نے موصل اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اہل موصل کو اس کی خبر نہ تھی، انہوں نے امیر کروقا کے انتقال سے آگاہ ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی، امیر کروقا کی جانب سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کروقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے، استقبال کیا۔ بغل گیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ سنقرجہ نے کہا ”ہمارا تمہارا جھگڑا بیکار ہے۔ سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسے چاہے گا امیر بنائے گا“ موسیٰ ترکمانی نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔ اس وقت منصور بن مردان یادگار امراء دیار بکر، موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر پھٹ گیا۔ موسیٰ ترکمانی شہر پر قابض ہو گیا۔

جکرمس کی کارروائی

جکرمس والئی جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے نصیبین پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اس کی اطلاع ملی، آگ بگولا ہو گیا۔ انتقام کی نیت سے جزیرے کی طرف پیش قدمی کی۔ جکرمس نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ موسیٰ ترکمانی نے ستمان بن لرتق والئی دیار بکر سے امداد کی درخواست کی۔ قلعہ کیفا دینے کا اقرار کیا۔ ستمان نے فوجیں آراستہ کر کے موصل کی طرف پیش قدمی کی۔ جکرمس نے محاصرہ اٹھا لیا، موسیٰ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ستمان نے قلعہ کیفا کی جانب کوچ کیا اور جکرمس نے موصل کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل موصل نے یہ مصالحت موصل پر قبضہ کے بعد موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا، اس کے بعد خابور پر قبضہ کر لیا۔ عربوں اور کردوں نے اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

موسیٰ کے قتل کے بعد ستمان بن لرتق نے قلعہ کیفا پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت ستمان بن لرتق کے خاندان میں رہی، اس اثر کا کہنا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قراارسلان بن داؤد بن ستمان بن لرتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر برسق کی کامیابی

۳۵۹ھ میں جنگ چہارم کے بعد سلطان برکیاروق کے محاصرے کے زمانہ میں امیر نیال بن انوشکین حسای سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا جب سلطان محمد محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت طلب کی، چنانچہ امیر نیال اور اس کا بھائی علی ماہ صفر ۳۹۶ھ میں رے پہنچا۔ والئی رے نے جو برکیاروق کی جانب سے امیر تھا، اطاعت قبول کی۔ امیر نیال نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل رے کے ساتھ ظلم و جبر سے پیش آیا، تلوان وصول کئے۔ برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۳۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ امیر نیال مقابلہ پر آیا مگر شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ امیر برسق رے پر قابض ہو گیا۔

امیر نیال کی بغداد واپسی

اس شکست کے بعد علی قزوین جو کہ اس کا دارالسلطنت تھا، چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راہ اختیار کی۔ بہت سے ساتھی راستے میں جاں بحق ہو گئے۔ سات سو پیادوں کی جماعت سے دارالخلافہ بغداد پہنچا خلیفہ مستظهر نے بڑی آؤ بھگت کی اور انتہائی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امیر نیال، ایلاخازی اور ستمان بن لرتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا۔ سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا اور تمام کے تمام امیر صدقہ بن مزید والئی حلقہ کے پاس حلقہ گئے۔ اس سے بھی اسی قرار داد پر حلف لے کر واپس ہوئے۔

دار الخلافت بغداد میں قدم جمالینے کے بعد امیر نیال نے اہل بغداد سے ظالمانہ سلوک شروع کر دیا۔ ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ گورنروں پر جرمانے کئے۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تلوان لیا۔ اہل بغداد جمع ہو کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تنش کی بیوی تھی نکاح کر لیا تھا) امیر نیال کے ظلم و جبر کی شکایت اور سفارش کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستنصر نے بھی امیر نیال کے ظلم و تشدد سے آگاہ ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم و جبر کرنے سے منع کرنے کے لیے بھیجا۔ امیر نیال نے عہد و پیمان کیا، حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آؤں گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کروں گا۔ مگر اس عہد و پیمان پر پانی پھیر دیا، اپنی بری حرکتوں سے باز نہ آیا۔ خلیفہ مستنصر نے امیر نیال کے ظلم و جبر کے طوفان کو روکنے کی غرض سے امیر صدقہ بن مزید کو حلقہ سے بلا لیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دار الخلافت بغداد پہنچا۔ امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا وعدہ لے کر حلقہ واپس آیا۔ اور اپنے بیٹے دبیس کو امیر نیال کو ظلم و ستم کے روکنے کی غرض سے بغداد چھوڑ دیا۔ امیر نیال پر اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ غارت گری، خون ریزی، رہزنی، لوٹ مار اور زبردستی روپیہ وصول کرنے کا طریقہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ حرکات دار الخلافت بغداد تک محدود نہ تھی، گرد و نواح کی ساری بستیاں ویران ہو گئیں۔ راستے بند ہو گئے۔ امن کا نام مٹ گیا۔ خلیفہ نے دوبارہ امیر صدقہ کو ایک ہزار سوار بھیج دیئے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امراء دربار خلافت بھی تیاری کر کے امیر نیال کے خاتمہ کے لیے نکلے۔ امیر نیال اس سے آگاہ ہو کر لڑ رہا تھان کی جانب روانہ ہو گیا۔ اور یہ مہم واپس لوٹ آئی۔

مستکین کی تقرری

افسر پولیس بغداد گوہر آئین کے قتل کے بعد سلطان محمد نے ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس متعین کیا تھا۔ جب سلطان برکیاروق کو بمقابلہ سلطان محمد، محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیاروق، اصفہان سے ہمدان آ گیا، تو مستکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس متعین کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے مستکین کی آمد کی اطلاع سن کر اپنے بھائی ستمن بن ارتق والی قلعہ سمینا کو طلبی اور امداد کا خط لکھا، امیر صدقہ بن مزید والی حلقہ کے پاس خود گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا اس دوران ستمن بھی راستے کے دیہات اور قصبات کو اجاڑتا ہوا آ پہنچا۔ مستکین کوچ و قیام کرتا ہو قریسا اہل میں داخل ہوا۔ برکیاروق کے خیر خواہوں کا ایک گروہ، مستکین کی خدمت میں حاضر ہوا، مستکین ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی جانب بڑھا۔ ایلغازی اور ستمن نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو اجاڑنے لگے۔ مستکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

مستکین کی برطرفی

اس کے بعد مستکین نے امیر صدقہ والی حلقہ کے پاس برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ حلقہ سے صرصر چلا آیا۔ برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ دجلہ عبور کر کے بغداد پہنچا۔ خطیبوں کے پاس حشمتی حکم بھیج دیا کہ ”منبروں پر سوائے خلیفہ کے کسی کا نام نہ لیا جائے“ ایلغازی اور ستمن کو بھی اپنے آنے کی اطلاع کر دی۔ یہ دونوں اس وقت جرنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور ستمن، دجلہ کو برباد کرتے ہوئے بغداد کی طرف چلے۔ راستہ میں جس قدر چھوٹے بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا۔ بغداد پہنچ کر وہ لوٹ چلائی کہ توبہ ہی بھلی، منگائی بے حد بڑھ گئی، لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال و اسباب کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چلنا انتہائی مشکل تھا۔ فتنہ و فساد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایلغازی، ستمن اور دبیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے برسرِ پیکار آئے مگر بے سود تھا۔ خلیفہ مستنصر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن (دامغانی اور تاج الرؤساء ابن رحلات ۲۔ کو صدقہ بن مزید

کے پاس بھیجا۔ صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ مستنکین کو بغداد سے نکال دیں ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں چنانچہ اس شرط کے مطابق خلیفہ نے مستنکین کو بغداد سے نہروان کی طرف نکال دیا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ صدقہ، حلقہ لوٹ آیا اور سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کر دیا گیا۔

واسط کی طرف پیش قدمی

بغداد سے نکل کر مستنکین واسط پہنچا، برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو پر باد کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلخازی کو اس سے آگاہی ہو گئی۔ فوجیں آگے بڑھ کر کے مستنکین کے سر پر آ پہنچے، واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ مستنکین نے کنارہ و جلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا۔ مستنکین کے ساتھی بھاگ نکلے۔ مستنکین نے صدقہ سے امان کی درخواست کی، صدقہ نے امان دی اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ مستنکین، برکیاروق کی خدمت میں واپس آ گیا۔ واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ، ایلخازی اور ان کے بیٹوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلخازی، بغداد کی طرف واپس ہوا اور صدقہ کی طرف روانہ ہوا۔ صدقہ نے حلقہ پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلخازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستنکین سے غلطی معاف کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ مستنکین کو روہ بالا واقعہ کے باعث ناراض تھا۔

محمد موید الملک کی شکست

سلطان محمد کی جانب سے گنجه اور بلاد اران پر امیر غزغلی مقرر تھا۔ ایک دستہ فوج اس کی رکنب میں تھا۔ صوبہ گنجه میں آذربائیجان سے رنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جس وقت سلطان محمد اصفہان میں محصور ہوا، امیر غزغلی، منصور بن نظام الملک اور اس کا بھتیجا محمد بن موید الملک محاصرہ اٹھانے کے لیے روانہ ہوئے رے پہنچے، برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی اس پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ میں پیش آیا۔

اس کے بعد امیر غزغلی یہ اطلاع سن کر سلطان محمد، محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے۔ رے سے روانہ ہوا۔ ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشکین اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے کچھ دن آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ سفر کی تھکان دور نہیں ہوئی تھی کہ سلطان برکیاروق کی روانگی کی اطلاع آ گئی۔ سلطان محمد شیروان کی طرف روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا، مودود اب بن اسماعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے۔ میں سلطان برکیاروق کے مقابلے میں آپ کی مدد کروں گا۔ چنانچہ سلطان محمد، مودود کی جانب روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جیسے ہی سلطان محمد، مودود کے پاس پہنچا، مودود فوت ہو گیا، مگر مودود کی فوج متفق ہو کر سلطان محمد کی امداد پر تیار ہو گئی۔ اس فوج میں ستمن قبلی، محمد بن باغی سیاں (اس کا نائب والئی انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھے۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی اطلاع ملی، موت کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے نزدیک دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ زبردست لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر عقب سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ سلطان محمد نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا۔ امیر علی والئی اردن (روم) آ ملا ارقیس سے اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ ان دونوں منوچہر برادر قبطون وادی اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی جانب چلا گیا۔ محمد موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا، شکست کے بعد پریشانی کی حالت میں دیار بکر کی جانب بھاگا، جب وہاں بھی چین دکھائی نہ دیا تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

محمد بن موید الملک اپنے والد کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے نزدیک رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے والد سے اس کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ موید الملک نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ محمد نے دار الخلافہ جا کر پناہ لی، ۴۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا والد (موید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجه میں تھا جس وقت سلطان محمد نے دعویٰ

۱۔ چونکہ مودود کے بھائی اسماعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر ڈالا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی۔ اس وجہ سے اس نے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا۔ صوبہ آذربائیجان کا ایک حصہ کثیر اس کے قبضہ میں تھا۔

سلطنت کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو موید الملک کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ محمد اس سے آگاہ ہو کر اپنے والد (موید الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اس کا والد (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کی خدمت میں رہنے کا اور اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا۔

شہر عانہ پر چڑھائی

ایلغازی بن ارتق کا بھتیجا ملک ابن بہرام بن ارتق شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکل لیا، ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر چڑھائی کر دی۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقابلہ نہ کر سکے۔ عانہ کو خیر باد کہہ کر امداد کی غرض سے صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے۔ صدقہ نے انہیں تسلی دی اور ان کے ہمراہ عانہ کی جانب روانہ ہوا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی خبر ہو گئی۔ بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو خلی کر دیا، بنو یعیش عانہ میں داخل ہوئے۔ صدقہ نے بہرام کی امانتوں پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی جانب واپس ہوا۔ ملک ابن بہرام کے ہاتھ موقع آ گیا۔ دو ہزار ترکمانوں کی جمعیت سے پھر عانہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مختصر جھڑپ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں کافی مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا، عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیا، اس کے بعد ہیبت کی جانب گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

صلح کی کوشش

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد میں ایک عرصہ سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے، فتنہ و فساد کی کوئی حد نہیں رہی، جانوں اور مالوں کا نقصان، لشکریوں کا بے جا دباؤ، دشمنان اسلام کی یورش، ملک کی ویرانی، بے ضابطگی، بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی، سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی کوشش کی۔ دو نامور ۲۔ مقتدائے قوم فقیہوں کو پیام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں قیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا بجا کر مصالحت کرنے پر آمادہ و تیار کیا چنانچہ ان دونوں قیہوں کے ساتھ حلہ کے دیگر ایلچی بھی آئے۔ باہمی بات چیت کے بعد ان شرائط پر ۳۔ صلح ہوئی۔

- ۱۔ مصالحت کی رو سے جو شہر سلطان محمد کے قبضہ میں دیئے جائیں۔ ان کا مستقل حکمران سلطان محمد تسلیم کیا جائے گا، سلطان برکیاروق کو ان میں دخل اندازی کرنے کا کوئی حق نہ ہو گا۔
 - ۲۔ سلطان محمد کے علم و طبل سے سلطان برکیاروق مزاحم نہ ہو گا۔
 - ۳۔ وزیروں کے مابین خط و کتابت ہوا کرے۔
 - ۴۔ لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمات انجام دیں۔
 - ۵۔ سلطان محمد کو نہراستر (اسندرود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر، جزیرہ موصل، شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدقہ بن مزید کو دیئے جائیں۔ بقیہ اسلامی ممالک پر سلطان برکیاروق کا قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔
- حسب قرارداد شرائط مذکورہ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کئے، پابندی شرائط کا حلف اٹھایا، تمام جھگڑے ختم ہو گئے اور تمام امور احسن طریقے سے انجام پائے گئے۔

۱۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲۔

۲۔ قاضی ابوالخضر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قرائن ممالک کا پیام لے کر گئے تھے۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳

۳۔ صلح رے میں ہوئی تھی۔ قبل مصالحت رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ، بعض حصص بطائح حکمریت اور حریم شریفین پر سلطان برکیاروق

قابض تھا۔ آذربائیجان، بلاد اران، آرمینہ، اصفہان، عراق باستان، حکمریت اور بطائح کا کچھ حصہ، سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ ہمراہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان، جرجان سے ماوراء النہر تک ملک خجریہ بایں ہوئے تھا۔ جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ و سکہ جاری تھا۔

اصفہان پر سلطان برکیاروق کا قبضہ

اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیاروق کے حوالے کرنے کے لیے سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو لکھ بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیاروق پہنچ گیا، اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکار کر دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت تمام لے کر اصفہان سے سلطان محمد کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان برکیاروق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی اور مل و اسباب دے کر سلطان محمد کے پاس احترام سے پہنچا دیا۔ مصالحت کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مستنصر سے سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی چنانچہ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کا خطبہ جامع بغداد اور واسطہ میں پڑھا گیا۔

ایلغازی کی بغداد روانگی و واپسی

ایلغازی صلح سے پہلے سلطان محمد کا مطیع اور خیر خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیاروق کے خطبہ کے لیے ابھارا ہے ناراض ہو گیا۔ خلیفہ کو لکھ بھیجا ”مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی میں اسے دار الخلافہ بغداد سے باہر نکالنے کے لئے آیا ہوں“ اور فوج آراستہ کر کے دار الخلافہ بغداد پہنچ گیا۔ حریم خلافت کے روبرو اتر کر زمین بوسی کی رسم ادا کی اور غربی بغداد میں خیمہ ڈال دیا۔ ایلغازی بغداد چھوڑ کر یعقوب چلا گیا۔ امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا اور خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا ”برکیاروق اور محمد میں صلح ہو گئی ہے، دونوں میں یہ بات طے پائی ہے کہ بغداد برکیاروق کو دیا جائے، میں اس کی جانب سے بغداد کا افسر پولیس ہوں، میرے مقبوضہ شہر سلطان، کیاروق کی حکومت کے زیر اثر ہوں، ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیاروق کی مخالفت کر سکتا۔“ امیر صدقہ نے اس عذر کو قبول کیا اور حلقہ واپس چلا گیا۔

ماہ ذی القعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیاروق، امیر ایاز اور وزیر السلطنت خلیفہ کو خلعت عنایت کیا اطاعت فرما برداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

محمد اصفہانی کا قتل

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کے باعث عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور ممالک اسلامیہ پر ان کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ حران پر ملک شاہ کا غلام قراجہ حکمرانی کر رہا تھا۔ عیش و عشرت، سیر و شکار کا عادی اور انتہائی ظالم تھا، اپنے ساتھیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا علم بلند کر دیا، اہل شہر نے قراجہ کے ظلم و ستم کے باعث محمد اصفہانی کا ساتھ دے دیا۔ محمد اصفہانی انتہائی ہوشیار اور چالاک تھا۔ اس نے تمام ترکوں کو حران سے نکل دیا، صرف ایک ترکی غلام جلولی نامی رہ گیا تھا۔ محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا۔ اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا، ایک دن موقع پا کر جلولی نے محمد اصفہانی کو قتل کر دیا اور حران پر قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائیوں کو ملی تو فوجیں لے کر حران آ پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ جکر مس والئی جزیرہ ابن عمر اور ستمن والئی کینا (کبیسما) میں سلسلہ جنگ چھڑا ہوا تھا۔ ستمن اپنے بھتیجے کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا مگر ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس بات کا کہ عیسائی مملکت اسلامیہ کو تھس تھس کر رہے ہیں، احساس کر کے باہمی جنگ کو بلائے طلق رکھ دیا۔ مقام خابور میں جمع ہوئے اور مسلمانوں کی امداد کے لیے متفق ہوئے چنانچہ ستمن اور جکر مس اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران کا محاصرہ اٹھانے کے لیے آگے بڑھے۔

عیسائیوں سے جنگ

جکر مس کے ساتھ تین ہزار ترک، عرب اور کرد تھے جبکہ ستمن کے ہمراہ سات ہزار ترکمانی تھے۔ شہر بلنج پر عیسائیوں سے لڑائی ہوئی۔ ستمن اور جکر مس کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ لیا کہ مسلمانوں کو شکست ہو گئی ہے۔ تعاقب کیا۔ دو کوس تک اسلامی فوجیں بھاگتی چلی گئیں اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قص بر دیول والئی الہا کو ایک ترکمانی نے جو ستمن کی فوج کا

اسی تھا کہ گرفتار کر لیا۔ ہمسند والی انطاکیہ اور ہنگری والی ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے۔ غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر عقب سے حملہ کریں گے مگر جب ان دونوں نے عیسائیوں کی شکست دیکھ لی تو سارا دن کمین گاہ میں روپوش رہے۔ ہم ہوتے ہی نکل بھاگے۔ مسلمانوں کو معلوم ہو گیا۔ تعاقب کیا۔ بہت سے عیسائی مارے گئے۔ ایک بڑی جماعت گرفتار کر لی گئی، ہمسند اور کبریٰ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر فرار ہوئے اور ان کے ہتھے نہ چڑھے۔

نص بردویل کی گرفتاری

فتح حاصل کرنے کے بعد جکرمس کی فوج میں ناراضگی پھیل گئی اور یہ کہنے لگی کہ نص بردویل، ستمن کے قبضہ میں ہے، بل غنیمت ی ہم سے کافی زیادہ اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگا ہے، لوگوں کی نگاہوں میں ہماری عزت خاک نہ ہوگی۔ چنانچہ جکرمس ان کے مجبور کرنے ستمن کے خیمہ سے نص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ بات ستمن کو شاق گزری۔ اس کے رکاب کی فوج نے نص کو چھین لینے کا ارادہ کیا۔ ستمن نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اپنی فوج کو اس کام سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ راستے میں سائیوں کے متعدد قلعے فتح کئے، جکرمس نے حران کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر کے الہا پر جا پہنچا۔ پندرہ یوم تک محاصرہ کئے رہا۔ دسویں دن موصل لوٹ آیا۔ پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ نص بردویل سے وصول کئے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے آزاد کر لیا۔

برکیاروق کا انتقال

سلطان برکیاروق اصفہان سے (بحارہ سل و بوا سیر) بیمار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا، یزدگرد پہنچا تو مرض میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اپنا ولی عہد بنایا، خلعت دی، امیرایاز کو اس کی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا ذمہ دار بنایا، اراکین سلطنت سرداران فوج کی ملک شاہ کی اطاعت اور امیرایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان تمام کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچنے پائے تھے کہ ۲ ربیع الاول ۴۹۸ھ کو سلطان برکیاروق کا اپنی حکومت کے بارہ برس چھ مہینے پورے کر کے انتقال ہو گیا۔ امیرایاز انتقال کی خبر سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیاروق کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ سراوالت، خیمے، چھتر، شمشیر اور تمام وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئی ہیں، ملک شاہ ابن برکیاروق کے لیے مہیا کر دیں۔

برکیاروق نے اپنے دور حکومت میں اس قدر تکالیف، مصائب اور جھگڑے دیکھے اور اٹھائے کہ اس سے قبل سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے، مگر جب اس کی حکومت مضبوط ہو گئی، فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چکے تو موت نے آگیرا اور راہی ملک عدم ہوا۔

باب ۳

سلطان محمد بن ملک شاہ

برکیاروق کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلخازی بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ جب برکیاروق فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیرایاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا۔ وزیر ابوالقاسم علی بن جیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا۔ ایلخازی اور امیر طغاریک دربار خلافت میں باریاب ہوئے، ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی استدعا کی۔ خلیفہ نے اجازت عنایت فرمائی اور اسے وہی خطاب دیئے جو اس کا دادا ملک شاہ کو دیئے گئے تھے۔

موصل کا محاصرہ

محمد اور برکیاروق نے صلح ہو جانے کے بعد اپنے اپنے مخصوص علاقوں پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان فیصلے کی رو سے محمد کے حصہ میں آیا تھا، چنانچہ محمد چند دن تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابوالحسن محمد کی جانب سے اصفہان کا حاکم تھا اس نے برکیاروق کی مکمل طور سے مدافعت کی تھی۔ مگر مصالحت کے بعد اصفہان برکیاروق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی خدمت میں آذربائیجان آگیا، محمد نے اسے قلمدان وزارت سے نوازا۔ ماہ صفر ۳۹۸ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔ اس کے بعد موصل پر قبضہ کے ارادے سے براہ مراغہ روانہ ہوا۔ جگر مس کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ مدافعت پر تیار ہو گیا۔ مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلا لیا۔ شہرناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے نزدیک پہنچ کر جگر مس کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیاروق سے مصالحت ہو گئی ہے اور صلح نامہ کی رو سے موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے۔ اس کے ساتھ ہی محمد نے برکیاروق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس بات کا اقرار دیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ شہروں پر بحال رکھوں گا۔ جگر مس نے ایک بھی نہ سنی۔ جواباً کہلا بھیجا ”سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد مجھے آپ کے اس دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا“ محمد کو اس جواب سے غصہ آگیا۔ محاصرہ میں سختی کی، اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ جگر مس نے شہر کا انتظام اچھی طرح کر لیا تھا اس وجہ سے محصورین کو اشیاء خوردنی کی منگائی اور کیابی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ہر چیز سستی تھی۔ مزید براں جگر مس کی فوج کا ایک دستہ موصل کے نزدیک ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روک کر اسے لوٹ لیتا تھا۔

اس دوران ۱۰ جمادی الاول سنہ مذکور کو برکیاروق کے انتقال کی اطلاع موصل پہنچ گئی، جگر مس نے اہل شہر کو جمع کر کے آئندہ کے بارے میں مشورہ کیا۔ اہل شہر نے جواب دیا ”ہماری جانیں ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، سرداران لشکر سے مشورہ طلب کیجئے“ جگر مس نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا، سرداران لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لیے بلا بھیجا۔ جگر مس، سعد الملک کے مشورے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد عزت و احترام سے پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کی بے چینی دور کرنے کے خیال سے جگر مس کو فوری طور پر واپس بھیج دیا۔

سلطان محمد کی بغداد روانگی

سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد سے مصالحت کے بارے میں ہم نے ابھی بیان کر دیا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ برکیاروق اور محمد مصالحت کی رو سے اپنے اپنے شہروں پر تنہا قابض ہو گئے، اس کے بعد ہی برکیاروق کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت خبر ہوئی، جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، جگر مس نے برکیاروق کے انتقال کی وجہ سے مصالحت کر لی اور محمد کی اطاعت قبول کر لی، محمد نے بغداد کی جانب کوچ کیا، جگر مس اور ستمن قطبی (قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کا غلام) وغیرہ امراء رکاب میں تھے صدقہ والی حلقہ نے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کا زور دینے کے لیے بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ہمراہ تھے۔ امیرایاز (ملک شاہ کا ایک مدافعت پر آمادہ ہوا۔ بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا، سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا، وزیر السلطنت ابوالحسن ضعی (مضی) نے اس مشورے کی مخالفت کی، اور سلطان محمد کی اطاعت کے بہت سے فوائد بتلائے، امیرایاز، سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت سے سوچ میں پڑ گیا۔

بغداد پہنچ کر سلطان محمد نے غری جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔ ایک دو جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا، امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

حلف کی تقریب

امیرایاز نے سرداران لشکر اور اعیان سلطنت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا، بعض نے تو اس کی تعمیل کی مگر بعض نے دوبارہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، امیرایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر ابوالحسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالحسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہنچ کر بعد الملک ابوالحسن سعد بن محمد (سلطان کا وزیر تھا) سے ملا، صلح کی درخواست کی، پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابوالحسن نے خواہش کی، سب قبول کر تا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی ابوالحسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیرایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے، کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا، ملک شاہ کی بابت حلف لینے کے لیے کہا گیا، تو سلطان محمد نے کہا ”وہ میرا بیٹا ہے میں اس کا باپ ہوں۔“ امیرنیل حسامی کو امن دینے اور تکلیف نہ دینے کا حلف مدرسہ نظامیہ کے مدرس کیا لیا تھا۔

اس کے دوسرے روز امیرایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ سلطان محمد ان دونوں سے بہ عزت و احترام پیش آیا، بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الاول ۴۹۸ھ میں پیش آیا۔

سلطان محمد کی دعوت

امیرایاز نے صلح کے چند دن بعد اپنے مکان (جو دراصل گوہر آئین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت کی۔ بے شمار نذرانے اور بہت سے تحائف پیش کئے انہی میں کوہ بلخش تھا جسے امیرایاز نے موید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیرایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق لباس پہنا کر آلات جنگ سے مسلح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ تمام مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ و عبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ مذاق کرنے لگے۔ یہ شخص بھاگا۔ امیرایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔ یہ شخص سلطان محمد کے مصاحبوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اس کے جبہ و عبا کو الٹا کر دیکھا تو اسے زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا، سلطان محمد اٹھا اور اپنی محل سرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیرایاز کی طرف سے بغض و عداوت پیدا ہو گئی۔

۱۔ یاقوتی، سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔

امیرایاز کا قتل

سلطان محمد نے اس واقعہ کے چند روز بعد اراکین سلطنت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جن میں امیرایاز بھی تھا اور یہ ظاہر کیا گیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قلمش نے دیار بکر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر کے بھیجنا چاہیے۔ سب نے بلا اتفاق امیرایاز کو بھیجنے کا مشورہ دیا۔ امیرایاز نے عرض کی ”اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائیے“ سلطان محمد نے منظور فرمایا اور حکم نامہ لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو محل سرائے سلطان میں حاضر ہونے کی ہدایت کی۔ سلطان محمد نے محل سرا کے ایک کونے میں چند لوگوں کو امیرایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا جیسے ہی امیرایاز ان کی جانب سے گزرا، تلواریں تول کر امیرایاز پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا، امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا۔ اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد نے ان کی مدافعت پر اپنی فوج کو مامور کیا، ہنگامہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابوالحسن ضبعی کا انجام

امیرایاز، سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ایک امیر کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا، اس نے امیرایاز کو بیڑوں کی مانند رکھا۔ منتظم، مدیر، سیاسیات سے واقف اور لڑائیوں میں صاحب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لمحہ میں امیرایاز کی عزت و عظمت، شان و شوکت اور جان خاک میں مل گئی ابوالحسن ضبعی (امیرایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا اس کے بعد گرفتار ہو کر سدرہ الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا، ماہ رمضان ۹۸ھ میں قتل کر دیا گیا اس وقت اس کی عمر چھتیس برس کی تھی، ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

کردوں کا گروہ

دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ، قلعہ مار دین تھا، سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مفتی (گویا) کو مرحمت کیا تھا۔ اس قلعہ کے اطراف و جوانب میں کردوں کا ایک بہت بڑا گروہ آباد تھا۔ جس کا کام لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ قلعوں کا صحیح سلامت یہاں سے گزر جانا بہت مشکل تھا۔ ستمن کی شکست

یہ گروہ موقع دیکھ کر قلعہ مار دین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا، اتفاق سے امیر کریو کا موصل سے آمد کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چلا۔ اس وقت آمد ایک ترکمن کے قبضہ میں تھا۔ والئی قلعہ نے ستمن بن ارنق سے امداد کی درخواست کی، ستمن اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد پر آگیا پھر کیا تھا، اہل قلعہ بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آ گئے۔ لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ عماد الدین زنگی بن آقسنقر اور اس کے والد کے بہت سے سردار بھی امیر کریو کا ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے انتہائی جرأت سے لڑائی میں حصہ لیا۔ لڑائی کے نازک نازک موقعوں پر ثابت قدمی مظاہرہ کیا۔ آخر کار ستمن کو شکست ہوئی اس کا بھتیجا یاقوتی بن ارنق گرفتار ہو گیا، امیر کریو قلعہ مار دین میں مفتی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا۔ چنانچہ ایک عرصہ تک قلعہ مار دین میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔

جب اطراف و جوانب کے کرد، قتل و غارت گری بکثرت کرنے لگے اور اہل مار دین ان کے آئے دن کی لوٹ مار سے تنگ آ گئے، یاقوتی نے مفتی والئی قلعہ سے کہلا بھیجا ”اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیرے کردوں کی غارت گردی سے اہل قلعہ کو نجات دلا دوں، ریفامیں میرا قیام ہو گا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچ جائے، مفتی نے بڑی خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا، انتہائی جرأت اور حکمت سے ان لٹیرے کردوں کی لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کے خطرے کا نشان نہ رہا۔

یاقوتی کا انجام

یاقوتی کے ساتھیوں کے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردوں پر شب خون مارنے لگے، یاقوتی ان سے مزاحم نہ ہوا۔ بلکہ ان خاطر داری کرتا رہا اور چند یوم کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کی سوچ پیدا ہوئی۔ اور قلعہ کی ساری فوج نے لوٹ مار کا اختیار کر لیا۔ ایک دن قلعہ کے فوجی لوٹ مار کے واپس آ رہے تھے۔ یاقوتی نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے قلعہ کے فوجی

کو گرفتار کر لیا، باقی سوار ہو کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کرو گے میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا، اہل قلعہ یہ سن کر کانپ گئے۔ کسی نے چوں چوں نہ کی۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ چابیاں حوالہ کر دیں، یا قوتی قلعہ پر قابض ہو گیا۔ ماروین پر قبضہ کرنے کے بعد یا قوتی نے فوجیں فراہم کیں، نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی کی، یہ دونوں مقامات جکر مس کے مقبوضات میں سے تھے۔ جکر مس اور اس کے ساتھیوں نے یا قوتی کی مدافعت پر تیلہ کی۔ جنگ کے دوران یا قوتی کو ایک تیر آگیا جس کے صدمہ سے جاں بحق ہو گیا جکر مس اسے مردہ حالت میں دیکھ کر رو دیا۔

یا قوتی کی بیوی

یا قوتی کی بیوی اس کے بچا ستمن کی بیٹی تھی، اپنے خاوند کے مارے جانے پر اپنے باپ ستمن کے پاس چلی گئی اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کیا، ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے خاوند کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ستمن بھی اس کے ہمراہ نصیبین کی جانب چلا، جکر مس کو اس کی اطلاع ہوئی، گھبرا گیا، مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سامان اور روپیہ دے کر ستمن کو راضی کر لیا، ستمن واپس لوٹ آیا۔

یا قوتی کا بھائی

یا قوتی کے بعد اس کا بھائی علی قلعہ ماروین میں جکر مس کی حکومت کے زیر اثر حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے ستمن کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجا ”علی“ ماروین جکر مس کو دینا چاہتا ہے۔ ستمن یہ سن کر سخت ناراض ہوا، علی واپس نہ ہونے پایا تھا کہ ستمن نے ماروین پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور بعض قلعہ ماروین اپنے بھتیجا ”علی“ کو کوہ جور مرحمت کیا، اس زمانہ سے قلعہ ماروین ستمن کے قبضہ میں آ گیا، قلعہ کیساتھ پہلے ہی سے قبضہ میں تھا، نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ستمن بن ارتق کا انتقال

اس کے بعد فخر الملک بن عمار والئی طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر ستمن بن ارتق سے امداد کی درخواست کی۔ فخر الملک خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا مگر ان کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی جانب پیش قدمی کی۔ فخر الملک نے ستمن کو ۴۹۸ھ میں اپنی امداد پر بلا بھیجا جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے، ستمن نے امداد کا وعدہ کیا، لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا۔ اسی اثناء میں طغشکین والئی دمشق کا (یہ تاج الدولہ تنش کا غلام اور آزاد حکمران تھا) طلبی کا خط پہنچ گیا، لکھا تھا ”میں بیمار ہوں، زندگی کی کوئی امید نہیں ہے جس قدر جلدی ممکن ہو دمشق آؤ ایسا نہ ہو کہ میں مرجاؤں اور عیسائی دمشق پر قابض ہو جائیں“ ستمن نے یہ خط پڑھ کر انتہائی غلٹ سے پہلے طرابلس پھر دمشق کے ارادے سے روانگی اختیار کی۔ رفتہ رفتہ قرہ-تین پہنچا۔ اس وقت طغشکین کو افاتہ ہو گیا۔ ستمن کی طلبی پر پریشان ہو رہا تھا، اپنے مشیروں سے ستمن کو واپس کرنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ ستمن کا قرہ-تین میں پہنچ کر انتقال ہو گیا۔ کفناہم اللہ تعالیٰ امرہ۔

جس وقت ستمن قرہ-تین میں بیمار پڑا اور اس کے ساتھیوں نے اس کے انتقال کا یقین کر لیا، قلعہ کیساتھ کی طرف واپس جانے کا مشورہ دیا۔ ستمن نے جواب دیا ”میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو مجھے شہادت کا اجر نصیب ہو گا“

منکبرس کی سرکشی

(سلطان محمد کا برادر عم زاد) منکبرس بن یورش بن الپ ارسلان اصفہان میں تھا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات منقطع ہو گئے، خود مختاری کا خیال پیدا ہوا، اصفہان سے نہلاوند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا، امراء بنی برسق حکمرانین خوزستان کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ زنکین بن برسق کو گرفتار کر لیا۔ زنکین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ ”جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر کے سلطان محمد کے حوالہ کر دو ورنہ خیر نہیں ہے۔“ اس بناء پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس

اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کا خط روانہ کیا اور خوزستان بلا بھیجا جیسے ہی منکبرس خوزستان میں داخل ہوا، امراء بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا، سلطان محمد نے اسے اصفہان میں اپنے برادران عم زار تنش کے ساتھ قید کر دیا اور زنگین بن برسق کو قید سے رہا کر کے اس کے عہدہ پر بحال کیا۔ تشر، ساہور، خوزستان وغیرہ مابین ابواز اور ہمدان، امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھے۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو بنی برسق سے لے لیا اور ان کی جگہ دینور مرحمت کیا اور اس جانب سے انہیں نکال کر دینور کی جانب بھیج دیا۔ واللہ اعلم۔

باطنی کو سزا

اس سے قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک، تاج الدولہ تنش کا وزیر تھا۔ کسی بات پر ناراض ہو کر تنش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ جب سلطان برکیاروق نے تنش کو شکست دی تو برکیاروق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک، برکیاروق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسائی کی کوشش و سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیاروق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو مرحمت کیا۔ چند یوم کے بعد فخر الملک عہدہ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے قریب بلا لیا۔ درخواست لے کر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ فخر الملک نے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ باطنی گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا، باطنی نے چند آدمیوں کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کئے جائیں اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

جاولی سقلوا

خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر جاولی سقلوا نے قبضہ کر لیا تھا۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے، اکثر شہروں کی شہرناہیں بنوائیں، چند عرصے بعد رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد مستقل طور سے حکومت کرنے لگا اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا، سلطان محمد نے امیر مودود بن الو شکین کو جاولی کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا، جاولی نے قلعہ بندی کر لی، امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کئے رہا، جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا ”میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے حکومت کی اطاعت نہ کروں گا، اگر حضور والا کسی دوسرے امیر کو بھیج دیں گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا۔“ سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دے دی اور اسے جاولی کے پاس بھیجا، جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا، سلطان محمد نے انتہائی عزت و احترام سے ملاقات کی۔ اسلامی افواج کا سپہ سالار بنا کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور اسلامی شہروں کو واپس لینے کی غرض سے شام کی جانب روانہ کیا۔ چونکہ جکر مس والئی موصل نے مالیہ کی ادائیگی بند کر رکھی تھی اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل، دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت بھی جاولی کے سپرد کر دی۔

جاولی نے موصل کی طرف پیش قدمی کی، بغداد ہوتا ہوا بوازج پہنچا، چار دن کے قتل عام و خون ریزی کے بعد بوازج پر قبضہ حاصل کیا، اہل بوازج کو امن دی، ارمل کی جانب پیش قدمی کی، ابوالہیجا بن برسک کردی ہذبانی والئی ارمل نے جکر مس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ ارمل کے نزدیک ابوالہیجا کا بیٹا ارمل کی فوج لیے ہوئے آٹھ اتنے میں جاولی بھی آگیا دونوں حریفوں نے صف آرائی کی، جکر مس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چونکہ جکر مس بیماری کے باعث پاکی پر سوار تھا، بھاگ نہ سکا، اس کے غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم رہا کسی کو جکر مس کی پاکی کے نزدیک تک نہ آنے دیا۔ احمد بن قاروت بک بھی جکر مس کی پاکی کی حفاظت میں زخمی ہوا۔ موصل کی طرف شکست کھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ جکر مس گرفتار کر لیا گیا، جاولی کے سامنے پیش کیا گیا۔ جاولی نے قید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

جکر مس کا بیٹا

اگلے روز اس واقعہ کی اطلاع موصل پہنچی، اہل موصل نے زنجی اب بن جکر مس کو مسند لاریت پر فائز کیا۔ غزلی (جکر مس کا غلام)

امور سلطنت کا نگران اور منتظم بنایا گیا۔ لشکریوں کو روپیہ، مال، جنگی ہتھیار اور گھوڑے دیئے، موصل کی قلعہ بندی کی، شہر پناہ ٹھیک کرائی، چاروں جانب خندقیں کھدوائیں، قلیج ارسلان والی بلاد روم سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلیج ارسلان بلاد روم سے فوجیں لے کر موصل کی جانب روانہ ہوا، کوچ و قیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا۔ جاولی کو اس کی آمد کی خبر ہوئی، موصل کا خیال دل سے نکال کر دوسری جانب کا راستہ لیا۔ جاولی کی روانگی کے بعد برستی افسر پولیس بغداد، موصل میں داخل ہوا، برستی نے بہتیرا اہل موصل کو اپنی جانب مائل کرنا چاہا مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ مجبوراً اسی روز بغداد کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد قلیج ارسلان نصیبین سے موصل کی جانب روانہ ہوا۔

رحبہ کی طرف پیش قدمی

جاولی موصل سے سنجاہ چلا آیا تھا، ایلغازی بن ارنق اور جکر مس کے لشکر کی ایک بڑی جماعت جاولی کے پاس آگئی تھی۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت ہو گئی تھی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ملک رضوان بن تنش کا خط شام سے آیا لکھا تھا کہ ”عیسائیوں نے بہت دست درازی شروع کر دی ہے۔ مسلمان شام میں ان کے مقابلے میں قوت نہیں ہے، تمہاری ضرورت ہے جلد آؤ“ جاولی نے اس خط کو پڑھ کر رحبہ کی طرف پیش قدمی کر دی۔

قلیج ارسلان کی کامیابی

جکر مس کے لشکر کے سرداروں اور اہل موصل نے قلیج ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا، امان کی استدعا کی، قلیج ارسلان نے امان دینے کا حلف لیا، اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ قلیج ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر ۵۰۰ رجب میں قبضہ کر لیا۔ جکر مس کے بیٹے کو نعت سے نوازا، خطبہ میں خلیفہ کے بعد اپنے نام پڑھوایا۔ سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلا دیا، لشکر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے، قلعہ کو غزلی سے لے لیا۔ اپنی جانب سے اس کا حاکم متعین کیا، قاضی ابو محمد عبداللہ بن قاسم شہر زوری کو عمدہ قضا پر بحال رکھا اور ابوالبرکات محمد بن محمد بن حمیس کے حوالے حکومت کی باگ ڈور کر دی۔

قلیج ارسلان کے ساتھیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والی آمد اور محمد بن جیق ترکمانی والی قلعہ زیاد (خرتیرت) کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کرنا مناسب ہے، ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تنش نے مقرر کیا تھا اس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جیق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ قلا دروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد، رہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلا دروس رومی سے لے لیا اور فخر الدولہ بن جیر نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو قلا دروس رومی کمزور پڑ گیا۔ قلعہ زیاد کو رسد و غلہ نہ پہنچا سکا، محمد بن جیق کو موقع مل گیا، قلعہ زیاد کو قلا دروس سے چھین لیا۔ صرف رہا، قلا دروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد قلا دروس نے سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ رہا کی حکومت پر اسے سلطان ملک شاہ نے بحال رکھا۔

محافظوں کی ساز باز

ہم نے اس سے قبل تحریر کیا ہے کہ جس وقت قلیج ارسلان نصیبین پہنچا تھا اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجاہ کی راہ اختیار کی تھی۔ پھر سنجاہ سے ملک رضوان کا خط پا کر رحبہ کی جانب روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخر ماہ رمضان ۵۰۰ھ میں رحبہ پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رحبہ میں بنو شیبان میں سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رحبہ پر ملک وفاق نے متعین کیا تھا۔ ملک وفاق کے انتقال پر خود سر حاکم بن گیا۔ حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلیج ارسلان کا مطیع ہو گیا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اس کا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رحبہ کو فتح کرنے کے بعد عیسائیوں کی مدافعت کی جائے گی ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رحبہ پر آ پہنچا اور شریک محاصرہ ہوا۔ شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے ساز باز کر لی۔ اسکیم کے مطابق آدمی رات کو دروازہ کھول دیا۔ جاولی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ صورت حال دیکھ کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کے لیے روانگی اختیار کی۔

جاولی کی کامیابی

موصل پر قبضہ کرنے کے بعد قلیج ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر گیارہ برس کی تھی، حکومت موصل پر متعین کیا۔ حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لیے بطور اتالیق مقرر کیا۔ اس کے بعد جاولی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مگر جاولی کی فوجی قوت سے قلیج ارسلان کے ساتھی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال، خابور سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاولی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں میدان کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ جاولی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا علم لہرایا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، جگر مس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔ جاولی نے اس کامیابی کے بعد جزیرہ کی جانب پیش قدمی کی۔ جیش بن جگر مس مع غزالی وہاں موجود تھا اور اس کے والد کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کے لیے تیار تھے۔ ایک عرصہ تک جاولی محاصرہ کئے رہا۔ بالآخر چند ہزار دینار پر مصالحت کر کے موصل آیا، ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ صورت حال دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نیاز مندی کا خط روانہ کیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

صدقہ بن مزید کا قتل

والئی حلقہ صدقہ بن مزید اور سلطان محمد کے مابین جس وقت ناراضگی اور نفرت پیدا ہوئی، اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر لشکر کشی کر دی، صدقہ مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ شکست کھا کر بھاگا جنگ کے دوران مارا گیا، جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔ سلطان محمد اس کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قابض ہو گیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

والئی طرابلس

والئی طرابلس فخر الدولہ ولد ابو علی بن عمار عبیدیوں کے مقابلہ پر خود مختار حکومت کا دعویٰ دار ہو گیا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن اسلامی شہروں پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدولہ ابو علی ان کا مقابلہ نہ کر سکا، مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس دوران یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے۔ دشمنوں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ فخر الدولہ ابو علی نے اپنے برادر عم زاد ذوالنائب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مامور کیا، لشکریوں کو چند ماہ کی تنخواہیں اور روزینے دیئے شہر کی حفاظت کا انتظام کیا، جگہ جگہ پہرہ چوکی مقرر کی، غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن و بے خطر کر کے بارگاہ سلطان میں حاضر ہونے کی غرض سے دمشق کی طرف روانگی اختیار کی۔

سلطان محمد کا حکم

والئی دمشق طغٹکین نے گرم جوشی سے استقبال کیا، دمشق کے باہر خیمے نصب کئے، عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا۔ چند یوم قیام کر کے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ سلطان محمد اور خلیفہ نے اراکین سلطنت، سرداران لشکر اور رؤساء شہر کو استقبال کا حکم دیا۔ انتہائی عزت و احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابو علی نے بھی بیش قیمت تحائف اور نذرانے دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش کئے، عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا طلب گار ہوا، مضارف فوج کی ذمہ داری لی۔ سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا، فخر الدولہ ابو علی نے بغداد میں قیام کر دیا اس کے بعد امیر حسین بن اتابک طغٹکین نے سلطان محمد سے ملاقات کی، سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کی ہمراہی میں جاولی سقاوا کی گوثالی کے لیے پہلے موصل کی طرف روانہ ہو، اس کے بعد فخر الدولہ ابو علی کے ہمراہ عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے، چنانچہ سلطان محمد ۵۵۱ھ میں دار الخلافہ بغداد سے بہ ارادہ جنگ روانہ ہوا، نہروان پہنچ کر فخر الدولہ ابو علی کو بلا بھیجا خلعت دیا اور بہت سامان و اسباب دے کر رخصت کیا، امیر حسین حسب اشارہ سلطان، افواج دمشق کے ساتھ فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی طرف روانگی اختیار کی۔

شرف الدولہ کی کامیابی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ فخر الدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے بھتیجے ذوالمنقب کو طرابلس کی حکومت پر مامور کر آیا تھا۔ ذوالمنقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد عمد شکنی کی، اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ ہو کر سلطنت علویہ کی اطاعت کا اعلان کیا، افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیاز مندی کا خط بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی، افضل بن امیر الجیوش، خلیفہ مصر کا وزیر تھان دونوں حکومت و سلطنت پر اسے قبضہ حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابواللیب کو طرابلس کا والی مامور کر کے روانہ کیا۔ خزانہ، مال، غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا۔ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کے اہل، عیال اور خیر خواہوں کو گرفتار کر کے ان کے مال و ذخائر کو ضبط کر لیا اور تمام کو کشتیوں پر لاد کر مصر بھیج دیا۔

جاولی کی سرکوبی

جاولی کا تلج ارسلان اور ابن جکر مس سے موصل کے لیے اپنے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے واقعات ہم نے بیان کر دیئے ہیں، ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی، چونکہ سلطان محمد نے جاولی کو ان شہروں کی حکومت بھی دے دی تھی، جسے اس نے بزور شمشیر فتح کیا تھا یا آئندہ فتح کرتا، اس وجہ سے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ فوج کی بھی ایک کافی تعداد جمع ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا، پھر کیا تھا جاولی کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا، اس پر طرہ یہ ہوا کہ سلطان نے اسے جنگ صدقہ کے لیے بلا بھیجا۔ وہ نہ گیا، اس پر مزید ستم یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف، صدقہ سے ساز باز کر لی اور اس کے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گیا۔

سلطان محمد کو جب مہم صدقہ سے فراغت ملی تو امیر مودود کو سلطانی افواج کا امیر بنا کر اور موصل کی سند حکومت مرحمت کر کے جاولی کی گوشالی کے لیے روانہ کیا۔ امراء ابن برسق، ستمان قطبی، آقسنقر برستی، نصر بن مہملہ بن ابی الشوک کردی اور ابوالسجاء والئی ارمل کو امیر مودود کی مدد پر متعین کیا، رفتہ رفتہ شاہی فوج، موصل پہنچی، موصل کے باہر پڑاؤ کیا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی، شہرینہا پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی، رؤساء شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی دختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی انتہائی عقل مند اور ہوشیار تھی، اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تادان وصول کیا، ہمت و جرأت سے مقابلہ کرتی رہی۔ محاصروں کی دال گلائے نہیں گلتی تھی، اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ اور بددل ہو گئے تھے، اس وجہ سے بعض محافظین شہرینہا نے امیر مودود سے ساز باز کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ جاولی کی بیوی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، آٹھ دن تک قلعہ نشین رہی نویں دن امیر مودود سے امن حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال و اسباب لے کر چلی گئی، امیر مودود موصل اور اس کے تمام علاقہ پر قابض ہو گیا۔

جاولی کی کوششیں

موصل سے روانگی کے وقت جاولی نے قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جس کو ستمان نے گرفتار کیا تھا اور جکر مس نے سلطان سے لے لیا تھا) نصیبین پہنچا، ایلغازی بن ارتق والئی نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی، ایلغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر مار دین کی جانب روانہ ہو گیا۔ جاولی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ وہ بھی ایلغازی کے پیچھے پیچھے چلا، مار دین میں پہنچ کر تنہا ایلغازی کے پاس گیا، مجبوراً ایلغازی نے جاولی کی موافقت کی اور اس کے ہمراہ نصیبین آیا۔ نصیبین سے روانہ ہو کر سنجاہ پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ اہل سنجاہ نے شہرینہا کا دروازہ بند کر لیا، مقابلہ پر تل گئے، ماس کے بعد ایک دن ایلغازی کو موقع مل گیا، جاولی محاصرہ سنجاہ چھوڑ کر رات کے وقت نصیبین بھاگ آیا۔

جاولی نے رجبہ کے نزدیک پہنچ کر قمص بر رویل کو پانچ سال کے بعد ایک کثیر رقم لے کر ان شرائط سے رہا کیا:

(۱) جس قدر مسلمان قیدی ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں۔

(۲) بوقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کو آجائے جب جاہلی اور قنص میں باہم مصالحت ہو گئی تو جاہلی نے قنص کو سالم بن مالک والئی قلعہ جبر کے پاس بھیجا، قلعہ حوالے کرنے کا پیغام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا، اتنے میں قنص کا خالہ زاد بھائی ”جو سلین“ والئی تل باشر جو کہ مسیحی سرداروں میں سے ایک نامی گرامی شخص تھا آگیا۔ یہ بھی قنص کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ مگر بیس ہزار فدیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قنص، انطاکیہ کی جانب روانہ ہو گیا اور جو سلین بطور ضمانت قلعہ جبر میں رہ گیا۔ اس کے بعد جاہلی نے قلعہ جبر کو جو سلین سے لے لیا اور جو سلین کی جگہ اس کے اور قنص کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جو سلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لیے قنص کے پاس بھیج دیا۔

آپس میں لڑائی

قنص جب انطاکیہ پہنچا، والئی انطاکیہ ٹنکری نے تیس ہزار دینار، گھوڑے اور بے شمار جنگی ہتھیار پیش کیے، رہا اور سروج وغیرہ قنص کے قبضہ میں تھا مگر جس وقت قنص گرفتار کر لیا گیا تھا اس وقت ٹنکری نے رہا وغیرہ کو قنص کے افسروں سے چھین لیا تھا۔ قنص نے واپسی کا مطالبہ کیا۔ ٹنکری نے ٹکا سا جواب دے دیا، قنص ناراض ہو کر تل باشر چلا گیا۔ اتنے میں جو سلین آ پہنچا، عیسائیوں کو اس سے بے حد خوشی ہوئی، سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ ٹنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر یہ دونوں طاقتور ہو گئے تو سخت خطرے کا سامنا ہو گا، قنص اور جو سلین کا محاصرہ کر لیا چند روز تک محاصرہ کئے رہا، قنص اور جو سلین نے موقع پا کر ٹنکری والئی انطاکیہ کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا، ابو سہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار قنص کی امداد پر بھیج دیئے، قنص، جو سلین اور ٹنکری میں زبردست جنگ شروع ہو گئی، خونریزی کا دروازہ کھل گیا، پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریقوں کو روکا، بیمند (ٹنکری کا ماموں) بھی آگیا۔ پوپ نے ٹنکری کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ رہا وغیرہ قنص کو واپس دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں رہا وغیرہ قنص کو واپس دے دیا گیا۔

اصہند کا مشورہ

جاہلی۔ قنص کو رہا کرنے کے بعد رجبہ کی طرف چلا گیا، ابوالنجم بدران اور ابو کمال منصور پسران صدقہ اپنے والد کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے، ان دونوں نے جاہلی سے امداد کی درخواست کی۔ جاہلی نے ان کی پشت پناہی کے لیے ان کے ساتھ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابوالغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے، مابھی روائگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصہند صبادر آ پہنچا، سلطان محمد نے اسے رجبہ کی حکومت مرحمت کی تھی اس نے جاہلی کو مشورہ دیا کہ ”تم عراق کی جانب پیش قدمی کے بجائے شام کا رخ کرو۔ اس وقت شام لشکر اسلام سے خالی ہو گیا ہے اور عیسائیوں کی دست درازیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں سلطان محمد سے آئندہ کسی قسم کا خطرہ نہ رہے گا“ جاہلی نے اس مشورہ کو پسند کیا، سالن حرب درست کر کے رجبہ سے روائگی اختیار کی۔

اس کے بعد جاہلی کے پاس سالم بن مالک والئی قلعہ جبر کا قاصد پہنچا، سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار ہوا تھا واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم والئی رقبہ پر حملہ کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقبہ پر قبضہ کر لیا تھا مالک رضوان یہ خبر سن کر حلب سے رقبہ کی جانب روانہ ہوا مگر بنی نمیر نے تلوانہ جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آیا۔ جاہلی نے ملک شام جانے کی بجائے بنو نمیر کی گوشالی کے لیے رقبہ کی جانب کوچ کر دیا، سترہ یوم تک بنی نمیر کا رقبہ میں محاصرہ کئے رہا، بنی نمیر نے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی، بہت سامان و اسباب اور گھوڑے دے کر جاہلی سے صلح کر لی، جاہلی نے محاصرہ اٹھالیا اور سالم کو معذرت نامہ تحریر کر کے بھیج دیا۔

تفلح تکین کا قتل

اسی دوران حسین بن مالک تفلح تکین فخر الدولہ بن عمار کے ساتھ جاہلی کے پاس پہنچ گیا۔ حسین کا والد گنجه میں سلطان محمد کا اتابک تھا، سلطان محمد نے کسی بات پر خفا ہو کر تفلح تکین کو موت کے گھاٹ اتار دیا، حسین سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے تسلی دی اور اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی دست درازی کی خبر اسے سننے میں آئی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاہلی کے

پاس بھیجا تاکہ دربار شاہی کے ساتھ جاولی کے تعلقات ٹھیک ہو جائیں اور اس شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کیے ہوئے ہے عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے۔ جاولی نے بڑی خوشی سے اسے قبول کیا اور حسین سے کہا ”تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کرو میں اپنے بیٹے کو بطور ضمانت تمہارے سپرد کرتا ہوں“ ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف مقرر ہو گا“ حسین جاولی سے رخصت ہو کر اس سے قبل کہ موصل فتح ہو موصل پہنچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کا حکم دیا۔ تمام سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ مگر امیر مودود نے تعمیل سے انکار کیا اور کہا کہ ”میں بغیر اجازت سلطان محمد“ موصل سے کوچ نہیں کروں گا“ چنانچہ امیر مودود“ موصل کا محاصرہ کیے رہا یہاں تک کہ موصل فتح کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

حسین ابن قطنجکین“ سلطان کی خدمت میں واپس آیا اور جاولی کی جانب سے انتہائی خوبی سے اچھی اچھی باتیں کیں جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جاولی نے شربالس کی جانب کوچ کیا اور اسے ملک رضوان بن تنش کے ملازمین کے قبضہ سے نکال لیا، شربالس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا، جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور قیدی بھی تھے، یہ انتہائی نیک دل اور متقی شخص تھے۔

جاولی کی شکست

ملک رضوان بن وفاق کو جب یہ اطلاع ملی تو غضبناک ہوا فوجیں آراستہ کر کے جاولی سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا، فکری والی انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا، امداد کی درخواست کی، فکری اپنی فوجیں لے کر رضوان کی کمک پر آگیا۔ جاولی نے بھی قس کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جس قدر زر فدیہ اس کے ذمہ باقی تھا اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ قس اپنی فوج کے ساتھ جاولی کی کمک پر آ پہنچا۔ جاولی اس وقت بنبج میں تھا، اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کی تمام تدابیر دھری کی دھری رہ گئیں۔ اکثر ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ زنگی بن آقسنقر اور بکماش نہاوندی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اصبند صبادا بدران بن صدقہ اور ابن جکر مس باقی رہ گئے، اتفاق سے رضاکاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آگیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے۔ تل باشر پر پڑاؤ کیا، ملک رضوان بھی مع فکری کے آگیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ جنگ کی ابتداء ایسی تھی کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی دکھائی دے رہی تھی، سو اتفاق سے جاولی کے رکاب کی فوج، ملک رضوان کے مفرد گروہ کے تعاقب میں بڑھی، جاولی نے اسے واپس کرنا چاہا، چونکہ ہڑمچا ہوا تھا اس لیے جاولی کی کوشش بیکار ثابت ہوئی، مجبوراً میدان جنگ سے قدم ڈمگا گئے۔ شکست اٹھا کر بھاگا۔ اصبند صبادا شام کی طرف چلا گیا، بدران بن صدقہ نے قلعہ جبر کا راستہ لیا۔ ابن جکر مس نے جزیرہ ابن عمر میں جا کر دم لیا، بہت سے مسلمان مارے گئے۔ والی انطاکیہ نے جاولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا، قس اور جو سلیم تل باشر کی جانب بھاگے، ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھا برتاؤ کیا، جو مسلمان شکست پا کر ان کے پاس آتا، اس کی عزت کرتے، زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، تنگوں کو کپڑے پہناتے اور زاد راہ دے کر ان کے وطن پہنچانے کا انتظام کرتے تھے۔

جاولی نے شکست کے بعد رجبہ کی راہ لی، گنتی کے چند سوار اس کی رکاب میں تھے، اتفاق یہ کہ امیر مودود والی موصل کا ایک دستہ فوج، رجبہ کے اطراف و جوانب پر شب خون مارنے کے لیے آگیا ”جاولی کو اپنی گرفتاری کا خوف پیدا ہوا۔ یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی، حسین بن قطنجکین سے میرے اتحادی تعلقات قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش کرے گا“ چنانچہ انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان کے نزدیک، لشکر گاہ میں حاضر ہوا۔ حسین بن قطنجکین کے یہاں قیام کیا اپنی دکھ بھری داستان سنائی۔ حسین جاولی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکماش بن نکش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

عیسائیوں کی لوٹ مار

سلطان محمد نے ۵۰۵ھ میں امیر مودود والی موصل کو عیسائیوں کی جنگ پر متعین کیا۔ -تمن قطنی والی دیار بکرو آرمینیا کی

(۱-لیکی) و زنگی پسران برسق والیان ہمدان، امیر احمد بک والئی مراغہ، ابوالنہیجا، والئی ارمل اور امیر ابو الغازی والئی ماردین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا، امیر ابو الغازی بذات خود اس جنگ میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے "ایاز" کو اپنی جگہ بھیج دیا۔ چنانچہ مجاہدین اسلام، سیلاب کی طرح سنجا کی جانب بڑھے، عیسائیوں کے چند قلعے فتح کیے۔ شہر الہا پر محاصرہ کیا، عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ الہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ گرد و نواح کے عیسائی امراء یہ سن کر اپنی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے۔ فرات عبور کر کے الہا کو بچانے کی کوشش کی، مگر لشکر اسلام کی کثرت اور رعب و داب نے انہیں فرات عبور کرنے سے روک دیا، فرات میں ٹھہر گئے۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور کر کے میدان میں آجائیں الہا کو چھوڑ کر حران کی جانب بڑھ گئے جیسے ہی مسلمانوں نے الہا کا محاصرہ اٹھایا، عیسائی امراء الہا میں داخل ہو گئے، رسد، غلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الہا میں جمع کر کے فرات کی طرف واپس ہوئے اور اسے جانب شامل سے عبور کر کے حلب کے مضافات میں لوٹ مار شروع کر دی۔

مسلمانوں کی ناکامی

اسلامی فوجوں نے الہا کا محاصرہ اٹھانے میں بڑی غلطی کی۔ اہل الہا میں محاصرے کی شدت کے باعث مقابلے کی تاب نہ رہی تھی اور نہ ان کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا، الہا صبح و شام میں فتح ہو جاتا مگر ماشاء اللہ کلن و مالک یثاء کم یکن کا مضمون ہوا، عیسائیوں کی واپسی الہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر شاہی لشکر الہا کی جانب واپس لوٹا اور پہنچتے ہی اسے گھیر لیا، اب کیا تھا، الہا اب وہ الہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ، غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا، فوج بھی کثرت سے موجود تھی۔ چونکہ کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہنچ کر محاصرہ کیا، پینتالیس روز تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کیے رہا، جب کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو بہ مجبوری قلعہ تل باشر کا بھی محاصرہ اٹھایا، حلب میں داخل ہونے کا ارادہ کیا، ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے، ملنے سے انکار کر دیا، ستمن قطبی یا بس میں فوت ہو گیا۔ اس کے ساتھی اس کا تابوت لے کر اس شہر میں واپس ہوئے راستے میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی، فریقین میں لڑائی ہو گئی۔ ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دی۔ ایلغازی کو ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑا۔

ان واقعات کے بعد ابن برسق بیمار ہو گیا، امیر احمد بک والئی مراغہ سلطان محمد کی خدمت میں ستمن قطبی کے مقبوضات حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا، قتلغ تکیں والئی دمشق نے امیر مودود سے تعلقات پیدا کر لیے، امیر مودود اس کے ساتھ نمر عاصی پر اتر پڑا، اس سے لشکر اسلام منتشر ہو گیا، عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی، مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے، فوجوں کو آراستہ کیا اور اسلامی شہروں کی فتح کے ارادے سے فامیہ کی جانب بڑھے، سلطان بن منقذ والئی شیرزیہ سن کر امیر مودود اور قتلغ تکیں کے پاس پہنچا، دونوں کو نصیحت و ملامت کی، عیسائیوں سے جہاد پر ابھارا، چنانچہ امیر مودود قتلغ تکیں اور سلطان بن منقذ، شیرز آگئے۔ ڈیرے ڈال دیئے، مورچے قائم کیے، عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا مگر مسلمانوں سے کچھ ایسے خوفزدہ ہوئے کہ جنگ کے بغیر فامیہ کی طرف واپس چلے گئے۔

امیر مودود کی لشکر کشی

امیر مودود نے ۵۰۶ھ میں الہا اور سروج پر جہاد کرنے کے لیے پھر چڑھائی کی، پہنچتے ہی الہا اور سروج کے اطراف و جوانب کو تس نس کر دیا، عیسائیوں کو اس سے بہت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جو سلین والئی تل باشر نے موقع پا کر اسلامی فوج پر ایک دن حملہ کر دیا، چند بار برداری کے اونٹ اور خچر پکڑ کر لے گیا، اسلامی فوج نے یہ سن کر حملہ کی تیاری کی، جو سلین مقابلہ پر نہ آیا اور راہ فرار اختیار کی۔

عیسائیوں سے معرکہ

چونکہ آخر ۵۰۶ھ میں بغداد میں بادشاہ بیت المقدس اطراف دمشق پر کئی مرتبہ حملے کر چکا تھا اس وجہ سے قتلغ تکیں والئی دمشق کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک ولولہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود والئی موصل، نیرک والئی سنجا، امیر ایاز بن ایلغازی اور قتلغ تکیں والئی دمشق نے متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی جانب جہاد کے ارادے سے پیش قدمی کی فرات عبور کر کے بیت المقدس کی فتح کے ارادے سے کوچ کیا۔ بغداد میں کو اس کی خبر ہوئی، جو سلین والئی تل باشر بھی اس کے ہمراہ تھا، اردن میں عیسائیوں نے پڑاؤ کیا، طبریہ کے نزدیک دونوں فریقوں نے صف آرائی کی، جنگ کا میدان گرم ہو گیا۔ عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایک بڑا گروہ مارا

گیا۔ بہت سے دریائے طبریہ اور بحر اردن میں ڈوب کر مر گئے، لشکر اسلام نے ان کی کیمپ اور کمپریٹ کو لوٹ لیا۔ شکست کھا کر بھاگے ہوئے عیسائی طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملے۔ اپنی دکھ بھری داستان انہیں سنا کر امداد و اعانت کے طلب گار ہوئے، انہوں نے انتہائی جوش اور دلولے سے مفرور عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر جنگ کے ارادے سے واپس ہوئے، جبل طبریہ کے دامن میں صف آراء ہوئے۔ اسلامی افواج نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا، سد و غلہ کی آمد بند کر دی (چھبیس ۲۶ یوم تک محاصرہ کیے رہے لیکن کوئی عیسائی سورما کھلے میدان جنگ میں جنگ کے لیے نہ نکلا) اسلامی افواج نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکاتے بیت المقدس تک لوٹ مار شروع کر دی۔ گاؤں، قصبات اور شہروں کو تباہ کیا جو عیسائی مقابلے پر آیا، مار ڈالا۔ کسی عیسائی سردار کے کلن پر جوں نہ رہن گئی۔ لشکر اسلام کامیاب ہو کر دمشق پہنچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام لینے کی غرض سے انہیں ان کے وطنوں کی جانب جانے کی اجازت دی اور بغرض جہاد، آئندہ سال واپسی کا حکم دیا۔ خود قتلغ نکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا۔ جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھ کر قتلغ نکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جیسے ہی صحن میں آیا ایک باطنی نے پہنچ کر چار کاری زخم لگائے جس کے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے اس جہان فانی سے کوچ کر دیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ قتلغ نکین نے اسی روز امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

آفسنقر کی روانگی

اس افسوس ناک واقعہ کی خبر سلطان محمد کو دی گئی، موصل اور اس کے صوبہ پر آفسنقر برستی کو ۵۵۸ھ میں تعینات کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ آفسنقر برستی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، اسلامی شہروں کے حکمرانوں کو آفسنقر کی اطاعت، امداد کی ہدایت و تاکید کی، آفسنقر برستی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچا، حسب فرمان شاہی چاروں جانب سے اسلامی فوجیں آکر جمع ہو گئیں، عماد الدین زنگی بن آفسنقر (پدر سلطان نور الدین محمود فاتح جزیرہ شام) اور نمیروالہی سنجار بھی آ گئے، آفسنقر برستی نے اسلامی فوجوں کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی جانب کوچ کیا، امیر مودود کے والد نے اطاعت قبول کی، شہر حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد آفسنقر برستی مار دین پہنچا، ابو الغازی والئی مار دین نے حسب ارشاد، سلطان اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو مع فوج آفسنقر برستی کے ہمراہ روانہ کیا، آفسنقر برستی کے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے رہا پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں مگر کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوئی، رسد کی کمی کی وجہ سے آفسنقر برستی کو محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ شمشاط کی جانب روانہ ہو گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الہا میں الہا، سروج اور شمشاط کے مضافات و اضلاع، لشکر اسلام کی غارت گری کی نذر ہو گئے، دیہات، قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

بادشاہ کا انتقال

اسی دوران کراسک عیسائی بادشاہ مرغش، کیسوم اور رعیان فوت ہو گیا، اس کی بیوہ نے لشکر اور حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ برستی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا، برستی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا، بیوہ کراسک نے برستی کے سفیر کی عزت کی، نذرانے اور تحائف دے کر برستی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے انطاکیہ چلے گئے۔

اس کے بعد برستی نے ایاز بن ابو الغازی کو اس وجہ سے کہ ابو الغازی نے برستی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی، گرفتار کر لیا۔ ابو الغازی کو اس کی خبر ہو گئی، فوجیں آراستہ کر کے برستی سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر دیا، چنانچہ ابو الغازی اور برستی سے لڑائی ہوئی، برستی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ابو الغازی نے اپنے بیٹے کو قید سے چھڑا لیا۔ ابو الغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرے میں اس واقعہ کو بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمد کی دھمکی

ابو الغازی کی اس حرکت پر سلطان محمد نے ابو الغازی کو دھمکی آمیز خط لکھا، اس حرکت کے انجام اور شاہی قوت کی دھمکی دی، ابو الغازی

سلطان کے خوف سے قتلغ تکیں والی دمشق کے پاس چلا گیا۔ والی دمشق قتلغ تکیں اور عیسائی امراء شام نے باہم ایک دوسرے کی امداد کی قسمیں کھائیں۔ ابو الغازی دیار بکر کی جانب واپس ہوا۔ قزجان بن قراجہ والی حمص کو اس کی اطلاع مل گئی، اچانک موت کی طرح ابو الغازی کے سر پر پہنچ گیا، ابو الغازی کے ساتھی چند دن آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے، چند سوار اس کی رکاب میں باقی رہ گئے تھے۔ قزجان کو اس مقصد میں کامیابی ہوئی۔ ابو الغازی کو گرفتار کر لیا۔ قتلغ تکیں والی دمشق اس خبر کو سن کر اپنی فوج کے ساتھ دوڑ پڑا۔ قزجان کو ابو الغازی کی رہائی کا پیام بھیجا۔ قزجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہا بھیجا ”اگر قتلغ تکیں اگلے پاؤں واپس نہ جائے گا تو میں ابو الغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔ آئندہ جو کچھ ہونا ہو گا ہو گا۔ قتلغ تکیں دمشق کی طرف واپس لوٹ گیا۔

ان واقعات کی اطلاع قزجان نے دربار شاہی میں کر دی تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا، اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی۔ اس وجہ سے ابو الغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابو الغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو جمع کر کے قزجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر بھی پہنچ گیا۔

باغیوں کی سرکوبی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ ابو الغازی اور قتلغ تکیں والی دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی، سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار ”امیر برسق“ والی ہمدان تھا، ابو الغازی، قتلغ تکیں کو ہوش میں لانے اور عیسائیوں پر جملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا، اس مہم میں امیر جیوش بک، امیر کشفہ اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا، ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا، دریائے فرات کو ”رقہ“ کے قریب سے عبور کر کے ”حلب“ پہنچا۔ لؤلؤ خادم والی حلب اور سپہ سالار لشکر حلب ”شمس الخواص“ سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا، شاہی فرمان دکھلایا، خادم اور شمس الخواص نے بظاہر حیلہ و حوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابو الغازی اور قتلغ تکیں کو یہ واقعات لکھ بھیجے، امداد کے لیے بلایا۔ چنانچہ ابو الغازی اور قتلغ تکیں دو ہزار سواروں کی جمعیت سے آگیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ برسق نے شاہی افواج کو حماہ کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ حماہ ”قتلغ تکیں“ کے دائرہ حکومت میں تھا۔ برسق نے بزور شمشیر اس کو فتح کر کے حسب فرمان سلطان قزجان والی حمص کو دے دیا۔ یہ بات امراء لشکر کو اچھی نہ لگی۔

قلعہ فامیہ پر چڑھائی

قزجان کو جب حماہ دے دیا گیا تو ایاز بن ابو الغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قزجان کے سپرد کر دیا۔ ابو الغازی، قتلغ تکیں اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلے گئے۔ بردویل والی انطاکیہ سے امداد طلب کیا۔ اسی دوران اتفاق سے بغدادین والی قدس شریف اور والی طرابلس وغیرہ عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ آ گئے۔ لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ ہوا۔ یہ قرار پایا کہ اس وقت مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے، قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے، اور جب موسم سرما آ جائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہو جائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے، دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے موسم سرما آ گیا مگر اسلامی فوج موسم سرما میں متفرق نہ ہوئی اس سے عیسائیوں کا جوش بھٹکا پڑ گیا۔ اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابو الغازی، ماردین کی طرف اور قتلغ تکیں دمشق کی طرف واپس گیا۔ اسلامی فوج نے کفر طاب (عیسائی مقبوضات) کی جانب حرکت کی، پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور بزور شمشیر قبضہ کر کے والی کفر طاب کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ عیسائی جنگ آوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ بہت مضبوط تھا کسی جانب سے حملہ کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔

مسلمانوں کا قتل عام

اس طرف سے مایوس ہو کر معرہ کی جانب بڑھے۔ معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بک اسلامی لشکر سے الگ ہو کر مراغہ کی جانب گیا اور بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور تمام اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کر لیا

تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی۔ بقیہ فوج متفرق طور پر بے خوف و خطر کوچ کر رہی تھی، بردویل والی انطاکیہ، کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچ سو سوار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کے لیے روانہ ہو گیا تھا، مسلمانوں کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ بردویل ہی کے لشکر کے نزدیک پڑاؤ کر دیا۔ بردویل کو موقع مل گیا۔ فوراً حملہ کر دیا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا، قتل کرتا گیا، ان واقعات کے دوران ”امیر برسق“ بھی آپہنچا، مسلمانوں کو خاک و خون پر لوٹا ہوا دیکھ کر بھڑک اٹھا شمشیر بکھٹ ہو کر لڑنے پر تیار ہو گیا مگر اپنے بھائی کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنگ سے درگزر کر کے کوچ کر دیا۔ عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا جب ”امیر برسق“ ہاتھ نہ آیا تو واپس آئے۔ چاروں جانب سے مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور بے گناہوں کو قتل کر کے اپنے جوش کو ٹھنڈا کیا

امیر برسق کا انتقال

ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ صورت حال دیکھ کر ایاز کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حلب اور دیگر اسلامی شہروں کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر عزت و جان کے خوف سے ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے، فتح یابی اور امداد سے ناامید ہو گئے۔ بقیہ اسلامی لشکر شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا، برسق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے سینوں میں لیے ہوئے ۵۱۰ھ میں انتقال کر گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد نے موصل اور ان شہروں کی حکومت ”امیر جیوش بک“ کو مرحمت کی جو آقسنقرہ برستی کے زیر حکومت تھے اور اپنے بیٹے مسعود کو حکومت میں شریک کر کے ”امیر جیوش“ کے ساتھ روانہ کیا۔ برستی رجبہ میں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا یہاں تک کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا۔

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ جس وقت جاولی سقاوا، سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا، اسے ملک فارس کی سند حکومت مرحمت کی، اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا، اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ وعدہ لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی۔ فسادوں اور باغیوں کی کوشالی کے سلسلہ میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی جائے گی۔

بلدا جی کی گرفتاری

سلطان سے رخصت ہو کر جاولی سقاوا فارس کی جانب روانہ ہوا۔ امیر بلدا جی کے مقبوضہ شہروں سے ہو کر گزرا، امیر بلدا جی سلطان ملک شاہ اول کے مخصوص غلاموں میں سے تھا، کلیل، سراۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض تھا، جاولی سقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلدا جی کو بلا بھیجا۔ جیسے ہی بلدا جی، جعفری بک کی خدمت میں حاضر ہوا جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسے سکھارکھا تھا بول اٹھا ”اے پکڑ لو“ جاولی سقاوا نے اسی وقت بلدا جی کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ بلدا جی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ اصطخر میں تھا، قلعہ اصطخر کی محافظت پر اس کا وزیر خیمی متعین تھا۔ بلدا جی کی گرفتاری کا سن کر باغی ہو گیا، بلدا جی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلدا جی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قبضہ کر لیا، جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی خیمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنا خزانہ اور ذخیرہ اس میں بحفاظت رکھ دیا۔

جاولی کی کارروائیاں

جاولی سقاوا نے اس کے بعد ”حسین بن مبارز“ امیر شوان کاہ اگراد والی نساء کو طلبی کا خط روانہ کیا، حسین نے جواباً ”لکھا“ میں سلطان کا خادم ہوں، مجھے حاضری میں اعتراض نہیں ہے مگر جو سلوک آپ نے امیر بلدا جی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرے کے پیش نظر میں حاضری سے معذور ہوں“ جاولی سقاوا نے اس خط کو دیکھ کر واپسی کا حکم دے دیا۔ قاصد نے واپس ہو کر حسین کو جاولی کی واپسی سے آگاہ کیا، حسین خوش ہو گیا، جاولی تھوڑی دور چل کر لوٹ پڑا اور انتہائی تیزی سے فاصلہ طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا، حسین کو کچھ نہ سوچھی، بھاگ نکلا، قلعہ عمارج میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔

اس کے ساتھیوں کو جاولی نے گرفتار کر لیا، مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد شہر نساء کی جانب کوچ کیا، اہل نساء نے شہر پناہ کے

دروازے کھول دیئے، شہر حوالہ کر دیا، جاولی نے نساء پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ انہیں میں ”جرم“ تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عہد الج پر جا کر محاصرہ کر لیا۔ عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی طرف واپس ہوا۔ اور کچھ مدت قیام کر کے گزرون پر حملہ کیا اور اس پر بھی بزور شمشیر قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ کیا، دو سال تک محاصرہ کئے رہا۔ محاصرے کے دوران میں ابوسعید نے دو مرتبہ صلح کا پیغام بھیجا۔ جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا اور محاصرہ میں مزید سختی کر دی۔ ابوسعید نے امان کی درخواست کی، قلعہ حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امان دے دی۔ اس کے کچھ دنوں بعد ابوسعید جاولی سے ناراض ہو گیا۔ موقع پا کر بھاگ گیا۔ جاولی نے اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا، اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جاولی نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس طرف سے فارغ ہو کر جاولی نے دارا بجز کی جانب پیش قدمی کی، ابراہیم والی دارا بجز میں مقابلے کی قوت نہ تھی اور مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا دکھائی نہ دیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاروت بک والی کرمان کے پاس چلا گیا جاولی نے دارا بجز پر محاصرہ کر دیا، اہل دارا بجز قلعہ نشین ہو گئے، جاولی کو کامیابی نہ ہوئی، محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے رستہ سے دارا بجز کی جانب لوٹا۔ اہل دارا بجز نے یہ خیال کر کے کہ والی کرمان کی امدادی فوج آرہی ہے، جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی، قتل عام شروع ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ گنتی کے چند آدمی زندہ رہے۔

کرمان پر چڑھائی

اس کے بعد جاولی نے کرمان کا رخ کیا، حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا، حسین کو جب خلاصی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو مجبوراً ”قیل حکم کے لیے حاضر ہو گیا اور جاولی کے ساتھ کرمان گیا۔ جاولی نے والی کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبد اللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد، سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو، ورنہ میں تم پر حملہ کر دوں گا، والی کرمان نے جواب دیا مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر چونکہ میں نے انہیں پناہ دی ہے لہذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں، ان کو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ دیجئے گا“ جاولی نے والی کرمان کے قاصد کی بے حد تکبر کی، انعام دیا اور خلعت عنایت کیا اور اسے اس کے آقا والی کرمان کی جانب سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا۔ کرمان کا قاصد واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو وزیر والی کرمان کی ماتحتی میں سیرجان میں ٹھہرا ہوا تھا، ایسی پٹی پڑھائی کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سیرجان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا۔ جاولی اسی وقت کا خطر تھا فوراً اپنی فوج کو کرمان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس سے والی کرمان کو قاصد کی جانب سے بدظنی پیدا ہوئی گرفتار کر لیا۔ حالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ قاصد جاولی سے مل گیا ہے۔ والی کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب اور مکان لوٹ لیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا، والی قلعہ (جس کا جاولی محاصرہ کیے ہوئے تھے) بھی والی کرمان سے آ شامل ہوا۔

جاولی کی شکست

چنانچہ والی کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوا اور والی قلعہ کے مشورہ سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ اختیار کیا، جاولی کو اس کا پتہ چل گیا، ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا، اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا، جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی، اس وجہ سے واپس گیا، جاولی مطمئن ہو گیا، زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر کے چھاپہ مارا (یہ واقعہ ماہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) جاولی شکست کھا کر بھاگا، لشکر کا زیادہ حصہ مارا گیا۔ کافی گرفتار کر لیے گئے۔ اسی دوران خسرو اور ابن ابی سعید جن کے والد کو جاولی نے قتل کیا تھا آ گئے، جاولی انہیں دیکھ کر گھبرا گیا۔ ان دونوں نے جاولی کو تسلی دی اور بحفاظت تمام شہر نساء پہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا، آ گیا۔ والی کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاو سفروے کر رخصت کر دیا، یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔ جاولی والی کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر رہی رہا تھا کہ جعفر بنی بک ابن سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں فوت ہو گیا اس وقت اس کی عمر پانچ سال کی تھی جاولی کے سارے

منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ والئی کرمان سے بدلہ لینے کی آرزو دم توڑ گئی۔

جاولی کی وفات

سلطان محمد کی خدمت میں والئی کرمان نے خط بھیجا، جاولی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی کو آئندہ جنگ وجدال سے منع کر دیا جائے، سلطان نے جواب دیا ”تمہارے لیے یہ مناسب ہے کہ جاولی کو راضی کرو اور اس سرحدی قلعے کو جس کا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے، اسے دے دو“ قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول ۵۱۰ھ میں جاولی کا انتقال ہو گیا۔ والئی کرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

سلطان محمد کا انتقال

سلطان محمد کا اپنی حکومت کے بارہویں سال آخر ۲۴ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اپنی موت سے دس دن قبل اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولی عہدی کی وصیت کی اور تمام کاروبار سلطنت اپنے سپرد کرنے کی ہدایت فرمائی جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو حسب وصیت سلطان محمد، اس کا بیٹا محمود مسند حکومت پر بیٹھا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت بلوغت کی حدوں کو چھو رہا تھا۔ سلطان محمد، انتہائی بہادر، عادل، خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے خاتمہ میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔

باب ۴

سلطان محمود بن سلطان محمد

مسند حکومت پر فائز ہوتے ہی سلطان محمود نے قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کے سپرد کیا۔ خلیفہ مستنصر باللہ کی خدمت میں عریضہ بھیجا، خطبہ میں نام داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرہویں محرم جمعہ کے روز) محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا بغداد کی پولیس افسری پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں تعینات کیا تھا۔

بہروز کی برطرفی

آفسنقر برستی رجبہ میں رہتا تھا، سلطان محمد نے آفسنقر برستی کو بطور جاگیر رجبہ عطا کیا تھا، آفسنقر برستی رجبہ میں اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کی وفات سے پہلے جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا راستے میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد فوت ہو گیا ہے بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع ہوئی، برستی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برستی، سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا، چونکہ امراء و اراکین سلطنت، بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے کہہ سن کر بغداد کی پولیس افسری پر برستی کی تقرری اور بہروز کی برطرفی کا حکم صادر کرایا جیسے ہی برستی دار الخلافت بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی برطرفی کا فرمان شاہی لیے ہوئے داخل ہوا، بہروز بغداد چھوڑ کر نکرت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغداد کی پولیس افسری پر امیر عماد الدین منکبرس کو تعینات کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا، برستی کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، حسین کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ باقی ماندہ سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستنصر کی وفات سے پہلے کا ہے۔

دبیس بن صدقہ

دبیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جب کہ اس کا والد صدقہ قتل ہو گیا تھا جیسا کہ آپ نے اس سے قبل پڑھا ہے۔ سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور کافی عزت کی تھی، اس نے حلہ پر اپنی جانب سے سعید ابن حمید عمری کو مامور کر رکھا تھا، سلطان محمد کے انتقال کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود کے ساتھ حلہ چلا آیا، اس خبر کو سن کر عرب اور کردوں کا ایک بڑا گروہ اکٹھا ہو گیا۔

خلیفہ مستنصر باللہ کا انتقال

ان واقعات کے بعد خلیفہ مستنصر باللہ بن مقتدی بامر اللہ کا ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا مسترشد باللہ مسند خلافت پر فائز ہوا اس کا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی۔ خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں اس کے حالات ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔

ملک مسعود کا قیام

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ اس کا ایک جیوش بک اس کے ساتھ تھا۔ جب سلطان محمد کے انتقال کی اطلاع ملک مسعود کو پہنچی تو ملک مسعود نے موصل سے حلہ کی جانب کوچ کر دیا۔ ایک جیوش

بک، وزیر السلطنت فخر الملک، ابو علی بن عمار (والئی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آفسنقر والئی سنجار، ابوالسجاء والئی ارمل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والئی بوازج وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ رکاب میں تھے۔ دبیں نے ان لوگوں کی مدافعت پر کرباندھی، مجبور ہو کر دار الخلافت کی طرف واپس ہوئے، برستی افسر پولیس بغداد سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا اور دار الخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ صورت حال دیکھ کر جوش بک کو برستی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ”ہم لوگ تم سے لڑنے کے لیے نہیں بلکہ دبیں والئی حملہ کے مقابلے میں تم سے امداد طلب کرنے کے لیے آئے ہیں۔ آؤ ہم اور تم مل کر دبیں پر حملہ کریں۔“ برستی اس پیام سے خوش ہو گیا، باہم عہد و پیمان ہوا، چنانچہ ملک مسعود بغداد پہنچ کر دار الملک میں قیام پزیر ہو گیا۔

برستی کی سرکوبی

امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو برستی نے شکست دے کر قتل کر دیا تھا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔ چنانچہ امیر منکبرس فوجیں آراستہ کر کے برستی کی سرکوبی کے لیے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ جب اسے اس بات کی خبر ملی کہ ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی طرف سے دجلہ کو عبور کر کے دبیں کے پاس پہنچا۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی اطلاع ملک مسعود کو مل گئی۔ لڑائی کا جھنڈا لے کر نکلا۔ جوش بک، برستی وغیرہ امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ امیر منکبرس اور دبیں کی فوج کی کثرت نے کوئی پیش نہ چلنے دی۔ آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی۔ بلا جہدال و قتال واپس ہوا۔ نمر صرصر کو عبور کر کے چاروں جانب غارت گری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برستی کو ان کی زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ امیر منکبرس اور دبیں نے منصور برادر دبیں اور امیر حسین بن ازبک کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر دار الخلافت بغداد کی حمایت کے لیے بھیج دیا۔

برستی کی واپسی

یہ اطلاع سننے ہی برستی اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے ذات کے وقت بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ پس اسے آنا سامنا ہو گیا اور لشکر منکبرس کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ دو روز تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے تیسرے روز عزالدین مسعود کا خط پہنچا۔ لکھا تھا کہ ”فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی ہے“ اس خبر سے برستی کا سارا نشہ ہرن ہو گیا، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ مجبوراً ”جانب غربی سے دریا عبور کر گیا۔ اس کے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد میں داخل ہو گئے۔ جامع مسجد سلطانی کے نزدیک پڑاؤ ڈالا، برستی کا خیمہ قنطرہ قبیلہ (عیقہ) پر نصب کیا گیا، مسعود اور جوش بک نے ہسپتال کے نزدیک قیام کیا، دبیں اور منکبرس رقبہ کے نیچے قیام پذیر ہوئے۔ عزالدین مسعود بن برستی اپنے والد سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام پذیر ہو گیا۔

مصالحت کے اسباب

مصالحت کی وجہ یہ ہوئی کہ جوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں خط بھیجا کہ میری جاگیر اور ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذربائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں شامل کر دیا۔ اس کے بعد یہ اطلاع ملی کہ یہ دونوں (جوش بک اور ملک مسعود) بغداد کی طرف جارہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی طرف پیش قدمی کا حکم دے دیا۔ جوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط لے کر آیا تھا یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جوش بک کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور ملک مسعود کی صلح کرادینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں صلح کرادی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں برستی، صلح میں رخنہ نہ ڈالے اس وجہ سے دونوں نے متفق ہو کر برستی کو لشکر اور دار الخلافت بغداد سے الگ کر دیا۔ امیر منکبرس بغداد کا پولیس افسر متعین ہو گیا۔

امیر منکبرس کے اہل بغداد پر ظلم

چونکہ امیر منکبرس نے ملک مسعود کی والدہ سے جس کا نام سر جہاں تھا نکاح کر لیا تھا اس لیے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود سارے کام کرتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر تعینات ہونے کے بعد رعایا کے مال و عزت پر دست درازی شروع کر دی، ظلم و ستم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس بھانے سے ٹالتا رہا۔ منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ دیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ملک طغرل کی ناراضگی

اپنے والد کے انتقال کے وقت ملک طغرل بن سلطان محمد قلعہ سر جہاں میں مقیم تھا۔ ۵۰۳ھ میں اس کے والد نے سادہ آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیرگیر کو اس کا اتابک (اتالیق) متعین کیا تھا۔ امیر شیرگیر وہی ہے جس نے اسماعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس سال تھی۔ سلطان محمود نے مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد کعدی (کننگدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتالیق اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو دربار شاہی میں لے کر حاضر ہو جائے۔

چونکہ امیر کعدی کے دل میں سلطان محمود کے بارے میں عناد تھا، پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ اطلاع سلطان محمود تک پہنچی۔ سلطان محمود نے دل جوئی کے خیال سے خلعت، تحائف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کئے۔ اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر اس پر بھی ملک طغرل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر تیار نہ ہوا، امیر کعدی نے جواب میں خط بھیج دیا کہ ”ہم لوگ شاہی اطاعت قبول کیے ہوئے ہیں، جس جانب حضور کا ارادہ ہو گا ہم بھی برضا و رغبت اس جانب چل پڑیں گے۔“

کشیدگی میں اضافہ

سلطان محمود تاڑ گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ کسی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شران ۲۔ کی طرف پیش قدمی کی جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی اطلاع طغرل اور امیر کعدی تک پہنچ گئی۔ دونوں نے خفیہ طور پر فوج لے کر شران کو بچانے کے لیے کوچ کیا، مگر راستہ بھول گئے۔ قلعہ شران کے بجائے قلعہ سر جہاں پہنچ گئے اور سلطان محمود نے قلعہ شران پہنچ کر جس قدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال و اسباب کا ذخیرہ تھا، لے لیا۔ اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جسے سلطان محمود نے تحائف، خلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے۔ سلطان محمود چند روز تک زنجان میں قیام کر کے رے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کعدی نے قلعہ سر جہاں سے گنجہ میں جا کر قیام کیا۔ آہستہ آہستہ اس کے خیر خواہ اور ساتھی اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کے مابین نفرت و ناراضگی میں اضافہ ہو گیا۔

ملک سنجر کی ناراضگی

سلطان محمد کے انتقال کی خبر جب اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان پہنچی، اس قدر رنج و غم کا اظہار کیا گیا کہ بیان سے باہر ہے، تعزیت کے لیے زمین پر بیٹھا، سات دن تک شہر اور بازار بند رکھا۔ پھر جب اپنے بھتیجے کے تخت پر بیٹھنے کی خبر سنی تو ناراض ہو گیا، بلا وجہ اور عراق کا رخ کیا۔ اپنے بھائی کی جگہ حکومت و سلطنت کا دعویٰ کیا۔

۱۔ یہ تحائف اور خلعت شرف الدین نوشیرواں لے کر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳

۲۔ ماہ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کی جمیعت سے روانہ ہوا تھا ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳

۳۔ تاریخ کمال میں بجائے شران، سمیروان اور نوٹ میں شیران لکھا ہے۔

ملک سنجر نے ۵۰۸ھ میں غزنی پر لشکر کشی کی تھی اور اسے بزور شمشیر فتح کیا۔ غزنی کی فتح کے بعد ملک سنجر کو یہ اطلاع ملی کہ وزیر السلطنت ابو جعفر محمد بن فخر الملک ابوالنظف بن نظام الملک نے والئی غزنی سے ملک سنجر کو غزنی کے ارادے سے باز رکھنے اور مصالحت کرا دینے کے لیے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے بلوراء النہر میں بھی کیا ہے اس کے علاوہ بہت سامال و اسباب اہل غزنی سے زبردستی حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں اور امراء و اراکین سلطنت کی اہانت اور

توہین کی ہے اسی قسم کی اور بھی شکایتیں گوش گزار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ واپس آکر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں مال و اسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

ابو جعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شباب الاسلام عبدالرزاق برادر زادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کے حوالہ کیا گیا مگر یہ اس پایہ کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی سی چستی تھی۔ چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی محمد کے انتقال کی خبر ملی اور دعوائے سلطنت کر کے اپنے بھتیجے سلطان محمود پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو سابق وزیر کے قتل پر افسوس اور پچھتاوے کا اظہار کیا۔

ملک سنجر کے ارادہ سے آگاہ ہو کر سلطان محمود نے شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تحائف و نذرانے دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی ”میں آپ کا چھوٹا ہوں“ دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کروں گا اور مازندران بھی میں آپ کے حوالے کرتا ہوں آپ مجھ پر لشکر کشی کی زحمت نہ اٹھائیے“ ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا ”یہ نہیں ہو گا میرا بھتیجا محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا حاجب ”علی ابن عمر“ اس پر قابو پا چکا ہے سوائے لشکر کشی کرنے کے اور کوئی صورت نہیں ہے“ شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ناکام واپس لوٹ آئے۔

سلطان محمود سے جنگ کرنے کی غرض سے ملک سنجر نے فوجیں آراستہ کیں۔ امیرانز کو مقدمتہ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر مدافعت پر کمر باندھی اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے والد کا بھی حاجب رہا تھا فوجیں دے کر دفاع کی غرض سے روانہ کیا۔ جس وقت علی ابن عمر امیرانز کے لشکر کے نزدیک پہنچا (امیرانز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھے) کہا ”میرانز! تم کو شرم نہیں آتی کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے اور اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیف اٹھا رہا ہے ہوش کے ناخن لو“ سلطنت و حکومت کا دعویٰ دار ہو کر آیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے دست کش ہو جاؤ“ امیرانز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپسی اختیار کر لی۔

وزیر السلطنت کا انتقال

سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ اتفاق سے امیرانز کے لشکر پر پہنچ گیا تھا اور اس سے اس نے سب کچھ حاصل کر لیا تھا قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا۔ سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکر یہ ادا کیا اور چند روز رے میں قیام کر کے کرمان کی جانب کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دبیں وغیرہ امراء کی ماتحتی میں آگئیں تب سلطان محمود نے ہمدان کی جانب روانگی کا ارادہ کیا۔ ہمدان میں پہنچ کر اس کے وزیر السلطنت لے ربیب کا انتقال ہو گیا ابوطالب سمیری کو عمدہ وزارت سے نوازا۔

سلطان محمود پر چڑھائی

امیرانز کی شکست کے بعد ملک سنجر نے بیس ہزار فوج اٹھا رہا تھیں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لیے روانگی اختیار کی امراء کبار میں سے امیر ابو الفضل والئی بختان کا بیٹا خوارزم شاہ محمد امیرانز امیر قباچ اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرذ بن کاکیہ والئی یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سلطان محمد نے اسے بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی، طلبی کا خط لکھا اس وجہ سے علاء الدولہ نے سلطان

محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی، سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قراچہ ساقی کو دے دیا، علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا۔

۱۳ جمادی الاول ۵۱۳ھ کو سادا کے نزدیک دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو سادہ اور خراسان کے درمیان تھا۔ سلطان محمود کی رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امراء کبار میں سے حاجب علی بن عمر، امیر منکبرس، اتابک غزغلی، امیر برسق کے بیٹے، آفسنقر بخاری اور قراچہ ساقی تھے سات سو اونٹ جنگی ہتھیاروں کے تھے جیسے ہی دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ فوجیں میمنہ و میسرہ مقابلہ ہوئیں، ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں مگر ملک سنجر قلب لشکر کو لیے ہوئے بے جگری سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ملک سنجر نے جنگ کی یہ صورت حال دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ تمام سیاہ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں ایک لخت حرکت میں آ گئیں۔ سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہو گیا اتابک غزغلی، ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجے کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا جس وقت اتابک غزغلی ملک سنجر کے سامنے پیش ہوا، ملک سنجر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی۔ کو تو ال کو حکم دے دیا۔ اس نے سرا تار لیا۔ سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر مبارک باد دی، شکست یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔ دبیں ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی خدمت میں اس فتح کی اطلاع دی۔ ملک سنجر کا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ مذکور کے آخری جمعہ میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔

صلح کی درخواست

ملک سنجر فتح یابی کے بعد ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی کمی اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ، سلطان محمود کی دادی، ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب اور پامالی کا ارادہ نہیں کیا اور اسی کی ہدایت اور نیز تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام بھیجا۔

برسقی، ملک مسعود کے پاس آذر بایجان میں اس وقت سے تھا جب کہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا تھا۔

صلح کی شرط

ملک سنجر نے اس کے بعد ہمدان سے کرخ کی جانب روانگی اختیار کیا۔ اسی اثناء میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا واپس آیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ حکومت کی باگ ڈور آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھیے مگر اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے، ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں اور مصالحت ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور نذرانوں کو قبول کیا۔ پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے، ایک گشتی حکم اپنے مقبوضہ ممالک کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے اور میرے بعد یہی حکومت و سلطنت کا وارث، مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی

۱۔ اتابک غزغلی ظالم اور سفاک تھا۔ اہل ہمدان پر بے حد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزائے موت دے کر اہل ہمدان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے نجات دے دی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸

۲۔ چھیسویں تاریخ تھی۔

۳۔ سلطان محمود نے شکست کے بعد مع وزیر السلطنت ابو طالب سمیری، علی ابن عمر حاجب اور قراچہ ساقی، اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸

درخواست دار الخلافت بغداد میں بھی روانہ کر دی۔ سوائے رے کہ تمام شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت کر لی۔

امیر منکبرس کا قتل

سلطان محمود کی شکست کے بعد امیر منکبرس بغداد کی جانب لوٹا تھا۔ لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے نزدیک پہنچا۔ وہیں بن صدقہ نے ایک فوج بھیجی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیا۔ ناکام ہو کر واپس ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی۔ مجبوراً ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالے کر دیا چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے ظلم و ستم اور بغیر اجازت بغداد جانے کی وجہ سے خفا تھا اس وجہ سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

علی بن عمر حاجب کا قتل

سلطان محمود کی نظروں میں علی بن عمر حاجب کی قدر و منزلت اس حد تک بڑھی کہ امراء و اراکین سلطنت رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ کان بھرنے والے کان بھرنے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے دل میں غبار آ گیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا۔ کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ ایک دن خفیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جا کر پناہ لی، جہاں پر اس کا مال و اسباب تھا اور اہل و عیال رہتے تھے۔ مگر اسے یہاں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا، جان کے خوف سے خوزستان روانہ ہو گیا۔ ہدو بن زنگی، اقہوری بن برسق اور اس کا بھتیجا ارغلی بن بلبکی خوزستان پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی اطلاع سن کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے فوج کے چند دستے روانہ کیے۔ تشر کے نزدیک لڑائی ہوئی۔ علی ابن عمر کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ اور زنجیروں میں جکڑ کر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانین خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حسب حکم شاہی سر قلم کر کے دربار شاہی روانہ کر دیا۔

ملک سنجر نے اس کے بعد مجاہد الدین بہروز کو بغداد کی پولیس افسری پر واپس جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دار الخلافت بغداد واپس آ گیا اور وہیں بن صدقہ کا نائب بر طرف کر دیا گیا۔

سنقر شامی کا قتل

سلطان محمد نے امیر آفسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر متعین کیا تھا۔ امیر آفسنقر نے اپنی طرف سے سنقر شامی کو مامور کیا۔ سنقر شامی انتہائی رحم دل اور نیک کردار تھا۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد غزلی سردار ترکان اسماعیلیہ (جو دو سال سے لوگوں کو جج کرانے جاتا تھا) اور سنقر الب نے سنقر شامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصرہ پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر الب نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا۔ غزلی نے روک۔ سنقر الب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور سنقر شامی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عوام نے تھوڑی سی ہنگامہ آرائی کی۔ غزلی نے امن و سکون کی منادی کرادی۔ لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی۔

غزلی کی شکست

بصرہ میں ان دنوں ایک اور امیر رہتا تھا جس کا نام علی بن سکمان تھا۔ اس برس یہی امیر جج ہو کر اہل بصرہ کو جج کرانے گیا تھا اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غزلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں جج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان، سنقر الب کے خون کا بدلہ مجھ سے لے، اس وجہ سے غزلی سے بدویان عرب کو ابھار دیا۔ چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر حملہ کر دیا، علی بن سکمان نے ان کے مقابلے پر فم ٹھوکی، جنگ شروع ہو گئی۔ لڑتا بھڑتا بصرہ کے نزدیک پہنچا بدویان عرب مسلسل حملہ کر رہے تھے۔ غزلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان ان دہاتوں کی جانب چلا جو نشیبی درجہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو بدویان عرب پر اچانک حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اکھڑ گئے، شکست کھا کر بھاگے، غزلی نے یہ صورت حال دیکھ کر اپنی فوج کو آراستہ کر کے میدان کا راستہ لیا۔ دونوں فریقین میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزلی کو ایک پتھر آگیا جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا، علی بن سکمان فتح کا

جہنڈا لیے ہوئے بھرے میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔

بصرہ پر قبضہ کرنے کے بعد علی بن سکمان نے آقسنقر بخاری والی عمان کے افسروں کو بشرط اطاعت ان کے عہدوں پر بحال رکھا اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ حکومت بصرہ کی درخواست کی اس وقت آقسنقر بخاری سلطان محمد کی بارگاہ میں تھا، انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آقسنقر کے افسروں کو نکال دیا یہاں تک کہ سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے بصرہ چھین لیا۔

کرج کی سرکوبی

کرج نے کافی عرصہ سے آذربائیجان اور بلاداران کو اپنی غارت گری کا مرکز بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں مگر صحیح وہ ہے جو ہم نے اوپر النساب عالم کے سلسلہ میں بیان کیا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ خزر اہ اور ترکمان ایک ہیں البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کرج ان کے بعض شعوب سے ہوں۔ قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مضبوط و مستحکم ہو گئی اس وقت کرج غارت گری سے باز آ گئے اور اسلامی شہر جو ان کے گرد و نواح میں تھے ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے۔ اسلامی شہروں پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیہ اور قفقاز کے سرائی اسلامی شہروں کو پامال کرنے لگے، بلاداران اور نفجوان، آرس تک جس کی سرحد کرج کے ملک سے ملتی تھی، ملک طغرل کے قبضہ میں تھا اور یہی کرج کی غارت گری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قفقاز کی یہ حرکات دیکھ کر باہم خط و کتابت کر کے فوجیں جمع کیں، دبیس بن صدقہ کے پاس جمع ہوئے۔ ملک طغرل، اتابک کنتغدی اور ابو الغازی بن ارتق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا۔ تیس ہزار کی جمعیت سے کرج اور قفقاز کی جانب لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں بے چینی پیدا ہو گئی جس سے اسے شکست مل ہوئی۔ ایک بڑی فوج میدان جنگ میں ماری گئی۔ ۳۳ کلومیٹر تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے، اس کے بعد واپس ہو کر تفلیس پر محاصرہ کیا۔ ایک سال تک محاصرہ کیے رہے۔ ۵۱۵ھ میں بزور شمشیر شہر میں گھس پڑے۔ قتل و غارت میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کے لیے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا، سلطان محمود نے ان کی حمایت پر کرباند می، شہر تبریز پہنچ کر قیام کیا۔ کرج کی گڑبگاہی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اس سے قبل بیان کیا ہے کہ ملک مسعود اپنے والد سلطان محمد کے انتقال کے وقت عراق میں تھا۔

دبیس بن صدقہ کی حرکت

دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ نے اس سے قبل پڑھا ہے۔ تقسیم الدولہ برستی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر، ملک مسعود کے دربار میں حاضر ہوا، ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رحبہ) میں شامل کر دیا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا۔ جیوش بک (ملک مسعود کا اتالیق) کو لکھنا شروع کیا کہ تقسیم الدولہ برستی سلطان محمود سے ساز باز رکھتا ہے، جس طرح ممکن ہو اسے جلد از جلد گرفتار کر لو، میں

۱۔ صحیح یہ ہے کہ ارمن، کرج کی ایک شاخ ہے، خزر، ترکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مگر اب یہ ممالک روم کے قرب و جوار کی وجہ سے ان میں مل جل گئے۔ خط
نسخہ عطار۔

۲۔ سرائی سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون (یعنی رات میں چھاپے) مارا کرتی ہے۔

۳۔ یہ لازمی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفقاز کے دو سو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے امان حاصل کرنے کے لیے آرہے ہیں کچھ تعارض نہ کیا یہاں تک کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے اور نیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی بھاگے، ان چند افراد کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں ابتلاء کی، سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، ایک دوسرے پر گر تا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹

۴۔ شہر تفلیس، جس زمانہ سے فتح ہوا تھا، مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسے اپنا دار الحکومت بنایا۔

خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹

تم کو بے حد مال و دولت دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی اس بات پر ابھارا کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کرو میں تمہارا ہاتھ بنانے کے لیے تیار ہوں، ان باتوں سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا ہو جائے لڑائی کا نیزہ گڑھ جائے تاکہ اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے جیسا کہ برکیاروق اور سلطان محمود کی لڑائی کے زمانہ میں اس کے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بچانے کی خبر قسم الدولہ برستی کو ہو گئی، گرفتاری کے خوف سے سلطان محمود کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور خوب آؤ بھگت کی۔

وزیر ابوعلی کی برطرفی

اس کے بعد استاد اسماعیلؒ حسین بن علی اصفہانی طغرانی، ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد ابو اسماعیل کا بیٹا ابو الولید محمد بن ابو اسماعیل ملک مسعود کا طغرائی نولیس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابوعلی بن عمار والی طرابلس کو برطرف کر کے استاد ابو اسماعیل کو عمدہ وزارت سے نوازا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ میں پیش آیا۔

ابو اسماعیل کا قتل

دہس کے ابھارنے کی تائید استاد ابو اسماعیل نے شروع کر دی۔ حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک مختصر عرصہ میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی، لکھ بھیجا ”اگر تم میری اطاعت و فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دوں گا، تمہارے مناصب بڑھاؤں گا۔ تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا اور اگر کسی کے کہنے سننے سے مخالفت کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے“ ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رہی، خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا۔ بیخ و بن نوبت بچنے لگی۔ ان بے وقوفوں نے اسی پر اکتفا نہیں بلکہ سلطان محمود کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا، چنانچہ مسعود پندرہ ہزار فوج لے کر اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استر آباد ۱۵ ربیع الاول ۵۱۳ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمتہ الجیش پر قسم الدولہ برستی تھا۔ صبح سے شام تک زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسم الدولہ برستی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دی۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں استاد ابو اسماعیل وزیر السلطنت بھی تھا۔ اسے پایہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بد اعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہو چکا ہے، اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک برس کے بعد اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

استاد ابو اسماعیل اعلیٰ درجہ کا فنی اور شاعر تھا، کیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتب ہیں (جو ضائع ہو گئیں) دونوں بھائیوں میں صلح

شکست کے بعد ملک مسعود ایک پہاڑ پر چلا گیا جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہو گیا، تمام فوج اور سرداران لشکر منتشر ہو گئے، چھوٹے چھوٹے چند لڑکے ہمراہ تھے، اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا، سلطان محمود نے آقسنقر برستی کو امن نامہ دے کر ملک مسعود کو حاضر کرنے کے لیے مسعود کے پاس بھیجا۔ آقسنقر برستی پہنچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پرداز اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جائیں بلکہ موصل یا آذر بایجان میں قیام فرمائیے، وہیں بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجئے اور تیاری کر کے میدان جنگ میں آجائیے اور سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے۔ ملک مسعود اس جھانے میں آگیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد آقسنقر برستی پہنچا، ملک مسعود کو نہ پایا، سراغ لگاتا ہوا چلا، ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا۔ سلطان کے خیالات سے مطلع کیا، امن نامہ دکھلایا، ہر طرح سے تشفی، تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ تبدیل کر کے آقسنقر برستی کے ہمراہ سلطان محمود کی جانب روانہ ہوا۔ سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا، سلطان محمود نے

۱۔ استاد اسماعیل لامیہ عجم کا مصنف ہے۔ لامیہ عجم بڑے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور انشیل سے مملو ہے۔ عمدہ ترین تصانیف میں شمار کیا جاتا ہے۔

مہرانی سے پیش آیا، اپنی والدہ کے پاس ٹھہرایا۔ معافہ کیا، گذشتہ واقعات پر آنسو بہائے اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذر بایجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

دبیس کی حرکات

میدان جنگ سے خوار ہونے کے بعد جیوش بک موصل پہنچا، موصل کے گرد و نواح سے رسد و غلہ جمع کیا، فوجیں فراہم کیں۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی اور سلطان محمود انتہائی نرمی و مہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا، شکار کھیلنے کے بہانہ سے زاب کی جانب روانگی اختیار کی اور انتہائی سرعت سے مسافت طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امان دی اور حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس شکست کی اطلاع دبیس کو عراق میں پہنچی، لوٹ مار شروع کر دی، بری حرکات انجام دینے لگا۔ دیہات قسبات اور شہروں کو اجاڑ کر دیا۔ سلطان محمود نے ان کاموں سے باز رہنے کے لیے لکھا مگر دبیس نے کوئی توجہ نہ دی۔

سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کننگدی کی جانب فوجیں دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بک گنجہ کی جانب روانہ ہوا اور موصل بلا کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برستی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں، فنون حرب سے بھی پوری طرح آگاہ تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا اور اس کے بھائی ملک مسعود کو شکست کے بعد سمجھا بچا کر واپس لایا تھا اس وجہ سے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی عزت افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برستی کو اس کی سند حکومت عنایت کی، سنجان اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر، موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام سرداران لشکر اور گورنران ممالک مقبوضہ کے نام آقسنقر برستی کی اطاعت، عیسائیوں سے جنگ کرنے اور ان سے اسلامی شہروں کو واپس لینے کا گشتی مراسلہ بھیجا، آقسنقر برستی موصل میں پہنچ کر نظم و نسق کی بحالی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

سلطان محمود نے ۵۱۶ھ میں واسط اور اس کے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر کو مرحمت کی عراق کا پولیس افسر متعین کیا اور آقسنقر برستی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو اس علاقہ کا اپنی جانب سے حاکم متعین کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں عماد الدین زنگی نے عراق کی جانب روانگی اختیار کی۔

جیوش بک کا انجام

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کو جنگ پر روانہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آذر بایجان کی حکومت بھی مرحمت کی، امراء اور اراکین سلطنت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گزری، سلطان محمود سے اس کی چٹلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کے قتل پر تیار کر دیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا، سلطان محمود کا آزاد کردہ غلام تھا، انصاف پسند تھا، نیک سیرت تھا جس وقت اسے موصل کی سند حکومت عطا کی گئی، اس وقت موصل صوبہ میں کردوں کا زبردست زور تھا صوبہ میں پھیلے تھے، بہت سے قلعہ بنوائے تھے، ان کے شروفساوسے رعایا بہت تنگ تھی۔ قافلے صحیح و سلامت واپس نہیں جاسکتے تھے۔ جیوش بک نے ان کے خاتمے اور زیر کرنے پر کمر ہمت باندھی، کردوں کے اکثر قلعوں کو بزور شمشیر فتح کر لیا۔ ہکاریہ زوزان، نکوسہ اور تحشیشہ کا قلعہ فتح کیا، اس کے خوف سے کردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی۔ امن و امان قائم ہوا، قاتلوں کی سلامتی کے ساتھ آمدورفت شروع ہو گئی۔^۱

وزیر ابوطالب سمیری کا انجام

وزیر السلطنت کمال ابوطالب سمیری سلطان محمود کے ہمراہ ہمدان جانے کے لیے روانہ ہوا۔ اپنے چشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تک 'سوار اور پیادوں کا ہجوم' ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی ۱۔ چھرا گھونپ کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا۔ وزیر السلطنت تنہا رہ گیا۔ ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا، اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگائے، رکاب کے سوار اور پیادہ ٹوٹ پڑے، دونوں باطنیوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ایک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال میں پیش آیا۔ ۲۔

کمال ابوطالب انتہائی بدخلق، بے حد ظالم اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا تھا اس کے قتل کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹیکس اس نے لگائے تھے ان تمام کو ختم کر دیا۔

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ ملک طغرل نے بمقام رے (سرحدان) ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی، مخالفت کا اعلان کیا، سلطان محمود نے اس کی سرکوبی کے لیے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجه اور بلاد اران میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اہلبک کسغدی (کننگدی) بھی تھا، رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی، بلاد آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی لالچ پیدا ہوئی، اس اثناء میں اہلبک کسغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں فوت ہو گیا، آقسنقر ارمنی والی مراغہ کو کسغدی کی موت کی خبر سن کر عمدہ اہلبک کا لالچ پیدا ہوا، ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھارنا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل، آقسنقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی طرف روانہ ہوا، اردنیل پہنچا۔ اہل اردنیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ مجبوراً "تبریز کی جانب کوچ کیا" تبریز پہنچ کر یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بک کو آذربائیجان روانہ کیا ہے اور اس علاقہ کی سند حکومت عنایت کی ہے اور امیر جیوش بک کوچ قیام کرتا ہوا ایک بڑے لشکر کی افسری کے ساتھ مراغہ پہنچ گیا۔ ملک طغرل کے ہوش اڑ گئے۔ تبریز سے (خونج) ۳۔ کی طرف کوچ کر دیا۔ حوصلے پست ہو گئے۔ اپنے خیالات کی طرف سے شک و شبہ میں پڑ گیا، امیر شیرگیر کے پاس قاصد بھیجا، اعانت و امداد کا خواست گار ہوا۔

ملک طغرل کا اتالیق

سلطان محمد کے دور حکومت میں امیر شیرگیر ملک طغرل کا اتالیق تھا۔ کسغدی (کننگدی) اہلبک نے سلطان محمد کے انتقال کے بعد امیر شیرگیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان سخر نے اسے قید سے نجات دی۔ امیر شیرگیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ شہر ابراور زنجان چلا آیا۔ امیر شیرگیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب موافقت میں دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابر کی جانب چلا مگر ان لوگوں کا جو قصد و ارادہ تھا، پورا نہ ہوا، اراکین سلطنت نے متفق ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی، بد مزگی ختم ہو گئی اور فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو گیا۔

وزیر شمس الملک کا انجام

سلطان محمود کی نظروں میں وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر بے حد بڑھی ہوئی تھی اس وجہ سے اراکین سلطنت محمودی ہمیشہ لگانے بھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کے چچا زاد بھائی شہاب ابو الحسن وزیر سلطان سخر کا انتقال ہو گیا۔ سلطان سخر نے اس کی جگہ ابوطاہر قی کو عمدہ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت

۱۔ باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ خشیہ بھی کہتے ہیں، حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے، سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا اولین فرض تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور و شور ہوا۔ بہت سے قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔

۲۔ یہ واقعہ اور نیز اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کمال جلد ۳ صفحہ ۴۲۴، ۴۲۵

۳۔ تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ میں نے یہ نام تاریخ کمال ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کو سرزنش کرنے کا حکم بھیج دیا۔ سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طغاریک کے حوالہ کر دیا۔ طغاریک نے قلعہ بلجہل میں قید کر دیا اور چند دن بعد قتل کر دیا۔ مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی برطرفی کی خبر سن کر نظام الدین احمد کو ہر طرف کر کے جلال الدین ابو علی ابن صدقہ کو عمدہ و ذلت مرحمت کیا۔

سلطان کی کامیابی

ایک دفعہ علاء میں اہل درپردہ و شروہن کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریاد لے کر حاضر ہوا۔ کرج کے مظالم، لوٹ مار کی شکایت کی اور حمایت و امداد کا خواست گار ہوا۔ سلطان محمود جو جس مرتبہ کر کے ان کی امداد پر روانہ ہوا۔ کرج کے لشکر کے نزدیک پہنچ کر کرج لشکر کی کثرت سے گھبرا گیا۔ وزیر السلطنت نے واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اہل شروہن نے دست بستہ عرض کیا ”کرج کو بلا زیرہ زہ کیے اگر آپ حضور واپس ہوئے تو مسلمانوں کی شامت آجائے گی“ ان کے دل کمزور ہو جائیں گے۔ سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرمادیں، ہم لوگ بے جگری سے لڑیں گے۔“ سلطان محمود نے کرج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف و خطر کی حالت میں گزاری، شیت اٹھی سے اسی رات کو کرج اور تھقن میں جہل گئی۔ آپس ہی میں لڑنے لگے، صبح نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہوئی اور وہ ہم پر آپڑا ہے، بھاگ نکلا۔ سلطان موبک و شمنوں کے مقابلہ میں بلا جنگ و جدل کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف واپس ہوا۔

برستی کی برطرفی

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دبیں بن صدقہ والہی طہ سے مقام مبارکہ (اطراف عتد) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی، برستی خلیفہ کی رکاب میں تھا۔ اس واقعہ میں دبیں کو شکست ہوئی تھی، جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دبیں شکست کھا کر غزیہ (بجد) پہنچا۔ اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد و حمایت کی درخواست کی مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ منتفق کے یہاں پہنچ کر ہی سوال پیش کیا۔ منتفق نے امداد کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دبیں ان کے ہمراہ بصرے کی جانب روانہ ہوا۔ پہنچے ہی بصرے کو لوٹ لیا۔ اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا۔ سلطان حاکم بصرہ کو مار ڈالا۔ خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی، برستی پر بے حد ناراضی کا اظہار کیا۔ دھمکی آمیز فرمان بھیجا کہ ”تمہاری مستی اور غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہنچے ہیں، مناسب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت پر مستعد ہو جاؤ، ورنہ ہماری ناراضگی کی کوئی حد نہ ہوگی“ برستی فوجیں لے کر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دبیں بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عیسائیوں کے پاس پہنچا اور ان کے ساتھ طب کے محاصروں پر آیا۔ اہل طب کی مستعدی سے عیسائیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ تاہم واپس ہوئے۔ دبیں ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچا، نچلا نہ بیٹھا گیا۔ عراق پر فوج کشی اور قبضہ کرنے کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ آپ نے ان واقعات کو پڑھا ہے۔

ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برستی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ ”برستی کو عراق کی پولیس افسری سے ہر طرف کر دو“ سلطان محمود نے اس کے حکم کے مطابق برستی کو عراق کی افسری پولیس سے معزول کر دیا۔ عیسائیوں پر جملہ کی غرض سے موصل جلنے کا حکم دیا۔ برنقش زکوئی کو عراق کی پولیس افسری عہدیت ہوئی۔ برنقش زکوئی کا نائب دار الخلافہ بغداد پہنچا، برستی سے چارج لیا اور بغداد میں قیام اختیار کیا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے بیٹے کو برستی کے پاس کام کیکنے کی غرض سے بھیج دیا۔ برستی سلطان محمود کے بیٹے کو اپنے ہمراہ موصل پہنچا۔ اہل موصل نے انتہائی جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برستی کو ریزی کے فرائض لوار کرنے لگا۔

عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ

امیر برستی کے مصاحبوں میں عماد الدین زنگی بھی تھا۔ جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برستی کو واسطہ کی حکومت عہدیت ہوئی، برستی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسطہ روانہ کیا۔ ایک عرصہ تک عماد الدین زنگی واسطہ کا فرمانروا رہا۔ پھر جب ”برستی“ دبیں کی سرکوبی کے لیے بصرہ آیا اور دبیں بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برستی نے عماد الدین زنگی کو واسطہ سے طلب کر کے بصرہ کی حکومت پر متعین کیا۔ عماد

الدین زنگی نے انتہائی خوبی سے بصرہ کا نظم و نسق درست کیا، عرب کے لیروں کی دست برد سے اسے محفوظ رکھا۔ پھر جب برستی موصی کا گورنر ہوا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصی طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی اور تقرری ناگوار گزری، مستعفی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں بمقام اصفہان حاضر ہوا۔ سلطان محمود عزت و احترام سے پیش آیا اور بصرے کی سند گورنری عنایت کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

برستی کی کامیابی

شرصور ۱۔ کو فتح کرنے کے بعد عیسائیوں نے دوسرے اسلامی شہروں کو فتح کرنے کے لیے بہت بڑے لشکر سے حملہ کیا۔ دبیس کے پہنچ جانے اور اس کی ساز باز نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ آپ کو یاد ہو گا کہ دبیس بصرہ سے شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انہیں تسخیر حلب کی ترغیب دے کر حلب کے محاصرہ میں ان کے ساتھ آیا تھا) عیسائی فوجیں حلب پر آئیں۔ اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی، تاش ۲۔ بن ارتق والئی حلب نے برستی والئی موصی سے امداد طلب کی، برستی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کے حوالہ کیا جائے، تاش نے اس شرط کو منظور کیا، برستی فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ عیسائی فوجیں برستی کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا کر کوچ کر گئیں، برستی بلا جنگ و جدال کامیابی کے ساتھ حلب میں داخل ہوا، قبضہ کیا، اس کے بعد کفر طاب ۳۔ کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا۔ قلعہ اعزاز پر دھوا کیا، قلعہ اعزاز جو سلیم عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا، برستی نے اس پر محاصرہ ڈالا۔ عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی، چاروں جانب سے عیسائی فوجی جوق در جوق قلعہ اعزاز کو پہنچنے کے لیے آئے، گھسان ۴۔ کی جنگ نے فیصلہ کیا۔ برستی کو محاصرہ میں ناکامی ہوئی حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے بیٹے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصی جا پہنچا۔

دبیس کی علیحدگی

عیسائی فوجوں کی حلب سے واپسی پر دبیس ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل کی خدمت میں پہنچا، ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی، اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ دبیس منچلا تھا۔ خاموش نہ بیٹھ سکا، قبضہ عراق کی ترغیب دی، قبضہ دلائے کا ذمہ لیا، چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی جانب روانہ ہوئے، وقوقا پہنچے، مجاہد الدین بہرام نے نگریت سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادہ سے آگاہ کیا، خلیفہ عباسی سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ تاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ جنگ کے ارادے سے دار الخلافہ بغداد سے کوچ کیا۔ بدر نقش زکوئی کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دبیس کو اس کی خبر ہوئی، خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولا پہنچے اور خلیفہ خالص سے دسکرہ آگئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلیفہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

۱۔ شرصور میں خلیفہ آمر بن احکام علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا، عز الملک، وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا بیٹا، ہوا حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدوں نے کئی بار اسے لوٹا اور تاراج کیا۔ ۵۰۶ھ میں بادشاہ فرانس نے صور کے سر کرنے کے لئے بہت فوج روانہ کی، عز الملک نے اٹابک طغتكین والئی دمشق سے امداد طلب کی، اٹابک طغتكین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا، عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر پا کر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں، امیر مسعود مصر میں داخل ہوا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لی لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری کا جاری رکھا۔ خلیفہ آمر مصری کو امیر الجیوش افضل کو اس خبر سے بے حد مسرت ہوئی۔ ۵۱۶ھ تک مسعود صور میں فرماں روائی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ و فریب معزول کر کے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو صور کی حکومت پر مامور کیا، عیسائیوں کو اس کی خبر لگی، فوجیں فراہم کر کے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں صور کا محاصرہ کر لیا، نہایت شدت سے لڑائی شروع کی، اٹابک طغتكین والئی دمشق نے صور کی حمایت پر کرباندھی، بنیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پرواہ نہ کی، طغتكین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا، امداد کی درخواست کی، صدائے نہ برخاست کا مضمون ہوا۔ ۲۱ جمادی الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صور پر قبضہ کر لیا۔ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸

۲۔ اصل کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

۳۔ یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۰

دہیں اور ملک طغرل میں یہ طے پایا کہ دبیں، جلد سے جلد نہروان پہنچ کر نہروان کا پل توڑ دے، خلیفہ لشکر کو عبور سے روکے اور جب ملک طغرل آجائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کرے۔ اس قرارداد کے مطابق نہروان کی طرف دبیں نے کوچ کیا، اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا، زبردست بارش ہوئی، نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا، دبیں تھکا ماندہ بھوکا، بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہنچا۔ تیس اونٹ کپڑے اور اشیائے خورد وانی سے لدے دار الخلافہ بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے۔ دبیں نے انہیں لوٹ لیا۔ آسودہ ہو کر کھایا، بھیکے کپڑے اتار ڈالے اور دوسرے کپڑے پہنے، دھوپ میں پاؤں سپار کر سو گیا۔

معافی کی درخواست

ملک طغرل اور دبیں کے ارادہ کا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو پتہ چلا تو لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں نہروان کے غریب جانب دبیں مل گیا، دبیں آنکھیں ملتا ٹھٹھا، زمین بوسی کر کے دست بستہ معافی کی درخواست کی۔ خلیفہ نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ، خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ خلیفہ کے مشورے کی تعریف کی، نہروان کے پل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہوا۔ دبیں، برتنقش زکویٰ سے باتیں کرنے لگا۔ خلیفہ اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا ہوا اور ملک طغرل سے جا کر مل گیا۔ خلیفہ بغداد کی طرف واپس ہوئے۔ ملک طغرل اور دبیں ہمدان پہنچے، ملک طغرل اور دبیں نے ہمدان پہنچ کر فساد مچا دیا، لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا، دیہات، قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تلوان اور جرمانوں سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی سرکوبی کی غرض سے لشکر بڑھا، ملک طغرل اور دبیں سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے، خراسان میں سحر کی خدمت میں حاضر ہوئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتنقش زکویٰ کے خلاف کے کان بھرے۔

برتنقش کا فرار

بغداد کے افسر پولیس برتنقش زکویٰ سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو نفرت پیدا ہوئی، دھمکایا، تنبیہ کی، برتنقش زکویٰ ماہ رجب ۵۲۰ھ میں جان کے خوف سے بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی جانب سے کان بھرنے شروع کیے اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لاتعداد فوج جمع کر لی ہے، قوت مالی بھی بڑھ چکی ہے اور وہ زمانہ قریب میں معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈ کر ناراضگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھولے، اس وقت بلا شاہ سلامت پر مقابلہ ذرا دشوار ہو جائے گا۔ سلطان محمود یہ سن کر غصہ میں آگیا اور عراق کی روانگی کا ارادہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور مہربانی سے روکنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ ”فی الوقت آپ عراق کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بے حد بڑھ گئی ہے۔ جب ویرانی، آبادی سے اور گرائی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس ارادے کو ضرور عملی جامہ پہنائیے“

جنگ کی تیاریاں

سلطان محمود نے اصلیت کا ذرا خیال نہ کیا بلکہ برتنقش زکویٰ کے بعد پیدا کیے خیال کی اس سے تصدیق کر لی اور انتہائی تیزی سے بغداد کی طرف پیش قدمی کی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء کے ساتھ پایادہ دار الخلافہ بغداد سے ماہ ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں غریب بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلیفہ کی جدائی کی تاب نہ لاسکے۔ رونا شروع کر دیا۔ سلطان محمود تک یہ اطلاع پہنچی، بے حد ناگوار گزرا، خلیفہ کی خدمت میں دار الخلافہ واپس جانے کا پیام بھیجا، خلیفہ نے وہی شرط پیش کی، سلطان محمود کو اس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آگیا۔ تیزی سے بغداد کی طرف بڑھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم غنیف کو فوج کی افسری کے ساتھ سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسطہ روانہ کیا، سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والی بصرہ مقابلہ پر آیا۔ غنیف کو شکست دی، غنیف کا لشکر تباہ کیا گیا۔ بہترے قتل اور قید کیے گئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے کشتیاں جمع

۱۔ کفرطاب ملک شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برستی سے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔ تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳

۲۔ ممرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳

کرائیں، قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے اور حاجب ابن صاحب کو محل سرائے خلافت کی حفاظت پر تعینات کیا۔

سلطان محمود اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا، باب شامیہ میں قیام کیا، خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا، خلیفہ مسترشد انکاری جواب دے رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں ایک دن چل گئی، سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محل سرائے خلافت میں گھس گیا، تاج خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا "جہاد" چلا اٹھے، لڑکے، جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا۔ بلند آواز سے "یا آل ہاشم" پکارنے لگا، طبل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً بنا دیا گیا۔ ایک بلہ میں سب کے سب اتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر محل سرائے خلافت، امراء و وزراء کے مکانوں کی لوٹ میں مصروف ہوا، محل سرائے خلافت کے یہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ نکل پڑے۔ سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا، عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں، امیروں اور مصاحبوں کے مکانات کو لوٹ لیا، ایک بہت بڑی تعداد ماری گئی۔ اس کے بعد مسترشد باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آور ان اہل بغداد اور سوار فوج کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا۔ سلطان لشکر نے مقابلہ اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کمر باندھ دیا، بغداد کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ سلطان لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا، ابو الہیجا، کروی والی اربل نے مخالفت کی۔

صلح کی کوشش

اسی دوران عماد الدین زنگی، بصرہ سے ایک بڑا لشکر لے ہوئے براہ خشکی اور دریا سلطان محمود کی کمک کو پہنچ گیا، اہل بغداد کے چٹکے چھوٹ گئے، ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، حملہ اور شب خون کے منصوبے ہوا ہو گئے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نام و پیام ہونے لگا، باہم مصالحت ہو گئی، سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ ۱۰ ربیع الاخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار گھوڑے اور بہت سا مال ہدیتاً سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو کفایت شعار اور سیاست دان ہونے کے باعث بغداد کا پولیس افسر متعین کیا اور ہمدان کی طرف روانگی اختیار کی۔

وزیر ابو القاسم پر عتاب

چونکہ وزیر السلطنت ابو القاسم علی بن ناصر شادی کی امراء سلطنت نے سلطان محمود سے جاو بے جا شکایتیں کیں اور الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے ساز باز کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ یہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا اس وجہ سے سفر کے دوران ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابو القاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ شرف الدولہ النوشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا، وہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان حاضر ہوا، سلطان محمود نے اسے عمدہ وزارت مرحمت کیا۔ دس مہینہ وزارت کی پھر برطرف کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابو القاسم قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ جب سلطان سنجر رے میں آیا تو اس نے وزیر ابو القاسم کو جیل سے نکل کر سلطان محمود کی وزارت پر آخر ۵۲۲ھ میں مامور کیا۔

عز الدین برستی کا انتقال

صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عز الدین ابن برستی کا رعب و داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ چاہیے، حاصل ہو گئی، بلاد شام پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا۔ سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ رجب پہنچ کر محاصرہ کیا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی کہ قبضہ کے فوراً بعد ہی مر گیا۔ سارا لشکر تترہتر ہو گیا، تھینرو ٹکھین سے بھی غافل ہو گیا۔ اس کے بعد سپرد خاک کیا گیا اس کے لشکر نے موصل کی طرف واپسی اختیار کی۔

عماد الدین زنگی کی تقرری

عز الدین کے انتقال کے بعد عمان حکومت اس کے غلام جادلی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عز الدین کے چھوٹے بھائی کو عز الدین کی جگہ مسند امارت پر بٹھایا، سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہاء الدین ابوالحسن علی شرزوری اور صلاح الدین محمد باغیانی، امیر صاحب

برستی کو عرض داشت دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا۔ یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر (عماد الدین زنگی کا غلام تھا) کے پاس گئے (صلح الدین اور نصیر الدین سے سرکاری رشتہ تھا) نصیر الدین نے کہا ”تم لوگ بڑے نا سمجھ ہو۔ کیا تم جلدی کی حرکت سے ملوث ہو، وہ چتا پرزہ ہے کیا تم اس کی اطاعت دل سے پسند کرو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے صوبہ موصل کی کوری پر مقرر کیے جانے کی درخواست کرو۔“ اس مشورہ کے مطابق دونوں وزیر السلطنت ”شرف الدین انوشیرواہ بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا: ”جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے، حدود ماردین سے عریض مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے۔ برستی ایک شجاع اور باتدبیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے قریب اور چالکیوں سے خوب آگاہ تھا اور ان کی روک تھام کے لیے کافی تھا“ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ جو تعینات کیا گیا ہے وہ ایک بچہ ہے۔ صوبہ موصل کی حکومت کے لئے ایک تجربہ کار ”جنگ آزمودہ اور امور سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہیے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار بھاگائے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں“ آئندہ آپ کو اختیار ہے ”وزیر السلطنت نے ان دونوں کی گزارشات کا بارگاہ سلطانی میں پیش کیا“ سلطان نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حاضر ہونے کا مشورہ ہونے لگا اگر اکیں سلطنت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی۔ قاضی بلاء الدین اور صلاح الدین نے یہ نظر خوشنودی عماد الدین زنگی کی جانب سے بطور نذر ایک بڑی رقم شہی خزانہ میں داخل کی“ سلطان نے کفایت شعاری اور بملوری کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر تعینت کیا۔ اس کی جگہ عراق کی پولیس افسری مجاہد الدین ہرود والی بکرت کو مرحمت کی۔

عماد الدین زنگی شہی حکم لے کر موصل روانہ ہوا۔ پہلے یوازہ پنجاب قبضہ کیا پھر موصل کی جانب کوچ کیا جلدی کو اس کی اطلاع ملی ذرا بھی چوں و چرا نہ کی، بالکل اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اس کی رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی نے ماردین میں موصل پہنچا۔ موصل کا نظم و نسق کرنے لگا۔ جلدی کو وجہ کی حکومت دے کر وجہ روانہ کیا۔ نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر اور چند اور قلعوں کا حاکم بنایا“ صلاح الدین محمد باغین کو امیر حاجب کا عہدہ مرحمت کیا اور قاضی بلاء الدین شہر زوری کو اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کا قاضی انتظام متعین کیا۔ قاضی بلاء الدین کو مل و دولت کے علاوہ جاگیر بھی دی“ مناسب دیئے۔ ہر کام میں ان سے رائے لیتا ان کے مشورے کے بغیر چھوٹا یا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

زنگی کی کامیابیاں

موصل کے انتظام سے فرصت پا کر زنگی نے قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر کی جانب پیش قدمی کی۔ برستی کا خلوام جزیرہ کا فرمایا روا تھا وہ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی، مگر دونوں فریقوں کے درمیان دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تاخیر پسند نہ آئی، لشکر کو حکم دیا کہ ”گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کل تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو“ چنانچہ عماد الدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دجلہ عبور کر کے زلاقہ لے کر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش نہ گئی۔ گھمسان کی جنگ کے بعد حریف کو شکست ہوئی، جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پتہ کا دروازہ بند کر لیا فتح مند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے لہن کا جھنڈا بلند کیا لہن کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کچیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی جزیرہ پر قابض ہو گیا۔

عماد الدین زنگی نے اس مہم سے فارغ ہو کر نصیبین کو فتح کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین ترمش بن ابوالغازی والی ماردین کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کیا۔ حسام الدین نے اپنے چچا زلو بھائی رکن الدولہ دلو دین سکمان (سکمان) بن لرتق والی قلعہ کینفا کو ان واقعات سے آگاہ کیا۔ امداد کی درخواست کی، رکن الدولہ نے بذات خود امداد و حمایت پر کمر بستہ ہوئی۔ فوجیں فراہم کرنے لگا، حسام الدین ترمش نے ماردین سے اہل نصیبین کو قسلی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ یوم کے اندر تمہاری کمک پر ایک بڑا لشکر پہنچ جائے گا۔ عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کیے تھا۔ قاصد جانیں سکتا تھا اس وجہ سے یہ خط ایک پرندہ کے بازو میں

- ۱۔ زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو دریا عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔
- ۲۔ قلعہ کا دیوار نہ ہو سکے۔ دریا عبور کرنے کے بعد زلاقہ میں جنگ ہوئی، شکست انصار کے شہر میں داخل ہو کر شہر پتہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کل ابن ابی اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۵
- ۳۔ پند کا نام کسی مورخ نے نہیں لکھا تاہم کچھ تو ہو گا یہی جانور اس زمانہ میں عام بری کا نام دیتا تھا۔

باندھ کر عسین کی جانب چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زندگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا۔ قلم خاص سے لکھ دیا۔ ”پانچ دن کے بجائے بیس روز تک کی مہلت ہے“ اور پرند کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا پرچہ دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس روز بہ انتظار امداد ٹھہرے رہے اس دوران عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں روز اہل نصیبین نے امان کی درخواست کی عماد الدین زنگی امن کے ساتھ شہر قابض ہو گیا۔

عماد الدین زنگی نے نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد سنجاہ کا رخ کیا۔ اہل سنجاہ نے مصالحت کر لی۔ عماد الدین زنگی نے سنجاہ پر قبضہ کر کے خابور کو فتح کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا۔ خابور بھی فتح ہو گیا حران کی جانب بڑھا اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی۔ الرہا سروج پیرہ اور اس کے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے جو سلین عیسائی والئی الرہا ان مقامات کا فرماں روا تھا عماد الدین زنگی نے اس سے خط و کتابت کر کے عارضی صلح کر لی تاکہ مقبوضہ و مفتوحہ علاقہ کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کرے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا جس غرض کے لیے اسے موصل کی گورنری مرحمت ہوئی تھی۔

عماد الدین زنگی نے ماہ محرم ۵۲۲ھ میں فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا عز الدین مسعود بن آقسنقر برستی جس وقت حلب سے اپنے والد کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا اپنے امراء سلطنت میں سے قربان نامی ایک امیر کو مامور کیا تھا۔ چند یوم کے بعد قربان کو برطرف کر کے قتلغ ابہ کو مقرر کیا۔ قتلغ ابہ عز الدین کا حکم لے کر حلب پہنچا قربان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا مجھ سے اور عز الدین سے کچھ امور طے ہوئے ہیں، جب تک میں حکم نامہ میں نہ دیکھ لوں گا حلب کی حکومت سے دست بردار نہ ہوں گا۔ قتلغ ابہ ان امور کو حاصل کرنے کے لیے عز الدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رجب پہنچا تو عز الدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ حلب کی طرف پھر لوٹا فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قتلغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قربان کو ایک ہزار دینار دے کر معزول کر دیا۔ قتلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الاخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کیا قبضہ کرنا تھا کہ گھمنڈی ہو گیا ظلم و ستم بد اخلاقی اور متروکات پر دست درازی شروع کر دی اوباشوں اور بد معاشوں کی بن آئی یہی اس کے درباری اور ہم نشین بنے اس وجہ سے عوام اور خواص کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔

حلب کا سابق فرمانروا بدر الدولہ بن عبد الجبار بن ارتق جس نے حکومت چھوڑ دی تھی موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے قتلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کر کے قتلغ ابہ پر حملہ کیا قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا مہیار والئی بنج اور حسن والئی مراغہ اہل شہر اور قتلغ ابہ سے مصالحت کرانے کے لیے آیا مگر مصالحت نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر ملی منہ میں پانی بھر آیا۔ حلب پر قبضہ کی ہوس سائی۔ اہل حلب اور قتلغ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا جو سلین والئی الرہا فوج نظام اور عیسائی لشکر کو لیے حلب آ پہنچا اہل حلب نے نقد تادان دے کر جو سلین کو واپس کیا۔ انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لیے پہنچ گیا۔ آخر سنہ مذکور تک حلب کا محاصرہ کئے رہا اور اہل حلب نے قلعہ حلب کا محاصرہ جاری رکھا۔

عماد الدین زنگی جب موصل جزیرہ اور شام کا حکمران ہوا تو اہل حلب اس کے گرویدہ ہو گئے۔ بدر الدولہ سلیمان اور قتلغ ابہ عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے موصل روانہ ہوئے حسن قراقوش حلب کا عارضی حکمران متعین ہوا۔ چند روز کے بعد عماد الدین کی جانب سے صلاح الدین باغیان ایک فوج لے کر حلب آیا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اس کے بعد عماد الدین زنگی اپنے لشکر جرار کے ساتھ حلب کی جانب روانہ ہوا سفر کے دوران بنج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امراء لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں قتلغ ابہ کو گرفتار کر کے بدر الدولہ سلیمان کے حوالہ کر دیا۔ بدر الدولہ عماد الدین زنگی سے متفر ہو کر خاموشی سے قلعہ جعبر بھاگ گیا۔ عماد الدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبدالرزاق کو متعین کیا۔

۱۔ عماد الدین نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس وجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اس وقت تک نہیں نکل سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور شہر اس کے قبضہ میں نہ آ جاتے۔ اس کے علاوہ ان اسلامی حکمرانوں کا عدم وجود دونوں برابر تھے۔ یہ عیسائیوں سے دبے ہوئے تھے کمزور پڑتے تھے۔ بعض انہیں خراج دیتے تھے۔ ان کی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔

سلطان محمود کا استقبال

ملک طغرل اور دبیں سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوئے۔ دبیں نے عراق پر قبضہ کے لیے آکسایا اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپ کی روک تھام اور مقابلے پر متفق ہو گئے ہیں، سلطان سنجر اس دھوکے میں آگیا، عراق کی جانب روانہ ہوا۔ رے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا، سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا، اپنے برابر تخت پر بٹھایا آخر ۵۵۲۲ تک سلطان سنجر کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی طرف اور سلطان محمود ہمدان کی جانب واپس ہوئے، واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دبیں کو اس کے شہر کی جانب واپس بھیج دیتا۔

اس کے بعد سلطان محمود، عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے نزدیک پہنچا۔ وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ ۵۵۲۳ محرم میں دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا۔ دبیں نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کیے، گورنری موصل کی درخواست کی۔ عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہنچی، ایک لاکھ دینار اور بہت سے نذرانے و تحائف لے کر حاضر ہوا۔ شہنشاہ دربار میں پیش کیے، سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا۔ نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الاخر) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مامور کیا اور حلقہ کی حکومت مرحمت کی۔

سلطان محمود کا انتقال

سلطان محمود نے اپنے انتقال سے قبل چند اراکین سلطنت کو (جس میں عز الدین ابونصر احمد بن حامد مستوقی، امیرانو شکیں معروف بہ شیر

کیز اور اس کا بیٹا عمر تھا) وزیر السلطنت ابوالقاسم الشادی کے کہنے سے گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ ۱

۱۔ سلطان محمود کی عمر بوقت وفات ۲۹ سال تھی، ۳۳ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی۔ شوال ۵۵۲۵ میں وفات پائی، علیم اور عقلمند تھا۔ ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا، لمبھی نہ تھا، متقی تھا۔ امراء و اراکین دولت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا۔ کمال ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۱۱

سلطان مسعود بن سلطان محمود

اتابک احمد ملی اور وزیر السلطنت ابوالقاسم نے متفقہ طور پر سلطان محمود کے بیٹے ”داؤد“ کو تخت حکومت پر بٹھایا، بیعت کی ”صوبجات جبل اور آذربائیجان میں سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھالیا“ سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے خط و کتابت شروع کی، امداد کی درخواست کی، عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی۔ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی، سلطان داؤد نے بھی اس کے قبل اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی، خلیفہ نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی اور یہ لکھا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا، سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا ہاتھ آگیا۔

سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدہ امداد سے بہت زیادہ تقویت ملی، لشکر آراستہ کر کے بغداد کی طرف پیش قدمی کی مگر اس کے پہنچنے سے قبل اس کا بھائی سلجوق شاہ دار الخلافہ بغداد پہنچ گیا۔ شاہی محل سرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجاساقی والی فارس و خوزستان ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کی رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت و احترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت و امداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

صلح کی کوشش

بغداد روانگی کے وقت سلطان مسعود نے عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کے لیے لکھا تھا چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے روانہ ہوا اور سلطان مسعود کو قیام کرتا ہوا عباسیہ خالص پہنچا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قراجاساقی، عماد الدین زنگی کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا، مقام معشوق میں لڑائی ہوئی، قراجاساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی، اس کے بہت سے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا، عماد الدین زنگی شکست کھا کر نکریت کی جانب بھاگا، نجم الدین ابویوب حاکم نکریت نے دریا عبور کرنے کے لیے کشتیاں فراہم کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی وجہ عبور کر کے موصل چلا گیا۔ سلطان مسعود، عباسیہ خالص سے ملکہ پہنچا۔ سلجوق شاہ کے مقدمتہ الجیش کا سلطان مسعود کے مقدمتہ الجیش سے آمناسامنا ہو گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجاساقی انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے آگیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے آگاہ ہو کر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد عباسی کی خدمت میں کما بھیجا، ”میرا چچا سلطان سنجر رے پہنچ گیا ہے، عنقریب بغداد پہنچا چاہتا ہے“ اگر مجھے حکم دیں تو میں اس کی مدافعت کے لیے عراق روانہ ہوں، کامیابی کے بعد عراق خلیفہ کا مقبوضہ قرار پائے گا پہلی شرط یہ ہے کہ سلطنت کی باگ ڈور میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہو گا۔“ خلیفہ نے ان شرائط کو منظور فرما لیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں، سلطان محمود خوشی سے اچھلتا کودتا دار الخلافہ میں داخل ہوا، کل سرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ چیف کو توال کے مکان میں قیام پذیر ہوا۔

خانقین کی طرف روانگی

سلطان محمود کی موت کے بعد سلطان سنجر خراسان سے صوبجات جبل کی جانب روانہ ہوا، ملک طغرل (اس کا بھتیجا، سلطان محمد کا بیٹا) ہمراہ تھا۔ رفتہ رفتہ رے پہنچا، ذرا دم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا۔

نجم الدین ایوب، سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا والد ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے اراکین حکومت میں شامل کر لیا جن سے آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر و شام پر قبضہ کا موقع ملا۔

قراچاساقی اور سلجوق شاہ ساتھ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا اس وجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ نے خلیفہ کی خدمت میں قراچاساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ مسترشد باللہ عباسی، خانقین کی جانب روانہ ہوا۔ خانقین پہنچ کر قیام کیا، سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے ختم کر دیا گیا۔

جنگ کا آغاز

سلطان سنجر نے چونکہ دبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا، دبیس کو حملہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی اطلاع ملی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی جانب واپس ہوا، سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ، سلطان سنجر سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ مگر سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا، سلطان سنجر رات دن کی مسافت طے کر کے قریب پہنچا۔ سلطان مسعود وینور واپس آیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو حیلے بہانے ٹال رہا تھا مگر جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو مجبوراً "مقابلہ پر آیا۔ عوران، نواح وینور میں دونوں حریف صف آراء ہوئے، قراچاساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا جنگ کا میدان انتہائی سختی سے گرم ہو گیا، قراچاساقی کو کئی زخم لگے، سلطان سنجر کی فوج نے اچانک حملہ کر کے قراچاساقی کی رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ساتھی مارے گئے، قراچاساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے سردار اور امرائے حکومت بھی مارے گئے۔ سلطان مسعود کے ساتھیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا، اسے بھاگتا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ میں پیش آیا۔

نیشاپور کی طرف واپسی

سلطان سنجر نے اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا، قراچاساقی پاب زنجیر پیش ہوا۔ سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا۔ عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا، تمام ممالک مقبوضہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا حکومت و سلطنت پر فائز ہوا۔ سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاہبازی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا، آخر ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی طرف کامیابی کے ساتھ واپس ہوئے۔

ملک داؤد کی شکست

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو مسند حکومت پر فائز کیا، ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا آیا اور سلطان سنجر یہ سن کر کہ والٹی ماوراء النہر احمد خاں نے بغاوت کر دی ہے، اصلاح اور سرکوبی کی غرض سے خراسان کی جانب روانہ ہوا اور چند یوم تک ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ ملک گیری کا حوصلہ بڑھا۔ ہمدان کی جانب کوچ کیا، برنقش زکوئی اتابک آقسنقر احمد ملی، اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لیے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی خبر ہوئی، فوج آراستہ کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی، سب یہ ہوا کہ برنقش زکوئی کی حرکات اور بے جا کارروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا۔ ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا۔ ملک داؤد کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں پیش آیا۔

شکست کے بعد ملک داؤد ماہ ذی القعدہ ۵۲۶ھ میں دار الخلافہ بغداد پہنچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت و احترام سے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔

اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا) قلعہ اور امیر امیران، میسرہ میں خوارزم شاہ اتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قلعہ لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار رکاب میں تھے جس میں سے دس ہزار سوار قلعہ میں تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آگے تھا۔ ملک مسعود کے میمنہ میں قراچاساقی اور امیر قزل۔ میسرہ میں برنقش زکوئی اور یوسف جادوش تھا۔ قراچاساقی نے سلطان سنجر کے قلعہ لشکر پر حملہ کیا ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ و میسرہ نے چکر کاٹ کر قراچاساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قراچاساقی محاصرہ میں آ گیا۔ ہاتھ پاؤں بہت کم مارے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۷

خلیفہ سے مدد کی درخواست

اپنے چچا سلطان سنجر سے سلطان مسعود کی شکست کھانے "سلطان مسعود کے گنبد واپس جانے" ملک طغرل کی تخت نشینی سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہم نے الگ بیان کر دیئے ہیں۔

سلطان مسعود کو جس وقت سلطان داؤد کی شکست اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سالن سفر درست کر کے بغداد کی راہ لی۔ سلطان داؤد نے اس سے آگاہ ہو کر بغداد سے باہر بڑا پر جوش استقبال کیا، گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا، شاہی محل سرا میں قیام کیا، سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا، پھر دونوں نے متفق ہو کر آذر بایجان پر حملہ کا تہیہ کیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی خلیفہ نے درخواست منظور فرمائی۔

چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد ایک بڑی فوج کے ساتھ آذر بایجان کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے، مراغہ پہنچے، آقسنقر احمد ملی نے مال و دولت اور بہت سے سفری خیمے نذر کئے۔ سلطان مسعود نے بلا جنگ و جدل صوبہ آذر بایجان پر قبضہ کر لیا، حاکم آذر بایجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذر بایجان ایہ میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی بلا آخر سلطان مسعود فتح یاب ہوا۔ محصورین کی ایک جماعت ماری گئی۔ باقی ماندگان نے راہ فرار اختیار کی۔

روانگی ہمدان

آذر بایجان کے قبضہ سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دے کر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قابض ہو گیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ اس کے بعد آقسنقر احمد ملی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا، کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمد ملی کو مروا دیا۔

سلطان مسعود کی کامیابی

یہ سن کر کہ ملک طغرل اصفہان میں ہے سلطان مسعود محاصرہ اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا، ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں بیضاء تک پہنچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آکر سلطان مسعود سے امان حاصل کی، ملک طغرل کو اپنے ساتھیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا کہیں وہ دھوکا دے کر سلطان مسعود سے نہ جا ملیں، رے کا راستہ اختیار کیا۔ سفر کے دوران ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر شیرگیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابو القاسم الشاہودی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم سلطان تنگ آید جنگ آمد لوٹ پڑا، سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو گئے، شدید لڑائیاں ہوئیں، ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ حاجب تنکی، ابن بقر اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے، سلطان مسعود کے سامنے تنکی اور ابن بقر پیش کئے گئے، سلطان مسعود نے رہا کر دیا اور ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شکست

ملک طغرل پر فتح حاصل کرنے کے بعد سلطان داؤد کو سلطان محمود کی بد عہدی اور بغاوت کی خبر ملی، فوراً فوج آراستہ کر کے آذر بایجان پہنچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذر بایجان میں محاصرہ کر لیا۔ ملک طغرل نے فوجیں فراہم کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سپہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ سلطان مسعود کے وہ سرداران لشکر جو ملک طغرل سے مل گئے تھے، ملک طغرل کے لشکر میں آئے اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہوئی، یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۸ھ میں پیش آیا۔

۱۔ تاریخ کمال ابن اثیر میں بجائے آذر بایجان "اردبیل" لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول عن ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۴

۲۔ کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

بغداد روانگی

سلطان مسعود نے شکست کے بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے اجازت دے دی۔ اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) بقش سلاجی نائب السلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھا سلطان مسعود کی شکست کی خبر سن کر انتہائی تیزی سے راستہ طے کر کے سلطان محمود سے پہلے بغداد پہنچ گیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔ خلعت و انعام سے نوازا اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر ساتھی پریشانی کے عالم میں بغداد پہنچے، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس، گھوڑے، آلات جنگ اور روپے دیئے، سلطان مسعود ۱۵ شوال سنہ مذکور میں محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل ہمدان میں قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ کی ناراضگی

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے چند دن بعد سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مداخلت اور جنگ کے لیے ہمدان جانے کا حکم دیا، بہ نفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ کیا مگر سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ مسعود کے بعض امراء اور سرداران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن حکومت سے وابستہ ہو گئے، بعض پر سلطان مسعود کو طغرل سے ساز باز کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مل و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے دوسروں کو خوف پیدا ہوا سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا، سلطان مسعود نے اس حکم پر کوئی توجہ نہ دی۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دونوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی، کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی، خلیفہ مسترشد نے امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ملک طغرل کا انتقال

اسی دوران ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے انتقال کی اطلاع پہنچی، سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا، شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت سے سرفراز کیا۔ مسعود شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آگئیں، ہمدان اور جبل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ اور سلطان مسعود کی جنگ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے زمانہ میں ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی تھی جو سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کی وفات کے بعد امراء حکومت کی ایک جماعت جن میں برنقش زکوی، قزل، قراسنقر، خمار، تکیں والی، ہمدان، عبدالرحمن بن طغایرک اور دبیس بن صدقہ کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے، سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلی گئی۔ والی خوزستان ”برسق بن برسق“ نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امان کی درخواست کی، دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے دبیس بن صدقہ کے علاوہ تمام امراء کو امان دی، امان نامہ لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت روانہ کیا۔ اس وجہ سے دبیس بن صدقہ کو اپنے رفقاء سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں، علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ بقیہ امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر تیار کیا، خلیفہ مسترشد باللہ ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آگیا، ان لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی۔ آخر رجب ۵۲۹ھ میں سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے کوچ کیا۔ والی بصرہ سفر کے دوران بصرہ بھاگ گیا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا مگر والی بصرہ واپس نہ ہوا۔ اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا۔ سرداروں نے پھر جنگ پر ابھارا اور طرح طرح کے سبز باغ دکھائے چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمر بستہ ہو کر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لیے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے بڑھ گئی۔ عراق میں تین ہزار فوج اپنے خادم ”اقبال“ کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھا۔

گردونواح شہروں کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ اطاعت و فرماں برداری کا اظہار کیا۔ سلطان مسعود کو جب ان واقعات کی خبر ہوئی تو پندرہ ہزار کی جمیعت سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہو گیا۔ سلطان داؤد بن سلطانی محمود نے آذر بایجان سے کہلا بھیجا ”آپ دینور میں جا کر قیام فرمائیے“ یہ جانباز فوج لے کر آجائے تو مقابلہ کیجئے“ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی۔ جنگ کے ارادے سے چل دیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلیفہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق وقت سے نہ پہنچ سکیں اور لڑائی کا آغاز ہو گیا۔

خلیفہ مسترشد باللہ کا انجام

۱۰ رمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا۔ سینہ کو شکست ہوئی، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی، گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین علی بن طراوزنبی) قاضی القضاۃ بغداد، خلیفہ کا خازن (ابن طلحہ) ابن انباری، خطباء فقہاء اور علماء گرفتار ہوئے، خلیفہ کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا۔ ان کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا، وزیر اور دیگر چند امراء پابہ زنجیر قلعہ سرھان بھیج دیئے گئے۔ بقیہ کو بغداد واپس کیا، سلطان مسعود ہمدان کی طرف واپس ہوا۔ امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر متعین کر کے روانہ کیا آخر ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا۔ بہت سے عوام الناس اس ہنگامے میں کام آگئے۔

سلطان مسعود اس کے بعد ماہ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا، خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھا مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالاخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی۔

۱۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی، فوج فراہم نہ کرے۔

۲۔ خانہ نشین رہے۔ جنگ کے لیے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے اظہار فدویت کے لیے اطاعت قبول کی۔ حفاظت کے لیے جو لوگ متعین تھے وہ علیحدہ ہو گئے، فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا، کئی زخم کاری پہنچائے قتل کیا، مثلاً ”کے کیا“ برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے، باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف ۱۷ ذیقعد ۵۲۸ھ کا ہے۔ تقریباً ۱۸ سال خلافت کی، فصیح، بلیغ، بہادر، بلند ہمت اور اعلیٰ ظرف تھا۔ ۴۳ سال ۳ ماہ کی عمر پائی۔

خلیفہ راشد باللہ کی مسند نشینی

سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ کے قتل کے بعد بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابو جعفر منصور کو حسب ولی عہدی مسند خلافت پر فائز کر کے رسم بیعت انجام دو، چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں روز ابو جعفر منصور مسند نشین ہوا، اراکین سلطنت، ممبران خاندان خلافت اور ابو النجیب واعظ نے بیعت کی، راشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبل (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی اطلاع ملی، وہ اس وقت بغداد میں مقیم تھا۔ تو دریائے دجلہ کو غری جانب سے عبور کیا، تکریت پہنچ کر مجاہد الدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ راشد باللہ کی پہلی کامیابی

خلیفہ راشد باللہ عباسی کے مسند نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود نے برنقش زکوٰۃ کو خلیفہ کے پاس بھیجا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی قرارداد صلح کے مطابق چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا، خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا ”میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جس قدر زر نقد موجود تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا“ اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی، کبرایہ کو اس کی سرداری

۱۰۔ اسماء مابین ہلالی میں نے تاریخ کمال سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۰۔ ”تاریخ کمال ابن اثیر“
۱۱۔ عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان، ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے اسی کو ”مثلاً“ کہتے ہیں۔

مرحمت فرمائی، شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ برنقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محل سرائے خلافت پر حملہ کیا، خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا، باشندگان بغداد نے بھی راشدی لشکر کا ساتھ دیا، لڑائی ہوئی، برنقش زکوئی اور بک ابہ کو شکست ہوئی، بغداد سے خراسان کی جانب نکال دیئے گئے، بک ابہ واسط چلا گیا اور برنقش زکوئی نے سرخس کی راہ لی۔

اراکین سلطنت کی ناراضگی

ان واقعات کے مشہور ہوتے ہی سلطان داؤد ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا۔ محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عماد الدین زنگی موصل سے، صدقہ بن دبیس حلب سے، منبر بن ابی عسکر جادوانی منتظم امور سلطنت صدقہ، برنقش بازدار والئی قزوین نقش کبیر والئی اصفہان، ابن برسق اور ابن احمد ملی بغداد میں داخل ہوئے، لشکر بغداد سے کجراہ اور طر نطائی ملنے کے لیے آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) نکریت سے بغداد آگیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابو عبد اللہ بن ہبیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس سے اراکین سلطنت ناراض ہو گئے، وزیر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا۔ اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ باہم تبادلہ خیال ہوا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھایا جس سے دونوں میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد قاضی القضاہ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پناہ لی اور اس وقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہے بغداد سے موصل چلے آئے۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کی سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آگیا۔ صلح صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر کا پھر آغاز کیا۔ سلطان داؤد، عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی مدد اور حمایت کی قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برنقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر متعین کیا اور فوجیں آراستہ کر کے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے روانگی اختیار کی۔

سلطان مسعود کی کارروائی

سلطان مسعود کے بھائی سلجوق شاہ نے اس کے بعد واسط پر حملہ کیا اور قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا، عماد الدین زنگی، سلجوق شاہ کو روکنے کے لیے روانہ ہوا مگر جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصالحت ہو گئی، بغداد واپس ہوا، سلطان داؤد سے ملنے کے لیے خراسان کی راہ اختیار کی۔ لشکر کی فراہمی اور جنگی ہتھیار جمع کرنے کی جانب متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج مرتب کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا رخ کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی طرف چلا گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا، خراسان کی جانب چلا، تین روز کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے، خلیفہ کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے واپس آئے، سلطان مسعود کا دار الخلافہ میں اظہار اطاعت کا فدویہ نامہ پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی ان امراء کو بھی دھمکی آمیز خط لکھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی درخواست پر کوئی توجہ نہ فرمائی۔

سلطان مسعود نے اس کے بعد بغداد کا محاصرہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ منلیک پہنچا، زین الدین علی، عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی، سلطان مسعود کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہ روک سکا۔ واپس آیا سلطان مسعود نے بغداد پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ بد معاشوں کی موج ہو گئی، تمام محلات بغداد میں غارت گری کرنے لگے۔ فوج نے بھی لوٹ مار میں بد معاشوں کا ساتھ دیا، تقریباً پچاس روز تک سلطان مسعود محاصرہ کئے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اصفہان جانے کی غرض سے محاصرہ اٹھا کر شہر وان کی جانب روانہ ہوا۔ اتنے میں طر نطائی والئی واسط بہت سی جنگی کشتیاں لے کر پہنچ گیا، سلطان مسعود بغداد کی طرف لوٹ پڑا۔ وجہ کو غریب کنارہ کی جانب سے عبور کیا، لشکر بغداد نے روکا مگر کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں ہل چل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہو گئی اور سب آذربائیجان کی طرف واپس چل دیئے۔

خلیفہ راشد کی برطرفی

عماد الدین زنگی غری بغداد میں تھا، خلیفہ راشد باللہ عباسی، عماد الدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اس کے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے حمایتیوں سے خالی ہو گیا تو ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ و جلال کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ عوام الناس کو اطمینان حاصل ہوا۔ فقہاء، قضاة اور علماء شاہی دربار میں طلب کئے گئے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی برطرفی کا مطالبہ کیا۔ قضاة اور علماء نے وجہ دریافت کی۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے یہ حلف لکھا تھا ”اگر میں بمقابلہ سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے جنگ کروں تو میں اپنے کو خلافت کی ذمہ داری سے سبکدوش کر لوں گا۔“ فقہاء اور قضاة نے خط پڑھا۔ برطرفی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے نقائص ظاہر کئے اور برطرفی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ تھے جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کر لیے گئے اور اہلیت نہ ہونے کے باعث خلیفہ سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے حالات ہم لکھ آئے ہیں چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی برطرفی کے بعد ابو عبد اللہ بن محمد بن خلیفہ مستنصر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی، المقتضی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ یہ حالات تفصیل کے ساتھ اس سے قبل بھی بیان کئے گئے ہیں۔

سلطان داؤد کا تعاقب

سلطان مسعود نے اس کے بعد قراسنقر کو شاہی فوج کے ساتھ سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا۔ مراغہ کے نزدیک لڑائی ہوئی، سلطان داؤد کا لشکر ہرا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور سلطان داؤد نے خوزستان جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا، سلطان داؤد نے انہیں مسلح کر کے تشر پر محاصرہ ڈالا، اس کا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لیے تشر پر حملہ کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ پر کامیابی حاصل کی۔

شرف الدین انوشیرواں کی برطرفی

سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو برطرف کیا۔ کمال الدین ابوالبرکت بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عنایت کیا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ برطرف خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے، سرداران افواج شاہی کو جو اس کی رکاب میں بغداد میں موجود تھے اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دی۔ صدقہ بن دبیس والئی حلقہ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا اس دوران بقش سلاجی، برسق بن برسق والئی تشر اور سنقر خرم، تکین افسر پولیس ہمدان، سرداران لشکر کا ایک گروہ حاضر ہوا۔ یہ سب سلطان داؤد کے ساتھ تھے، سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی کا اظہار کیا، بقش کو بغداد کی پولیس افسری پر مقرر کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی طرف واپسی اختیار کی۔

جنگ کی تیاریاں

چونکہ امیر بوازیہ والئی خوزستان، امیر عبدالرحمن طغرل بک خلخن اور سلطان داؤد ابن سلطان محمود، سلطان محمود کی طرف سے مطمئن نہ تھے اور جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا اور امیر منکبرس والئی فارس بھی اس خطرے سے بے فکر نہ تھا اس وجہ سے یہ تمام فارس میں جمع ہوئے اور متحد ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر سن کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، موصل سے مراغہ چلا آیا ہے، برطرف خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں اتفاق و اتحاد کا پیغام دیا۔ دوبارہ خلافت پر فائز کرنے کا وعدہ کیا۔ برطرف خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ مرحمت کیا، یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں، غصہ سے کانپ اٹھا۔ ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا، امیر منکبرس جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود نے موت کی سزا دی، فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارت گری کے لیے لشکر متفق ہو گیا۔

امیربوزایہ کی کامیابی

عبدالرحمن طغرل بک اور امیربوزایہ تشر کے نزدیک تھے۔ ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا۔ سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت انتہائی قلیل لشکر رہ گیا تھا۔ اس لیے اسے شکست ہوئی، اس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ جس میں صدقہ بن دبیس والی حملہ، عنتر بن ابوالعساکر بدراتابک قراسنقر والی آذربائیجان تھے گرفتار ہو گئے، امیربوزایہ نے ان تمام کو جیل میں ڈال دیا۔ جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر کی تصدیق ہو گئی تو سب کو مار ڈالا۔ شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان جا کر دم لیا۔ سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ برطرف خلیفہ راشد بھی آگیا، امیربوزایہ نے جو ان میں بڑا اور سب کا سردار تھا فارس جانے کا مشورہ دیا چنانچہ سب کے سب امیربوزایہ کے ساتھ فارس پہنچے، امیربوزایہ فارس پر قابض ہو گیا۔

بغداد پر چڑھائی

اس وقت سلجوق شاہ واسط میں تھا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے لیے بغداد روانہ ہوا۔ بقش افسر پولیس بغداد اور نظر خادم امیراں مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اوباش اور بد معاشوں کی بن آئی، کھلم کھلا لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی۔ جسے جہاں پایا لوٹ لیا، بقش افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ کی مدافعت سے فارغ ہو کر بغداد آیا۔ لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہت سوں کو قید کیا قتل کیا اور اس فتنہ کو ختم کیا۔ اس کے بعد خود بقش نے ظلم و سفاکی شروع کر دی، امراء اور رؤسا کو بد معاشی اور غارت گری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا (جیسا کہ پولیس کا دستور ہے) غلہ کی منگائی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی، اکثر باشندگان بغداد جلا وطن ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد حملہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا، مہلہل بن ابوالعساکر عنتر مقتول کے بھائی محمد بن دبیس کو نائب بنایا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کر دیا گیا ہے۔

خلیفہ راشد کا انجام

فارس پر قبضہ کرنے کے بعد امیربوزایہ خوزستان کی طرف واپس ہوا، معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی، ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کارخ کیا، جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارت گری شروع کر دی، سلطان مسعود اس سے آگاہ ہو کر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے فوجیں لے کر روانہ ہوا، ملک داؤد، سلطان مسعود کی روانگی سے آگاہ ہو کر فارس واپس آیا۔ خوارزم شاہ اپنے دار السلطنت واپس گیا اور برطرف خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں کی امداد سے مایوس ہو کر تنہا اصفہان کی راہ لی۔ چند خراسانی غلاموں نے جو برطرف خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اصفہان کے باہر سپرد خاک ہوا۔

کمال الدین محمود

آخر سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکت بن سلامہ خراسانی (ارکزیی) کو برطرف کر کے کمال الدین محمد بن خازن کو عمدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ کمال الدین عادل، خوش خلق اور بلند ہمت تھا۔ بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے، ظلم و ستم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی، بیت المال کو خزانہ سے بھر دیا اور افسروں کی دست درازی روکی، بددیانت اور نمک حرام گورنروں کو سزائیں دیں اور بہت سے خفیہ اخراجات ظاہر کئے جنہیں گورنر ہڑپ کرتے تھے اس سے سلطان مسعود کی آنکھوں میں وزیر السلطنت بے حد عزیز ہو گیا۔ بددیانت گورنروں کو یہ کام ناگوار گزرنے، وزیر السلطنت اور اراکین سلطنت کو لگا بچا کر رنجش پیدا کر دی۔

چنانچہ یہ لوگ ہر وقت سلطان کے کان بھرنے لگے، اس میں سب سے زیادہ دلچسپی قراسنقر والی آذربائیجان لے رہا تھا۔ اس نے سلطان مسعود کو بغاوت کی دھمکی دی، سلطان مسعود کے درباری اس سے بے حد متاثر ہوئے، فتنہ کے خوف سے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا مشورہ دیا۔ سلطان مسعود نے مجبوراً اور بادل ناخواستہ وزیر السلطنت کمال الدین کو قتل کر کے سر کو قراسنقر کے پاس بھیج دیا، قراسنقر کی ناراضگی خوشی اور رضامندی سے تبدیل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۵۳۳ھ کا ہے۔ سات مہینہ وزارت پر فائز رہا۔

کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالعزظاہر بن محمد یزدگردی وزیر قراسنقر کو عنایت کیا گیا۔ عز الملک کا خطاب عطا ہوا، تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بد نظمیاں پیدا ہوئیں، سلطان مسعود انہیں دور نہ کر سکا، صوبوں کے گورنروں نے ملک کو دبایا، نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح برائے نام بادشاہ رہ گیا۔

قتل کا حکم

اس کے بعد سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاجی افسر پولیس قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظالم، کینہ ور اور غاصب تھا، سلطان مسعود نے اسے گرفتار کر کے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی نکریت کی جیل میں قید کیا۔ چند دن بعد اس کے قتل کا حکم صادر کیا۔ جلاد جیسے ہی قتل کے ارادے سے تلوار سونت کے بقش سلاجی کے پاس پہنچا۔ بقش سلاجی وجہ میں کود پڑا۔ ڈوب کر مر گیا، سراتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو نکریت سے طلب کر کے بغداد کی کوتوالی عنایت کی۔ مجاہد الدین بہروز نے انتہائی خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے۔ ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے بھی برطرف کیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام یزدگرد (یزدگرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر متعین ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

ملوک خوارزم

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ملوک خوارزم کی حکومت کا آغاز ہوتا ہے۔ محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم نے اس سے قبل لکھ دیا ہے۔ محمد بن انوشکین اس کا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ جس زمانہ میں سلطان برکیاروق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری مرحمت کی تھی اور کنجی نے اسے قتل کر دیا تھا تو سلطان برکیاروق نے محمد بن انوشکین کو اس خدمت پر متعین کیا۔ اس کے بعد اس کی بیٹا اتسز خراسان کا والی ہوا۔ یہ انتہائی کفایت شعار اور منتظم تھا۔ اس وجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ گئی، اپنے سرداران لشکر میں داخل کر لیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی و جرات سے سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی۔

سلطان سنجر کے دربار میں اس کا کافی عزت و احترام ہونے لگا۔ خوارزم میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ لگانے بچانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بچانا شروع کیا، موقع پا کر کہنے لگا "اتسز کا دماغ اب آسمان پر ہے" خود مختار حکومت کا دعوے دار ہو گیا ہے، سلطان کی وقت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے" سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا۔ فوج مرتب کر کے محرم ۵۳۳ھ میں جنگ کے لیے روانہ ہوا، اتسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا۔ لڑائی ہوئی، اتسز مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا، شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا ایک گروہ مارا گیا۔ اتسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے اتسز کو بے حد صدمہ ہوا، سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے، "غیاث الدین سلیمان شاہ" کو حکومت عنایت کی، وزیر، اتابک اور دربان مقرر کئے چند دن قیام کر کے جمادی الاخر سنہ مذکور مرد واپس آ گیا۔

سلطان سنجر نے جیسے ہی حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا، اتسز کو موقع مل گیا، خوارزم آ پہنچا چونکہ اہل خوارزم سنجر کی فوج سے ناراض تھے، انتہائی خوشی سے اتسز کے مطیع ہو گئے، سلیمان شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھا سلطان سنجر کی خدمت میں جا کر دم لیا۔ اتسز نے بڑی تسلی سے بلاد خوارزم پر قبضہ کر لیا، حکمرانی کرنے لگا۔

قراسنقر کا خروج

اس کے بعد اتابک قراسنقر نے اپنے والد "والئی آذربائیجان" کا بدلہ لینے کی غرض سے فوجیں اکٹھی کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزایہ میں مارا گیا تھا جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور جب سلطان مسعود کے پاس پہنچا تو اسے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کر دیا ان واقعات کو بھی آپ نے پڑھ لیا ہے۔

وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک نے بلاد فارس پر چڑھائی کر دی۔ امیر بوزایہ قلعہ بیضاء میں قلعہ بند ہو گیا۔ اتابک قراسنقر بلاد فارس پر بلا مقابلہ قابض ہو گیا۔ اس کو نے سے اس کو نے تک سارا ملک چھان ڈالا مگر کسی وجہ سے ایک جگہ پر ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا، سلجوق

شاہ بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کو فارس کی حکومت اور باگ ڈور سپرد کر کے آذربائیجان واپس آیا، میدان خالی پا کر امیر بوزایہ نے ۵۳۴ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا، سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران گرفتار کر لیا گیا، امیر بوزایہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور بلاد فارس پر پھر قبضہ کر لیا۔

قراسنقر کا انتقال

اس واقعہ کے بعد اٹابک قراسنقر والئی آذربائیجان داران کا شہر اردبیل میں انتقال ہو گیا۔ اٹابک قراسنقر ملک طغرل کا غلام تھا۔ اس کی جگہ جاولی الطغرل کو آذربائیجان کی حکومت مرحمت کی گئی۔

فارس پر چڑھائی

سلطان مسعود نے ۵۳۵ھ میں امیر اسماعیل چار داغی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ امیر بوزایہ کی گوشالی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چار داغی فارس کے ارادے سے روانہ ہوا، مجاہد الدین بہروز نے رو کا چار داغی نے کوئی توجہ نہ دی، وجہ کو عبور کرنے کا تہیہ کیا، مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو بے کار کر دیا اور بعض کو وجہ میں ڈبو دیا، چار داغی نے مجبوراً "حلقہ کی جانب پیش قدمی کی، والئی حلقہ نے بھی مدافعت پر کمر باندھی، واسط کی طرف بڑھا، طر نطائی مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، طر نطائی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چار داغی نے واسط میں داخل ہو کر اسے خوب تباہ کیا۔ نعمانیہ اور اس کے گرد و نواح کے مقامات میں خوب لوٹ چلائی۔ شکست کے بعد طر نطائی بطیحہ پہنچا۔ حماد والئی بطیحہ امداد کے لیے تیار ہو گیا۔ ادھر چار داغی کی فوج چار داغی سے علیحدہ ہو کر طر نطائی سے مل گئی۔ چار داغی کمزور پڑا۔ مقابلہ سے جی چرا کر تشر چلا گیا، سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا، سلطان مسعود نے معذرت قبول کر لی۔

سلطان سنجر کی شکست

تاریخ ابن اثیر میں جو واقعات ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اتسز بن محمد خوارزم پر قابض ہونے کے بعد ترکان خطاکو (جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا، ملک کی سرسبزی کا لالچ دیا، سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا، امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے، سلطان سنجر بھی ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے آمناسامنا ہوا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی، خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی، ایک لاکھ فوج ماری گئی، جس میں چار ہزار عورتیں تھیں۔ سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا، سلطان سنجر پریشانی کی حالت میں ترند پہنچا اور ترند سے بلخ کی راہ لی۔

سلطان سنجر پر فتح پانے کے بعد اتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا، بزور شمشیر کھس کر غارت گری اور تباہی شروع کر دی، فقہاء علماء اور رؤساء شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

اس شکست سے سلطان سنجر کو بہت صدمہ ہوا، اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا پرچم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے آکر قیام پذیر ہو، تاکہ امداد حاصل کی جائے، چنانچہ عباس والئی رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آ گیا۔

سبق قراخاں

اکثر مورخین نے تحریر کیا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر، بلاد ساغون، ختن اور طراز وغیرہ جو کہ ماوراء النہر کے نواح میں داخل ہیں، ان مقامات پر ملوک خانہ ترکہ حکمران تھا، ملوک خانہ ترکہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے جو مشہور بادشاہ ملوک کینہہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانہ ترکہ کا جد اعلیٰ سبق قراخاں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک

بزرگ شخص آسمان سے اتر اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم یہ تھا ”اسلام قبول کر دینا اور آخرت میں تجھے سلامتی حاصل ہوگی“ چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں اسلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخاں کے انتقال پر اس کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخاں نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی ”نسلا“ بعد ”نسلا“ اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خان بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن بقراخاں بن ابراہیم المقلب بہ طغاج خاں ابن ایک المقلب بہ نصرارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک قائم رہی۔

قدر خاں کا انجام

قدر خاں نے ارسلان خاں کے زمانہ میں خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے حکومت ترکستان نکال لی۔ ۴۹۲ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمران ہوا اور سلطان سنجر نے قدر خاں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد خوارزم نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر پھر اس کی اعانت و امداد پر تیار ہو گیا اور ترکستان پر قبضہ دلا دیا۔

ارسلان خاں کا انتقال

ترکوں کا ایک جرگہ جسے قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں ارسلان خاں کی فوج میں تھا۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو پامال کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان کے ایک گروہ کا نام برق تھا۔ برغوث بن عبد الحمید اس کا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شریف اشرف ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص ارسلان خان لقب بقراخاں کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خان کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کی طمع دے کر باپ سے حکومت چھیننے پر آمادہ کیا باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۳ھ میں دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر سمرقند کی طرف واپس ہوا ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ کی جیل میں ڈال دیا جہاں پر ارسلان خاں کا انتقال ہو گیا۔

سمرقند کی حکومت

ارسلان خاں کی جگہ سلطان سنجر نے سمرقند کی حکومت پر قلیچ لمغاج ابو لعلی حسن بن علی بن عبد المومن معروف بہ حسن تکین کو مامور کیا۔ حسن تکین خاندان سلطنت خانہ میں سے تھا۔ ارسلان خاں نے اسے شہر بدر کر دیا تھا اس کا زمانہ حکومت طویل نہیں ہوا چند روز بعد وفات پا گیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خان سابق حکمران سمرقند کو مسند حکومت پر فائز کیا۔ یہ ارسلان خاں وہی ہے جس کے قبضہ سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا اور محمود بن ارسلان سلطان سنجر کی بہن کا بیٹا تھا۔

کاشغر پر چڑھائی

اس سے قبل ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ چین سے ملک گیری کی ہوس میں ایک بڑی فوج لے کر حدود کاشغر آیا۔ زبان چین میں ”کوہر“ کے معنی ”اعظم خان“ کے معنی ”ملک“ پس کوہر خاں کے معنی ہوئے ”اعظم الملک“ یعنی شہنشاہ۔ الغرض والئی کاشغر ”احمد بن حسن خاں“ مقابلہ و مدافعت کے لیے میدان جنگ میں نکلا، گھمسان کی جنگ کے بعد کوہر خاں کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے۔

۱۔ اس اجمل کی تفصیل یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی پینہ ٹھونک کر مدی ملطت بنا کر مقابلہ پر کھڑا کیا ارسلان خان نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قارغلیہ کو نفرت پیدا ہو گئی بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا۔ حکومت سلطنت سے استعفا کے طالب ہوئے ارسلان خان نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی امداد کا خواست گار ہوا۔ چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لے کر ارسلان خان کی امداد کو سمرقند پہنچا (ارسلان خان سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرایا۔ میدان خالی کر دیا۔ ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا۔ اتفاق سے چند سوار نظر آئے تو سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ ارسلان خان نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے سلطان سنجر غضب ناک سمرقند واپس آیا۔ اس وقت ارسلان خان قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا اور پاب زنجیر بلخ بھیج دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۵۳، ۵۵

ترکان خطا کی ناراضگی

ترکان خطا کا ایک گروہ اس واقعہ سے پیشتر چین سے نکل کر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آگیا تھا، ارسلان خان محمد بن سلیمان نے انہیں چینی سرحد پر حفاظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا اس خدمت کے عوض جاگیریں دی تھیں اور وظائف مقرر کر دیئے تھے۔ اتفاق سے ارسلان خان محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہو گیا، سزا دی، اس سے انہیں ناراضگی اور نفرت پیدا ہو گئی، رہائش کے لیے ایک کشادہ اور سرسبز جگہ تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خان کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں۔ کسی نے ان سے بلاد ساسون کی تعریف کر دی۔ چنانچہ یہ سب اہل و عیال کے ساتھ بلاد ساسون چلے گئے۔ جب دوبارہ کوہر خان شاہ چین نے اسلامی شہروں کی جانب قبضہ اور پامالی کی غرض سے پیش قدمی کی تو ترکان خطا جو ارسلان خان سے ناراض ہو کر بلاد ساسون میں آکر آباد ہو گئے تھے کوہر خان سے مل گئے، اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی، سیلاب کی طرح بلاد ماوراء النہر کی جانب بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خان محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لیے مقابلہ پر آیا۔ زبردست جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہوئی، سرحد واپس آیا۔ اس سے کوہر خان کا رعب و داب بڑھ گیا۔ بلاد ماوراء النہر اور اہل بخارا پر ان کے مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

جنگ اور اس کا انجام

سلطان سنجر کی خدمت میں خان محمود نے خط بھیجا، واقعات لکھے، اور امداد کی استدعا کی، سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ لشکر کی فراہمی اور سامان جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا، خراسان، بختان (خاندان بنی حلف) غزنی (ملوک غور) اور ماژندران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے سلطان سنجر کے پاس آکر اکٹھے ہوئے، فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخر ۵۳۵ھ میں نمر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لیے پیش قدمی کی۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا، ترکان قارغلیہ نے کوہر خان بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خان نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا۔ سلطان سنجر کچھ نہ کر سکا بلکہ دھمکی آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جنگ اور کثرت فوج کی دھمکی دی۔ خط دیکھ کر کوہر خان سخت آگ بگولہ ہوا۔ دھمکے دے کر سلطان سنجر کے ایچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر آراستہ کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے ارادے سے روانہ ہوا۔ دونوں حریفوں کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی جانب سے ترکان قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے، لشکر اسلام سے شاہ بختان لڑائی کرنے کے لیے نکلا، تمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ماری گئی، شاہ بختان، امیر قماچ اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ کوہر خان نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطا اور کفار اتراک نے بلاد ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔

کوہر خان کا انتقال

بادشاہ چین کوہر خان کا ۵۳۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کی بیٹی مسند حکومت پر فائز ہوئی، چند دن بعد یہ بھی فوت ہو گئی اس کی باں (کوہر خان کی بیوی) حکمران ہوئی، اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت و سلطنت کا سکہ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے ۶۱۲ھ میں ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

مصالحات کی کوششیں

اتسز (خوارزم شاہ) نے سلطان سنجر کی شکست کے بعد ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی جانب پیش قدمی کی، اہل سرخس نے اطاعت قبول کی، مرو شاہجہان کا رخ کیا، امام احمد باخرزی نے حاضر ہو کر باشندگان مرو شاہجہان کی وکالت کی، جنگ اور خونریزی سے روکا چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجہان کے باہر خیمہ زن ہوا، ابو الفضل کرمانی اور چند رؤساء شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس دوران عوام الناس نے ہلچل مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مرو شاہجہان میں تھے، مارا قتل کیا اور شہر سے نکل دیا۔ جھگڑا بڑھا۔ خوارزم شاہ نے قتل اور غارت گری کا حکم دے دیا۔ بزور شمشیر کھس کر دل کھول کر تاراج کیا۔ بہت سے علماء قتل ہو گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نیشاپور کی طرف واپس ہوا۔ علماء فقہاء اور صوفیوں کا وفد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشاپور کی جانب سے گذارش کی ”ہم لوگوں کے ساتھ سلوک نہ کیا جائے جو اہل مرو شاہجہان کے ساتھ کیا۔ ہم لوگ آپ کی حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں“ خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا مگر ضد کر کے سلطان سنجر کا ترانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ نے اس کے بعد اپنی فوج کو فواح سفد (سین) میں پھیلا دیا۔ غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا چند یوم تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد اور اہل انہر میں ہر طرف پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر ان کی مدافعت میں مصروف تھا، اس وجہ سے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۸ھ کا دور آگیا، سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فرصت ہوئی، لشکر مرتب کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا لڑائی کا آغاز ہو گیا۔ سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے، زبردست مقابلہ ہوا۔ قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا مگر اتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انہیں شہر سے نکل دیا۔ اس کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ کو چھوڑ کر اپنے سابقہ مقبوضات کی حکومت پر قناعت کی۔ سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کر مصالحت کر لی چنانچہ ۵۳۸ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان سنجر ۵۳۸ھ میں دار الخلافہ بغداد حسب عادت پہنچا اور موصل کے ارادے سے لشکر آراستہ کرنے لگا کیونکہ جس قدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی جانب سے پیدا ہوئے تھے وہ تمام کے تمام اتابک زنگی والی موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے۔ سلطان سنجر اس سے آگ بگولہ ہو گیا۔ موقع کا انتظار کرنے لگا جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فرصت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور گوشمالی کی جانب متوجہ ہوا۔ اتابک زنگی نے ابو عبد اللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا۔ نری و مہرانی کی درخواست کی، بیس ہزار دینار نذر کئے بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر رضامند ہو گیا۔ مصالحت ہو گئی۔

مزید امور کے علاوہ جن کی وجہ سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی ایک خاص سبب یہ واقع ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (atabek زنگی کا بیٹا) محبت پداری کے باعث سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس کی جانب ذرا بھی توجہ نہ کی اور اٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھا کہ میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا ہے۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر فطری محبت کے باعث میرے پاس بھاگ آیا ہے۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں اور یہ دونوں حضور کے غلام ہیں ملک حضور والا کا ہے۔“ اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت میں اضافہ ہو گیا، بڑی خوشی سے مصالحت کا پیام قبول کر لیا۔

بوزایہ کی شورش

فارس و خوزستان کے والی بوزایہ کو سلطان مسعود سے ناراضگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ ۵۳۰ھ میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں مرتب کر کے ماشون (قاشان) کی طرف روانہ ہوا۔ امیر عباس والی رے بھی آ ملا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ برادر سلطان مسعود بھی ان لوگوں کی سازش میں شریک ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر باغی قابض ہو گئے۔ سلطان مسعود کو اس کی اطلاع ملی۔ ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا، امیر طغایرک امیر حاجب رکاب میں تھا۔ اس کا اراکین سلطنت پر ایک خاص اثر تھا اور عوام کا میلان بھی اس کی جانب تھا۔ بغداد میں مہلہل، نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا، سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا آیا، امیر عبدالرحمن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ حسب منشاء صلح ہو گئی، امیر عبدالرحمن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں ان صوبجات کی حکومت کے علاوہ جس پر وہ پہلے سے حکمران تھا، آذربائیجان اور اران تا اخلخل کی گورنری بھی جلدی طغری کی جگہ عنایت کی گئی۔

ابوالفتح وزیر کی برطرفی بحالی

چنانچہ ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزایہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت عنایت ہوا۔ ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو برطرف کر کے مرزبان بن عبد اللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے نوازا۔ اور یزدجردی برطرف وزیر کو مرزبان بن عبد اللہ وزیر جدید کی سپردگی میں دیا۔ مرزبان بن عبد اللہ نے یزدجردی کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزایہ وغیرہ سے مصالحت ہو گئی تو امیر بوزایہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت و سلطنت پر اسے غلبہ حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کے بجائے عہدہ وزارت پر پھر تعینات کیا گیا۔

عبدالرحمن کا انجام

عبدالرحمن طغایرک نے سلطان مسعود پر اس حد تک قابو پالیا تھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف تخت حکومت کا مالک تھا۔ باقی تمام امور کے سیاہ و سفید کا اختیار عبدالرحمن طغایرک کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا۔ بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور انتہائی قریبی تھا، سلطان مسعود کی اس پر نظر عنایت رہا کرتی تھی، خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو جائے بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر متعین کر کے بھیجنے کا ارادہ کیا، سلطان مسعود کو اس سے بڑا صدمہ ہوا۔

بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کر کے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی، زنگی جاندار اس کام کے لیے تیار ہو گیا، بک ارسلان نے اس کا ساتھ دیا دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہو گیا، اس کے بعد ایک دن طغایرک اپنے جاہ و جلال کے ساتھ بمقام جنزہ ہوا خوری کے لیے نکلا، زنگی جان دار نے بڑھ کر ایسا وار کیا طغایرک گھوڑے سے زمین پر آ رہا، بک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کر دیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کی انجام دہی کے لیے ہمراہ تھے طغایرک کے ساتھیوں کو شور مچانے سے روک دیا۔

امیر عباس کا انجام

سلطان سنجر کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا، امیر عباس دانی رے بھی اپنی فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے آگ بگولا ہو گیا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع تلاش کرنے لگا، سلطان مسعود نے سمجھایا، نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی۔ بعض سرداران لشکر اور اراکین سلطنت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ و تیار کیا۔ چونکہ سرداران لشکر اور امیران سلطنت امیر عباس کے غلبہ حکومت سے تنگ آ گئے تھے قتل پر تیار ہو گئے۔ امیر نقش اور حروس نجف نے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک دن سلطان مسعود نے امیر عباس کو محل سرائے شاہی میں طلب فرمایا، امیر نقش اور حروس نجف نے چند آدمیوں کو محل سرائے کی صخچیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس محل سرائے شاہی کے دروازے پر پہنچا، دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی، اس کے ساتھیوں کو روک دیا۔ امیر نقش اور حروس امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے لے گئے جہاں پر اس کے قتل کے لیے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا۔ اچانک وہ سب نکل پڑے اور امیر کو قتل کر دیا۔ اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر میں داویلا اور ایک شور برپا ہو گیا۔ مگر پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذیقعد کا ہے۔

امیر عباس، سلطان محمود کا آزاد غلام تھا، عادل، نیک سیرت، فرقہ باطنیہ پر کثیر الجہاد اور مدبر تھا۔ رعایا اس سے بڑی خوش تھی۔ سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ نکریٹ میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ ولی التوفیق

اصفہان پر چڑھائی

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ طغایک، امیر عباس والئی رے اور امیر بوزایہ والئی فارس خوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چنے بٹے تھے، طغایک، امیر عباس اور امیر بوزایہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو خطرہ کا بادشاہ بنائے ہوئے تھے جس وقت طغایک قتل ہوا امیر عباس ناراض اور آگ بگولا ہوا بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ جلد ہی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے مارے جانے کی خبر امیر بوزایہ کو پہنچی، غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ ایک بڑی فوج لے کر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہنچا۔ محاصرہ کیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر متعین کیا۔ تیسری فوج قلعہ مابکی بلاد نجف کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوئی، بلاد نجف، امیر بقش کو زخمی گورنری میں تھے۔ امیر بقش مدافعت کے لئے تیار ہو گیا۔ مردانگی اور جرات سے لڑ کر دشمن کو شکست دی۔

امیر بوزایہ کا انجام

امیر بوزایہ اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے بچنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ مرج قرا تین میں صف آرائی ہوئی، انتہائی شدید مقابلہ ہوا۔ دونوں حریف دل توڑ کر لڑے، اتفاق سے امیر بوزایہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا، امیر بوزایہ زمین پر آ رہا۔ ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ گرفتار کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت سلطان کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دوران جنگ امیر بوزایہ کو تیر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور گر کر مر گیا۔ امیر بوزایہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تترہتر ہو گیا۔ یہ لڑائی سلاطین سلجوقیہ کی بڑی بڑی لڑائیوں میں شمار ہوتی ہے۔

بغداد کی تباہی

امیر بوزایہ، طغایک اور امیر عباس کے قتل کے بعد بک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمدورفت ختم ہوئی، اس سے امراء و اراکین سلطنت کو سلطان مسعود کی جانب سے نفرت پیدا ہو گئی، خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ پیش نہ آئے جو طغایک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا اس وجہ سے امراء و اراکین سلطنت سلجوقیہ ابورکن مسعودی والئی گنجه داران، بقش کو زخر والئی جبل، حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد، ابن طغایک، امیر رکن مسعود اور فرقوب سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر عراق کی جانب روانہ ہو گئے، ان لوگوں کے ہمراہ اور ان کا ہم خیال سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ تمام امراء سلجوقیہ کوچ قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے، اہل بغداد میں بے دلی اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ غلہ منگا ہو گیا، خلیفہ مقتضی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا مگر کسی نے کوئی بات نہ سنی۔ ماہ ربیع الاخر ۵۴۳ھ میں بغداد میں داخل ہوئے۔ شرقی جانب قیام کیا، مسعود افسر پولیس بغداد نکرت بھاگ گیا، علی ابن دبیس والئی حلب بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ غربی بغداد میں خیمہ نصب کیا۔ خلیفہ مقتضی نے بغداد کی حفاظت کے لیے فوجیں مہیا کیں، امراء سلجوقیہ کے فوجیں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی شروع ہو گئی۔

اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ پلٹ کر پھر حملہ آور ہوئے۔ بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی ویرانی سے امن بد امنی سے بدل گیا۔ محلہ کے محلہ ویران میدان بن گئے، لوٹ مار اور غارت گری کی کوئی انتہا نہ رہی، اس عام غارت گری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے، رسم زمین بوسی ادا کی، معذرت کی، سارا دن خلیفہ مقتضی عباسی اور امراء سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا۔ بالاخر اگلے روز بغداد سے نہروان کی جانب کوچ کر گئے، اس کے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا اور ان غارت گروں نے نہروان پہنچ کر یہی کام کیا اور خونریزی کی انتہا کر دی۔

اس قتل عام کے بعد سے امراء منتشر ہو گئے اور عراق چھوڑ دیا، بقش کو زخر طر نطانی اور ابن دبیس نے ۵۴۴ھ میں پھر بغداد کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کا بھتیجا ملک شاہ بن محمود ان کے ساتھ تھا، خلیفہ مقتضی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کئے جانے کی درخواست کی، خلیفہ مقتضی نے انکاری جواب دیا، فوجیں فراہم کیں، سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا مگر سلطان مسعود وعدے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے وعدہ کو نبھانہ سکا۔

سلطان سنجر نے بک ارسلان کے بارے میں سلطان مسعود کو لکھا "تم نے بک ارسلان کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور اراکین سلطنت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اسے خدمت سے علیحدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔" سلطان مسعود نے یہ بات کسی بہانے سے ٹل دی اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان ناراض ہو گیا۔ کوچ و قیام کرتا رہے پہنچ گیا۔ سلطان مسعود نے حاضر ہو کر عذر و معذرت کی اور غلطی معاف کرائی۔

نہروان کی تباہی

جب اس بات کی خبر بقش کوز خر کو ہوئی کہ خلیفہ مقتضی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے اور امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا۔ علی ابن دبیس دانی حلقہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے مل کر بغداد روانہ ہوا۔ ۵ شوال ۵۴۴ھ میں بغداد پہنچا۔ طر نطائی ار کر نعمانیہ بھاگ گیا بقش کوز خر بھی نہروان سے کوچ کر گیا علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کی سلطان مسعود نے معذرت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کا انتقال

رجب ۵۴۷ھ میں بمقام ہمدان سلطان مسعود امہ کا انتقال ہو گیا۔ زمانہ دعوائے سلطنت سے بائیس سال حکومت کی اس کی حکومت کے زمانے تک سلجوقیہ اقتدار پر چھائے رہے اس کے بعد زوال شروع ہوا۔ اس کے انتقال سے گویا سلطنت سلجوقیہ کی موت واقع ہو گئی۔

۱۔ سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذی القعدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق خوش مذاق تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا، خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے دل و زر پر دست درازی نہ کرتا تھا۔ سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں۔ ہم نے یہ نظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہ کر یکم رجب ۵۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱

باب ۶

سلجوقیہ کا زوال

سلطان محمد بن سلطان محمود

بیعت

سلطان مسعود نے اپنے بھتیجے ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولی عہد نامزد کیا تھا، اسی بناء پر اس کے انتقال کے بعد امیر خاص بک نے ملک شاہ کو مسند حکومت پر فائز کیا، بیعت کی، شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سلطان مسعود کے انتقال کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد حکمران بھاگ گیا۔ خلیفہ مقتضی لامر اللہ عباسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور امراء سلطان مسعود کے مکانات مع مال و اسباب ضبط کر لیے گئے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ایک فوج سالار کرد کی ماتحتی میں حلقہ روانہ کی، سالار نے حلقہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سن کر حکمران سے حلقہ آیا۔ سالار کرد سے ملا اور اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور دوستی کا اظہار کیا یہاں تک کہ سالار کرد اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے تعلقات پیدا ہو گئے، ایک دن موقع پا کر کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا۔ اور حلقہ پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتضی لامر اللہ عباسی کو اس کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا، وزیر السلطنت عون الدین ابن عیبرہ کو حلقہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا، لڑائی ہوئی، شکست کھا کر بھاگا، وزیر السلطنت نے حلقہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی جانب اور ایک فوج واسط بھیجی، چنانچہ کوفہ اور واسط بھی فتح ہو گیا۔ اس دوران سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہنچا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتضی عباسی کو اس کی اطلاع ملی تو بہ نفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی جانب پیش قدمی کی، شاہی لشکر یہ خبر سن کر واسط سے کنارہ کش ہو گیا۔ خلیفہ نے واسط پر قبضہ کر کے حلقہ کی طرف پیش قدمی کی اور حلقہ ہوتا ہوا آخر ماہ ذی القعدہ سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد واپس پہنچ گیا۔

امیر خاص بک کا انجام

امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو مسند حکومت پر بٹھایا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی، انفرادی اور خود مختار حکومت کا لالچ پیدا ہوا۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر مسند حکومت پر بٹھایا، جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا، نذر گزاری، تحائف اور نذرانے پیش کئے چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بک کی حرکات کی خبر ہو گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بدباطنی اور شرارت کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد کے پہنچنے کے دو سرے روز جب وہ دربار میں حاضر ہونے کے لیے آیا تو سلطان محمد نے اسے اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے ساتھ دنگی جاندار کا کام بھی تمام کر دیا جس نے طغایر کو قتل کیا تھا امیر خاص بک کے قتل کے بعد اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا۔

یہ امیر خاص بک ایک ترکمانی کا بیٹا تھا۔ کسی ذریعہ سے سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ہلاک اور ہوشیار تھا۔ کئی نمایاں کام انجام دیئے، سلطان مسعود نے اسے اپنے مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شاہی افواج اور امراء سلطنت کی سرداری سے نوازا۔

انوغری ترکی معروف بہ شہداء امیر خاص بک کا خاص ساتھی اور خیر خواہ تھا۔ اس نے امیر خاص کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔

جب امیر خاص بک مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا اور اپنی حکومت و ریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ۔

ترکان غز کی لڑائی

غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا، ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا جس میں حکمرانین سلجوقیہ بھی داخل ہیں، ماوراء النہر عبور کرنے کے بعد انہوں نے یہیں رہائش اختیار کی، مذہباً ”مسلم“ تھے، جس وقت ترکان خطا ملک چین اور ماوراء النہر پر قابض ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا اور اطراف بلخ میں سکونت اختیار کی، اس زمانہ میں محمود، ایاز، بختیار، طوطی، ارسلان اور معز، ان پر حکمران تھے۔ امیر قماج والی بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکلنے کے لیے تیاری کی۔ ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ نماز روزے کے پابند تھے۔ زکوٰۃ دیتے تھے، قاتلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن و امان سے رہتے تھے، کسی کو تکلیف و ایذا نہ پہنچاتے تھے۔

چند دن بعد امیر قماج کو ان کے نکلنے کا پھر خیال پیدا ہوا۔ سارے جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا ترکان غز بگڑ گئے، شہر بدر ہونے سے انکار کر دیا۔ بجکم ہر کہ بہ تنگ آید جنگ آمد مقابلہ کے خیال سے اپنے گروہ والوں کو جمع کیا، امیر قماج دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ ترکان غز کو نکلنے کے لیے روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہو کر مال و دولت پیش کیا، معذرت کی، واپس جانے کی درخواست کی، امیر قماج نے ایک نہ سنی۔ نوبت جنگ رسید کا مضمون ہوا، ترکان غز نے امیر قماج کو شکست دی، اس کے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا، رعایا پر بھی دست درازی کی، علماء و فقہاء بھی اس پامالی و قتل سے محفوظ نہ رہے، عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے، لوٹدی غلام بنایا۔ مدارس اجاڑ دیئے، امیر قماج بڑی مشکل سے جان بچا کر بھاگا۔ مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا، تمام واقعات سے آگاہ کیا۔

ترکان غز کی کامیابی

سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑ دینے کا پیام بھیجا اور شاہی حکم پر عمل نہ کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ترکان غز نے بڑی نرمی سے جواب دیا۔ خراج دینے کو تیار ہوئے، ملک چھوڑنے کے علاوہ اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی مگر سلطان سنجر نے ان کی کوئی بات نہ مانی اور ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر حملہ کیا، نانی گرامی جنگ آزمودہ سردار رکاب میں تھے۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوئی، آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی، ترکان غز دور تک تعاقب کرتے گئے۔ سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ مارا گیا، عطاء الدین قماج مارا گیا اور سلطان سنجر چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔

جنگ کے اختتام کے بعد ترکان غز نے سرداران لشکر کو مار ڈالا، باقی رہا سلطان سنجر، اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے، اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو، ملک خراسان کا دار الحکومت تھا۔ بختیار نے عرض کی ”مرو مجھے بطور جاگیر عنایت فرمائیے“ سلطان سنجر نے جواب دیا ”یہ دار السلطنت ہے اور دار السلطنت جاگیر میں نہیں دیا جاتا“ بختیار یہ سن کر ہنس پڑا، ترکان غز مذاق اڑانے لگے، سلطان سنجر یہ صورت حال دیکھ کر مسند حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ خانقاہ مرو میں چلا گیا اور ترکان غز نے بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔

قابض ہونے کے بعد ترکان غز نے ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا، جو مظالم کبھی بھی نہ کیے گئے تھے اور جنہیں کاتوں نے کبھی نہ سنا تھا وہ اہل خراسان پر کیے گئے، لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس عائد کیے، بازار میں تین کنستر لٹکا دیئے اور حکم دیا کہ ”اسے سونے سے بھر دو“ عوام الناس آگ بگولا ہو گئے، لڑ پڑے، ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر ایک جانب سے لوٹ لیا، عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے، چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارت گری سے محفوظ نہ رہے، گاؤں، قصبے اور شہروں کو جلا کر خاکستر کر دیا، خراسان کے شہروں میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء، صلحاء اور قضاة ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و تباہ نہ کیے گئے ہوں، خراسان کے شہروں میں

صرف ہرات اور سیستان چونکہ انتہائی مضبوط و مستحکم تھے اس وجہ سے ترکوں کے ظلم اور غارت گری سے بچے رہے۔ ۱۔
امیر زنگی کا خاتمہ

بعض عجمی مورخین سے ابن اثیر نقل کرتے ہیں کہ عہد خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتضی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ اقصائے سرحد ترک سے ماوراء النہر آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا، مقنع کندی نے شعبدہ اور خرق عادات دکھلا کر انہیں اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی، جب مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہوا تو شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی کے لیے چلا ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالہ کر دیا، اسی قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کی۔ اس کے بعد ترکان قارغلیہ نے ان کو گرفتار کر کے جلاوطن کیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض تھا اپنے مقبوضہ شہر میں بلا کر ٹھہرایا۔ اپنی فوج میں بھرتی کیا، امیر قماج والی بلخ اور امیر زنگی میں ایک عرصہ سے دشمنی کا سلسلہ چلا آ رہا تھا، امیر زنگی نے ترکان غز پر اتر کر امیر قماج پر حملہ کیا، امیر قماج نے ترکوں کو ملا لیا چنانچہ مقابلے کے وقت ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکہ دیا۔ امیر زنگی کو شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور اس کا بیٹا گرفتار ہو گیا۔ امیر قماج نے دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ شہر میں جاگیریں مرحمت کیں۔

امیر قماج کی شکست

حسین بن غوری نے بلخ فتح کرنے کا ارادہ کیا، امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ مقابلہ ہوا، ترکوں نے حسین غوری کا پہلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا، حسین غوری کی فوج میں مل گئے۔ امیر قماج کو شکست ہوئی۔ حسین غوری بلخ پر قابض ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے بلخ پر حملہ کیا۔

حسین غوری کو شکست ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد دربار سلطان سنجر میں حاضر ہوا، معذرت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا، سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز اطراف طغارستان میں بدستور رہائش پذیر رہے، سلطان سنجر نے ان کو کچھ نہ کہا۔

امیر قماج کا انجام

امیر قماج کا دل چونکہ ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکہ دینے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے امیر قماج نے انہیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا، ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی، ہر جانب سے ترکوں کے جڑگوں کو جمع کیا اور ارسلان بو قاتر کی کو امیر لشکر بنا کر نافرمانی پر تل گئے، امیر قماج بھی لشکر مرتب کر کے گوشلی کے لیے بڑھا۔ انتہائی زبردست لڑائی ہوئی، سارا دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ امیر قماج اور اس کا بیٹا ابو بکر گرفتار کر لیے گئے، ترکان غز نے انہیں مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قبضہ کر لیا۔ قتل و غارت اور تباہی کرنی شروع کر دی، دیہات قصبات اور شہروں میں ویرانی پھیل گئی۔

مرو کی تباہی

ان واقعات سے آگاہ ہو کر سلطان سنجر نے فوجیں فراہم کیں۔ مقدمتہ الجیش پر محمد بن ابوبکر بن امیر قماج مقبول اور موید الی آئے کو

۱۔ اس ہنگامہ میں ترکان غز نے بہت بڑی خونریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارمابندی قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔ شعراء نے مرثیے لکھے، علی ابن ابراہیم کاتب کا مرقعہ زیادہ مشہور ہے۔ جس کے چار اشعار یہ ہیں:

مضی الذی کان یجنی الدار من فیہ
مضی ابن یحییٰ الذی قد کان صوب حیا
خلا خراسان من علیم و من ورع
لما اما توہ مات النین و اسفا
یسبیل بالفضل والافضل وادیہ
لا یر شہر و مصباحا سرا جیہ
لما نعاہ الی الافاق ناعیہ
من ذالذی بعد محی الدین مجیہ

متعین کر کے محرم ۵۴۸ھ میں پیش قدمی کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا۔ ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت و فرماں برداری کا وعدہ کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تعاون دینے پر تیار ہوئے، سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی، سبق سکھانے کے لیے ترکوں کے سر پر پہنچ گیا، لڑائی چھڑ گئی ترکوں نے شکست دے کر بلخ کی جانب ہٹا کر دیا، پھر سلطان سنجر فوج کو آراستہ کر کے دوبارہ حملہ آور ہوا۔ ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسے شکست دی، مرو بھاگ آیا۔ ترکوں نے تعاقب کیا، سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں بھی ٹھہرنہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل و غارت گری اور تباہی شروع کر دی۔ بڑے آئندہ، نامی گرامی علماء اور قضاة کو شہید کر دیا گیا۔

سلطان سنجر جس وقت مرو سے نکلا تھا، ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا، اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ اس کے بعد مرو کی غارت گری پر پھر ہاتھ بڑھایا۔ اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی، لڑنے کے لیے تیار ہوئے مگر ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے، پسپا ہوئے، مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے، شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ تباہی کی، قتل و غارت گری کا کوئی حساب نہ تھا۔

طوس کی تباہی

وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور تمام خراسانی امراء سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشاپور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر مسند حکومت پر بٹھایا۔ چنانچہ ۱۹ جمادی الاخر سنہ مذکور میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ ترک بھی مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا، نیشاپور میں پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کیا، ترکان غر تعاقب میں تھے، نیشاپور میں بھی نہ ٹھہر سکا، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر تباہی مچادی، علماء، زہاد ۲۰ اور رؤساء کو قتل کیا، مسجدیں مسمار کر دیں، عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے نہ بچ سکے۔

نیشاپور کی تباہی

طوس کو اجاڑنے کے بعد ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشاپور ۳۰ کی تباہی کے لیے بڑھے، طوس سے زیادہ نیشاپور میں مظالم کیے، سارا شہر مقتولوں سے بھر گیا۔ علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا، ترکوں نے انہیں بھی نہ چھوڑا۔ ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ نذر آتش کیا۔ یہی مظالم اور زیادتیاں کاجوین اور اسفراہن میں بھی کی گئیں۔ محاصرہ کیا، تباہی پھیلائی، باغات اجاڑ ڈالے، کھیتوں کو برباد کیا، بوڑھے، جوان، عورت اور بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہا۔ ترکوں نے جس قدر مظالم ان مقامات میں کیے دوسرے شہروں میں نہیں کیے۔

۱۔ پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو شکست ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا۔ ترکوں نے معذرت کی، سلطان سنجر نے ایک نہ سنی، لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہنچا۔ ترکوں نے تعاقب کیا۔ سلطان سنجر نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی، سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا۔ یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے۔ ترکوں نے مرو کا قصد کیا۔ خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے ہٹا گیا، مرو چھوڑ دیا، ترکوں نے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا، کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹

۲۔ طوس میں منجملہ ان علماء کے جو ترکوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔ امام محمد مار سکی، علی موسوی، نقیب علوی، اسماعیل بن حسن خطیب اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔ کسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں چھوڑا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹

۳۔ ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشاپور کو تاراج کیا، کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک شخص کو زندہ باقی نہ چھوڑا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا اس میں شمار نہیں ہے جو عورتیں اور بچے باقی گئے انہیں غلام اور لونڈی بنالیا۔ سارا شہر مقتولوں سے پر تھا۔ گلیوں میں نیلہ کی طرح کشتوں کے پٹے لگے تھے عوام کا کیا ذکر ہے بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد بن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جن کا مثل اس سے پر تھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وزیر طاہر بن فخر الملک کا انتقال

سلطان سلیمان شاہ کی حالت کمزور تھی، خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا، ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ ماہ شوال ۵۳۸ھ میں اس کا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک انتقال کر گیا۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سے نوازا، ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا رہتا تھا اس کے انتقال سے ہمت ہار گیا۔ سلطنت کا بوجھ اٹھانہ سکا۔ ماہ صفر ۵۳۹ھ میں جرجان واپس آیا۔ اراکین سلطنت نے اکٹھے ہو کر بار حکومت سے اسے بسکدوش کر کے سلطان سنجر کے بھانجے خان محمود بن محمد بن بقرہ خان کو اپنا سلطان بنالیا۔ ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت پر بٹھایا۔ اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھایا گیا۔

ترکان غز اس وقت ہرات کا محاصرہ کیے تھے۔ خان محمود فوج تیار کر کے ہرات کو ترکوں کی دست برد سے چھڑانے کے لیے نکلا، ترکوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں، اکثر لڑائیوں میں ترکان غز کامیاب رہے۔ آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاول ۵۵۰ھ میں محاصرہ اٹھا کر مرو چلے آئے اور اہل مرو سے تادان وصول کرنے لگے، خان محمود نے نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی۔ نیشاپور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا اس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا، ماہ رجب سنہ مذکور میں دونوں کے مابین صلح ہو گئی۔

موید کی کامیابی

موید سلطان کا غلام تھا۔ (ای ای اے) نام تھا ”موید“ کا لقب دیا تھا۔ اراکین سلطنت میں انتہائی چالاک اور بااثر شخص تھا۔ سرداران لشکر اس کے اشارے پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا، امراء و سرداران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں منتشر ہو گئے اور حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑے اور ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکے اس وقت موید نے بڑھ کر عمان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ موید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں، نیشاپور، طوس، نسا، ایورو، شہرستان اور دامغان پر قابض ہو گیا اور لیسرے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھاگایا چونکہ موید انتہائی خوش خلق، عادل اور نرم دل تھا اس وجہ سے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کی، بہت سے خیر خواہ پیدا ہو گئے۔ جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے موید کا بہاء و جلال بڑھ گیا۔ رعب و داب کا سکہ چلنے لگا۔ خان محمود نے موید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا، مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا، فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی، آخر کار سالانہ خراج دینے پر صلح ہوئی۔ موید نے زر خراج کی ادائیگی کی ضمانت دی، خان محمود آگے بڑھنے سے رک گیا اور موید کا ان شہروں پر قبضہ برقرار رہا۔

ایتاخ کی کامیابی

سلطان سنجر کا ایک خادم ایتاخ تھا۔ جس وقت ترکان غز کی غارت گری کا دور شروع ہوا، ایتاخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قبضہ کر لیا۔ رے سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک میں سے تھا۔ ایتاخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود والی ہمدان و اصفہان وغیرہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ نذرانے و تحائف پیش کیے، چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایتاخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کے انتقال کے بعد ایتاخ نے ہاتھ پاؤں نکالے رے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا، اس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی، فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی، جب سلیمان

زمانہ میں نہ تھا، طالب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے ان کی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے ان کا مرفیہ لکھا، ابوالحسن علی بن ابوالقاسم بیہقی کا مرفیہ زیادہ مشہور ہے جس کے اشعار نقل کیے جاتے ہیں وہ اہلاد:

قد طار فی اقصى الممالک صلیتہ

من کان محی الدین کیف تمیتہ

باسا فکادم عالم منبحر

باللہ قل لی یا ظلوم ولا تخف

فقید موصوف کے علاوہ عبدالرحمن بن عبدالعزیز، ابوالبرکات فراوی، امام علی مبلغ حکیم، احمد بن محمد بن حامد، عبدالوہاب فتاوی، قاضی ساعد بن عبدالملک ابن ساعد، حسن بن عبدالحمید رازی، اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیائے اسلام پر مظالم کیے جو کفار نے بھی کبھی نہ کیے تھے۔ مختص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۳۰۔

۵۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے کتاب میں جگہ خالی ہے۔

شاہ نے ہمدان وغیرہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں کر لی تو ایلیخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی جس سے اس کی قوت میں دن بدن اضافہ ہو گیا، رے اور اس کے گرد و نواح پر اس کی خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا اس زمانہ سے ایلیخ سے خاصی واقفیت ہو گئی تھی۔

سلطان سنجر کا بھتیجا

سلطان سنجر کا بھتیجا سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ جس وقت ترکوں کا فتنہ کھڑا ہوا اور سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا گیا، اراکین سلطنت اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو مسند حکومت پر بٹھایا، سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ خوارزم کے پاس چلا گیا، خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی اتسیس کی بیٹی) سے سلیمان شاہ کا نکاح کر دیا، لگائے بچانے والوں نے لگا بچا دیا۔ خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی جانب سے بدظنی پیدا ہوئی، اپنے ملک سے نکال دیا۔ بے چارہ سلیمان شاہ اصفہان پہنچا، اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا، قاشان کی راہ لی، سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اس کی خبر ہوئی، قاشان میں فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا، پریشانی کی حالت میں خوزستان کی جانب روانہ ہوا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی، سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں رہائش اختیار کر لی۔

نجف میں قیام کرنے کے بعد سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتضی عباسی کی خدمت میں عریضہ بھیجا اپنے حالات لکھے اور بغداد آنے کی اجازت طلب کی۔ خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ ”تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیج دو تو میں تم کو بغداد آنے کی اجازت دوں گا“ چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور خادموں کے ساتھ بھیج دیا، خلیفہ نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد داخل ہونے کی اجازت دی، وزیر السلطنت ابن بئیر، قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا، خلیفہ مقتضی عباسی نے خلعت مرحمت کیا۔ سلیمان شاہ نے اطمینان سے بغداد میں قیام اختیار کیا، یہاں تک کہ ۵۵۱ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا، قاضی القضاۃ رؤساء خاندان خلافت اور اراکین سلطنت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتضی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی، کسی حالت میں عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا، خلیفہ مقتضی عباسی نے اس بناء پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دی، اس کے باپ کے تمام خطابات عنایت کیے، خلعت فاخرہ سے نوازا، تین ہزار غنچ مرحمت کی، امیر دوران امیر حاجب والئی حلہ کو سلیمان شاہ کا مصاحب متعین کیا۔

سلیمان شاہ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں اس جاہ و جلال سے بلاد جبل کی جانب روانہ ہوا اور خلیفہ مقتضی عباسی نے حلوان کی طرف کوچ کیا، خلیفہ مقتضی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا، ملک شاہ دو ہزار سواروں کی جمعیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتضی نے حکم دیا کہ ”تم سلیمان شاہ کے معاون و مدگار ہو، میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج و تخت کا وارث نامزد کرتا ہوں“ چچا اور بھتیجے نے ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی قسم کھائی، خلیفہ مقتضی عباسی نے مال و دولت اور جنگی ہتھیار انہیں مرحمت فرمائے۔ ایلدکروالئی گنجه وارانہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ تمام کے تمام متفق ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

سلیمان شاہ کی گرفتاری

اس بات کی خبر سلطان محمد کو ہوئی، قطب الدین مودود بن زنجی والئی موصل اور اس کے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے، اتفاق اور امداد کی درخواست کی، قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی و اطاعت کا بیڑا اٹھایا، سلطان محمد کو اس سے کافی تقویت ملی، لشکر مرتب کر کے اپنا چچا سلیمان شاہ کے مقابلہ کے لیے چل پڑا۔ ماہ جمادی الاول میں جنگ کا آغاز ہوا۔ دونوں فریق بے جگری سے لڑے، سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، سلطان محمد کامیاب ہوا، سلیمان شاہ گرتا پڑتا شہر زور کے راستے بغداد روانہ ہوا، شہر زور پر والئی موصل کا قبضہ تھا۔ زین الدین علی کی جانب سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا۔ زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا اور حراست میں لے کر موصل لے جا کر قید کر دیا، سلطان محمد کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور آئندہ بھی ہر کلام میں ہمدردی و مدد کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے خوشی کا اظہار کیا اور شکر یہ ادا کیا۔

سلطان سنجر کا فرار

سلطان سنجر کی گرفتاری، اراکین سلطنت سلجوقیہ کا انتشار پھران کے نیشاپور میں اکٹھے ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات آپ پڑھ چکے ہیں۔ قصہ مختصر ادھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی ادھر اتسز بن محمد بن انوشکین نے خوارزم میں ان کی مدافعت پر کمر باندھی، فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں، آخر کار ہر ایک فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا۔ اسی زمانہ میں یا اس کے بعد سلطان سنجر کو فرار کا موقع مل گیا۔ ترکوں کی قید سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ بھاگ نکلا اس کے ساتھ ■ امراء بھی فرار ہو گئے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ گرتا پڑتا ترمذ پہنچا دریائے جیحون عبور کر کے مرو میں داخل ہوا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ۶ جمادی الاول ۵۳۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین سال چار مہینہ ہوئے۔

علی بک سردار ترکان قارغلیہ انتہائی سخت اور تند مزاج تھا سلطان سنجر اس کی حراست میں رہا۔ اتفاق سے یہ فوت ہو گیا، ترکان قارغلیہ میں پھوٹ پڑ گئی، اس سے سلطان سنجر اور اس کے سرداروں کو فرار کا موقع مل گیا۔ واللہ یفعل ما یشاء وحکم ما یرید۔

بغداد کا محاصرہ

سلطان محمد بن محمود نے اپنا چچا مسعود کے بعد اپنی مسند نشینی کے شروع زمانے میں مقتضی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ دستور کے مطابق سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی تھی، چونکہ خلیفہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بد اقبال اور حکومت کے خاتمہ کا خطرہ ہو گیا تھا درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی، ہمدان سے فوجیں لے کر عراق کے ارادے سے روانہ ہوا، قطب الدین والئی موصل اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ مقتضی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم صادر فرمایا، غلطو برس لشکر واسط لے کر پہنچ گیا، مہملہن اس سے علیحدہ کر حلقہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتضی عباسی اور عون الدین ابن ہیرہ نے قلعہ بندی شروع کی، پل توڑ ڈالا۔ کشتیاں ہٹا دیں۔ اور ۲ محرم ۵۵۲ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غریب بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق باشندگان غریب بغداد اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں اٹھا لائے اور غریب بغداد چند دنوں میں خالی ہو گیا۔

سلطان محمد کی ہمدان واپسی

جنگ کی مصلحت کے پیش نظر خلیفہ مقتضی عباسی نے خرسہ کے بالائی علاقہ کو ویران کرادیا۔ اس طرح سلطان محمد نے جس طرف ■ خیمہ زن تھا اسے چٹیل میدان بنا دیا۔ منجیقیر نسب کرائیں، فوج کو محاصرہ کا حکم دیا۔ خلیفہ مقتضی بھی اپنی فوج اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ اتنے میں زین الدین کو چک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ محاصرہ میں سختی ہوئی، بغداد میں غلے کی آمدورفت بند ہو گئی، منگائی بڑھ گئی زین الدین کو چک اور اس کا لشکر جنگ میں خلیفہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوتاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین والئی موصل کو خلیفہ کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی اس وجہ سے زین الدین کو چک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں آگے نہیں بڑھتا تھا۔ غرض اسی دوران سلطان محمد تک یہ اطلاع پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ، الیدکز والئی اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے ارادے سے روانہ ہو گیا ہے، سنتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے۔ بغداد کا محاصرہ اٹھا کر انتہائی تیزی سے ۲۳ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی جانب کوچ کیا اور زین الدین کو چک نے موصل واپسی اختیار کی۔

ملک شاہ، الیدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا زیادہ دن نہیں گزرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر عام ہو گئی، محاصرہ اٹھا کر راستہ لیا۔ ایلتانچ افسر پولیس درے نے مدافعت کی مگر کامیاب نہ ہوا، محاصرین نے ایلتانچ کو شکست فاش دی اور درے کا پوری طرح سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر شمس بن قماز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ایلتانچ کی کمک پر روانہ کر دیا لیکن امیر شمس درے اس وقت پہنچا جب کہ ملک شاہ اور اس کے ساتھی سردار درے سے محاصرہ اٹھا کر بغداد جا رہے تھے۔ امیر شمس سے راستے میں لڑائی ہو گئی۔ ملک شاہ

قبضہ کر لیا۔

سنقر کی شکست

سنقر عزیزی، سلطان سنقر کے اراکین سلطنت میں سے تھا اس کا دل بھی موید سے صاف نہ تھا۔ جس وقت موید جنگ ایتاخ میں مشغول ■ مصروف ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کا مشورہ دیا۔ چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی اور گورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے، سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی، خود مختار حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ موید کو اس کی خبر ہوئی، فوجیں مرتب کر کے ہرات پر یلغار کی۔ پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ سنقر کے ساتھی ترک موید سے مل گئے، اطاعت قبول کر لی اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا اور اس کے قرب و جوار میں غارت گری کا بازار پھر گرم ہو گیا، ویرانی تباہی اور بربادی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ واللہ اعلم۔

موید کی کامیابی

جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ پہلے ہنگامہ کے بعد ترکوں نے بلخ میں قیام اختیار کیا، خراسان کی غارت گری اور قتل سے دست کش ہو گئے اور تمام گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد حکومت کی اطاعت قبول کر لی، موید اس کی سلطنت و حکومت کا مدبر اور قائد تھا۔ شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھلی پیدا ہوئی، بلخ سے مرو کی جانب غارت گری کے لیے بڑھے، سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔ موید تھوڑی سی فوج لے کر ترکوں کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا ایک مقام پر مقابلہ ہو گیا جس میں موید کو کامیابی ہوئی، تعاقب کرتا ہوا مرو پہنچا ترکوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا، بہت سا مال و اسباب موید کے ہاتھ لگا، کامیابی کے ساتھ واپسی اختیار کی۔

موید اور سلطان محمود نے اس کے بعد ترکوں کی سرکوبی پر کمر باندھی، فوجیں آراستہ کر کے سرخس سے نکلے۔ ۵ شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا، تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی، چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا، سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، ایک بڑا گروہ مارا گیا، ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ نری سے پیش آئے، علماء اور ائمہ وقت کی بڑی عزت کی، اس کے بعد سرخس اور طوس کی جانب بڑھے، لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کیا، دیہات، قصبہ، اور شہر ویران ہو گئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی) غارت گری اور قتل سے فارغ ہو کر مرو واپسی اختیار کی۔

جلال الدین عمر کی عزت افزائی

شکست کے بعد سلطان محمود بن محمد جرجان چلا گیا، مقابلے کی سکت نہ تھی، ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرض داشت بھیجی، سلطان محمود نے جان کے خوف سے ہمانہ کر دیا۔ تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لیے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد و اقرار و حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا۔ ترکوں نے بڑی عزت افزائی کی، عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاخر ۵۵۴ھ میں پیش آیا۔

امیر عمر بن حمزہ

سلطان محمود جلال الدین عمر کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ تمام امراء سنجر یہ ہمراہ تھے مگر موید نہیں گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ابورو پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نساء کی حکومت پر مامور کیا، امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا، نساء کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ سلطان محمود نساء کے باہر قیام پذیر ہوا۔

طوس کی بربادی

چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس وجہ سے ترکوں نے آخر ماہ جمادی الاخر سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا رخ کیا، اہل طوس نے اپنی قوت و طاقت کے مطابق مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے، ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارت گری

میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، اسے برباد کر کے نیشاپور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیسہق کی جانب روانہ ہوئے، ۱۷ جمادی الآخر سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کر کیا۔ نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی دقلع کے لیے تیار ہوا، اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ حکم پر کام کیا۔ انتہائی جدوجہد اور ثابت قدمی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے، آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الآخر سنہ مذکور میں نساء اور ایورو کی طرف سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے واپس ہوئے۔

نیشاپور پر چڑھائی

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ جرجان سے جس وقت سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا، موید اس کے ساتھ نہیں گیا تھا، جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا، راستے میں ترکوں سے کسی گاؤں میں موید کا مقابلہ ہو گیا۔ موید سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا، موید دھوکا دے کر اس کے قبضہ سے نکل بھاگا۔ گرتا پڑتا نیشاپور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشاپور پہنچا تو موید نیشاپور چھوڑ کر چلا گیا۔ ترکوں نے نیشاپور میں داخل ہو کر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔ تھوڑی مدت قیام کر کے سرخس اور مرو کی جانب کوچ کیا، موید اپنا لشکر لیے ہوئے پھر نیشاپور آ پہنچا۔ اہل نیشاپور دقلع کے لیے تیار ہوئے، موید نے محاصرہ کیا اور بزدر شمشیر لڑ کر اسے فتح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم، ستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۳ھ میں بیسہق واپس لوٹا۔

ملک شاہ کی پیش قدمی

بغداد کے محاصرہ سے جس وقت سلطان محمد بن سلطان محمود واپس ہوا خلیفہ عباسی نے اس کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ سلطان محمد ہمدان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی جانب بڑھا اور انہیں بہت برے طریقے سے لوٹا۔ قم اور قاشان والوں سے تاوان وصول کیا۔ غارت گری، مار دھاڑ کا ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان فضول کاموں اور ظلمانہ حرکات سے باز آنے کے لیے لکھا مگر ملک شاہ نے کوئی توجہ نہ دی، قتل و غارت گری کرتا ہوا اصفہان پہنچا۔ ابن نجندی اور رؤساء شہر کے پاس اپنی طاقت اور فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ نجندی اور رؤساء شہر نے معذرت کی، جواب دیا ”ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے، ہم اس عہد و پیمان اور قسم کو توڑ نہیں سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں“ ملک شاہ یہ سن کر ناراض ہوا، غارت گری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر ہوئی۔ ہمدان سے ملک شاہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمتہ الجیش (ہراول) کا سردار کرجان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر سن کر منتشر ہو گئی، ملک شاہ بغداد کی طرف روانہ ہوا، مقام قوس (یا فرسیسن) میں موبدان اور سنقر ہمدانی مل گئے ان دونوں نے غری بغداد سے خوزستان جانے کا مشورہ دیا۔

چنانچہ ملک شاہ نے واسطہ کا رخ کیا۔ شرقی بغداد میں اتر پڑا، اس کے ساتھیوں نے اردگرد کے دیہات کو تباہ کیا۔ عوام الناس آگ بگولا ہو گئے۔ انہوں نے دریا کے بند توڑ دیئے جس سے بہت سے آدمی ڈوب گئے، ملک شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا خوزستان پہنچا، شملہ نے عبور سے روکا، ملک شاہ نے کہلا بھیجا ”میرا ارادہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں حاضری کا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں۔“ مگر شملہ نے اس خط پر بھی توجہ نہ کی، مقابلے پر آمادہ رہا۔ ملک شاہ نے ان کردوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے۔ ملک شاہ نے انہیں مسلح کر کے شملہ پر حملہ کیا۔ سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہ امراء لشکر ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھیوں کا اکثر حصہ مارا گیا، ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی جانب پیش قدمی کی۔ واللہ ہو الموید بنصرہ من یشاء

سلطان محمد کا انتقال

سلطان محمد بن محمود بن ملک شاہ کا آخر ۵۵۴ھ میں انتقال ہوا۔ سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا، خلیفہ مقتضی عباسی کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتضی عباسی نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں بیمار ہوا، ساڑھے سات برس حکومت کر کے سنہ مذکور میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ سلطان محمود نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے کو جو انتہائی کم سن تھا، سنقر احمدیٰ کے سپرد کیا اور کہا ”اس بچے کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسے تم اپنے مقبوضہ شہر میں لے جاؤ اس کی پرورش و تربیت کرو، مجھے امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کرے گی“ اس وصیت کی بناء پر سنقر احمدیٰ سلطان محمد کے بیٹے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شہی ۱۰۰ کے اکثر حصہ نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو مسند حکومت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

زین الدین موود کا استقبال

سلطان محمد کے انتقال کے بعد اکابر امراء ہمدان نے امابک زین الدین موود اور وزیر موود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ تمام نے مسند نشین کرنے کی غرض سے اس پر اتفاق کیا، قسمیں کھائیں چنانچہ شہی جاہ و جلال سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا زین الدین علی کو چک رکاب میں تھا۔ بلاد جبل کے نزدیک پہنچا، شہی فوج نے گرم جوشی سے استقبال کیا، ہر روز ایک نہ ایک امیر باریابی کے لیے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہو گئی، زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ موصل واپس آیا اور سلیمان شاہ خدم و حشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ لعل ہمدان نے پر تپاک خیو مقدم کیا، حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

خلیفہ مقتضی کا انتقال

خلیفہ مقتضی لامر اللہ عباسی کا ۱۰ ربيع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس سال خلافت کر کے انتقال ہو گیا۔ اس خلیفہ نے خود اختیاری کی قوت حاصل کر لی تھی، جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفق اور اختلاف پیدا ہوا اس وقت خلیفہ مقتضی عباسی، سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہو گیا، اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی مسند خلافت پر متمکن ہوا، خود مختار حکومت میں اپنے والد کے قدم بہ قدم چلا، بلاد ملکی پر قبضہ کیا، الحف کو لے لیا اور اپنی جانب سے اس پر حاکم مامور کیا جیسا کہ اس کے والد کے زمانہ میں تھا۔ لعل واقعات کو ہم لعل دونوں کے حالات کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں۔

سرخس پر حملہ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ حاصل ہو گیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بدوشہ بیٹانے کے لیے بلا بھیجا، خان محمود توجہن کے خوف سے نہ گیا، مگر اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بدوشہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے نساء روانہ ہوا اور ترکوں کا لشکر بھی آکر مل گیا، سویہ مقابلہ نہ کر سکا شرچھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی

۱۔ سلطان محمد کی ولادت ۱۰ ربيع الاخر ۵۲۲ھ میں ہوئی اس صاب سے ۲۳ سال کی عمر پائی۔ عارضہ سل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جو اہرات اور قیمتی اسباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے طیارہ میں بیٹھ کر لعل سب کو دیکھا، رو پڑا، کہنے لگا۔ ”یہ فوجیں، یہ خدام، یہ مل و زر“ یہ جو اہرات اور قیمتی اسباب میری تکلیف کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری موت کے مقررہ وقت کو ایک لمحہ مل سکتے ہیں۔“ مائل، کریم اور رعب۔
واب و لعل، تاریخ کلال ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۱۔

۲۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا، دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہو گیا، لعل امراء کی تعداد زیادہ تھی تیسرا گروہ ارسلان شاہ کا ہوا خواہ ہو گیا جو ایلدک کے ساتھ تھا ملک شاہ بہ دعوائے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا، وکلا والی فارس اور شہر ترکمانی مراہ تھے۔ اصفہان پہنچا۔ ابن فنجندی والی اصفہان نے اطاعت قبول کی، زر کثیر بطور نذر پیش کیا، عساکر شہی متیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سردار لعل لشکر ۱۰۰۰ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے اس لیے انہوں نے انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقتہ الخلل۔ ویکو تاریخ کلال ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۲۲۱۔

لشکرِ نساء میں داخل ہوا۔ کچھ مدت قیام کر کے محمود سرخس واپس گیا، موید پھر آ پہنچا، محاصرہ کر لیا، ترکی لشکر کو بزدل شمشیر نکال کر قبضہ کر لیا اور شہر کو ویران اور تباہ کیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵۳ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس ہوا تو موید نے سرخس کا رخ کیا محاصرہ کیا، اہل سرخس پر حملہ کیا اور لڑ کر اسے فتح کیا۔ سرخس فتح کر کے بیہق کی جانب گیا۔ ۵۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی طرف واپس ہوا، شہرِ نساء کو درست اور تعمیر کرایا، اہل سرخس کے ساتھ نیک سلوک کیے۔

قلعہ اشقیل کی فتح

قصہ مختصر موید ان شہروں پر قابض ہونے کے بعد ان کے گرد و نواح کے بد معاشوں اور لٹیروں کی گوشالی کی باجانب متوجہ ہوا۔ چنانچہ اشقیل کو سر کیا۔ فرقہ زیدیوں کے سرکشوں کی گوشالی کی ان کے قلعہ کو مسمار و منہدم کر کے قلعہ خسرو جرد پر چڑھائی کی، قلعہ خسرو جرد، بیہق کے صوبہ میں تھا۔ اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے بہ زمانہ جنگ افراسیاب تعمیر کرایا تھا۔ انتہائی مستحکم اور مضبوط تھا، اہل قلعہ مقابلہ پر اتر آئے مگر پہا ہوئے اور موید اس پر قابض ہو گیا، ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر متعین کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاول سنہ مذکور نیشاپور واپسی اختیار کی۔

خرہندہ کا خاتمہ

چند دنوں کے بعد کندر متعلقات طرس (یا طربیش) پر حملہ کیا۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی کا قبضہ تھا۔ رہنمی، قتل و غارت اس کا کام تھا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا، گرد و نواح کے شہروں کو برباد کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اسے مار ڈالتا۔ غرض خراسان والے اس کی وجہ سے ایک بڑی مصیبت اور آفت میں مبتلا تھے۔ موید نے انتہائی ثابت قدمی سے محاصرہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار موید نے بزدل شمشیر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعونہ تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق موید کی اطاعت سے پھر گئے تھے اس وجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا رخ کیا، اہل بیہق نے معذرت کی اور اطاعت قبول کر لی۔ جھگڑے کا خاتمہ

خان محمود بن سلطان محمد اس وقت تک ترکوں کے ساتھ تھا، ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا، موید کے پاس پیام صلح بھیجا۔ نیشاپور اور طوس کی اند گورنری عنایت کی اس وجہ سے خان محمود، ترکان غز اور موید کے مابین مصالحت ہو گئی، لڑائی اور جھگڑا ختم ہو گیا۔

بزریہ کو شکست

خراسانی ترکوں میں سے ایک گروہ کا نام ترکان بزریہ ہے، اس کا سردار بقرا خاں بن داؤد تھا، خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر حملہ کیا، مقابلہ ہوا، ترک شکست کھا کر بھاگے، ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بقرا خاں گنتی کے چند ترکوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہنچا، خوارزم شاہ کی شکایت کی، امداد کی درخواست کی۔ سلطان محمود کے ساتھی ترکوں کو ایلتاخ سے بدظنی پیدا ہوئی کہ وہ نہ ہو ایلتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ اور جنگ پر ابھارا ہے۔ تیار ہو کر بقرا خاں کے ساتھ نساء اور یورد روانہ ہوئے، ایلتاخ پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایلتاخ میں ان کے مقابلہ کی سکت نہ تھی، شاہ ماژندران سے امداد کی درخواست کی۔ شاہ ماژندران دیلم، کرد اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں زبردست جنگ ہوئی، شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا، ترکان اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں گھسان کی جنگ ہوئی، شاہ ماژندران نے ان پر پانچ مرتبہ کامیابی حاصل کی۔

بزریہ کی کامیابی

ایلتاخ شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا، ترکان غز اور بزریہ نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر ثابت قدمی سے شاہ ماژندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا، اس حملہ میں شاہ ماژندران کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ترکان غز اور بزریہ نے شکست خوردہ فوج کو انتہائی بری طرح پامال کیا۔ شاہ ماژندران نے ساریہ جا کر دم لیا۔ ایلتاخ خوارزم چلا گیا۔ ترکان غز اور بزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ مار، قتل و غارت گری

شروع کر دی، اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم و ستم سے پیش آئے۔ اسے بھی برباد کر دیا۔ اہل جرجان و دستان اپنی عزت و جان بچا کر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے۔ یہ واقعات ۵۵۶ھ میں پیش آئے۔

ایتاخ کی بقرا تکین پر چڑھائی

ایتاخ کو جب اس واقعہ کے بعد ذرا اطمینان حاصل ہوا تو بقرا تکین پر چڑھائی کر دی جو صوبہ قزوین پر قبضہ کئے ہوئے تھا۔ بقرا تکین کو ایتاخ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ موید کے پاس بھاگ گیا اور اس کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ ایتاخ نے بقرا تکین کے مال و خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی طاقت میں اضافہ ہو گیا۔

ملک شاہ کا انتقال

اپنے بھائی سلطان محمد کے انتقال کے بعد ملک شاہ بن محمود خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور وکلا والی فارس ساتھ تھے، ابن بختیاری نے اصفہان میں اطاعت قبول کی، اظہار اطاعت کی غرض سے زر کثیر نذر کیا، اس کے بعد ملک شاہ نے اراکین سلطنت ہمدان کو اپنی فرماں برداری اور اطاعت کا پیام بھیجا چونکہ اہل ہمدان کا میلان طبع سلیمان شاہ (ملک شاہ کا چچا تھا) کی جانب تھا انکار کر دیا اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کر کے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تنہا مالک ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں، مال و دولت اور جنگی ہتھیار جمع کیے۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی اور سلیمان شاہ کے بجائے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ ”اگر میری درخواست منظور ہوگی تو میں حسب دستور سابق تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلیفہ نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔“ وزیر السلطنت عمید الدین ابن بھیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری، ایک لومٹی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلا دیا۔ ملک شاہ مر گیا، طبیب کو یہ معلوم ہو گیا، شملہ اور وکلا کو اس واقعہ سے آگاہ کیا، لومٹی گرفتار ہو کر پیش کی گئی اس نے زہر دینے کا اعتراف کر لیا۔

ملک شاہ کی موت کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین سلطنت اور فوج کو شر سے نکل دیا۔ سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا، خطبہ میں اس کا نام داخل کیا، شملہ اپنا سامنہ لے کر خوزستان کی طرف پلٹا۔ جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا ان پر قابض ہو گیا۔

سلیمان شاہ کی حرکات

مسند سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد سلیمان شاہ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا، رات دن شراب پئے مست پڑا رہتا تھا۔ رمضان المبارک کا احترام تک نہ کیا، مسخرے، گویے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے، ان حرکات سے مردانگی اور جرات جاتی رہی، امراء اور اراکین سلطنت حاضری دربار سے رک گئے، شرف الدین کردباز خادم سے شکایت کی، شرف الدین کردباز انتہائی سنجیدہ متین، عقلمند، مذہبی خدام سلجوقیہ میں بااثر اور سلیمان شاہ کی حکومت و سلطنت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین سلطنت کو تسلی دی، موقع کا انتظار کرنے لگا۔

ایک دن سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل سرائے میں معمول سے زائد پی کر بدست ہو گیا تھا۔ اس کے ہم نشین پاس بیٹھے گھیس مار رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے، اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کردباز حاضر ہوا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی، سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا، ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا، لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے اور تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے، شرف الدین کردباز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اترا تو اپنے کیے پر پچھتایا۔ شرف الدین کردباز سے معذرت کی، شرف الدین کردباز نے معذرت قبول کر لی لیکن دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ لاحق ہوا۔ ایتاخ والی رے کو شرف الدین کردباز کے مقابلہ کے لئے امداد کی غرض سے طلبی کا پیام بھیجا، ایتاخ اس وقت بیمار تھا، حاضری کی معذرت کی اور صحت کے بعد امداد اور حاضری کا وعدہ کیا۔

سلیمان شاہ کا انجام

اس بات کی اطلاع شرف الدین کردباز کو مل گئی، رنج اور غصہ بڑھ گیا، اراکین سلطنت کو بلایا، سلیمان شاہ کی برطرفی کا مشورہ کیا سب نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو برطرف کرنے کی فتویٰ کھائیں، شرف الدین کردباز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے ہم نشینوں کو گرفتار کر کے

قتل کر ڈالا۔ سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رکھنے کی غرض سے یہ کام کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے، اس کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت دی جیسے ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابو القاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوئے، دونوں مع خواص گرفتار کر لیے گئے۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔ سلیمان شاہ کو بھی چند دن قید رکھ کر قتل کر دیا گیا۔

ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی

شرف الدین کردباز نے اس کے بعد ایلدکز والئی اران و آذربائیجان کو خط لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ ”سلیمان شاہ کے تپاک وجود سے دنیا پاک ہو گئی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ کو لے کر ہمدان آ جاؤ، مسند سلطنت خالی ہے۔ اراکین سلطنت سلجوقیہ بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں“ رفتہ رفتہ ان واقعات کی ایلتاخ کو خبر ہوئی۔ فوج لے کر ہمدان پر چڑھائی کی، شرف الدین کردباز کو لڑائی کا الٹی میٹم دیا۔ شرف الدین کردباز نے حیلہ و حوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔ بیس ہزار فوج رکاب میں تھی، ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا۔ شرف الدین کردباز نے انتہائی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا، ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی کی رسم ادا کی گئی اور اراکین نے بیعت کی۔

ایلدکز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے نکاح کر لیا تھا۔ بسلوان محمد اور قزا ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے، ملک ارسلان شاہ کی مسند نشینی کے بعد ایلدکز عمدہ اتابک سے نوازا گیا۔ اس کا بیٹا بسلوان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیائی بھائی تھا، حاجب بنایا گیا۔ ایلدکز، سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد اسے اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت مرحمت کی۔ جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے سب سے علیحدگی اختیار کی، سلطان سلجوقیہ میں گئے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ شہروں میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانے میں ارسلان شاہ پہنچ گیا۔ ایلدکز نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، یہاں تک کہ سلیمان شاہ کی موت کے بعد مسند حکومت پر فائز کیا گیا۔ ہمدان میں اس کے نام کا خطبہ جاری ہوا۔

ایلتاخ سے سلوک

ایلدکز اور ایلتاخ والئی رے سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی، اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں بسلوان ابن ایلدکز کا نکاح ایلتاخ کی بیٹی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مضبوط ہو گیا، مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی، جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور جاری رکھنے کا عہد کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلتاخ کو ذلیل کر کے دربار سے نکل باہر کیا۔

جنگ کی نوبت

ایلتاخ اور ایلدکز میں صلح ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا، آقسنقر نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ تم مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، ورنہ یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شاہزادہ موجود ہے میں اس کو بیعت کر کے مسند نشین کروں گا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن محمود کا بیٹا تھا جسے سلطان محمد نے انتقال کے وقت آقسنقر کو سپرد کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہیرہ بھی دار الخلافہ بغداد سے آقسنقر سے اس کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا، اس وجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرات ہوئی، ایلدکز اس جواب سے آگ بگولا ہو گیا۔ ایک فوج بسلوان کی ماتحتی میں آقسنقر کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کی، آقسنقر نے شاہر بن سقمان والئی خلاط سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی، اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی، چنانچہ شاہر نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں، ایلدکز کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی، آقسنقر کو فتح حاصل ہوئی، بسلوان شکست کھا کر ہمدان لوٹ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ملک شاہ بن محمود کے انتقال کے بعد اصفہان میں لشکر و اراکین سلطنت سلجوقیہ کا ایک گروہ محمود ابن ملک شاہ کو لیے ہوئے فارس پہنچا، زنگی ابن وکلا سلتدی والئی فارس نے محمود و ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ اصطر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ جب ایلدکز نے ارسلان کو مسند نشین کیا اور دربار خلافت میں اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی، تو وزیر السلطنت ابن ہیرہ، ایلدکز کے خلاف

گورنران صوبجات کو ابھارنے لگا۔ چنانچہ اوہر آفسنقر سے سلطان محمد کے اس کم سن بچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آفسنقر کے پاس تھا اور اوہر زنگی بن وکلا والی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو مسند حکومت پر فائز کر دو، میں دار الخلافت کے جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ تم کو ایلدکز کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو جائے۔ اس بناء پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو مسند نشین کیا، بیعت کی، فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محل سرا کے دروازے پر پنج وقتہ نوبت بجنے لگی، فوجیں آراستہ کیں۔

اس واقعہ کی اطلاع ایلدکز کو ملی تو غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار فوج لے کر بقصد فارس، اصفہان روانہ ہوا، زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کر دیا۔ ایلدکز نے کھلا بھیجا ”مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت مرحمت کی ہے میں ان پر قبضہ کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آ جاؤ۔“ اور ایک دستہ فوج کو ارجان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا، ارسلان بوقا والی ارجان (زنگی والی فارس کا ایک امیر تھا) نے مقابلہ کیا، ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارسلان بوقانی کی خوشخبری زنگی کی خدمت میں روانہ کی۔ زنگی نے دوبار خلافت میں اس کی اطلاع دی۔ اور امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت ابن بیرہ نے گورنران صوبہ جات کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم جاری کیا۔

لڑائی کے بعد صلح

چنانچہ ایتلخ رے سے دس ہزار فوج لے کر آ پہنچا۔ آفسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار والی قزوین اور ابن طغاریک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) ایتلخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے سیرم کو تباہ کیا، ایلدکز نے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی، زنگی نے انہیں شکست دی۔ ایلدکز کے پاس شکست کھا کر واپس آئے ایلدکز نے آذربائیجان سے امدادی فوج طلب کی، چنانچہ ایس بن قزو ارسلان ایک بڑی فوج لے کر آ گیا، ایلدکز نے ایتلخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حریفوں کا ۹ شعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتلخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، فوج کا اکثر حصہ مارا گیا، باقی گرامی سردار مارے گئے، فتح مند گروہ نے ایتلخ کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایتلخ اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایلدکز اور ایتلخ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ایلدکز نے ایتلخ کو جرادقان دے دیا۔ صلح ہو گئی۔ ایلدکز ہمدان واپس روانہ ہو گیا۔

سرداروں کو سزائیں

موید نے ماہ ربیع الاخر ۵۵۶ھ میں نیشاپور کے چند سرداروں کو اس وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہ ان کے موروثی اور آباد اجداد نے اہل نیشاپور کو تباہ و برباد کیا تھا جس میں نقیب علویہ ابو القاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ ان کو قتل و غارت گری سے روکتے تو ضرور وہ رک جاتے۔ گویا تم ہی لوگوں نے ان کاموں کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو، غرض اس الزام میں فسادیوں کی ایک جماعت کو سزائے موت دے دی گئی۔

ان فسادیوں نے مساجد، مدارس اور کتب خانوں کو بھی تباہ کیا۔ یہ تمام مقلات بھی ان کی غارت گری اور تباہ کاری کی نذر ہوئے، کسی چیز کو جلایا اور کسی چیز کو مسمار کر دیا، علماء اور رؤساء کو قتل کیا جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید ہو کر قتل کیے گئے۔

اس کے بعد موید شادباخ چلا آیا اس کا شہر پہلہ درست کر لیا۔ ارد گرد کی خندقوں کی مرمت کرائی، حفاظت کی غرض سے وہیں بندھوائے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور چنیل میدان ہو گیا۔

شادباخ کا محاصرہ

عبداللہ بن طاہر نے شادباخ کو اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے حاشیہ نشین شادباخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شادباخ اجڑ گیا، الپ ارسلان نے پھر اسے آباد کیا، مگر مذکورہ فسادوں نے اسے پھر ویران اور برباد کر دیا۔ تب موید نے

اسے آباد کیا اور از سر نو شہر کی عمارات تعمیر کرائیں۔ نیشاپور بالکل ویران ہو گیا۔ تاتاریوں نے شادباغ پر پھر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دو مہینہ تک موید شادباغ میں محاصرہ کیے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانے سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شادباغ کا تاتاری محاصرہ کیے رہے۔ جب کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہو گئے، دیہات قصبات اور شہرطوس میں تباہی پھیل گئی اور لوٹ مار کی۔

خان محمود و جلال محمد کا قتل

نیشاپور میں جب خان محمود داخل ہوا تو موید نے رمضان ۵۵۷ھ تک عزت و احترام سے رکھا۔ اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔ مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کے ساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا، چنانچہ دونوں کو قید کی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ موید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کر لیا اور بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

شہرستان کی فتح

ماہ شعبان ۵۵۷ھ میں موید نے شہرستان اور نواح نیشاپور فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ پہنچ کر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے۔ موید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا، غارت گری کا بازار گرم ہو گیا مگر بہت جلد موید نے اپنی فوج کو قتل و غارت سے روک دیا اور شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

کرمان کی طرف پیش قدمی

شہرستان کی فتح سے فارغ ہو کر موید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا رخ کیا۔ ابوبکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ موید ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رہا، فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس، ابوبکر کی بد اخلاقی اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے محاصرہ اور جنگ میں موید کا ہاتھ بٹایا۔ ابوبکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ کی چابیاں حوالہ کر دیں، موید نے ابوبکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی جانب پیش قدمی کی۔ اہل کرمان نے سر اطاعت خم کر دیا۔

اسفرائن کی تسخیر

اسفرائن کو فتح کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی۔ والئی اسفرائن عبدالرحمن بن محمد قلعہ بند ہو گیا۔ موید کی فوج نے محاصرہ کر دیا۔ آخر کار عبدالرحمن نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا۔ موید نے اسے پابہ زنجیر شادباغ بھیج دیا، جہاں جیل میں ڈال دیا گیا اور ماہ ربیع الاخر ۵۵۸ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فتح اسفرائن کے بعد موید نے قہند اور نیشاپور کے قرب و جوار پر قبضہ کر لیا۔ حکومت سلطنت مستحکم ہو گئی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر امن و امان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ پرانے شہر کو مسمار کر کے شادباغ کا شہر نئے سرے سے آباد کیا۔

بوسنج و ہرات پر چڑھائی

اس کے بعد موید کو بوسنج اور ہرات کی تسخیر کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے چنانچہ ملک محمد نے موید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں۔ موید نے یہ خبر سن کر محاصرہ اٹھالیا۔ بوسنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا ان پر قبضہ برقرار رہا۔

کرج کی شہرانی پر چڑھائی

شعبان ۵۵۶ھ میں کرج نے شہرانی (صوبہ اراں) پر چڑھائی کی اور بزور شمشیر اسے فتح کر کے برباد کیا۔ بہت سے مارے گئے اور اکثر قید کر لیے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والئی خلاط نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے اور باقاعدہ فوج بھی تھی، کوچ و

قیام کرتا ہوا کرج کے سر پر پہنچا۔ جنگ شروع ہو گئی، شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی، مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی اور بہت سے جنگ کے دوران مارے گئے۔

کرج کی شکست

پھر کرج نے ماہ شعبان ۵۵۷ھ میں تیس ہزار فوج سے اسلامی شہروں پر حملہ کیا، شہر دین (صوبہ آذربائیجان) اور بلاد جبل اور اصفہان کا کچھ حصہ دبا لیا، ایلدکز کو اس کی خبر ہوئی، فوجیں آراستہ کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لیے چل پڑا، شاہ ارمن ابن ابراہیم ابن سکمان والی خلاط اور آقسنقر والی مراغہ بھی ایلدکز کے ہمراہ تھے۔ پچاس ہزار جنگ آور رکاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر لڑائی کا میدان گرم کر دیا۔ کرج نے بے جگری سے مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا، فتح مندی کا سہرا لشکر اسلام کے سر پر بندھا۔ بے شمار مرد، عورت اور لڑکے گرفتار کر لیے گئے، امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ لشکر اسلام کا ایک دستہ لے کر کین گاہ میں بیٹھ گیا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتح مندی کے خیال سے لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا جیسے ہی کرج کین گاہ سے آگے بڑھے۔ امیر زادہ کرج نے کین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج شکست کھا کر بھاگے، لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتے چلے گئے اور بہت سے کرج مارے گئے اور بے شمار قید کر لیے گئے، لشکر اسلام کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

موید کی چڑھائی

والی نیشاپور موید نے ۵۵۸ھ میں صوبہ قوس پر چڑھائی کی، بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکز کو مامور کیا۔ تنکز اور شاہ ماژندران سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ جنگ تک نوبت پہنچی، چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ ماژندران کو شکست ہوئی۔ تنکز نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ موید اور ایلدکز میں اتحاد کے تعلقات تھے اس وجہ سے قوس پر موید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے موید کو خلعت فاخرہ، جھنڈے اور بہت سے تحائف روانہ کیے اور ملک خراسان کے جن شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا، ان کی بھی اور آئندہ جن شہروں کو بھی فتح کرے ان کی حکومت و گورنری عنایت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی۔ موید نے اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ خلعت زیب بدن کیا، صوبہ قوس طوس اور سارے صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا جرجان اور دیستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن اتسز کا اور اس کے امیر ایتلخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا، مرد، بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھ، ہرات پر امیرا تیکین تاتاری حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا، ان مقامات پر سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا الفاظ یہ تھے۔ اللهم اغفر للسultan السعيد سنجر وبعده لا مير نلك المدينة واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

قارغلیہ کی شکست

سمرقند و بخارا کی حکومت پر خاقان چین نے خان جغرا بن حسین تیکن کو متعین کیا، خان جغرا قدیم خاندان شاہی کا رکن تھا۔ ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ ”ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک مقبوضہ سے کاشغری جانب جلا وطن کر دو“ وہاں جا کر مقیم ہوں اور ہتھیار نہ باندھیں بلکہ کاشت کاری کریں اور روزی حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے پیٹھے اختیار کریں“ خان جغرا نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی، قارغلیہ نے ترک وطن کرنے سے انکار کیا۔ مخالفت پر تل گئے، جمع ہو کر بخارا کی طرف بڑھے، اہل بخارا خان جغرا سے مل گئے، یہ اس وقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لیے قارغلیہ سے ملے رہے یہاں تک کہ خان جغرا اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو شکست ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا اور سمرقند کو ان کے شر سے نجات عطا کی۔

۵۵۹ھ میں امیر صلاح سنقر (سلطان سنجر کا خادم) نے بلا طاقان پر قبضہ کر لیا، غرشتان پر فوج لے کر چڑھائی کی۔ متعدد حملے کیے آخر کار اہل غرشتان نے اس کی اطاعت قبول کی۔ طاقان اور غرشتان کے قلعوں پر اس کی حکومت کا پرچم لہرانے لگا، امراء غز (تاتار) کے ساتھ صلح و امن کا سلوک رکھا۔ ہر سال انہیں خراج کی ادائیگی کرتا تھا۔

امیرا تیکین کا انجام

والئی ہرات امیرا تیکین اور ترکان غزنین میں صلح تھی۔ صلح کے زمانہ میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو قتل کر دیا جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں تحریر کیا گیا، امیرا تیکین کو مملکت غور کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بلاد غوریہ پر حملہ کر دیا۔ اہل غور مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار انہیں لڑائیوں میں امیرا تیکین قتل ہو گیا۔

امیرا تیکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا، جمع ہو کر ہرات پر چڑھائی کی۔ اہل ہرات نے اشیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنالیا تھا مگر اس پر یہ الزام لگایا کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے، قتل کر دیا، ابو الفتح بن علی بن فضل اللہ طغرانی کو ہرات کی امارت پر متعین کیا اور موید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ موید نے اپنے خادم سیف الدین تنکر کو ہرات کا حاکم مامور کیا اور ہرات کو ترکوں کے حملے سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ہرات سے محاصرہ اٹھا لیا اور موید کی طاعت کر لی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر موید نے قبضہ کر لیا۔

شاہ ماژندران کا انتقال

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ موید والئی نیشاپور نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے اپنے خادم تنکر کو مقرر کیا تھا ۵۵۹ھ میں شاہ ماژندران رستم بن علی بن شریار بن قارن نے ایک فوج سابق الدین قزوینی کی ماتحتی میں ان مقامات کو فتح کے لیے روانہ کی، قزوینی نے پہلے دامغان پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ تنکر کو اس کی اطلاع ملی۔ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا، قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکر کو شکست فاش دے کر ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ تنکر شکست کھا کر موید کے پاس نیشاپور واپس آیا مگر آرام سے نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور طوس پر چڑھائی کرتا رہتا۔

شاہ ماژندران کا ربیع الاول ۵۶۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ علاء الدین شاہ ماژندران نے اپنے والد کی موت کو چھپایا، کسی کو اس واقعہ سے آگاہ نہ ہونے دیا۔ جب تمام قلعوں اور شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایقان (ایتاخ) والئی جرجان اور داستان شاہ ماژندران کی موت سے آگاہ ہو کر علاء الدین سے لڑنے کے لیے اٹھے اور ان حقوق و احسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ ماژندران نے ایقان پر کیے تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایقان کو اس لڑائی جھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

خوارزم شاہ کی کارروائی

موید نے جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں شہر نساء کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی، خوارزم شاہ بک ارسلان بن اتسز نے بھی نساء کی حمایت پر اپنا لشکر بھیج دیا، جیسے ہی خوارزم شاہ کا لشکر نساء کے نزدیک پہنچا، موید کی فوج محاصرہ اٹھا کر نیشاپور واپس آگئی۔ اہل نساء نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مطیع ہو گئے اور نساء میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا۔

خوارزم شاہ کا لشکر نساء پر قابض ہونے کے بعد داستان کی جانب بڑھا اور قبضہ کر لیا، اہل داستان نے اطاعت قبول کی۔ امیر لشکر کو خوارزم شاہ نے اپنی جانب سے پولیس افسر متعین کیا۔

آقسنقر کی شکست

۵۶۳ھ میں آقسنقر احمد ملی والئی مراغہ نے دار الخلافہ بغداد میں درخواست بھیجی، سلطان محمد شاہ کے بیٹے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا اور یہ لکھا کہ ”اس کے علاوہ میری اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست قبول ہو گی تو میں عراق سے ذرا بھی متعارض نہ ہوں گا بلکہ بہت سامان و زر نذر کروں گا“ خلیفہ نے بڑی خوشی سے درخواست منظور فرمائی، ایلدکز کو اس کی خبر ہوئی۔ اپنے بیٹے بملوان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ زبردست جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہوئی، مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا، بملوان مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا۔ آقسنقر نے پور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ بملوان اپنے والد ایلدکز کے پاس ہمدان واپس لوٹا۔

شملہ کی کامیابی و ناکامی

چونکہ زنگی بن وکلا والی فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بد اخلاقی کا سلوک شروع کر دیا تھا، بلاوجہ انہیں دباتا تھا اس وجہ سے فوج کے بیشتر حصے کو والی خوزستان سے خط و کتابت کر کے امیر بنانے کے لیے بلایا۔ چنانچہ اپنی فوج لے کر فارس کی جانب روانہ ہوا۔ زنگی اس سے آگاہ ہو کر لڑنے کے لیے نکلا۔ دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی، آخر زنگی کو شکست ہوئی، اگر او شوانکار کے پاس جا کر پناہ لی، شملہ فارس پر قابض ہو گیا۔

فارس پر قبضہ کرنے کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا، اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اس کا بھتیجا خرسنگا لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو اجاڑ دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی، لشکر فارس کا کچھ حصہ زنگی کے پاس پہنچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا تھوڑی سی فوج فراہم کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۳ھ میں پیش آئے۔

ایتاخ کا قتل

متعدد لڑائیوں کے بعد ایتاخ نے اس شرط پر رے پر قبضہ کر لیا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا ادا کرتا رہے۔ چند دن بعد جب ایتاخ کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی اخراجات کا بہانہ کر کے خراج دینا بند کر دیا ایلدکز نے ایتاخ پر حملہ کر دیا۔ ایتاخ مقابلہ پر آیا۔ زبردست لڑائی ہوئی ایتاخ شکست کھا کر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ کیا۔ عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ایلدکز نے ایتاخ کے غلاموں کو ملانے کی فکر کی۔ سمجھا بھجا کر جاگیر دینے کا لالچ دے کر ایتاخ کے قتل پر تیار کر دیا چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک دن موقع پا کر ایتاخ کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر کیا تھا ایلدکز نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عمرو باغی کو گورنری مرحمت کی اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا نہ انعام دیا اور نہ جاگیر دی، با زور ہی کیا تھا۔ مجبوراً "یہ تمام منتشر ہو گئے۔ جو غلام ایتاخ کے قتل کا بانی مبنی تھا وہ تباہ حال اور پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایتاخ میں اتحاد تھا اس وجہ سے اس نمک حرامی کے جرم میں خوارزم شاہ نے اس غلام کو سولی پر لٹکا دیا۔

ملک طغرل کا انتقال

۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والی کرمان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمران ہوا ملک طغرل کا چھوٹا بیٹا بہرام شاہ لڑ پڑا، سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی بہرام شاہ پریشانی کی حالت میں موید کے پاس نیٹا پور پہنچا، موید نے مال و دولت اور فوج سے اس کی مدد کی۔ چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہوئی۔ بہرام شاہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور ارسلان شاہ امداد کی غرض سے ایلدکز کے پاس اصفہان چلا گیا۔

ارسلان شاہ کا انتقال

ایلدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر مامور کی۔ ارسلان شاہ کرمان کی طرف لوٹا، ایلدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی، اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی شکل بنائے مرتا کھپنا نیشاپور میں موید کے پاس پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا، اتفاق یہ ہوا کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ فوت ہو گیا، بہرام شاہ، کرمان واپس آیا اور قبضہ کر لیا۔

خلافت کے حالات

اس کے بعد مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا مسنی بامر اللہ مسند خلافت پر فائز ہوا، چونکہ ہم نے خلفاء عباسیہ کے حالات اوپر تفصیل سے بیان کیے ہیں اس وجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے مزید حالات نہیں لکھنا چاہتے "مستنجد اور مسنی کے پیش رو خلفاء کے حالات اس وجہ سے بیان کیے گئے ہیں کہ وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتضی عباسی سے مسند خلافت پر فائز ہوئے وہ شاہ شطرنج نہ تھے، خود مختار تھے۔ ابن پر کسی سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کے انتقال کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ ان کی حکومت

ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، شرق اور غرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس کے ممالک متصلہ میں خود مختار حکومت حاصل ہو گئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا، حکومت حاصل کرنے کی غرض سے آپس میں جھگڑے ہوئے، چنانچہ بعد کے خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کر لیا اور تنہا ان کے مالک ہو گئے، خلافت کے علاوہ حکومت کی باگ ڈور بھی انہی کے قبضہ اقتدار میں رہی یہاں تک کہ خلیفہ مستنصر عباسی کی حکومت و خلافت کا ہلاک ہونے کا ہاتھوں خاتمہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا انتقال

خوارزم شاہ جب (ارسلان) بن انسز ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا بیمار تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے ۵۶۸ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب بدن کیا، اس کا بڑا بھائی علاء الدین نکش خوارزم میں موجود نہ تھا۔ یہ خبر سن کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی ترکان خطا نے اس کی امداد پر کمر باندھی، خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ گرفتار ہوا، موید کے پاس نیشاپور پہنچا، علاء الدین نکش کے مقابلہ میں امداد چاہی، موید اپنا لشکر مرتب کر کے خوارزم روانہ ہوا۔ علاء الدین نکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق بے جگری سے لڑے، موید کو شکست ہوئی، جنگ کے دوران موید گرفتار ہو گیا۔ پاپہ زنجیر علاء الدین نکش کے سامنے پیش کیا گیا اور موت کے گھٹ اتار دیا گیا۔

حکومت بنی موید کا خاتمہ

موید کا لشکر شکست کے بعد نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان شاہ ابو بکر بن موید کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین نکش میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرے میں بیان کریں گے، موید کے قتل کا واقعہ اور طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اسے بھی ہم اسی مقام پر بیان کریں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ (نکش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر حملہ کیا۔ دو مرتبہ محاصرہ کیا، دوسری مرتبہ طغان شاہ بن موید کو شکست ہوئی، خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا۔ نیشاپور اور ان شہروں پر جو خراسان کے بنی موید کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بنی موید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

ایلدکز کا انتقال

اتابک شمس الدین ایلدکز (اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل) والئی ہمدان، اصفہان، رے اور آذربائیجان کا (۵۶۸ھ) میں انتقال ہو گیا۔ وزیر السلطنت کمال شمیر (یا سمیری) سلطان محمود کا وزیر تھا، کا غلام تھا، وزیر السلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا۔ ترقی کر کے عہدہ کتابت سے نوازا گیا۔ جب سلطان مسعود مسند حکومت پر بیٹھا تو ارانیہ کی گورنری پر مقرر کیا گیا۔ باوجودیکہ مرکز حکومت سے دور تھا مگر سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربائیجان، ہمدان، اصفہان، اور رے پر قابض ہو گیا، اپنے پروردہ ارسلان شاہ بن طغرل کو مسند حکومت پر بٹھایا، اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اس کا اتابک بنا رہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی اس کا دائرہ حکومت تفلیس سے مکران تک وسیع ہو گیا تھا، ارسلان شاہ برائے نام بادشاہ تھا۔ سیاہ و سفید کا یہ خود مالک تھا۔

نہاوند کی تباہی

ایلدکز کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد بہلوان حکمران ہوا۔ یہ سلطان ارسلان شاہ کا ماوری بھائی تھا۔ بہلوان نے حکمران ہو کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم و نسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا، والی خوزستان شملہ کے بھتیجے ابن سکی کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھائی کر دی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نہاوند نے مقابلہ کیا۔ بے جگری سے لڑے، ابن سکی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر تشرلوٹ آیا اور دو ایک دن کا مخالطہ دے کر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آتا تھا، نہاوند کی جانب چلا، اہل نہاوند نے یہ سمجھ کر کہ بہلوان کی امدادی فوج آرہی ہے، شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ابن سکی بلا مزاحمت شہر میں داخل ہوا، قاضی اور رؤساء شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والئی

نہاوند کی ناک کاٹ لی۔ شہر نہاوند کو تباہ کر کے بقصد عراق ماسبدان کی جانب پیش قدمی کی اور خوزستان واپس آ گیا۔
شملہ کا انتقال

والئی خوزستان شملہ نے ۵۷۷ھ میں بعض ترکمانوں پر حملہ کی تیاری کی۔ ترکمانوں نے ہملوان بن الیدکز سے امداد کی درخواست کی، ہملوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر روانہ کی۔ شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی۔ شملہ شکست کھا کر بھاگا۔ جنگ کے دوران ترکمانوں نے شملہ اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا۔ شملہ کو زخم کاری پہنچا تھا۔ دو دن کے بعد فوت ہو گیا۔ شملہ ترکمان اتسزیہ سے تھا اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران بنا۔

تبریز پر چڑھائی

اسی سنہ میں ہملوان نے شہر تبریز پر چڑھائی کی۔ شہر تبریز پر آفسنقر احمدیلی کی حکومت تھی، آفسنقر احمدیلی فوت ہو گیا تھا اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا۔ ہملوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی، چنانچہ مراغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی عزل ارسلان کو شہر تبریز فتح کرنے پر متعین کیا، ہملوان نے مراغہ فتح کر کے اہل مراغہ سے اچھے سلوک کیے، قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے۔ قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط و کتابت کر کے دونوں فریقوں میں مصالحت کرا دی، باہم عہد و پیمان ہو گیا۔ ہملوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی عزل ارسلان کو مامور کر کے مراغہ سے ہمدان لوٹا۔

سلطان طغرل

۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ ہملوان بن الیدکز کی کفالت و نگرانی میں تھا اور اس کا مادری بھائی تھا مقام ہمدان میں فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل مسند حکومت پر متمکن ہوا۔

محمد بن ہملوان کا انتقال

اس کے بعد محمد بن ہملوان بن الیدکز کا ۵۸۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ اس کا نام عثمان تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں رعایا انتہائی خوشحال تھی، تمام ممالک مقبوضہ میں امن و امان کا دورہ تھا۔ اس کے انتقال کے بعد ہی اصفہان میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شیعوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ، قتل اور آتش زنی کے واقعات ہوئے۔ شہر کے اکثر مقامات نذر آتش کر دیئے گئے۔

قزل ارسلان کی کامیابی

سلطان طغرل پر ہملوان کا کافی اثر تھا، سکے اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا مگر حکومت کی باگ ڈور ہملوان کے ہاتھ میں تھی۔ یہی سیاہ و سفید کا مالک و مختار تھا۔ ہملوان کے بعد عزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا ارادہ کیا مگر قزل ارسلان کا سامد ختم نہ تھا اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس وجہ سے سلطان طغرل اس کے قبضہ و اثر سے نکل گیا اس کے تحکم کو برداشت نہ کر سکا، ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین سلطنت اور فوج کا کچھ حصہ آ ملا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بڑھ گئی، خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی، متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کر سکے۔ ادھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی، میں خلیفہ کا دل و جان سے مطیع ہوں، حسب دستور خدمت کے لیے موجود ہوں، حضور والا سلطان طغرل سے ہوشیار رہیں، یہ نہایت چلتا پرزہ ہے، آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں، میں سلطان طغرل سے فارغ ہو کر حاضر ہوں گا۔ ادھر سلطان طغرل نے بھی اپنا اپنی روانہ کیا۔ خلیفہ نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کی سند بخشی، دارالامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کو دربار سے نکلوا دیا اور بلا جواب واپس کیا اور شاہی دارالحکومت کو مسمار کرا دیا۔

لشکر بغداد کی شکست

خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے ۵۸۳ھ میں ایک فوج قزل ارسلان کی امداد پر وزیر السلطنت جلال الدین عبید اللہ بن یونس کی ماتحتی میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لیے روانہ کی، ماہ صفر میں یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی ہمدان کے قریب پہنچی۔ اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے حملہ کر دیا۔ وزیر السلطنت کو شکست ہوئی، سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا۔ لشکر بغداد پریشانی کی حالت میں بغداد واپس لوٹا۔

قزل ارسلان کا انجام

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن الیدکز کے درمیان لڑائیاں ہو رہی تھیں، آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی، سلطان طغرل گرفتار ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا گیا، تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہو گیا، ابن وکلاء والی فارس و خوزستان نے بھی اطاعت قبول کی، قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا و فساد کا سلسلہ جاری تھا، علماء شافعیہ کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ فتنہ و فساد ٹھنڈا ہو گیا، ہمدان واپس آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا، بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر نوبت بجوائی۔

اس کے بعد ایک دن شام کے وقت نیند کے عالم میں کسی نے قزل ارسلان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بہت کوشش کی مگر قاتل کا پتہ نہ چلا، اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں، گرفتار کر لیا گیا۔ قزل ارسلان کریم، حلیم، عادل، نیک سیرت اور خوش خلق تھا، برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ اس کی موت کے بعد قتلخ بن بملوان (قزل) ارسلان کا بھتیجا حکمران ہوا۔ سب شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے اس کے زیر قبضہ میں آ گئے۔

قتلخ کی شکست

جب قزل ارسلان کو قتل کر دیا گیا تو سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا نکل آیا۔ شاہی فوجیں جمع ہو گئیں، ہمدان پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھا۔ قتلخ بن بملوان نے مدافعت پر کمر باندھی، ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ قتلخ شکست کھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل ہمدان پر قابض ہو گیا۔

رے پر قبضہ

رے پہنچ کر قتلخ نے قلعہ بندی کر لی، خوارزم شاہ علاء الدین نکش کو اپنی امداد پر بلا بھیجا، چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ رے کے نزدیک پہنچا۔ قتلخ کو خوارزم شاہ کی جانب سے شبہ پیدا ہوا، اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی، لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ رے کے کسی قلعہ میں بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی۔ اس دوران سلطان برادر خوارزم شاہ کی نقل و حرکت کی اطلاع ملی جسے ان کے واقعات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا، خوارزم شاہ رے پر اپنی طرف سے ایک حاکم متعین کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس لوٹا۔

خلیفہ کا فرمان

سلطان طغرل نے خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد رے کی طرف اپنے قدم بڑھائے، خوارزم شاہ کی فوج پر جو رے میں مقیم تھی، شب خون مارا۔ قتلخ پریشان ہو کر بھاگ نکلا، خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیام بھیجا، معذرت کی، اتفاق سے جس وقت قتلخ کا قصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایچی بھی فرمان لیے ہوئے پہنچ گیا۔ خلیفہ نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت لکھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو تاکہ امن و امان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلیفہ کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلخ نے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔

سلطان طغرل کا قتل

اس بات کی اطلاع سلطان طغرل کو ہو گئی، لشکر جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں رے کے نزدیک دونوں فریقوں میں لڑائی ہوئی، سلطان طغرل نے بذات خود خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا، خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں جانب سے گھیر لیا۔ زخمی ہو گیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ کسی سپاہی نے سہارا لیا۔ خوارزم شاہ نے رے، ہمدان اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلخ بن بملوان کو متعین کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں، مساجد کو ان کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

امیر ابوالہیاء سمین کی برطرفی

اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کے وزیر ابن عطف نے ہمدان، اصفہان اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا چند دن بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم نے بیان کیا ہے۔ خلیفہ ناصر عباسی کی جانب سے امراء ایوبیہ میں سے ابوالہیاء سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی طرف قدم بڑھائے، ازبک بن بملوان نے ہمدان سے نکل کر بہ اظہار اطاعت نیاز حاصل کیا، ابوالہیاء نے گرفتار کر لیا، خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا، ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت روانہ کیے۔

امیر ابوالہیاء سمین، بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امراء مصر کا بااثر اور ممتاز فرد تھا۔ بیت المقدس اور اس کے ارد گرد کے علاقے اس کے زیر حکومت تھے جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت سے امیر ابوالہیاء کو برطرف کر دیا۔ بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین سلطنت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی فتح کے لیے پیش قدمی کی۔

دویر پر حملہ

ازبک بن بملوان اپنے والد کے انتقال کے بعد بلاد آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ مسند حکومت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیوں میں پڑ گیا۔ کرج نے شہر دویر پر حملہ کیا اور محاصرہ کیا۔ اہل دویر نے ازبک بن بملوان کے پاس وفد بھیجا، امداد کی درخواست کی، ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رہنمائی۔ کرج نے بزور شمشیر دویر سر کر لیا اور دل کھول کر اسے تباہ کیا۔ کوکجہ کا خاتمہ

کوکجہ ۲۔ بملوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے رے، ہمدان اور بلاد جبل پر قبضہ کر لیا۔ اپنے دوست اید غمش (یہ بھی بملوان کا غلام تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا، اید غمش کو جب قوت حاصل ہو گئی تو حکومت کے لالچ میں کوکجہ پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے تمام شہروں پر جو کوکجہ کے زیر حکومت تھے قبضہ کر لیا۔ ازبک بن بملوان دبا دبا ہوا پڑا۔ وہ بالکل بے اختیار ہو چکا تھا۔

مراغہ کا محاصرہ

ابھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ازبک مسند حکومت پر بیٹھتے ہی عیش و عشرت اور لہو لعب میں مشغول ہو گیا۔ انتظام و سیاست سے یک قلم ہاتھ کھینچ لیا، والئی ارمل مظفر الدین کو کبری اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس کی وجہ سے والئی ارمل نے ازبک کے مقبوضات کا رخ کیا۔ علاء الدین بن قرا سنقر احمدی والئی مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی۔ ازبک کے سارے حالات گوش گزار کیے۔ والئی مراغہ نے والئی ارمل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ تہریز کا محاصرہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ ازبک نے اید غمش کو ان حالات سے آگاہ کیا اس وقت ہمدان اصفہان، رے اور تمام بلاد جبل اید غمش ہی کے پاس تھے، دمکی آمیز خط لکھا، والئی ارمل کے اوسان خطا ہو گئے، بلا قتل، قتل اپنے مرکز

۱۔ ماہ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطف نائب وزیر کو عمدہ وزارت عطا فرمایا اس کا نام مویہ الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا، دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۷۱

۲۔ خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امراء اور خدام بملوان نے متفق ہو کر کوکجہ کو جو کہ بملوان کے غلاموں میں ایک ہاثر اور صاحب الرائے شخص تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حکومت واپس گیا۔ علاء الدین بن قراسنقر والئی مراغہ بھی لوٹ گیا۔ مگر اید غمش کا غصہ اس سے ٹھنڈا نہ ہوا، ازبک کو ہمراہ لیے مراغہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا، والئی مراغہ نے اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ دے کر مصالحت کر لی، اید غمش اور ازبک نے محاصرہ اٹھا کر واپسی اختیار کی۔

بھائیوں میں نا اتفاقی

والئی ماژندران حسام الدین اور اردشیر کے انتقال کے بعد اس کا بڑا بیٹا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے مقبوضہ علاقہ سے نکال دیا۔ پریشانی کی حالت میں جرجان پہنچا، شاہ برنگش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی جانب سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر کمر باندھی، اپنے بھائی برنگش کو امداد پر مامور کیا۔ چنانچہ برنگش جرجان سے ماژندران روانہ ہوا۔ راستے میں یہ اطلاع ملی کی والئی ماژندران جو اپنے والد کے بعد حکمران تھا فوت ہو گیا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا ہے مگر برنگش نے ارادہ تبدیل نہ کیا، مسافت طے کر کے ماژندران پہنچا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والئی ماژندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی، ماژندران پر حکومت کرنے لگا، سابق والئی ماژندران کا چھوٹا بیٹا قلعہ کوری میں بند ہو گیا، سارا مال و اسباب اور خزانہ اسی کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے خط و کتابت شروع کی نری و مہربانی کا خواست گار ہوا۔ منجھلا بھائی تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

ازبک کی کارروائی

۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمدی والئی مراغہ کا انتقال ہو گیا، کوئی بڑا بیٹا نہ تھا اس کے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ایک کم سن بچہ کو مسند حکومت پر فائز کیا۔ بعض امراء و سلطنت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا علم بلند کیا۔ اس نے ان کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، باغیوں کو شکست ہوئی، علاء الدین قراسنقر کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا۔ ایک سال کے بعد ۶۰۵ھ میں اس کا بھی انتقال ہو گیا، اس کے انتقال سے خاندان قراسنقر احمدی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ازبک بن بملوان ان واقعات سے آگاہ ہو کر تہریز سے مراغہ آیا اور خاندان قراسنقر کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا، صرف وہی قلعہ باقی رہ گیا جس میں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال و اسباب اسی خادم کے قبضہ میں تھا۔

اید غمش کی شکست

جب اید غمش کا قدم مضبوطی کے ساتھ حکومت پر جم گیا، ہمدان، اصفہان اور رے اور بلاد جبیلہ پر قبضہ کر لیا، کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی، جاہ و جلال بھی بڑھ گیا تو خود مختار حکومت کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بملوان (جس نے اس کو رہا پن کو حکومت مرحمت کی تھی) کے بیٹے ازبک پر چڑھ دوڑا، ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بملوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی اید غمش کے روک تھام کے لیے اٹھا، ممالک بملوانیہ کا ایک بڑا گروہ ساتھ ہو گیا۔ دنوں میں ہی کثیر فوج فراہم ہو گئی اس واقعہ میں اید غمش کو شکست ہوئی، سنکلی تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔

شکست کھاکر اید غمش بغداد پہنچا، خلیفہ نے اس کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ عزت و احترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے

اپنا امیر بنایا۔ رے اور اس کے تمام بلاد قریب پر قابض کروایا۔ کوجہ نے اصفہان سے خوارزمی عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر اصفہان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوجہ خوارزمیوں ان کی تلاش و جستجو میں مہس (بلاد مقبوضہ اساعیلیہ) تک بڑھ گیا۔ لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ رے، ساوہ، قم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے لکھا، خلافت مآب نے درخواست کو قبول فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور بر طبق درخواست روانہ کیا اس سے کوجہ کی شان و شوکت کو چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی، مستقل حکمران ہو گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کمال ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۶، ۷۷

اید غمش نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔

اید غمش کا انجام

خلیفہ نے اید غمش کو نلعت سے نوازا پرچم حکومت عطا کیا جس قدر شہر اس کے قبضہ میں تھے ان کی سند حکومت عنایت فرمائی، فوجی امداد دینے کا وعدہ کر کے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ اید غمش بغداد سے ہمدان کی طرف واپس ہوا اور بغدادی افواج کے انتظار میں سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور سے سنکلی کو اید غمش کے حالات لکھ بھیجے اور ایک دن موقع پا کر اید غمش کو قتل کر دیا۔ سر اتار کر سنکلی کے پاس بھیج دیا۔ اید غمش کے تمام ساتھی منتشر ہو گئے۔ سنکلی اید غمش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قابض ہو گیا۔

اس واقعہ سے خلیفہ سخت ناراض ہوا۔ سنکلی کو دھمکی آمیز اور ناراضگی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کوئی توجہ نہ دی، خلیفہ نے اس کے آقا ازبک بن بملوان والی آذربائیجان کو اس کی شکایت لکھی، فوج کشی کے لیے کہا، امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسماعیلی والی قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد مساوی طور پر تینوں فریقوں میں ممالک مقبوضہ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ خلیفہ نے فوج کی روانگی کا حکم دیا اپنے خادم سنقر معروف بہ وجہ السبع کو سپہ سالار متعین کیا، مظفر الدین کو کبری بن زین الدین علی کو چک والی اربل و شہر زور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر کیا گیا۔

سنکلی کی سرکوبی

یہ فوجیں تیزی کے ساتھ ہمدان کی جانب بڑھیں، سنکلی میں مقابلے کی قوت نہ تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا، پہاڑوں میں چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا، دامن کوہ پر پڑا، ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی، لڑائی شروع ہو گئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا۔ صبح کو پھر دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ اس جنگ میں سنکلی کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چند دن ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج خوراک کی وجہ سے بھاگ جاتی مگر اس کی قسمت میں شکست لکھی تھی، جیسے ہی رات کی تاریکی پھیلی تو سنکلی پہاڑی کی چوٹی سے اتر کر بھاگ گیا۔ تمام ساتھی منتشر و متفرق ہو گئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتح مند گروہ نے سنکلی کے تمام علاقہ پر قبضہ کر کے حسب قرار داد آپس میں تقسیم کر لیا۔

ازبک کے حصے میں جو شہر آئے ان پر اپنے بھائی کے غلام غلمش کو مامور کیا۔ غلمش نے قبضہ کر کے نظم و نسق کی جانب توجہ کی۔ سنکلی گرتا پڑتا سادہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سر اتار کر ازبک کے پاس بھیج دیا اور بلاد جبل میں حکومت قائم ہو گئی یہاں تک کہ ۶۱۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے، خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا، ازبک بن بملوان والی آذربائیجان واران نے خوارزم شاہ کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین، خراسان، فارس اور تمام ممالک مشرق سے منقطع کر دیا۔ صرف ازبک کا آذربائیجان پر قبضہ برقرار رہا۔

جلال الدین محمد تگش کا انجام

پھر ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا۔ محمد تگش کے تمام مقبوضات ماوراء النہر، خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک ان کا اثر پہنچا ۶۲۱ھ میں ازبک بملوان، چنگیز خان کا مطیع ہو گیا اور چنگیز خان کے حکم سے خوارزمیوں کو مار ڈالا، لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تگش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا۔ عراق عجم اور فارس پر قبضہ کر لیا، آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی، ازبک آذربائیجان اور اربل چھوڑ کر گنجہ چلا گیا۔ جلال الدین نے قبضہ کر کے گنجہ پر چڑھائی کی، ازبک نے گنجہ بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں بند ہو گیا۔ جلال الدین گنجہ پر بھی قابض ہو گیا۔ اسی پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ازبک کا انتقال ہو گیا۔ ایلدکز کے خاندان کی حکومت ختم ہو گئی۔ تاتاری تمام ملک پر قابض ہو گئے۔ ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تگش کو بھی قتل کر دیا۔


```

graph TD
    Saljuq[سلجوق] --> Asra'il[اسرائیل]
    Saljuq --> Mical[میکال]
    Saljuq --> Arslan[ارسلان]
    Saljuq --> Musa[موسی]

    Asra'il --> Qatamsh2[قطامش ۲]
    Asra'il --> Qatamsh1[قطامش ۱]
    Qatamsh2 --> Sulayman[سلیمان]
    Sulayman --> Arslan1[ارسلان]

    Mical --> Sa'id[سعید]
    Mical --> JafarBak[جعفر بک]
    Sa'id --> Dawud[داود]
    JafarBak --> QarotBak[قاروت بک]
    JafarBak --> ArslanShah[ارسلان شاه]
    JafarBak --> TajAdDawlat[تاج الدوله تنش]

    Dawud --> Yaqut[یاقوتی]
    Yaqut --> Asma'il3[اسمعیل ۳]
    Asma'il3 --> BehramShah[بهرام شاه]
    BehramShah --> Dawud2[داود]
    BehramShah --> Sulayman2[سلطان محمد دوم]

    QarotBak --> MalikTughl[ملک طغرل]
    MalikTughl --> ArslanShah2[ارسلان شاه]
    ArslanShah2 --> MahmudShahi[محمود شانی]
    MahmudShahi --> MalikShahSom[ملک شاه سوم]
    MalikShahSom --> SulaymanShahSom[سلطان محمد سوم]

    ArslanShah --> MalikShah1[ملک شاه اول]
    MalikShah1 --> Muhammad[محمد]
    Muhammad --> SulaymanShah[سلیمان شاه]
    SulaymanShah --> MalikTughl2[ملک طغرل]
    MalikTughl2 --> ArslanShah3[ارسلان شاه]
    ArslanShah3 --> SulaymanShah2[سلطان طغرل]

    ArslanShah --> BerkiarDag[برکیاردق]
    BerkiarDag --> MalikShah2[ملک شاه دوم]
    MalikShah2 --> Muhammad2[محمد]
    Muhammad2 --> Mas'ud[مسعود]
    Mas'ud --> Muhammad3[محمد]

    ArslanShah --> SulaymanMahmud[سلطان محمود اول]
    SulaymanMahmud --> ArslanShah4[ارسلان شاه]
    ArslanShah4 --> SulaymanShah3[سلیمان شاه]

    ArslanShah --> SulaymanBakht[سلطان بکھر]
    SulaymanBakht --> SulaymanShah4[سلیمان شاه]
    SulaymanShah4 --> SulaymanShah5[سلیمان شاه]
  
```

ارسلان یا الب ارسلان مورث اعلیٰ سلاطین سلجوقیہ والی رہے یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا بنیادی پتھر رکھا تھا۔

قطامش والی قونیہ و بلاد روم

تاج الدولہ تنش والی بلا دروم

والی آذربائیجان

باب ۷

ملک خوارزم محمد بن انوشکین و اتسز بن محمد

انوشکین کے حالات

انوشکین خوارزمی حکمرانوں کا جد اکبر اور مورث اعلیٰ تھا یہ ترکی الاصل اور غرستان کے رہنے والے ایک شخص کا غلام تھا اسی مناسبت سے انوشکین غرشی کہلاتا ہے۔ امراء سلجوقیہ میں سے ملکبک نامی ایک سردار نے اسے خرید لیا۔ چونکہ انوشکین میں غیر معمولی بہادری اور عقل و فہم تھی اس وجہ سے امیر ملکبک اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشکین کا بیٹا محمد اپنے والد کی طرح بہادر اور دانائی میں یکساں تھا، انوشکین نے اسے انتہائی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ چنانچہ آداب اور اخلاق کے زیور سے مزین و آراستہ ہو کر سن شعور کو پہنچا، امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا، بعض صوبجات کی حکومت پر مامور ہوا، بہت سلیقہ شعار اور منتظم تھا چند ہی دنوں میں اس کی شہرت پھیل گئی۔

برکیاروق کی پیش قدمی

سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے جب حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیاروق کا چچا) مخالفت پر اٹھا، اور خراسان پر قبضہ کر لیا تو ۳۹۰ھ میں برکیاروق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی قیادت میں ارسلان ارغون کے سر کرنے کے لیے روانہ کیں، روانگی فوج کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا۔ راستے میں ارسلان ارغون کے مارے جانے کی اطلاع ملی، ارسلان ارغون کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہو کر مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں برکیاروق نے اس خبر سے آگاہ ہو کر ارادہ تبدیل نہ کیا بلکہ اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ ارسلان ارغون کے نائبوں سے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سنجر کو متعین کیا۔

محمد بن سلیمان کی سرکشی

محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیاروق کا رشتہ دار تھا بغاوت و مخالفت کا علم بلند کیا۔ سنجر نے مقابلے پر کمر باندھی اور کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں بھرادیں، برکیاروق خوارزم پر انجی شاہ کو والی مامور کر کے خراسان سے عراق واپس آیا (زبان فارسی میں ”شاہ“ سلطان کو کہتے ہیں، خوارزم کو شاہ کی طرف مضاف کر کے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا۔ انجی شاہ ہو گیا۔

قودز کی سرکوبی

برکیاروق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر میں سے امیر قودز اور امیر بارققاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے ساتھ خراسان میں گئے تھے، بغاوت اور مخالفت پر تیار ہو گئے اور انجی شاہ والی خوارزم پر جب کہ وہ سلطان برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہا تھا، مقام مرو میں حملہ کر دیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو اس کی خبر ہوئی، یہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انزا اور موید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی، برکیاروق، امیر انزا اور موید الملک کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی ابن ایلیخ کو فوج کا سپہ سالار بنا کر قودز و بارققاش سے جنگ کے لیے خراسان واپس آیا۔ امیر داؤد ہرات کی جانب روانہ ہوا، امیر داؤد حبشی کی فوج نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارققاش روانہ ہو گئے، امیر داؤد حبشی نے جیسے ہی دریائے جیحون عبور کیا، بارققاش نے بڑھ کر راستہ روکا۔ ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ بارققاش کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران امیر داؤد نے گرفتار کر لیا، اس واقعہ کی اطلاع قودز

تک پہنچی، فوج نے ہنگامہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا، والئی بخارا نے گرفتار کر لیا مگر چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی رہا بار قشاش، وہ امیر داؤد کے پاس جیل میں قید رہا۔

بار قشاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا، فتنہ و فساد کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد ابن انوشکین کو منتخب کیا، محمد انوشکین نے انتہائی خوش اسلوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا، اخراجات میں کمی دکھائی۔ آئے دن کے فساد اور بد امنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا، علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی، انصاف پسند تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاحظت کا سلوک کرتا تھا ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر ہر سو پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ عزت افزائی کی۔

خوارزم پر چڑھائی

محمد بن انوشکین جن دنوں خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ طفعل تنکین محمد ابن انکبی کے اکسانے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ انکبی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسے امیر قودز اور امیر بار قشاش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انوشکین کو اس کی خبر ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاعی چٹھی بھیجی، امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طفعل تنکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلا گیا، ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کی راہ لی، محمد بن انوشکین کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہو گیا

پھر محمد بن انوشکین والئی خوارزم کا زمانہ انتقال آگیا۔ اس کا بیٹا انسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے والد کے قدم بقدم چلا، انسز زمانہ حکومت محمد بن انوشکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی، شجاعت اور سیاست کی شہرت عام ہو گئی، شہر مشعل کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری میں مزید اضافہ کر دیا۔ ہر ایک کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہونے لگا، شان و شوکت دوبالا ہوئی، سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سالار اعظم بناتا تھا۔ لگاتار بچھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا، چغل خوری شروع کر دی، وقت بے وقت کان بھرنے لگے کہ انسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سا گیا ہے، اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اس بات سے سلطان سنجر آگ بگولا ہو گیا، بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ انسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا، لڑائی ہوئی، میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا، انسز کو شکست ہوئی، انسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار، مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت مرحمت کی، اتابک کو وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ میں مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم انسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا سلوک ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد انسز نے اہل خوارزم کے کہنے پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا اور انسز خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

سلطان سنجر کی شکست

۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے جنگ ہوئی۔ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے انسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اس سے انسز آگ بگولا ہو گیا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد انسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور انسز کے مقبوضہ علاقوں میں دخل اندازی نہ کرے۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف بڑھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقرا خان بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمیشہ زاوہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے محمود کو بری طرح سے شکست دی، محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا۔ اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے، ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی، امداد

واعانت کی درخواست کی۔ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے لڑنے کے لیے چلا، دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا پر حملہ کر دیا زبردست لڑائی ہوئی، سلطان سنجر کو شکست ہوئی، بے شمار مسلمان مارے گئے، لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں، اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی طرف واپس ہوا اور بادشاہ خطا ماوراء النہر پر قابض ہو گیا اور ماوراء النہر ممالک مقبوضہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد انسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا، سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مقابلہ کرنے والا نہ رہا، انسز سرخس پر قابض ہو گیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے انسز سے ملنے آئے، انسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان کے پند و نصائح کو بڑی توجہ سے سنا اور قبول کیا اس کے بعد انسز نے مرو شاہجہاں کی جانب پیش قدمی کی۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گزارش کی ”آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں، ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی“ انسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی، ہلچل مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں پر چڑھ دوڑے، کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ انسز کے ساتھی جو کسی ضرورت کے تحت شہر میں گئے تھے، کھینچ کر باہر نکال دیا۔ انسز اس سے آگ بگولا ہو گیا۔ حملہ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی، کئی دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ ننگے سروپا انسز کی خدمت میں اہل مرو کی غلطی معاف کرانے کی غرض سے حاضر ہوا، انسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے روک دیا اور ان کی غلطی معاف کر دی مگر سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ ختم کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے انسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا اہل نیشاپور کا دل بھر آیا۔ انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا مگر آخری نتیجہ نے روک دیا، خاموشی اختیار کر لی۔

صوبہ سیسق کی تباہی

انسز نے مرو پر قبضہ کے بعد صوبہ سیسق کو فتح کرنے کے لیے یب فون روانہ کی، پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا، تمام صوبہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ گاؤں، دیہات اور شہر تباہ کر دیئے گئے چونکہ ترکان خطا انسز کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ انہی کی حرکت تھی اس وجہ سے سلطان سنجر ان کاموں سے جو انسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا مداخلت نہ کرتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی شہروں کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۳۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعویٰ دار تھے، اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر آکر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا، جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط و قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا اطراف بلخ میں جا کر قید اختیار کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن و رات قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تباہ کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی تباہی کے لیے تیاری کی، فوجیں فراہم کیں، معرکہ آراء ہوا مگر مقابلہ نہ کر پڑا، شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا، اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت کو سخت نقصان پہنچا جو کسی طرح سے پھر ٹھیک نہ ہو سکا، گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا، مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے، ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جس کا جہاں سینک سہا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ انسز بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دبا بیٹھا، خود مختاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثت آئندہ حکمران ہوئی، پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا مزید زیادہ خراب ہوئی اور حکومت پر زوال کی گھنائیں چھا گئیں تو انسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم مفصل ان کی سلطنت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق۔ من و کریم۔

تک پہنچی، فوج نے ہنگامہ کر دیا، قودز بخارا بھاگ گیا، والئی بخارا نے گرفتار کر لیا مگر چند دن بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی رہا بار قشاش، وہ امیر داؤد کے پاس جیل میں قید رہا۔

بار قشاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا، فتنہ و فساد کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد ابن انوشکین کو منتخب کیا، محمد انوشکین نے انتہائی خوش اسلوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا، اخراجات میں کمی دکھائی۔ آئے دن کے فساد اور بد امنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا، علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی، انصاف پسند تھا، رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاحظت کا سلوک کرتا تھا ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر ہر سو پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ عزت افزائی کی۔

خوارزم پر چڑھائی

محمد بن انوشکین جن دنوں خوارزم میں موجود نہ تھا، کسی مہم پر گیا ہوا تھا۔ طغرل تکین محمد ابن انکیجی کے اکسانے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ انکیجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ تھا جسے امیر قودز اور امیر بار قشاش نے مار ڈالا تھا) محمد ابن انوشکین کو اس کی خبر ملی تو سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور اطلاعی چٹھی بھیجی، امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ اور طغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلا گیا، ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کی راہ لی، محمد بن انوشکین کی قدر و منزلت میں مزید اضافہ ہو گیا

پھر محمد بن انوشکین والئی خوارزم کا زمانہ انتقال آ گیا۔ اس کا بیٹا اتسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے والد کے قدم بقدم چلا، اتسز زمانہ حکومت محمد بن انوشکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی، شجاعت اور سیاست کی شہرت عام ہو گئی، شہر متشعل کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری میں مزید اضافہ کر دیا۔ ہر ایک کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہونے لگا، شان و شوکت دوبالا ہوئی، سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بچھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا، چغل خوری شروع کر دی، وقت بے وقت کان بھرنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سا گیا ہے، اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اس بات سے سلطان سنجر آگ بگولا ہو گیا، بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھائی کر دی۔ اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا، لڑائی ہوئی، میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا، اتسز کو شکست ہوئی، اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار، مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیئے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت مرحمت کی، اتابک کو وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۵۳۳ھ میں مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا سلوک ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد اتسز نے اہل خوارزم کے کہنے پر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی سے قبضہ دے دیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران بن گیا۔

سلطان سنجر کی شکست

۵۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے جنگ ہوئی۔ آپ نے ابھی پڑھا ہے کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا اس سے اتسز آگ بگولا ہو گیا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور اتسز کے مقبوضہ علاقوں میں دخل اندازی نہ کرے۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف بڑھے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقرا خان بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیر زادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے محمود کو بری طرح سے شکست دی، محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا۔ اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے، ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی، امداد

واعانت کی درخواست کی۔ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے لڑنے کے لیے چلا، دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا پر حملہ کر دیا زبردست لڑائی ہوئی، سلطان سنجر کو شکست ہوئی، بے شمار مسلمان مارے گئے، لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں، اسی واقعہ میں سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی طرف واپس ہوا اور بادشاہ خطا ماوراء النہر پر قابض ہو گیا اور ماوراء النہر ممالک مقبوضہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد انسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا رخ کیا، سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا۔ کوئی مقابلہ کرنے والا نہ رہا، انسز سرخس پر قابض ہو گیا۔ امام محمد زبیدی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے انسز سے ملنے آئے، انسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان کے پسند و نصح کو بڑی توجہ سے سنا اور قبول کیا اس کے بعد انسز نے مرو شاہجہاں کی جانب پیش قدمی کی۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گزارش کی ”آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں، اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں، ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی“ انسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی، ہلچل مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں پر چڑھ دوڑے، کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ انسز کے ساتھی جو کسی ضرورت کے تحت شہر میں گئے تھے، کھینچ کر باہر نکال دیا۔ انسز اس سے آگ بگولا ہو گیا۔ حملہ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی، کئی دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ ننگے سروپا انسز کی خدمت میں اہل مرو کی غلطی معاف کرانے کی غرض سے حاضر ہوا، انسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے روک دیا اور ان کی غلطی معاف کر دی مگر سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مل و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ ختم کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ جس وقت خطیب کی زبان سے انسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا اہل نیشاپور کا دل بھر آیا۔ انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا مگر آخری نتیجہ نے روک دیا، خاموشی اختیار کر لی۔

صوبہ سیسق کی تباہی

انسز نے مرو پر قبضہ کے بعد صوبہ سیسق کو فتح کرنے کے لیے یہ فوج روانہ کی، پانچ دن کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا، تمام صوبہ میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ گاؤں، دیہات اور شہر تباہ کر دیئے گئے چونکہ ترکان خطا انسز کی پشت پناہی پر تھے اور درپردہ یہ انہی کی حرکت تھی اس وجہ سے سلطان سنجر ان کاموں سے جو انسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا، غفلت نہ کرتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور اسلامی شہروں کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۳۸ھ میں ترکان غز جو اسلام کے دعویٰ دار تھے، اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر آکر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا، جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط و قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا اطراف بلخ میں جا کر قیہ اختیار کیا، لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن و رات قافلہ لوٹ لیتے تھے۔ دیہات اور قصبات کو تباہ کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کی مبینہ نیکی کے لیے تیاری کی، فوجیں فراہم کیں، معرکہ آراء ہوا مگر مقابلہ نہ کر پھکا، شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا گیا، اس کی گرفتاری اور شہادت سے اس کی حکومت کو سخت نقصان پہنچا جو کسی طرح سے پھر ٹھیک نہ ہو سکا، گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا، مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے، سان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، جس کا جہاں سینک سمایا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ انسز بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دبا بیٹھا، خود بخاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثتاً آئندہ حکمران ہوئی، پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا مزید زیادہ خراب ہوئی اور حکومت پر زوال کی گھنائیں چھا گئیں تو انسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم مفصل ان کی سلطنت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ والی التوفیق۔ منہ و کرم۔

اتسز بن محمد کا انتقال

والئی خوارزم اتسز بن محمد بن انوشنگین نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔ نہایت عادل "نیک سیرت تھا" رعایا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا سلوک کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسز خوارزم کا حکمران ہوا، مسند حکومت پر فائز ہو کر اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں، پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا، اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا، سلطان سنجر نے خوارزم کی مسند حکومت عنایت کی۔ اس کے بعد ترکان خطائے تسخیر خوارزم کی غرض سے خروج کیا، ارسلان مقابلہ کے لیے نکلا، تھوڑی سی مسافت طے کی ہوگی کہ ایک ملک بیماری میں مبتلا ہو گیا، خوارزم واپس آیا، سرداران لشکر میں سے نظرامیر کو قائد مقرر کر کے فوج کو روانگی کا حکم دیا، ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے لڑائی ہوئی، ترکوں نے اس کو شکست دی، گرفتار کر لیا اور ماوراء النہر واپسی اختیار کی۔

باب ۸

علاء الدین تگش بن ارسلان

محمود بن ارسلان

پھر والئی خوارزم ارسلان بن اتسز اسی مرض میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جاسکا تھا فوت ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمود مسند حکومت خوارزم پر بیٹھا، اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی، ارسلان کا بڑا بیٹا علاء الدین تگش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا، چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری، بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا، امداد کی درخواست کی، خوارزم کی سرسبزی اور مال و دولت کا لالچ دیا، بادشاہ خطا لالچ میں آ گیا۔ آپس میں عہد و پیمان کیا اور ایک بڑی فوج لے کر علاء الدین تگش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی جانب پیش قدمی کی۔

سلطان شاہ کی شکست

سلطان شاہ اور اس کی ماں، موید ای یہ والئی نیشاپور کے پاس چلی آئی تھی، (موید ای یہ سلطان سنجر کے بعد نیشاپور پر قابض ہو گیا) نذرانے اور تحائف دیئے، خوارزم کے مال و خزانہ کی طمع دلائی، موید ای یہ فوجیں مہیا کر کے خوارزم کو علاء الدین تگش اور ترکان خطا کے پنجے سے بچانے کے لیے سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا، بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تگش اس کی آمد سے آگاہ ہو کر میدان میں آ گیا، گھسان کی لڑائی ہوئی، آخر کار موید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا، بھاگ نکلی، موید گرفتار ہو کر علاء الدین تگش کے سامنے پیش کیا گیا۔ علاء الدین تگش نے قتل کا حکم صادر کیا جس کی تعمیل فوراً کی گئی، سلطان شاہ نے گرتے پڑتے دستان میں جا کر دم لیا، علاء الدین تگش نے تعاقب کیا دستان کو پہنچ کر گھیر لیا، سلطان شاہ چھپ کر دستان سے بھاگ گیا اس کی ماں گرفتار ہو گئی، علاء الدین تگش نے قتل کر دیا اور دستان پر قبضہ کر کے خوارزم واپسی کی راہ لی۔

دستان سے نکل کر سلطان شاہ نیشاپور پہنچا۔ یہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابوبکر ابن موید نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا، چند دن قیام کے بعد سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

ترکان خطا کی علاء الدین تگش پر چڑھائی

ترکان خطا نے علاء الدین تگش سے عہد نبھانے کا تقاضا شروع کیا، حسب قرارداد مال و دولت لینے کے لیے اپنی بھیجے۔ علاء الدین تگش نے ترکان خطا کے اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ چند دن چیلے بھانے سے کام لیا، ایک دن چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مقرر کر دیا۔ ایک بھی زندہ نہ چھوڑا اور اس عہد و اقرار کو جو اس نے ترکان خطا سے کیا تھا، پس پشت ڈال دیا۔ سلطان شاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی، خوشی سے اچھل پڑا، غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا، علاء الدین تگش (اپنے بھائی) کی شکایت کی امداد کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مانوس ہیں، میری شکل کو دیکھ کر علاء الدین تگش کا ساتھ چھوڑ دیں گے، علاء الدین تگش سے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ بھی بد عہدی کی ہے، بادشاہ خطا پہلے ہی سے غصے میں بیٹھا تھا، فوراً تیار ہو گیا، ایک بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھائی کی۔ محاصرہ کیا، علاء الدین تگش قلعہ بند ہو گیا۔ مدافعت کی تدبیریں کرنے لگے، فوج نے علاء الدین تگش کے حکم سے نہر میں پانی جاری کر دیا، جیون کے بند کھول دیئے گئے، زبردست سیلاب آ گیا، لینے کے دینے پڑ گئے، بادشاہ خطا کا لشکر

ڈوبتے ڈوبتے بچا، محاصرہ اٹھا کر ناکام واپس ہوا، بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بہت ملامت کی، سلطان شاہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کی کامیابی

سلطان شاہ نے اس کے بعد بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا ”آپ میری قیادت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لیے روانہ کیجئے“ میں قبضہ کی ذمہ داری لیتا ہوں، دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دنوں تاتاریوں اور سلطان سنجر میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے۔ سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا، سلطان شاہ نے سرخس کی جانب پیش قدمی کی اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے حملہ آور ہوا، بڑی بے رحمی سے انہیں قتل و تباہ کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا رخ کیا والئی مرو نے دفاع کی کوشش کی، لڑائی ہوئی، آخر کار سلطان شاہ نے اس پر بھی بزور شمشیر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور وہیں قیام اختیار کیا، بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی مگر سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز) سے برابر لڑتا رہا، اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا۔

طغان شاہ کا انتقال

آئے روز کی جنگ سے تنگ آکر دینار غزی نے سرخس، طغان شاہ ابن موید والئی نیشاپور کے سپرد کر دیا، طغان شاہ نے اپنی جانب سے قراقوش نامی امیر کو سرخس کی حکومت عنایت کی، طغان شاہ نیشاپور چلا گیا، سلطان شاہ اس سے آگاہ ہو کر سرخس پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا، طغان شاہ کو اس کی اطلاع ملی، فوج آراستہ کر کے محاصرہ اٹھانے کے لیے سرخس آ پہنچا، جیسے ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، طغان شاہ جنگ سے منہ موڑ کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے، قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس پر بھی قابض ہو گیا۔ نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ کی آئے روز کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی یہاں تک کہ ۵۸۲ھ میں طغان شاہ کا انتقال ہو گیا۔

سنجر شاہ کی حکومت

طغان شاہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سنجر شاہ مسند حکومت پر بیٹھا، منکلی، تکین (سنجر کے دادا کا غلام) کو حکومت، سنجر پر غلبہ حاصل ہو گیا، سیاہ و سفید کا مالک و مختار بن گیا۔ یہ امر، امراء اور اراکین سلطنت کو ناگوار گزرا، اکثر امراء ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے، دینار غزی، ترکان غز کا ایک گروہ اپنے ساتھ لے کر کرمان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ منکلی، تکین نے حکومت، سلطنت پر قابض ہو کر بہت ظلم کیے، نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا، اراکین سلطنت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔

سنجر شاہ کو سزا

اس بات کی اطلاع خوارزم شاہ علاء الدین نکش کو ملی۔ ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی، دو ماہ تک محاصرہ کیے رہا مگر کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ اہل نیشاپور نے زبردست مدافعت کی، مجبوراً محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور کو فتح کرنے کے لیے نکلا۔ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امان حاصل کر کے قبضہ دے دیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی، تکین کو قتل کر دیا اور سنجر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح ٹھہرایا، بعد یہ اطلاع ملی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط و کتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے سازش کر رہا ہے اس بناء پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔

مرو پر چڑھائی

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے یہ واقعہ کتاب مشارب التجارت میں اسی طرح بیان کیا ہے مگر اس کے علاوہ دیگر مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دونوں بیٹوں علاء الدین نکش اور سلطان شاہ نے حکومت و ریاست حاصل کرنے کے بارے میں جھگڑا ہوا، علاء الدین نکش نے سلطان کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا۔

اور ترکان غز سے چھین لیا۔ چند دن بعد ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ بیشتر اراکین سلطنت کو قتل کیا، سلطان شاہ پریشان حال بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا۔ امداد کی درخواست کی، جنگی اخراجات کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا ایک بڑی فوج لے کر مرو پر حملہ آور ہوا، مرو، سرخس، نساء اور ایورو سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا دیا اور اپنے مرکز حکومت واپس گیا۔

شہاب الدین غوری کی آمد

سلطان غیاث الدین غوری حکمران ہرات ابو شیخ اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان اور سلطان شاہ والئی مرو، سرخس اور ایورو سے خط و کتابت شروع ہوئی، ایک نے دوسرے کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے لکھا اور عدم تعمیل کی صورت میں دھمکی دی، ابھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیش قدمی شروع کر دی، غیاث الدین کے مقبوضہ شہروں پر شب خون مارنے لگا، تادان اور جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا، سلطان غیاث الدین ان واقعات سے آگاہ ہو کر آگ بگولا ہو گیا۔ سلطان شاہ کی گوشمالی اور مدافعت کے لئے بھستان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے بھانجے بھاء الدین سام والئی بامیان کو بطور کمک والئی بھستان کے ساتھ روانہ ہونے کے لیے لکھا، والئی بھستان اور بھاء الدین سام کوچ و قیام کرتے ہوئے ہرات پہنچے۔ سلطان شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی مجبوراً ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا، جنگ کی نوبت نہ آئی، اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہو گیا، سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو پھر حسب معمول سابق خط لکھا۔ غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے آگاہ کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندوستان میں تھا۔ اطلاع ملتے ہی مشتعل ہو گیا، فوج کو واپسی کا حکم دیا اور انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے خراسان پہنچا۔ خراسان میں سلطان غیاث الدین اور والئی بھستان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں، سلطان شہاب الدین غوری کے آجانے سے بہت بڑی فوج ہو گئی۔ طالقان میں سب نے پڑاؤ کیا۔ سلطان شاہ نے ترکان غز، فسادیوں، لٹیروں اور بد معاشوں کو اکٹھا کر کے فوج بلائی اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ پر آیا، دو مہینے تک ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہے۔ فریقین سینہ سپر ہو کر میدان میں آتے تھے لیکن لڑائی کی نوبت نہ آتی تھی۔

علوی کی مخالفت

سلطان غیاث الدین اور سلطان شاہ میں مصالحت کی خط و کتابت ہو رہی تھی، آخر کار غیاث الدین بو شیخ اور بادغیس اور یورا کے قلعے سلطان شاہ کو دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہوا، بھاء الدین سام والئی بامیان اور والئی بھستان نے اس سے مخالفت کی، جنگ پر تیار ہوئے، غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھوانے کے لیے حاضر ہوا، امراء غوریہ اور سرداران لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے مگر غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی نہیں بولتا تھا۔ دل ہی دل میں بیچ و تاب کھا رہے تھے۔ مہموز الدین اب علوی جو غیاث الدین کا خاص آدمی بنا ہوا تھا اور اس کا اثر اس قدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا تھا کر گزرتا، غیاث الدین دم نہ مارتا، اٹھ کر غضبناک لہجہ میں بولا، ”اس طرح سے صلح ہرگز نہ کی جائے گی میں ایک انچ زمین سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پھٹ گیا، کپڑے پھاڑ ڈالے، سر پر مٹی ڈالی، بل فوج ڈالے، ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا ”جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے۔ مگر علوی ہروی تجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہے۔“ اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا کہہ کر غیاث الدین کی جانب مخاطب ہوا ”حضور والا! جن ملکوں کو ہم نے تلواریں کے زور پر اپنا خون بہا کر ترکان غز، سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے کیا وہ ممالک ہم اس شخص کو دے دیں جسے اس کے بھائی نے نکال دیا ہے، تن تہا اوہر اوہر مارا پھرتا ہے اور جب ہم اسے اپنے مقبوضہ شہروں کو دے دیں گے تو اس کا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہو گا، علوی سے یہ نہ ہو گا۔ غیاث الدین بالکل چپ رہا، نہ ہاں کی اور نہ شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا، ایلچی واپس چلا آیا۔

۱۔ اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک انچ چھوڑ کر صرف علوی ہروی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کمال میں سے مہموز الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کمال ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۰۔

جنگ کا آغاز

ان تمام واقعات سے سلطان شاہ کو آگاہ کیا، غوری لشکر نے پیش قدمی کی، مروارد میں پہنچ کر جنگ کا آغاز کر دیا، سلطان شاہ کا لشکر خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا، جنگ کا میدان گرم ہو گیا، سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کی ایک بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی، سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہنچا، اس کے بعد بقیۃ السیف فوج بھی مرو آگئی۔ غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع علاء الدین نکش تک پہنچی، بہت خوش ہوا، سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا۔ فوراً ایک فوج جیون کی جانب روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جاسکے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شاہ کی گرفتاری اور جنگ کی غرض سے روانہ ہوا، کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی اطلاع ہو گئی، حواس باختہ ہو گیا، سیدھا غیاث الدین غوری کی جانب روانہ ہوا، غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا، عزت و احترام سے اپنے محل سرا میں اتارا، اور اس کے امراء و اراکین سلطنت کو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرایا۔

علاء الدین نکش کے خطوط

سردیوں کا موسم ختم ہونے کے بعد علاء الدین نکش نے غیاث الدین غوری کو ایک خط بھیجا، جس میں سلطان شاہ کی ان زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کے مقابلے میں کی تھیں، تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دیجئے، دو سرا خط غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا، لکھا تھا کہ ”اگر سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں کوئی خیال کیے بغیر غیاث الدین پر عرصہ زمین بھی تنگ کر دوں گا۔“ اتفاق سے جس وقت علاء الدین نکش کا اپنی غیاث الدین کے دربار میں پہنچا، اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین نکش نے اسے لکھا تھا، حاضر ہوا۔ غیاث الدین نے دونوں مراسلات کو بغور پڑھ کر علاء الدین کو جواباً تحریر کیا ”یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے تمہارے پاس بھیج دوں، وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس پناہ لی ہے، بہتر ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دے دو، خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا عقد پڑھا دو۔“

حملہ کی دھمکی

اس خط کو پڑھ کر خوارزم شاہ (علاء الدین نکش) کافی دیر تک سکوت میں رہا، پھر اپنے امراء و اراکین سلطنت سے مشورہ کر کے تنبیہ کا خط لکھا، لشکر کشی کی دھمکی دی، غیاث الدین نے جواب کی جگہ اپنے بھانجے ابوغازی (الپ غازی) اور بہاء الدین والئی بھستان کی زیر قیادت غوری فوج کو خوارزم کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا اور موید والئی نیشاپور کو لکھا کہ ان کی حمایت و امداد اپنا فرض اولین سمجھو، ہر وقت تیار رہو، (موید کی بیٹی غیاث الدین کی بیوی تھی) موید نے فوجیں مسلح کر کے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ کیا، خوارزم شاہ (علاء الدین نکش) لشکر غوری سے مقابلے کے لیے خوارزم سے روانہ ہوا، راستے میں یہ اطلاع ملی کہ موید نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کی راہ پر قیام پذیر ہے، دل میں خطرہ پیدا ہوا اور خوارزم واپس ہوا، مال و اسباب اور خزانہ لے کر دریائے جیون عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا اور خوارزم کو خالی کر دیا۔

سلطان شاہ کا انتقال

خوارزم کے عوام اس سے بہت فکر مند ہوئے، رؤساء شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابوغازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کیا، گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی۔ اتنے میں آخر ماہ رمضان ۵۸۹ھ کا وقت آگیا، سلطان شاہ کی موت کا وقت آگیا۔ دل کی دل ہی میں رہ گئی اور انتقال کر گیا، ابوغازی سلطان شاہ کے ساتھیوں اور مصاحبوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں عنایت کر دیں۔

صلح کا پیغام

اپنے بھائی سلطان شاہ کے انتقال کی خبر سن کر علاء الدین نکش خوارزم واپس آیا، سرخس اور مرو پر اپنا کوتوال متعین کیا، عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیج دیا۔ جس نے علاء الدین نکش کے کوتوال کو سرخس اور مرو میں داخل نہ ہونے دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہوگی، سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہیں رکھ سکتے۔ "خوارزم شاہ (علاء الدین نکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیغام بھیجا، سسرالی رشتہ قائم کرنے کی درخواست کی، اپنی کے ساتھ بطور وفد فقہاء خراسان اور رؤساء علویہ کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے، ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے اسلامی شہروں کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصالحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مرکز حکومت بنائیں تاکہ خطا کے کافر ترکوں سے اسلامی شہر محفوظ و مامون رہیں، چنانچہ غیاث الدین نے علاء الدین نکش سے مصالحت کر لی اور اس کے بھائی کے تمام مقبوضہ شہروں کو اس کے حوالہ کر دیا۔

اس بات کی اطلاع ترکان غز کو ملی تو منہ میں پانی بھر آیا، لوٹ اور عارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹنے لگے، دیہات، قصبات اور شہروں کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیئے، علاء الدین نکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں مہیا کیں، سرخس، مرو، نساء اور ایبورو کا شیرازہ نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو مامور کیا، ترکان غز کے دانت کھٹے کر دیئے۔

موید کا قتل

ترکوں سے نپٹنے کے بعد طوس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا، طوس پر موید کا قبضہ تھا، علاء الدین نکش کے حملہ کی خبر سن کر طوس کو بچانے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین نکش نے اس سے آگاہ ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا، مصلحان خوارزم کی جانب واپس ہوا۔ راستہ میں جس قدر کنویں اور چشمے ملے سب کا پانی خراب کر دیا۔ موید تعاقب میں چلا پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا، جس وقت کف دست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بے تاب ہوئی، علاء الدین نکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا، موید کی فوج مقابلہ نہ کر سکی، شکست کھا گئی اور موید گرفتار ہو گیا۔ علاء الدین نکش کے سامنے پیش ہوا، علاء الدین نکش نے فوراً قتل کر دیا، کامیابی کے ساتھ خوارزم واپسی اختیار کی۔

نیشاپور پر حملہ

نیشاپور میں موید کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طغان شاہ حکمران ہوا، آئندہ سال علاء الدین نکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر حملہ کیا، محاصرہ کیا، طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا، قسمت میں شکست لکھی تھی، گرفتار ہو گیا، علاء الدین نکش نے نیشاپور اور طغان شاہ کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قابض ہو گیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل و عیال اور عزیزوں کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا، علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اس وجہ سے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ کون سی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امداد کی درخواست

اس سے قبل ہم سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل، ایلدکز اور اس کے بیٹے بسلوان کی کفالت میں تھا۔ سلطنت کا کاروبار ملک کا نظم و نسق ایلدکز اور اس کے بیٹے بسلوان کے قبضہ میں تھا، بسلوان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران ہوا، اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈال دیا۔ ازبک کے انتقال پر اس کا بھتیجا قتلغ بن بسلوان حکمران ہوا۔ قتلغ انتہائی کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا۔ جیل سے نکل بھاگا، ۵۸۸ھ میں فوجیں تیار کر کے قتلغ پر حملہ کر دیا، قتلغ کو شکست ہوئی، رے جا کر دم لیا۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین نکش سے امداد کی درخواست کی، علاء الدین نکش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آیا۔ قتلغ کو اپنی اس حرکت پر شرمندگی ہوئی، ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا، خوارزم شاہ رے پر قابض ہو گیا، قلعہ طبرک کو بھی دہالیا، جب اسے اطلاع ملی کہ اس کا بھائی سلطان شاہ

خوارزم کی جانب بڑھ رہا ہے تو رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ متعین کر کے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ اطلاع ملی کہ اہل خوارزم نے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ کو ناکام واپس کر دیا۔ خوارزم شاہ اس سے بہت خوش ہوا۔ خوارزم پہنچ کر موسم سرما ختم ہونے تک قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے مرو روانہ ہوا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا، والئی قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی جانب سے تھا امان حاصل کر کے قلعہ سپرد کر دیا۔ خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا اور سلطان شاہ اسی سنہ میں انتقال کر گیا، میدان خالی ہو گیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ خوارزم نے مرو، ایورو، نساء، طوس اور تمام مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کر لیا، مال اور خزانہ پر بھی قبضہ کر لیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کر کے مرو کی حکومت مرحمت کی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا۔ یہ واقعات ۵۸۹ھ میں پیش آئے۔

رے پر چڑھائی

سلطان طغرل سلجوقی نے ۵۹۰ھ میں رے پر لشکر کشی کی۔ ایلتغ خوارزم شاہ کی جانب سے حاکم رے تھارے چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے کو بھیجا، اتفاق سے جس وقت قتلغ ایلتغ کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلی فرمان خلافت لے کر پہنچا جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت لکھی تھی۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی لکھا تھا کہ خلیفہ تمہیں سلطان طغرل کے مقبوضہ ممالک کی سند حکومت بھی عنایت فرماتے ہیں، اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ خوارزم شاہ نیشاپور سے رے روانہ ہوا، قتلغ ایلتغ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیاز مندانہ حاضر ہوا اور اس کی رکاب میں رے کی جانب چلا۔ خوارزم شاہ نے پہنچتے ہی سلطان طغرل پر اس سے قبل کہ اپنی فوج کو جمع اور آراستہ کر کے میدان جنگ میں آئے حملہ کر دیا۔ تاج دار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس پڑا، خوارزمیوں نے چاروں جانب سے گھیر کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۳ ربیع الاول ۵۹۰ھ کا ہے۔ خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سردار الخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قبضہ کر لیا۔

موید الدین بن قصاب وزیر السلطنت کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا، ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے موید الدین کی جانب کوچ کیا، موید الدین کو خطرہ پیدا ہوا، کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا، خوارزم شاہ نے ملاقات تک نہ کی۔ خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا، ہمدان اور اس کے تمام ملحقات کی حکومت قتلغ ایلتغ کو مرحمت کی، اپنے غلاموں اور خادموں کو جاگیریں عطا کیں، میا جن کو ان سب کا سردار متعین کیا اور خوارزم لوٹ گیا۔

قتلغ ایلتغ کو شکست

خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میا جن اور قتلغ ایلتغ میں جھگڑا ہو گیا۔ ۵۹۱ھ میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ قتلغ ایلتغ کو شکست ہوئی، وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا، خوزستان پہنچ کر قبضہ کر لیا، خوزستان کے علاوہ بیشتر بلاد فارس پر جوینی شملہ اور اس کے امراء کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بنی شملہ اور ان کے امراء کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا، بڑی تسلی سے ملک کا انتظام چلانے لگا۔ شکست کھانے کے بعد قتلغ ایلتغ پریشانی کے عالم میں وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا امداد کی درخواست کی، وزیر السلطنت نے اسے تسلی و تشفی دی اور فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا، میا جن اور خوارزم شاہ کا بیٹا مقابلہ کی نیت سے نکلے، مگر جیسے ہی وزیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا، میا جن اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر باد کہہ کر رے کی راہ لی اور وزیر السلطنت ہمدان پر قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۵۹۱ھ میں پیش آیا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قتلغ ایلتغ نے رے کا رخ کیا، خوارزمی لشکر نے رے بھی چھوڑ دیا، دامغان کی جانب روانہ ہوا، وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا، بسطام اور جرجان تک تعاقب کر کے واپس آئی، وزیر السلطنت نے رے اور اس کے ارد گرد کے تمام شہروں پر اپنی کامیابی کے ساتھ قدم جما دیئے۔

اس کے بعد قتلغ ایلتغ نے وزیر السلطنت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت کو شمالی کے لیے تیار

ہوا، رے کا محاصرہ کیا چند روز بعد قلعہ ایلتاخ مغلوب اور زیر ہوا، رے چھوڑ کر سادہ چلا گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا، مقام درہند کرخ میں مقابلہ ہو گیا، ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے، قلعہ ایلتاخ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ساری فوج ماری گئی وزیر السلطنت نے ہمدان کی جانب کوچ کیا، تین مہینے تک ہمدان کے باہر پڑاؤ ڈالے رکھا۔

وزیر موید الدین کا انتقال

وزیر السلطنت کی حرکات سے تنگ آ کر خوارزم شاہ (علاء الدین نکش) نے وزیر السلطنت کے ان کاموں پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا، وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا، خوارزم شاہ سخت ناراض ہوا، فوج آراستہ کر کے ہمدان کی جانب بڑھا، اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہنچنے سے قبل وزیر السلطنت کا انتقال ہو گیا تھا، ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی، خوارزم شاہ نے اسے شکست دی، اور انتہائی سختی سے پال کیا، وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا، سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے میدان جنگ میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر قبضہ کر کے اصفہان فتح کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قابض ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپسی اختیار کی۔

اصفہان پر قبضہ

ابھی خوارزم شاہ واپس ہو ہی رہا تھا کہ خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی قیادت میں اصفہان آ پہنچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلا سخت کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی سپاہ اور اس کے حکمران کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ درخواست کی تھی کہ ”خلافت ماب تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں، ہم لوگ بڑی خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے مگر خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔“ جب بغدادی لشکر اصفہان کے نزدیک پہنچا خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا، اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی، سیف الدین طغرل قابض ہو گیا۔

رے پر قبضہ

اس کے بعد ہملوان کے غلاموں نے جمع ہو کر اپنے سرداروں میں سے کو کج نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنالیا اور رے کی جانب قبضہ کرنے کے لیے پیش قدمی کی، رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر چڑھائی کی اور اسے بھی پالیا، اس سے کو کج کا حوصلہ بڑھ گیا۔ بادشاہت کا لالچ پیدا ہوا، دار الخلافہ بغداد میں نیازمندی کی چٹھی بھیجی، رے جوار رے، سادہ قم، قاشان اور اس کے ملحقات کی سند حکومت طلب کی، اصفہان، ہمدان، زنجان اور مرو دیوان خلافت کو حوالہ کرنے کے لیے لکھا، خلیفہ نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر حکم نامہ روانہ کر دیا۔

غیاث الدین غوری کی دھمکی

اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ خوارزم شاہ (علاء الدین نکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عنایت کی تھی، خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسے وارث قرار دیا تھا۔ چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الاخر میں فوت ہو گیا، ایک بیٹا جس کا نام ہندو خان تھا چھوڑ گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری مرحمت کی تھی۔

خوارزم شاہ نے جب رے، ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا، ابن قصاب اور بغدادی فوج کو شکست دی، خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی، خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا، غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھ بھیجا کہ ”مبادلت اقبل کی مرضی یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لو تاکہ خوارزم شاہ عراق کا ارادہ ترک کر دے“ غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی، خوارزم شاہ فکر میں پڑ گیا، پریشان ہو گیا نہ مقابلے کی قوت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا۔ غور و فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی، غیاث الدین غوری کے مقابلے میں امداد چاہی اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھادی کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلوئی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر اسی طرح قبضہ کر لے گا جیسے کہ بلخ پر قبضہ کر لیا

ہے۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور پادشاہ النہر پر قبضہ رکھنا مشکل ہو جائے گا۔“

شاہ خطا کی بلخ پر چڑھائی

چنانچہ بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر حملہ کر دیا، بقاء الدین سام والئی بامیان کو جو ان دنوں بلخ میں تھا، بلخ چھوڑ دینے کے لیے لکھا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا، اور خود خوارزم شاہ نے ہرات کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا، امراء غوریہ محمد بن جربک حاکم طالقان، حسین بن خرمیل اور خروش وغیرہ اس صورت حال کو دیکھ کر خراسان میں اکٹھے ہوئے، فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا زبردست لڑائی ہوئی، آخر کار میدان امراء غوریہ کے ہاتھ میں رہا، بادشاہ خطا کو شکست ہوئی، مارتے مارتے جیچون تک پہنچا دیا۔ بہت سے قتل کیے گئے اور بے شمار دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

شاہ خطا کو شکست

اس شکست اور نقصان کی ذمہ داری بادشاہ خطا نے خوارزم شاہ پر ڈال دی، اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی، غیاث الدین غوری سے تعلقات پہلے ہی خراب تھے۔ بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بڑی سوچ بچار کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت پیش کی، سلطان غیاث الدین نے کئی بار کے اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی، خلیفہ عباسی کی اطاعت و فرماں برداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا جنہیں بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا، جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ ”تمہاری قوم اور تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی، بلکہ تمہیں ملک گیری کی طمع تھی، بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ تکلیفیں پیش آئیں، میں سلطان غیاث الدین کی حکومت کا فرمانبردار ہو گیا ہوں مجھ سے کوئی توقع نہ رکھو۔“

اس جواب سے بادشاہ خطا آگ بگولا ہوا، خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی، خوارزم پر محاصرہ کیا، خوارزم شاہ نے مدافعت جنگ شروع کی، لشکر خطا بہت سا جانی اور مالی نقصان اٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصے نے بخارا جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا، بخارا پہنچ کر محاصرہ کیا، اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ خوارزم شاہ کی فوج سے سے لڑ رہے تھے، آخر خوارزم شاہ نے ایک عرصہ کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور شمشیر ۵۹۳ھ میں اسے فتح کر لیا اور کچھ مدت قیام کر کے خوارزم کی طرف واپس کی۔

میا جن کی گرفتاری

خوارزم شاہ (علاء الدین خلجی) نے ربیع الاول ۵۹۵ھ میں رے اور بلاد جبل کی جانب کوچ کیا، گورنر میا جن اور امراء ہملوانیہ باغی نے بغاوت و مخالفت کا علم بلند کیا تھا، خوارزم شاہ کی آمد کی اطلاع سن کر میا جن رے چھوڑ کر بھاگ گیا، خوارزم شاہ نے میا جن کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا، میا جن نے تعمیل نہ کی، خوارزم شاہ نے تعاقب شروع کر دیا، میا جن ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میا جن کے بہت سے ساتھیوں نے خوارزم شاہ سے امان حاصل کر کے میا جن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ میا جن نے ماژندران کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی، قلعہ بند ہو گیا، خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا، چنانچہ میا جن پابہ زنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں قید کر دیا۔

ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں دی، خلیفہ ناصر عباسی بے انتہا خوش ہوا اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت مرحمت کیا اور ان صوبجات کی سند حکومت عنایت فرمائی، خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت کو زیب بدن کیا اور بے حد خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

لمحدوں کی سرکوبی

خوارزم شاہ نے اس کے بعد لمحدوں کی سرکوبی کی جانب توجہ کی، قزوین کے نزدیک ان کا ایک قلعہ تھا اسے فتح کیا، لمحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی، خوارزم شاہ نے بھی اس کا محاصرہ کر لیا۔ صدر الدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ رہے اس محاصرے میں شہید ہوئے، خوارزم شاہ انہیں بے حد دوست رکھتا تھا، دربار شاہی میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی، چند روز محاصرہ کر کے خوارزم کی طرف واپس ہوا۔ راستے میں لمحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو غفلت کی حالت میں قتل کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو لمحدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا، قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ کیا، لمحدوں نے جنگ سے تنگ آکر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاون جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا، لڑائی جاری رکھی، اتنے میں اس کے والد (خوارزم شاہ) کی بیماری کی اطلاع ملی، مصالحت کر لی اور زر تاون (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپسی اختیار کی۔

علاء الدین تکتش کا انتقال

خوارزم شاہ رمضان المبارک ۵۹۶ھ میں نیشاپور جا رہا تھا راستے میں بیمار ہو گیا۔ بیماری بڑھ گئی، اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا، قطب الدین محمد آنے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن الپ ارسلان بن اتسز بن محمد انوشکین) کا انتقال ہو گیا۔

علاء الدین ثانی

خوارزم شاہ کے قبضہ میں اس وقت خوارزم، رے، ہمدان، بلاد جلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا اس کے انتقال کے بعد قطب الدین محمد پہنچا، اراکین سلطنت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی، علاء الدین کا لقب دیا۔ (یہی لقب اس کے والد کا تھا) علاء الدین ثانی نے اپنے والد کا جنازہ خوارزم پہنچا کر اس مدرسہ میں دفن کیا جس کی تعمیر علاء الدین خوارزم شاہ نے کرائی تھی۔

علاء الدین تکتش کے خصائص

خوارزم شاہ (علاء الدین تکتش) انتہائی عادل، نیک کردار، فنون جنگ کا ماہر، سیاسیات سے واقف، اصول فقہ اور فقہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری، بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ میں عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی مگر خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کے انتقال کی خبر غزنی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین دن غزنی کا دربار سوگ میں بند رکھا گیا۔

۱۔ غالباً مورخ نے لحد سے فرد باطنیہ مراد لیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقرر مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے آئندہ محاصرہ کیا تھا۔

باب ۹

علاء الدین محمد بن تکش اور تاتار

مسند نشینی

مسند حکومت پر فائز ہونے کے بعد خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے اپنے بھائی علی شاہ کو جو کہ اپنے والد علاء الدین تکش کے انتقال کے وقت اصفہان میں تھا، طلبی کا خط لکھا۔ اس بناء پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا، اہل اصفہان نے اس کا مل و اسباب لوٹ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی، علی شاہ نے نیشاپور کا رخ کیا، نیشاپور میں ہندو خان بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے انتقال کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا تھا چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد علاء الدین تکش کے بیٹوں میں تنازعہ کا سلسلہ چلا آ رہا تھا، اس کے باعث ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خوفزدہ رہتا تھا، علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے انتقال پر مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو کا رخ کیا۔

ہندو خان نے اس کے بعد فوج تیار کر کے خراسان پر حملہ کیا، خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنقر ترکی کی قیادت میں ہندو خان کے مقابلے کے لیے فوجیں روانہ کیں، ہندو خان کو مقابلہ کی جرات نہ ہوئی، کمزوری اور بزدلی سے بھاگ گیا۔ غیاث الدین غوری کے پاس پہنچا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا، امداد و اعانت کا وعدہ کیا، جنقر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خان کی والدہ اور اس کے بیٹوں کو بعزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

مرو پر چڑھائی

والئی طالقان محمد بن جربک کے نام غیاث الدین غوری نے لکھا کہ جنقر ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو، چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا رخ کیا، جنقر ترکی کے پاس خط بھیجا، مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی، عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی، جنقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ٹکا سا جواب دیا مگر خفیہ طور پر اہل کی درخواست کی، شہر حوالے کرنے کا وعدہ کیا، یہی وجہ تھی کہ غیاث الدین غوری کی ملک گیری کی ہوس بڑھ گئی، خوارزم شاہ کے ممالک مقبوضہ پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا، اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر چڑھائی کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

گورنر مرو جنقر ترکی نے جب غیاث الدین غوری سے اہل حاصل کر کے مرو سپرد کر دیا، غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کے لیے بلا بھیجا، غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر حملہ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا، عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی، غور اور بختان کی فوجیں لیے ہوئے آگیا۔ ماہ جمادی الاول ۵۹ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقہ کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی، طالقان کے نزدیک جنقر ترکی والئی مرو کا خط موصول ہوا، لکھا تھا کہ ”جس قدر جلد ممکن ہو مرو پر آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے“ شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر حملہ کیا، خوارزمی فوج جو اس وقت مرو میں تھی مقابلہ پر آئی، اہل مرو بھی خوارزمی لشکر کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے، لڑائی ہوئی، شہاب

الدین غوری نے انہیں شکست دے کر اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا۔ ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہرناہ کو سہار کرنے کے لیے بڑھا۔ اہل شہر نے یہ صورت حال دیکھ کر اطاعت قبول کر لی، شہرناہ کا دروازہ کھول دیا، جنقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا، مرو سر کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا۔ جنقر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور مرو ہندو خان ملک شاہ کے سپرد کر دیا۔

غیاث الدین غوری کی پیش قدمی

غیاث الدین غوری نے مرو کو فتح کرنے کے بعد سرخس کا رخ کیا۔ سرخس صلح و امن سے سر ہو گیا۔ اپنے چچا زاد بھائیوں میں سے زنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی، نساء اور ایورو کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا، طوس کی جانب پیش قدمی کی، تین روز کے محاصرہ جنگ کے بعد اہل طوس نے امن کی درخواست کی، شہاب الدین نے انہیں امن دی اور طوس پر قابض ہو گیا۔

نیشاپور کی فتح

اس کے بعد علی شاہ بن خوارزم شاہ نکش (علاء الدین محمد کا نائب) والئی نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری کا پیغام بھیجا، علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کر دیا، غیاث الدین نے حملہ کا حکم دے دیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا میدان گرم ہو گیا ایک جانب غیاث الدین نے حملہ کیا۔ دوسری طرف سے اس کا بھائی شہاب الدین اپنی زیر کمان فوج لے کر بڑھا، باغات کاٹ ڈالے، کھیتیاں تباہ کر دیں، دیہات اور قصبات کو تہس نہس کر دیا، قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور شمشیر نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ الامان الامان کا شور برپا ہوا۔ امن دی گئی علی شاہ گرفتار ہو کر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ غیاث الدین غوری انتہائی عزت و احترام سے پیش آیا اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی جانب بھیج دیا۔

ضیاء الدین محمد کی تقرری

اپنے چچا زاد بھائی اور داماد ضیاء الدین محمد بن علی غوری کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا۔ نیشاپور کو مرکز حکومت بنانے کا حکم دیا۔ علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔ جس کا جو مال یا اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا کافی معاوضہ دیا۔ انعامت دیئے، صلے دیئے، ان کاموں سے فراغت کے بعد ہرات گیا اور علی شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کے سپرد کر دیا۔

فرقہ اسماعیلیہ پر عذاب

شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی جانب پیش قدمی کی۔ رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے کہہ دیا کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسماعیلیہ فرقہ کے ہیں۔ شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر کیا تھا، جتنے لڑنے والے تھے قتل کر دیئے گئے، لڑکے اور عورتیں لوٹ لی اور غلام بنائے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات سہار کر دیئے گئے، گاؤں اجڑ گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی جانب پیش قدمی کی جو قہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسماعیلیہ کا تھا۔ چند روز کے محاصرہ کے بعد بغیر لڑائی کے فتح کر لیا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم متعین کیا۔ بدعات دور ہو گئیں، شعائر اسلام قائم ہو گئے۔ اسی دوران والئی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا، لکھا تھا ”آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دخل اندازی شروع کر دی ہے۔ متعدد مقامات کو فتح کر لیا ہے۔ ہم نے کوئی بد عہدی نہیں کی، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھی ہے۔“ سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ فرقہ اسماعیلیہ کے مقبوضات پر دست اندازی نہ کرو۔ محاصرہ اٹھا کر میرے پاس چلے آؤ۔ اس وقت شہاب الدین فرقہ اسماعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پا کر بیچ و تاب کھانے لگا۔ بالاخر تعمیل سے انکار کر دیا۔ غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا ”آپ کو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہوگی، اگر آپ تعمیل نہ کریں گے تو میں آپ کو تعمیل حکم پر مجبور کروں گا“ امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنائیں کاٹ دیں۔ شہاب الدین کو اس سے بڑا غصہ آیا، لیکن بھائی کا حکم تھا چپ ہو گیا۔ محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کی راہ لی۔

علاء الدین محمد بن تکتش کی نیشاپور پر چڑھائی

علاء الدین محمد بن تکتش المعروف خوارزم شاہ کو جب یہ اطلاع پہنچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں خراسان سے واپس چلی گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اس وقت غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا اور جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ واپس نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔ اس وقت آپ کے پاس بھاگنے کی کوئی راہ نہیں رہے گی، چونکہ سلطان غیاث الدین نقرس کے مرض میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا، جواب کے بھیجنے میں شہاب الدین کی واپسی کے انتظار میں تاخیر کی، خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو جو نیشاپور میں تھا، شہر خالی کرنے کے لیے لکھا اور جنگ کی دھمکی دی، علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے آگاہ کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا ”تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں ہی رہو میں تمہیں کئی طور پر مدد دوں گا۔“ خوارزم شاہ نے آخر ۱۵ ذی الحجہ ۵۹۷ھ میں فوجیں تیار کر کے نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ایورو کے نزدیک پہنچ گیا۔

ہندو خاں (غیاث الدین کا آزاد غلام) ایورو چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا، خوارزم شاہ مرو، نساء اور ایورو پر قابض ہو گیا۔ نیشاپور پر چڑھائی کی۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈال کر لڑائی کا آغاز کر دیا عرصہ تک جنگ کا سلسلہ قائم رہا، آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید اور محاصرہ جنگ سے تنگ آ کر امن کی درخواست کی اور غوریوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی، اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ کسی قسم کی ایذا و تکلیف ان کو نہ پہنچائی۔

شہر پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری سے کہا ”بہتر ہو تاکہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صلح کرا دیتے“ علاء الدین غوری نے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا ”میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہیں“ مگر علاء الدین غوری، غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کے غیاث الدین کی طرف سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے رنجش پیدا ہو گئی تھی، ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور جائیداد تھی۔ حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ کا ایک بااثر شخص تھا نیشاپور ہی میں رہ گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت افزائی کی اور اپنا گرویدہ کر لیا۔

امیرزنگی کی چالاکی

خوارزم شاہ نیشاپور کی مہم سے فراغت پا کر سرخس کی طرف چل دیا۔ امیرزنگی، سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ چالیس روز تک محاصرہ کیے رہا، رات دن لڑائی ہوتی رہی۔ شدت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی، اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیرزنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا ”آپ شہنشاہ کا دروازہ چھوڑ دیجئے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں“ خوارزم شاہ اس کے دھوکے میں آ گیا۔ شہنشاہ کے دروازے سے محاصرہ اٹھالیا، امیرزنگی نے رسد غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں جمع کر لیا۔ کمزور اور ناتوانوں کو جو محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے، شہر سے نکل دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا ”اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہو گا“ خوارزم شاہ کو بڑی شرمندگی ہوئی، محاصرہ اٹھا کر چلتا ہوا مگر روانگی کے وقت چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

علاء الدین محمد کی واپسی

خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن جربک گورنر طالقان امیرزنگی کی کمک پر روانہ ہوا۔ خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر سن کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیرزنگی اور محمد بن جربک مرو روڈ پہنچے، مرو روڈ اور اس کے نواح کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی قیادت میں روانہ کی۔ محمد بن جربک نو سو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی، بہت بری

طرح سے شکست ہوئی، بہت سے قید کر لیے گئے۔ مل و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو ہاتھ پاؤں پھول گئے، ساری توقعات ملیا میٹ ہو گئیں، آخر کار مجبوراً "خوارزم واپسی اختیار کی۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری

خوارزم پہنچنے کے بعد خوارزم شاہ نے غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا پیغام بھیجا، غیاث الدین نے امیر کبیر حسن محمد مرغنی کی معرفت جواب روانہ کیا۔ بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا مگر درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا، خوارزم شاہ اس دھوکہ دی کو سمجھ گیا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرے کے ارادے سے ہرات روانہ ہوا۔ حسن بن محمد مرغنی نے خفیہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے، چنانچہ عمر بن محمد مرغنی، خوارزم شاہ کے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

ہرات پر چڑھائی

خوارزم شاہ کی ہرات پر چڑھائی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ کا (یہ محمد بن نکش کا چچا تھا) سرخس میں انتقال ہو گیا، اس کے مصاحب امیروں میں سے دو بھائی جس میں ایک کا نام امیر حاجی تھا، غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے، غیاث الدین عزت و احترام سے پیش آیا، ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا، ان دونوں بھائیوں نے محمد بن نکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر لینے کا سندیہ بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہوئے، خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب و دھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے ہرات پر چڑھائی کر دی۔

عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی چابیاں انہی دونوں بھائیوں کے سپرد کر دی تھیں اور یہ خیال کر کے کہ یہ خوارزم شاہ کے مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہیں کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی سازش کا حال بہ حالت قید حسن مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والی ہرات کو لکھ بھیجا، عمر مرغنی کو یقین نہ ہوا، حسن مرغنی نے اسے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لیے لکھا تھا۔ بھیج دیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئی، پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ فوراً "امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ کے مقابلے پر خود تیاری باندھی (اس دوران الپ غازی، بھانجا غیاث الدین) غوری لشکر لے کر آگیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا، رسد و غلہ کی آمد بند کر دی گئی۔

خوارزمی فوج کی ناکامی

دشمن کی توجہ کو ہٹانے کے خیال سے خوارزم شاہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا، حسن بن خربک نے مقابلہ کیا، لڑائی ہوئی، خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ہوئی، ساری فوج ماری گئی ایک شخص بھی زندہ نہ بچا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجا بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا، خوارزم شاہ محمد بن نکش کے لشکر کے نزدیک بوغانی نے مورچہ قائم کیا، رسد و غلہ کی آمد کے جو راستے کھلے تھے انہیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ کے لیے اب کوئی راستہ نہ رہ گیا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر آ پہنچا، چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہند میں اس کے بھائی شہاب الدین کی کمان میں تھا اور فوج کا کچھ حصہ غزنی کی حفاظت پر تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیش قدمی نہ کی، چالیس دن محاصرہ کیے ہوئے ہو چکے تھے۔

خوارزم شاہ کی واپسی

اس بات کی خبر خوارزم شاہ کو مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے کوئی بھی زندہ نہیں بچا، شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آ رہا ہے، گھبرا گیا، بہت پریشان ہوا۔ اس خوف سے کہ مبادا میں ایسے محاصرہ میں نہ آ جاؤں کہ جس سے خلاصی ناممکن ہو ہرات کا محاصرہ اٹھالیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو چلا آیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ میں پیش آیا۔

اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہنچا، خوارزم شاہ نے خراسان میں جو کچھ دست درازی کی تھی، اس سے آگاہ ہوا، فوجیں تیار کر کے غزنی سے بلخ آیا، بلخ سے خوارزم شاہ سے جنگ کے لیے باسیان پہنچا، اس کے ہراول سے خوارزم شاہ کی مرو میں لڑائی ہو

گئی۔ دونوں حریف بے جگری سے لڑے، جانبین کے ہمت سے آدمی مارے گئے۔ خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا، خوارزم کی راہ لی، امیر سمرقند والی نیشاپور کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے، موت کے گھاٹ اتار دیا۔

غوری فوج کو شکست

خوارزم شاہ کی شکست کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس خیال سے کہ موسم سرما گزر جانے کے پر خوارزم پر حملہ کیا جائے، ٹھہرا رہا۔ اس دوران یہ اطلاع ملی کہ غیاث الدین (اس کا بھائی) فوت ہو گیا ہے، طوس سے ہرات واپس آیا۔ خوارزم پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا، مرو کی حکومت پر محمد بن خربک کو متعین کیا، خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت نے ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ کر دیا، محمد بک خربک نے ان پر شب خون مارا، گنتی کے چند افراد زندہ بچے، خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع ملی تو آگ بگولا ہو گیا، منصور ترکی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا، مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں کا آمنہ سامنا ہوا، گھسان کی جنگ ہوئی، خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی، پسپا ہو کر مرو میں داخل ہو گئی، شہرینہ کے دروازے بند کر لیے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ کیا۔ پندرہ دن کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امان کی درخواست کی، خوارزمیوں نے امان دینے اور قتل نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ محصور غوریوں نے شہرینہ کے دروازے کھول دیے، خوارزمیوں نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس بات سے شہاب الدین کو بڑا دکھ ہوا لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا۔ مگر صلح نہ ہو سکی، ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے بوغانی کو، فیروز کوہ بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو متعین کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور کی طرف روانگی اختیار کی۔

ہرات پر چڑھائی

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد ۶۰۰ھ کے نصف میں ہرات پر پھر چڑھائی کی۔ بوغانی بھانجا شہاب الدین مقابلے کے لیے تیار ہوا، آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا، دونوں جانب کی ایک بڑی جماعت ماری گئی۔ نائی گرامی سردار جنگ کی نذر ہو گئے مگر لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ حسن بن حرمل، خوزستان میں تھا جہاں پر اس کی جاگیر تھی، خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دی کی غرض سے پیام دیا کہ ”آپ ایک فوج خراسان بھیج دیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کے حوالہ کر دوں“ خوارزم شاہ لالچ میں آ گیا، ایک ہزار سوار جس میں نائی گرامی سردار تھے خوزستان روانہ کیے، حسن بن حرمل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ گنتی کے چند افراد زندہ بچے۔ خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع ملی اپنے کیے پر بڑا پشیمان ہوا، مگر پشیمانی سے کچھ حاصل نہ ہوا۔

خوارزم شاہ کی کامیابی

ہرات کے والی بوغانی کے پاس پیام بھیجا ”اگر تم میری بادشاہت تسلیم کر لو تو میں تمہیں اور تمام اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں“ بوغانی نے کوئی جواب نہ دیا، اس کے بعد اتفاق سے بوغانی بیمار ہو گیا، اس خوف سے کہ مبادا بیماری کی شدت کے باعث دشمن سے مقابلہ نہ کر سکے اور دشمن شہر پر قبضہ کر لے، خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکور کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر شہرینہ کا دروازہ کھول دیا۔ نذرانے و تحائف روانہ کیے اور خود نیاز مندی و اطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ موت کا وقت آ گیا اور انتقال کر گیا، خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا۔ منجنیقوں کو جلا کر سرخس کی طرف روانگی اختیار کی۔

خوارزم پر چڑھائی

اس بات کی خبر جب شہاب الدین کو ملی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے، اس کا گورنر امیر بوغانی جو اس کا بھانجا تھا فوت ہو گیا ہے، ہندوستان سے واپس ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم کی جانب پیش قدمی کی، خوارزم شاہ، سرخس سے مرو چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر

تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی اطلاع سن کر انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے قبل خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں جانب سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں شہاب الدین پہنچا ہر جانب سے راستہ بند تھا۔ شہر کے ارد گرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا۔ خوارزم تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔ راستہ کو ٹھیک کرنے میں مصروف ہوا چالیس روز ٹھہرا ہوا راستہ ٹھیک کرواتا رہا۔ بڑی مشکل کے بعد خوارزم پہنچا ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے زبردست لڑائی ہوئی دونوں جانب سے ایک بڑی جماعت ماری گئی، ماری گرامی سردار لڑائی کی نذر ہو گئے۔ حسن مرغنی غوری بھی اس لڑائی میں قتل ہو گیا سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی جسے شہاب الدین نے موت کے گھاٹ اتروا دیا۔

شہاب الدین کی ناکامی

اس وقت چونکہ ترکان خطا ماوراء النہر کے حکمران تھے خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی، چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر حملہ کر دیا۔ شہاب الدین کو اس کی اطلاع ملی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کے مقابلے کے لیے پیش قدمی کی۔ اندخوی کے صحرا میں لڑائی ہوئی (یہ واقعہ اواخر ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی، بے شمار کفار کام آگئے اور بہت سے قید کر لیے گئے، دوسرے روز کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ شہاب الدین چند جاں نثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوی میں داخل ہو گیا، ترکان خطا نے چاروں جانب سے گھیر لیا، شہاب الدین نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کر لی اور طالقان چلا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ صرف سات آدمی تھے، خزانہ اور مال و اسباب لوٹ مار کی نذر ہو گیا تھا۔

موت کی افواہ

اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے انتقال کی خبر مشہور ہو گئی، حسن بن حرمل والی طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیازمندی سے ملا جیسا کہ اسے ملنا چاہیے تھا، تمام تکلیفیں دور کر کے ساری ضروریات مہیا کر دیں، شہاب الدین چند دن آرام کر کے غزنی روانہ ہوا، روانگی کے وقت حسن بن حرمل کو اس خیال سے کہ کہیں خوارزم شاہ سے نہ مل جائے اور اس کا مطیع نہ ہو جائے، اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عمدہ مرحمت کیا۔

شہاب الدین کے انتقال کی خبر سے امراء اور سرداران غوریہ میں اختلاف پیدا ہو گیا، فسادوں کی بن آئی، چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر ملوک غوریہ کے حالات کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ شہاب الدین نے انتہائی مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو ختم کیا اور خوارزم شاہ کی سرکوبی کی جانب دوبارہ توجہ دی۔ اب شکست کا سبب

اس جنگ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا جسے ہم نے ابھی بیان کیا ہے اور یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی گوشالی کے لیے چلا راستے میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا نام و نشان نہ تھا اگر کہیں پر پانی موجود بھی تھا تو بہت

۱۔ ان ہنگاموں میں سے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ بھی تھا کہ تاج الدین دز (شہاب الدین کا زہر خرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا، قلعہ دار نے مدافعت کی، پسپا ہو کر اپنی جائے قیام میں واپس آیا، لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی، شہاب الدین کو غزنی پہنچ کر تاج الدین دز کی دست درازی کی خبر ملی، آگ بگولا ہو گیا، گرفتار کر کے قتل کا قصد کیا، تمام غلاموں نے سفارش کی، بچ گیا، لیکن اور مسفدون کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایک بل ترابی، معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا، لیکن میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا اور یہ ظاہر کیا کہ "سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آگیا ہے اب میں بادشاہ ہوں۔" چنانچہ شاہی مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا، رعایا کے ساتھ بے حد مظالم کیے، عمر بن نیران نامی ایک لٹھ فٹن اس کا مشیر تھا۔ وہی ان تمام بد افعالیوں اور مظالم کا محرک تھا۔ شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا خاتمہ کیا۔ یہ واقعہ جمادی الاخر ۶۰۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کمال جلد ۱۲ صفحہ

تھوڑا تھا۔ اس وجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا، ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے، درہ کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے، جیسے جیسے شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا قتل کرتے گئے اور جو بچ جاتا تھا وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آسکتا تھا۔ لہذا ایک کو دوسرے کا پتہ نہ چلا، آخر میں شہاب الدین سادہ کے ساتھ اس درہ سے ہو کر گزرا، ترکان ایک دم اس پر ٹوٹ پڑے۔ چار دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی، شہاب الدین انتہائی جرات اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔

صلح کے لیے چالاکي

پانچویں دن والی سمرقند نے جو مسلمان تھا مگر ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہی کے لشکر میں تھا۔ خفیہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ جب تک ترکان خطا آپ سے خوفزدہ نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئیں گے انہیں ڈرانے کے لیے یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج رات میں کسی جانب بھیج دیجئے، صبح کو سواران لشکر گھوڑا دوڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکڑوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آجائیں میں ان دشمنان اسلام کو یہ دھوکہ دوں گا کہ ”شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آگئی ہے اب تمہاری خیر نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ صلح کر لو“ چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والی سمرقند نے ترکان خطا کو ڈرایا، دھمکایا۔ ترکان خطا صلح پر راضی ہو گئے۔ باہم صلح ہو گئی، شہاب الدین کی جان میں جان آئی۔ یہ واقعہ ۶۰۱ھ میں پیش آیا۔ اس کے بعد شہاب الدین کا انتقال ہو گیا۔

خفیہ ساز باز

رمضان ۶۰۲ھ میں ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری شہید ہو گیا اور عنان حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (برادر شہاب الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی، بلاد غوریہ کو علاء الدین محمد بن ابو علی کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن حرمل ان واقعات سے آگاہ ہوا۔ ہرات کے سرداروں اور رؤساء کا ایک اجلاس طلب کیا جن میں قاضی شہر بھی تھا۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور خفیہ طور پر خوارزم شاہ سے ساز باز کر لی، غوریوں کو روکنے کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی درخواست کی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے ہرات فوجیں روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن حرمل کے اشارہ و حکم پر عمل کرنا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے دوران حسن بن حرمل کو اپنی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے لکھ رہا تھا۔ چونکہ حسن بن حرمل نے خوارزم شاہ سے ساز باز کر لی تھی اس لیے حیلے بہانے سے ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس ساز باز کی خبر غیاث الدین محمود کو ہو گئی، سنتے ہی سیخ پا ہو گیا۔ حسن بن حرمل کو سبق سکھانے کے لیے چڑھائی کر دی۔

علی بن عبدالحق کا مشورہ

اس بات کی خبر حسن بن حرمل کو ہو گئی۔ سرداران لشکر اور رؤساء شہر سے رائے طلب کی۔ علی بن عبدالحق مدرس نظامیہ ناظر اوقات نے مشورہ دیا ”مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت قبول کر لیجئے“ دھوکہ اور فریب چھوڑ دیجئے۔ حسن بن حرمل نے جواب دیا مجھے خطرہ ہے کہ غیاث الدین محمود میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری جانب سے بادشاہ سلامت کو اطمینان دلا دیجئے۔“ علی بن عبدالحق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح سے نکل کر غیاث الدین محمد کے پاس چلا جائے، فوراً سالان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل بات سے آگاہ کر دیا۔

گورنر مرو کی حاضری

غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا، گورنر نے حاضری میں توقف کیا، اہل مرو ناراض ہو گئے، ”اعلانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں، تمہیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے“ گورنر مرو مجبوراً ”دربار شاہی میں حاضر ہوا“ غیاث الدین محمود نے خلعت مرحمت کیا، جاگیر سے نوازا۔

امیران بن قیصر کی برطرفی

اس کے بعد گورنر طالقان ”امیران بن قیصر“ کو حاضر ہونے کے لیے لکھ بھیجا اس نے بھی حاضری سے انکار کیا، غیاث الدین نے طالقان

کی حکومت اپنے باپ کے غلام ”سونج“ معروف بہ امیر شکار کو مرحمت کی، حسن بن حرمل کو حجت پوری کرنے کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کیا۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی، اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا، حسن بن حرمل خوارزم شاہ کے لشکر کے انتظار میں بہانے سے وقت گزارتا رہا یہاں تک کہ نیشاپور سے خوارزم شاہ کا لشکر پہنچ گیا۔

خوارزم شاہ کی واپسی

پھر خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ و جلال کے ساتھ آگیا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کر کے جنگ کا آغاز کیا۔ حسن بن حرمل کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی، سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت اچھی نہیں ہے، حسن بن حرمل بڑا چالاک اور ہوشیار تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ ”حسن بن حرمل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے اور اس کا مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے“ لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمل نے بہت سے نذرانے اور تحائف انہی لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

غیاث الدین محمود کی کارروائی

یہ اطلاع سن کر خوارزم شاہ کا لشکر ہرات پہنچ گیا ہے غیاث الدین محمود نے حسن بن حرمل کی جاگیریں، مال و اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے خیر خواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ حسن بن حرمل نے بھی اس بات کو محسوس کر کے اہل ہرات کا رجحان غیاث الدین محمود کی طرف ہے، ہنگامے کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین، حسن بن حرمل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر، مال، اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا، متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرض داشت بھیجی، شہر حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا۔ حسن بن حرمل نے اس سے اور اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے آگاہ ہو کر رؤساء شہر کو جمع کیا، اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کیا، معافی کا خواستگار ہوا اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرض داشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں، تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک عریضہ بھیج دو“ رؤساء شہر نے اس بات کو پسند کیا جیسا کہ حسن بن حرمل نے کہا اور چاہا، عرض داشت لکھ کر حسن بن حرمل کے قاصد کی معرفت بھیج دی۔

حسن بن حرمل کی چالاکی

اس قاصد کو حسن بن حرمل نے خفیہ طور پر ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروز کوہ کی طرف روانہ ہو مگر جب خوب رات کی تاریکی چھا جائے تو دوسرے راستے سے نیشاپور چلے جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آنا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا چوتھے روز قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن بن حرمل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ حسن بن حرمل نے ابن زیاد قیسہ کو جو غیاث الدین محمود کی خیر خواہی میں زیادہ حصہ لے رہا تھا، گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں۔ قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے خیر خواہوں کو جلا وطنی کی سزا دی، پریشانی کی حالت میں گرتے پڑتے غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروز کوہ چلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم نے قبضہ کر لیا۔

امیر امیران والئی طالقان کی غداری

اس بات کی اطلاع جب غیاث الدین محمود کو ملی تو فوراً ایک فوج علی ابن ابو علی کی قیادت میں حسن بن حرمل کی سرکوبی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی، امیر امیران والئی طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کلن افسر تھا چونکہ غیاث الدین محمود نے اسے برطرف کر دیا تھا اس وجہ سے ناراض تھا، حسن بن حرمل سے ساز باز کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا۔ چنانچہ حسن بن حرمل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا، اس کا بھانگنا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر کو گرفتار کر لیا گیا۔

حسن بن حرمل کی باد عیس پر چڑھائی

حسن بن حرمل نے اس کامیابی کے بعد باد عیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر ہاتھ بڑھانا شروع کیا۔ لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود بذات خود ہرات کو فتح کرنے پر تیار ہوا مگر غزنی کی ہم اور علاء الدین والئی بامیان کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

شباب الدین کے مارے جانے کے بعد خوارزم شاہ نے تمام سرداران غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا اور انہیں اختیار دے دیا کہ چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم اور ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں، محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا ایک بااثر شخص تھا خلعت سے نوازا، جاگیر دی۔ اس کے علاوہ دیگر غوریوں کو کافی زاد راہ اور مال و اسباب مرحمت کیا۔

بلخ پر چڑھائی

پھر بلخ کو فتح کرنے کے لیے اپنے بھائی علی شاہ کو متعین کیا، عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا، مدافعت پر تیار ہوا، علی شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی، امداد طلب کی چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذیقعد ۶۰۲ھ میں بلخ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کیا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا والئی بلخ بھاء الدین والئی بامیان کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور انتظار میں اپنے حریف سے لڑتا رہا۔ چونکہ والئی بامیان ہم غزنی میں مصروف تھا، والئی بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس روز تک خوارزم شاہ محاصرہ کیے رہا مگر ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والئی بلخ کے پاس پیام صلح دے کر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا اقرار کیا شرط یہ لگائی کہ ”ہمارا شاہی اقتدار تسلیم کر لو“ والئی بلخ بڑا دلیر آدمی تھا۔ صاف انکار کر دیا۔

اس پر خوارزم شاہ نے ہرات واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بھاء الدین والئی بامیان کی اولاد کو جو غزنی فتح کرنے گئی تھی، تاج الدین دزنے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والئی بلخ کے پاس بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم بھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لیے مناسب یہ ہے کہ تم میرا شاہی اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ، والئی بلخ نے مجبوراً ”خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کی“ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا۔ غوازی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مندانہ حاضر ہوا، خوارزم شاہ عزت و احترام سے پیش آیا۔ خلعت سے نوازا اور بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ میں پیش آیا۔

جورجان پر فوج کشی

اس طرف سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے جورجان پر چڑھائی کر دی، علی ابن ابو علی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان بن حرمل کی جاگیر میں تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ نے اس کی عنان حکومت ابن حرمل کو مرحمت کر دی۔ علی ابن ابو علی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروز کوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والئی فیروز کوہ نے اس بزدلی اور کم ہمتی پر کہ علی ابن ابو علی نے مقابلہ کیے بغیر دشمن کو شہر حوالہ کر دیا، قتل کا حکم دیا مگر امراء و اراکین سلطنت کی سفارش سے علی ابن ابو علی کی جان بچ گئی۔ خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والئی بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کر کے پابہ زنجیر خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مامور کیا۔

خوارزم شاہ کی پیش قدمی

بلخ پر قبضہ کرنے کے بعد خوارزم شاہ نے ترمذ کی جانب پیش قدمی کی۔ ان دنوں عماد الدین (عمر بن حسین والئی بلخ کا بیٹا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا ”تمہارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا شمار میرے اکابرین سلطنت میں ہے۔ اس نے اپنی خوشی سے مجھے بلخ سپرد کیا ہے۔ میں نے اسے خوارزم کسی اور وجہ سے روانہ نہیں کیا بلکہ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت و احترام کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت

ہے میں تمہیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس آؤ تو سہی" والئی ترمذ نے اس بات کو محسوس کر کے کہ ایک جانب سے خوارزم شاہ محاصرہ کئے ہوا ہے، دوسری طرف ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (ملوک امیان) تھے غزنی میں قید ہو گئے ہیں، امان کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترمذ ترکان خطا کو دے دیا۔ یہ تمام اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

بظاہر یہ کام خوارزم شاہ نے بہت برا کیا مگر اس میں درپردہ یہ راز تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دے دینے سے ملک خراسان کو فتح کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو فتح کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے نکل باہر کرنا آسان ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس وقت لوگوں پر یہ ظاہر ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ دھوکے سے حوالے کیا تھا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ترمذ پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے طالقان کا رخ کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سوچ امیر افکار کے قبضہ اقتدار میں تھی، یہ غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا، سوچ نے انکار کر دیا۔ فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آگیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا، سوچ گھوڑے سے اتر پڑا، جنگی ہتھیار پھینک دیئے، زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ ہاتھ جوڑ کر غلطی کی معافی مانگی، خوارزم شاہ یہ سوچ کر کہ شاید سوچ نشہ میں ہے، ذرہ بھر متوجہ نہ ہوا، طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کی حکمرانی عنایت کر دی۔

خوارزم شاہ نے اس کے بعد قلعہ جات کالوین اور مہوار پر چڑھائی کر دی۔ حسام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا اور اس مہم سے ہاتھ کھینچ کر ہرات کا رخ کیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا اپنی بیش قیمت نذرانے اور تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو بڑی حیرانی ہوئی۔

اسفراین کی فتح

خوارزمی لشکر کے ساتھ ابن حرمیل اسفراین پہنچا۔ ماہ صفر ۶۰۳ھ میں امان و صلح کے ساتھ اسے سر کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والئی بختان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا (حرب بن محمد، خلف کی اولاد سے تھا، ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں بختان کی عنان حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے خیلے بہانے سے ٹالنا شروع کیا۔ صاف انکار نہ کیا۔

قاضی صاعد بن فضل

جن دنوں خوارزم شاہ ہرات میں قیام پذیر تھا قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے انہیں ابن حرمیل نے گزشتہ برس ہرات سے نکال دیا تھا وہ غیاث الدین کی خدمت میں چلے گئے تھے۔ ایک برس بعد واپس ہوئے۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے کہہ دیا کہ یہ غوریوں سے ملے ہوئے ہیں اور رجعت پسندوں کے سردار ہیں، خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزون میں قید کر دیا۔ صفی ابو بکر بن محمد سرخی کو عہدہ قضا پر مامور کیا، صفی ابو بکر بن محمد سرخی ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور ان کے بیٹوں کی جانب سے بطور نائب مقرر تھے۔

ماژندران پر چڑھائی

والئی ماژندران حسام الدین اردشیر کی وفات کے بعد اس کا بڑا بیٹا مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا، اپنے بچھے بھائی کو نکال دیا۔ اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا، سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن نکش کی جانب سے حکومت کر رہا تھا، امداد کی درخواست کی، اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی، ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو تمام واقعات لکھ بھیجے، خوارزم شاہ نے ماژندران پر چڑھائی کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے ماژندران کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا بیٹا جس نے اپنے بچھے بھائی کو نکال دیا تھا فوت ہو گیا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی

شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا ماژندران پہنچا۔ والئی ماژندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا، قتل و غارت شروع ہو گئی۔ قصبات، دیہات اور شہر ویران ہو گئے۔ موجودہ والئی ماژندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ملک علی شاہ نے تمام شہروں مثلاً "ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ جرجان واپس آیا اور والئی ماژندران کا منجھلا بیٹا قلعہ کورہ کے علاوہ تمام صوبہ ماژندران پر خوارزم شاہ کی حکومت کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے لگا۔

ترکان خطا (تاتار)

ہم ان واقعات کو کہ جس وقت سلطان سنجر بن ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا تھا، اسے پہلے بیان کر آئے ہیں۔

ترکان خطا جنہیں اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کریں گے ایک صحرائی "خانہ بدوش گروہ تھا جو شہروں میں رہائش اختیار نہیں کرتا تھا، بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔ خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے آتش پرستی ان کا مذہب تھا۔ یہ زیادہ تر اطراف اوزکند، بلاد ساغون اور کاشغر میں سکونت پذیر تھے۔

سلطان سمرقند و بخارا ملوک خانیہ میں سے تھا جن کے آباؤ اجداد مذہب اسلام قبول کر چکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا "خان خاں" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جس کے معنی "سلطان السلاطین" کے ہیں۔

خوارزم شاہ کو پیام

بیشتر اسلامی علاقوں اور ماوراء النہر پر تاتاریوں نے خراج مقرر کر رکھا تھا آئے روز ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا، مسلمان کی ذلت اور اسلامی شہروں پر تاتاری کافروں کا غلبہ اور قبضہ پسند نہ آیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم سے آگاہ کیا اور اس بات کا وعدہ کیا کہ جس قدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے اسی قدر آپ کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آپ ہی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا اور سکہ جاری ہو گا۔ بات کی تسلی کے لیے کہ آئندہ کسی قسم کا دھوکہ نہ دیا جائے گا، سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء اور رؤساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف لینے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں رہنے کے لیے بھیج دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے تسلی ہو گئی، فوج کو تیاری کا حکم دیا اور مقبوضہ ممالک کے انتظام کی طرف توجہ دی۔

مسلمانوں کی شکست

جرجان کے علاوہ طبرستان پر بھی اپنے بھائی علی شاہ کو مقرر کیا، امیر کزلک خان کو جو اس کاموں اور سلطنت خوارزمی کا ایک بااثر رکن تھا، نیشاپور کی حکومت مرحمت کی اور ایک بہت بڑی فوج اس کی زیر کمان کر دی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر زوزن کی حفاظت پر متعین کیا (امیر امین الدین، مزدوری کا پیشہ کرتا تھا) تیز طرار ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گوزنری کے عہدہ تک پہنچا۔ اتنا وقار بڑھا کہ کمان کا حکمران ہو گیا۔ امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت سپرد کی، ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور قائم رکھا۔ ایک ہزار سپاہیوں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرد اور سرخس وغیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا، غیاث الدین محمود سے صلح کر لی جس قدر شر غور اور کر میسن اس کے قبضہ میں تھے ان پر اس کے شاہی اقتدار کو مان لیا۔ اور اپنی فوج اکٹھی کر کے خوارزم بھیجی۔ یہاں سے بھی ایک بڑا لشکر تیار کر کے جیچون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر حملہ کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری رہا۔ کبھی تاتاری غالب آ جاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام بھاگ کر خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں بد نظمی پیدا ہو گئی۔ ہر ایک گورنر کو خود مختار حکومت کی لالچ پیدا ہوئی۔

خود مختاری کے اعلان

والئی نیشاپور کزلک خان، ہرات کا محاصرہ کیے تھا والئی زوزن بھی شریک محاصرہ تھا۔ اس بری خبر کو سن کر دونوں نے محاصرہ اٹھا لیا اور

اپنے مقبوضہ علاقوں میں آئے۔

کزک خان والئی نیشاپور نے نیشاپور کا شہر پناہ ٹھیک کرایا، کثرت سے فوجیں جمع کیں، غلہ، سالن خورد و نوش اور آلات جنگ جمع کر کے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔

خوارزم شاہ کی آمد

خوارزم شاہ کو جس وقت تاتاریوں نے گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے نجات کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم، تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس چکے میں آگیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا۔ چند دن بعد ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا ”خرج کی تنگی ہے، تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں، اپنی خیریت سے اپنے اہل و عیال کو آگاہ کروں اور روپیہ منگوا کر تمہیں بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فائدہ مستی سے نجات پاؤں۔“ تاتاری اس چکر میں آگیا، اجازت دے دی، ابن مسعود نے ایک خط لکھ کر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا۔ اور خوارزم روانہ کر دیا۔ خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا ہوا خوارزم پہنچا۔ اہل خوارزم نے بڑی خوشی منائی، پورے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کی شہرت ہو گئی۔ اراکین سلطنت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اس کے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں کیا تھا اس سے آگاہ کیا، ان دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم آنے کی اطلاع ہو گئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی۔ کزلک خان عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جا کر پناہ لی۔ غیاث الدین محمود عزت و احترام سے پیش آیا۔ خوارزم شاہ نے نیشاپور کی درنگی کی طرف توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ شہر کی حالت پر نظر کر کے اپنی جانب سے ایک گورنر مامور کیا۔ اس کے بعد ہرات گیا۔ اس طرف اس کا لشکر ہرات کا محاصرہ لے رہا تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گزشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی، انعام دیئے۔ یہ واقعات ۶۰۳ھ میں پیش آئے۔

خوارزمی لشکر کی گرفتاری

خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمل کے پاس موجود تھا) طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا، ابن حرمل کو ان کی یہ حرکات پسند نہ آئیں۔ جس وقت خوارزم شاہ کی دریائے جیحون عبور کر کے تاتاریوں سے لڑائی ہوئی، ابن حرمل نے خوارزم شاہ کے تمام لشکر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کی غلط حرکات کی شکایت لکھ بھیجی اور معذرت کی، خوارزم شاہ کو ابن حرمل کا یہ فعل ناگوار گذرا۔ مصلحت وقت کے خیال سے ابن حرمل کو لکھ بھیجا، ”جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیج دو مجھے تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ اس کے بجائے میں امیر جلدک بن طغرل والئی جام کو تمہاری امداد پر جانے کے لیے لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ عنقریب وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔“ خفیہ طور پر امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمل تک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کر لو، چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا، ہرات کی امارت پر امیر جلدک پہلے ہی نظریں جمائے ہوئے تھا۔ اس کا نائب سلطان سخر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہرات کے نزدیک پہنچا۔ ابن حرمل نے رؤساء اور امراء کو استقبال کا حکم دیا اور خود ان کے پیچھے استقبال کے لیے روانہ ہوا، وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمل کے اس کام کی مخالفت کی۔ ابن حرمل نے کچھ نہ سنا جیسے ہی ابن حرمل اور جلدک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمل آداب بجالانے کے لیے گھوڑے سے اتر پڑا، امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمل کو گھیر لیا۔ ابن حرمل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمل کو گرفتار کر لیا۔

ابن حرمل کا انجام

ابن حرمل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کرادیئے اور غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ کیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نہ کرنے کی صورت میں ابن حرمل

کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شرحوالہ کرنے سے انکار کر دیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شرحوالہ کرنے کے لیے کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا۔ امیر جلدک نے غصہ میں آکر ابن حرمیل کو اس کے سامنے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس بات کی اطلاع خوارزم شاہ کو کر دی گئی خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت نیشاپور اور امین الدین ابوبکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کی جمعیت سے کزلک خان اور امین الدین ابوبکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا۔ اسی دوران جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی، گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ مدت تاتاریوں کی قید میں رہا پھر اس سے کسی طرح خلاصی پا کر خوارزم پہنچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ ان کی ثابت قدمی کی داد دی۔

ہرات کی فتح

اس وقت تک وزیر خواجہ ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ خوارزم شاہ کے سرداران لشکر سے مسلسل یہ کہتا آتا تھا کہ جس وقت خوارزم شاہ آجائیں گے میں بلا تامل شرخالی کر دوں گا اس بناء پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شرحوالہ کرنے کا پیغام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکار کر دیا، خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ اس کی اطلاع وزیر خواجہ کو ہو گئی۔ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں شور مچ گیا۔ سارے شہر میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا، وزیر خواجہ فتنہ و فساد ختم کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے آگاہ کر دیا، خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اہل شہر نے شہر نہاد کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پابہ زنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ میں پیش آیا۔ ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک کو مامور کر کے خوارزم واپس آیا۔ ہرات کے سرہونے سے پورے خراسان پر قبضہ ہو گیا۔

غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا انجام

خوارزم میں پہنچنے کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ دارالحکومت سلاطین غوریہ کو فتح کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروز کوہ کی کرسی حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین براہمن تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزیں اور مقیم تھا چنانچہ امیر ملک ایک بڑی فوج لے کر فیروز کوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اس کی آمد کی اطلاع سن کر گھبرا گیا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امن کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ غیاث الدین محمود اور علی شاہ براہمن خوارزم شاہ امیر ملک سے ملاقات کے لیے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ میں پیش آیا۔

فیروز کوہ کی فتح

فیروز کوہ کے سرہونے سے خوارزم شاہ محمد بن نکش کا سارے ملک خراسان پر قبضہ ہو گیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ حکومت ختم ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

تاتاری بادشاہ کی گرفتاری

خوارزم شاہ جب خراسان کے انتظام و انصرام سے فارغ ہوا تو اس نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں اکٹھی کیں۔ اپنے ہمدرد اور مددگار والیان سمرقند و بخارا کو ساتھ لے کر دریائے جیحون عبور کیا۔ تاتاریوں کا لشکر جبار بھی مقابلہ پر آیا، اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طانیوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم و بیش اس کی عمر تھی۔ انتہائی تجربہ کار، جنگ آزمودہ نرم گرم زمانہ دیکھے ہوئے تھا اور ہر لڑائی

میں کامیاب ہوتا تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں جس کی مثل تاریخ کے صفحات میں دکھائی نہیں دیتی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں مارا گیا، بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی گرفتار ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر جگہ دی۔

جب جنگ ختم ہوئی تو خوارزم شاہ نے طانیکوہ تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کر دیا اور خود ماوراء النہر کی جانب دریا کی مانند بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا اور زکند تک پہنچ گیا اور زکند میں اپنی جانب سے ایک شخص کو حکمران مامور کر کے خوارزم واپسی اختیار کی۔ خوارزم پہنچ کر والئی سمرقند سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا اور اسے بعزت و احترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی جانب سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا اسی طرح سے اپنی جانب سے ایک افسر کو متعین کیا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

سمرقند کی فتح

والئی سمرقند نے اپنے مرکز حکومت میں واپس آ کر ایک سال تک انتہائی وفا شعاری سے زندگی بسر کی، خوارزم شاہ کا سیاسی افرامع اپنی فوج کے سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک سال بعد والئی سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند ہونے لگی۔ ان کی ہر بات بری لگنے لگی، اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ چاروں جانب سے مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ انتہائی مختصر عرصہ میں خوارزمیوں کا وجود سمرقند سے ختم ہو گیا۔ والئی سمرقند نے اسی پر بس نہیں کیا کبھت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادہ سے محل سرا میں گھس گیا۔ اس غریب نے دروازہ بند کر لیا۔ خوشامد کی رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ بڑی مشکل سے والئی سمرقند کو رحم آگیا، چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہو کر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اور اعانت و امداد کی درخواست کی۔

خوارزم شاہ کو جب ان واقعات کی خبر ملی تو آگ بگولا ہو گیا۔ حکم دے دیا کہ جتنے بھی سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں، قتل کر دیئے جائیں مگر پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب کے آخر میں خود روانہ ہوا اور یائے جیون کو عبور کر کے سمرقند پر جا اتر اچاروں جانب سے گھیر کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ والئی سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ شہر پر خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً "دولاکھ افراد مارے گئے۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور شمشیر فتح کر لیا۔ والئی سمرقند اپنے چند اعزہ و اقارب کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے قتل سے ملوک خانہ کے آثار صفحہ ہستی سے ختم ہو گئے۔ واللہ ولی التصریر منہ و فضلہ۔

سمرقند اور اس کے قلعہ کی فتح کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے گورنروں کو تمام صوبہ ماوراء النہر کے شہروں پر متعین کیا اور کامیابی کے ساتھ خوارزم کی راہ لی۔

ترکوں کا انخلاء

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ تمام ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ ملوک خانہ والیان ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خاں محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے انہیں اپنے ان سرحدی علاقوں پر جو ملک چین سے متصل تھے حفاظت پر متعین کر رکھا تھا۔ انہی مقامات پر ان کی جاگیریں تھیں ان کے علاوہ وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی یا امن عامہ میں خلل واقع ہو جاتا تھا تو ارسلان خاں انہیں سزائیں دیتا اور لڑ کر انہیں زیر کرتا تھا۔ مگر چند دن بعد ترکوں نے ملوک خانہ کی حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی، اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جا کر قیام پذیر ہوئے۔

سلطان سنجر کی شکست

۵۲۲ھ میں کوخان بادشاہ اعظم ترک نے چین سے خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ گیا۔ خان محمود بن محمود بن سلیمان بن

داؤد بقرخان "بھانجہ سلطان سنجر" مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخان نے اسے شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی، امداد کی درخواست کی، سلطان سنجر نے ملوک خراسان اور اسلامی افواج کو لے کر دریائے جیحون عبور کیا، ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخان اور اس کے ساتھی تاتاریوں سے لڑائی ہوئی جس میں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی۔ سلطان سنجر کی بیوی گرفتار ہو گئی، کوخان نے اسے بعزت و احترام سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا، چینی ترک اس جنگ کے بعد بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے اس کے بعد کوخان بادشاہ چین فوت ہو گیا۔ اس کی بیٹی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ یہ لڑکی فوت ہو گئی، اس کی والدہ "زوجہ کوخان" اور اس کا بیٹا محمد مسند حکومت پر فائز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انہی ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تگش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

تاتاریوں کی شکست

اس واقعہ سے قبل ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور جماعت ختم ہو گئی۔ اور یہ ہے کہ انھیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان سے باہر حدود چین میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جنھیں خوارزم شاہ کے مقابلے پر شکست ہوئی تھی، قربت کے باعث جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی جب کشلی خاں اور اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی اطلاع ملی، اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور اپنے پرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوئے۔ فوجیں جمع کیں اور تیزی کے ساتھ بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کے لیے بڑھے۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ غلطی معاف کرنے کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ "اگر آپ ہماری امداد سے ذرا بھی پہلو تھکی کریں گے تو ہم لوگوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہذا اس سے قبل کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں تھس تھس کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں۔" ادھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ "آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی صلح رہے گی آپ ہمارے اور تاتاریوں کے درمیان فیصلہ ہو لینے دیں۔"

دونوں فریقین کو خوارزم شاہ نے ایسا جواب دیا کہ دونوں فریقوں کو خوارزم شاہ کی جانب سے اطمینان ہو گیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں لیے میدان جنگ سے تھوڑے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق آخر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں جنگ چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منظر تھا ترکوں کے ساتھ ہو کر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ بے شمار لوگ مارے گئے صرف چند افراد زندہ بچے۔

خوارزم شاہ کی حکمت عملی

خوارزم شاہ نے فتح کے بعد کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفیر بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں کے مقابلہ میں آپ کو کامیابی ہوئی ہے۔ کشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور شکر گزار ہوا، عرصہ تک دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک عرصہ کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خاں کا تاتاریوں کے شہروں اور مال و اسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہو گیا خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے جنگ سے بچنا چاہتا تھا لیکن موقع پا کر چوکنا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے۔ چوروں اور بزدلوں کا کام ہے، بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ، خوارزم شاہ غصہ میں نہ آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی دوران کشلی خاں نے کاشغر، بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش، فرغانہ، کاشان اور استمیراب پر بھی کشلی خاں قبضہ نہ کر لے اسے ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو اسلامی شہروں میں لا کر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کیے جاتے تھے، آباد تھے۔ سرسبز تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

کشلی خان کی روانگی

ترکوں کے مابین اس کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا جو مغل کے نام سے موسوم

تھا اس گروہ کا سردار چنگیز خاں تھا۔ کٹل خاں ان کی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہر کو عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ گیا۔

تاج الدین کی کرمان اور سندھ پر چڑھائی

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ خوارزم شاہ محمد تغش کے والد کے امراء میں سے ایک امیر ابو بکر تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے ابتداءً "یہ غریب آدمی تھا" اونٹوں کی حفاظت اور چرانے پر متعین تھا۔ قسمت نے یاوری کی۔ خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ تیز طرار اور ہوشیار تھا۔ ترقی کر کے سردان ہو گیا۔ "سردان اس زمانے میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے" کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدے سے ممتاز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنادیا ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری امداد پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرمائیں تو یہ خانہ زاد انتہائی مختصر عرصہ میں کرمان پر قبضہ کر لے" خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ایک فوج ۶۱۲ھ میں کرمان بھیج دی۔

محمد بن حرب ابو الفضل ان دنوں کرمان کا والی تھا جو عہد حکومت سنجری میں بحستان کا گورنر رہا تھا۔ ابو بکر تاج الدین نے پہنچتے ہی انتہائی کم مدت میں کرمان فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو آہستہ آہستہ فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت کو سندھ تک بڑھا لیا۔ سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے، حملہ کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت قبول کی۔ خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابو بکر تاج الدین نے بہت سائل و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیج دیا۔

کٹل خان کا خوف

ہرمز چونکہ بہت بڑی بندرگاہ تھی۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند، چین، یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آکر لنگر انداز ہوتی تھیں اس وجہ سے مذکورہ شہروں کے حکمران، والئی ہرمز کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو فلاح کا باعث سمجھتے تھے والئی ہرمز کے مطیع ہو جانے سے اس علاقہ کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا مگر حکمران کیش اور والئی ہرمز سے دشمنی کا سلسلہ جیسا کہ اس سے قبل تھا اسی طرح رہا۔ دونوں والیان ملک میں عرصہ دراز سے ان بن چلی آرہی تھی دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی دشمن کے ساحل پر نہیں جاتی تھی، اور خوارزم شاہ، سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کٹل خاں بادشاہ ترک اس پر کہیں قابض نہ ہو جائے۔

تاج الدین دز کا فرار

خراسان اور بامیان وغیرہ پر قابض ہونے کے بعد خوارزم شاہ نے تاج الدین اور والئی غزنی کو اپنی حکومت کی اطاعت کا مراسلہ روانہ کیا۔ تاج الدین نے اپنے اراکین سلطنت کو اکٹھا کر کے خوارزم شاہ کا پیام سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قتلخ نکین (سلطان شباب الدین غوری کا غلام) اور اس کے تمام ساتھی یک زبان ہو کر بولے "مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لیجئے، ہم میں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس کے نام کا خطبہ پڑھئے اور سکھ کتندہ کرایئے" چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے نام کا سکھ جاری کرا دیا۔

اس کے بعد تاج الدین دز قتلخ نکین کو اپنے نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قتلخ نکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ "میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائیے اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے"۔ چنانچہ خوارزم شاہ انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے غزنی پہنچ گیا۔ غزنی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر غوری اور بالخصوص ترک طے قتل کر دیئے گئے، تاج الدین دز کو اس کی خبر ملی لاہور کی طرف فرار ہو گیا۔ قتلخ نکین کا خاتمہ

غزنی پر قابض نکین کو خوارزم شاہ نے حاضری کا حکم دیا بھلا کما اور اپنے آقا و رفیق کے ساتھ بے وفائی کرنے پر گالیاں دیں اور

گرفتار کر لیا چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جرمائے میں وصول کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بہ روایت بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم متعین کر کے خوارزم کی راہ لی۔

خوارزم شاہ محمد بن نکش نے ۵۹۰ھ میں الہا، ہمدان اور تمام بلاد جبل کو قتلغ ایلتانج اور بقیہ امراء سلجوقیہ سے لے لیا، موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی اس سے لڑ پڑا، خوارزم شاہ نے اسے دبا لیا اور مار ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں لکھا جا چکا ہے۔

اصفہان پر چڑھائی

اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن نکش دوسری مہم میں مصروف ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آ گئے تھے، غافل ہو گیا یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد علاء الدین محمد بن نکش خوارزم شاہ کا بیٹا مسند حکومت پر فائز ہوا، سلاطین سلجوقیہ کے غلاموں میں سے بہلوان یکے بعد دیگرے تمام علاقہ جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بد عہدی کی اور خوارزم شاہ کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں سب کے بعد جو حکمران ہوا وہ اغماش (اغملش) تھا۔ یہ ایک عرصہ تک علاء الدین محمد بن نکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا اس کے بعد ایک باطنی نے اسے قتل کر دیا۔ ازبک بن بہلوان کو ملک گیری کی طمع پیدا ہوئی، اصفہان، رے اور جبل کے سارے علاقے پر نظریں لگا۔ سعد بن زنگی والئی فارس کو بھی جسے سعد بن دہلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اپنے مقبوضہ ممالک پر خود مختار حکومت کا شوق پیدا ہوا چنانچہ ازبک نے فوجیں جمع کر کے صوبہ اصفہان کی طرف پیش قدمی کی اور اہل اصفہان کی دوستی اور ساز باز سے قبضہ کر لیا، رے، قزوین اور سمنان پر سعد زنگی قابض ہو گیا۔

سعد زنگی کی گرفتاری

خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع سمرقند میں ملی۔ ملک گیری کی طمع بڑھی، فوجیں تیار کر کے ۶۱۳ھ میں حملہ کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی جانب روانہ کی۔ قوس پہنچ کر بارہ ہزار سواروں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمتہ الجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کے لیے آیا ہے ہموار ہو کر لڑنے کو نکلا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ مگر جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ خوارزم شاہ کی فوج ہے، میدان جنگ خالی کر دیا۔ خوارزمی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔

ازبک کی معذرت

ازبک کو اس واقعہ کی اطلاع اصفہان میں ملی تو خوارزم شاہ کے خوف سے کانپ اٹھا۔ اصفہان کو خیر باد کہہ ہمدان کی راہ لی، شامع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دروں کو طے کرتا ہوا آذر بایجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابو القاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبول کر لیا اور ازبک نے سالانہ خراج خوارزم شاہ کے خزانہ میں جمع کرا دیا۔

خوارزم شاہ کی کامیابی

ادھر نصرت الدین ابوبکر نے (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے والد کی گرفتاری کا حال سن کر سیاست سے کام لیا۔ اپنے والد کی برطرفی کا اعلان کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اسطخر خوارزم کے حوالے کر دے اور بقیہ علاقہ میں سے مالیہ کا تیسرا حصہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفاء کی غرض سے سرداران سلطنت خوارزمیہ کو قلعہ اسطخر پر قبضہ لینے کے لیے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچنے پر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے والد کے خلاف حکومت فارس پر قبضہ کیے ہوئے ہے اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے۔ سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بجا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیراز لے گیا اور عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا، خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا

گویا اس طرح پر ساوہ، قزوین، جرجان، ابر، ہمدان، اصفہان، قم، قاشان اور تمام بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء شہروں پر قابض ہو گئے۔ امیر طابین کو ہمدان کی حکومت پر متعین کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ تادر شاہ کو تمام کا افسر اعلیٰ بنایا۔ جلال الدین محمد بن سائق شادی کو اس کی وزارت کا عمدہ مرحمت کیا۔

شیخ شہاب الدین سروردی رحمہ اللہ کی آمد

خوارزم شاہ محمد بن نکش کے پاؤں جب مضبوطی کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا، ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے مغلطفہ نے درخواست کو قبول نہ کیا معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدین سروردی رحمہ اللہ کو خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا۔

خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سروردی رحمہ اللہ کی بڑی عزت کی۔ انتہائی تپاک سے استقبال کیا۔ شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ نے تقریر کی ابتداء اس حدیث سے کی۔ ”خوارزم شاہ دو زانو بیٹھ کر نہایت ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے، مکمل خوبی سے بیان کیے۔ خوارزم شاہ نے گزارش کی ”حاشا اللہ میں نے کبھی کسی بنی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت آب کو ہے۔ مجھے معتبر ذریعہ ہے یہ اطلاع ملی ہے کہ خلیفہ کے حکم سے بنی عباس کی ایک جماعت عرصہ دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہی ہے“ شیخ نے جواب دیا ”خلیفہ جب کسی شخص کو اصلاح اور توبہ کی غرض سے قید کی سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عمان خلافت انہیں دی گئی ہے۔“ قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آئے۔

خوارزم شاہ کی واپسی

بعض کا کہنا ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا رخ کیا کوچ و قیام کرتا۔ عقبہ سراپاد پہنچا۔ زبردست برف باری ہوئی۔ حیوانات مر گئے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین رحمہ اللہ خلیفہ کی جانب سے پیام لیے اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچے۔ وعظ و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو اپنے کیے پر شرمندگی ہوئی۔ ارادہ ترک کر دیا چنانچہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

ممالک کی تقسیم

خوارزم شاہ نے رے اور بلاد جبل پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے بیٹوں پر اس طرح تقسیم کیا۔ خوارزم، خراسان اور ماژندران ولی عہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے، غزنی، بامیان، غور، بست اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو عنایت کیے، کرمان، کیس، مکران کی حکومت اپنے تیسرے لڑکے غیاث الدین تیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حکمران بنایا۔

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا مگر یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا اس وجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی والدہ اور سلطان خوارزم شاہ کی والدہ ترکمن خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں۔ بیاروت کا قبیلہ ترکمن خطا کے قبیلہ یک کی ایک شاخ ہے۔ ترکمن خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن نکش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ ہے کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولی عہد نامزد کیا۔

وزیر محمد بن احمد کی روایت

وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی فشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اس کے اور اس کے والد علاء الدین محمد بن نکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہد کے دروازے پر پانچوں نمازوں کے بعد نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی، اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ سونے اور چاندی کے بنے تھے، جواہرات کی بھی

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

کاری تھی۔ میں نے اس کی روایت کو دوسروں پر اس لیے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہے۔

موید الملک قوام الدین

موید الملک قوام الدین کا کرمان، مکران اور کیش پر قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا تنہا مستقل حکمران تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد موید الملک قوام الدین کا انتقال ہو گیا، خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مامور کیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

موید الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا۔ قسمت نے ساتھ دیا بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس کی ماں نصرت الدین محمد بن ایزد والی زوزن کے محل سرا میں دایہ کی خدمت پر مقرر تھی، موید الملک وہیں پیدا ہوا وہیں پرورش پائی، ہوش سنبھالا تو نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند دن بعد نصرت الدین سے علیحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا، موقع پا کر ادھر سلطان خوارزم شاہ کو باور کرایا کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ایک رکن ہے۔ ”ادھر دربار خوارزمی سے واپس ہو کر نصرت الدین کو سلطان کی شان و شوکت سے ڈرایا دھمکایا، نصرت الدین کو سلطان کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا، فرقہ باطنیہ (اسماعیلیہ) سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ زوزن میں قلعہ نشین ہو گیا، موید الملک نے اس خبر کو دربار شاہی تک پہنچادی، سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا، نصرت الدین کو برطرف کر کے موید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ مرحمت فرمایا، آخر کار نصرت الدین، موید الملک کے دھوکے میں پھنس گیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ موید الملک نے گرفتار کر لیا۔ پابہ زنجیر سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا، سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں بھر وادیں۔

اس کے بعد موید الملک کو کرمان کی طمع پیدا ہوئی، اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ موید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھارا، سلطان نے خراسان سے فوجیں بھیج دیں اور مالی امداد بھی دی۔ موید الملک نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا، خوارزم شاہ کو اس سے بڑی خوشی ہوئی، اس حسن خدمت اور کارگزاری کے صلے میں موید الملک کا خطاب دیا اور کرمان کو جاگیر میں عنایت کیا۔

موید الملک کا انتقال

سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی، موید الملک نے چار ہزار بختی اونٹیاں حاضر کر دیں، سلطان بڑا خوش ہوا، اتفاق سے اسی زمانہ میں موید الملک کی موت کا وقت آ گیا اور اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ صوبہ پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو مقرر کیا۔

موید الملک بڑا دولت مند تھا، غیاث الدین نے اس کے متروکات میں سے ستر اونٹ سونے سے لدے ہوئے سلطان کی خدمت میں بھیجے تھے۔

ترکمان خاتون

ترکمان خاتون ماور سلطان محمد بن نکش قبیلہ بیاروت سے خان جنکش بادشاہ ترک کی بیٹی تھی۔ بیاروت کا قبیلہ، ایک ترکمان خطا کی ایک شاخ ہے، سلطان خوارزم شاہ محمد بن نکش نے اس سے نکاح کیا جس کے بطن سے سلطان محمد کی پیدائش ہوئی۔ جب سلطان محمد مسند حکومت پر بیٹھا تو میک کے قبائل چاروں جانب سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے۔ ان کے علاوہ اور ترک بھی جو ان کے ہمسایہ تھے وہ بھی آئے۔ ترکمان خاتون کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ سلطنت و حکمت پر قبضہ کر لیا، سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنک بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی جانب سے عمل مقرر کرتی، ملک کا نظم و نسق اس کے قبضہ اقتدار میں تھا، عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھی۔ فریاد سنتی، قتل و خونریزی کو روکتی، برائیوں کا انسداد کرتی، اچھے کام انجام دیتی، داود و دہش اور صدقات کو اپنے تمام ملک مقبوضہ میں پھیلا رکھا تھا۔ محض حکم نامہ لکھنے پر سات کاتب متعین تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان کے خلاف ہوتا تو یہ طے تھا کہ پچھلے فرمان پر عمل درآمد کیا جاتا تھا۔

خداوند جہاں جس کے معنی ہیں ”ملکھالم“ اس کا لقب تھا۔ فرمان کے سرنامہ پر ”عصمت الدین والدین اولاغ ترکمان ملک نساء العالمین“ لکھا جاتا تھا چوب قلم سے بدست خاص ”عصمت باللہ وحدہ“ دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی۔ خط انتہائی پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔ ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عمدہ وزارت پر فائز تھا اپنی وزارت پر بلایا۔ جب سلطان نے اپنے وزیر کو ہر طرف کیا تو ترکمان خاتون کے حکم و اشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قلمدان وزارت دوبارہ حوالہ کیا۔ حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش اور راضی نہ تھا چونکہ ترکمان خاتون حکومت و سلطنت پر قابو پا گئی تھی اس وجہ سے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت سلطنت پر جابرانہ قوت حاصل ہو گئی۔ انتہائی رعب و داب سے وزارت کی۔ کسی گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تلوآن لیا ہے ”سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ترکمان خاتون کو اس کی اطلاع مل گئی خواص کو اس کام سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کر سکا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

سفیروں کی آمد

عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بمقام نیشاپور ۱۱۵۵ھ میں چنگیز خاں کی سفارت، معاہدہ تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت بیش قیمت جواہرات مشک کے ٹافے، عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے، ملک چین اور اس کے متصل بلاد ترک کے فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی۔ اور یہ معاہدہ تجارت و اتحاد لکھنے کی خواہش کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بے باکانہ تھا۔ سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دھوکہ اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا وعدہ کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مقرر کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریر کی تصدیق کر دی اور یہ اطلاع دی کہ چنگیز خاں نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغانج پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ سلطان نے دریافت کیا ”اس کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟“ جواب دیا ”کچھ زیادہ نہیں ہے“ سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت و اتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس بھیج دیا۔

تاتاری تاجروں کا قتل

اس کے بعد چنگیز خاں کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انزار آئے۔ نیال خاں (سلطان کا ماموں زاد بھائی) وہاں کا گورنر تھا، بیس ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال و اسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ لالچ پیدا ہوا، شاہی دربار میں اطلاع کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں، سلطنت کی جانب سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا، نیال خاں کو موقع مل گیا، نگرانی کے بجائے ان لوگوں کو خفیہ طریقہ سے قتل کر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

سفیر کا قتل

اس بات کی اطلاع چنگیز خاں کو ملی تو سلطان کو ناراضگی اور تنبیہ کا خط لکھا، بد عمدی پر غصے کا اظہار کیا۔ سلطان نے چنگیز خاں کے ایلچی کو بجائے جواب دینے کے قتل کر دیا۔ اور اس خیال سے کہ کہیں چنگیز خاں اس خبر کو سن کر خوارزم پر حملہ نہ کر دے، سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں جمع کر کے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ رعایا سے تین سال کا خراج پیشگی وصول کیا۔ دو سال کا خراج جنگی اخراجات کے لیے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے سال کا خراج سمرقند کے محافطوں کو مرحمت کیا۔ چنگیز خاں ان دنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ کشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کے لیے گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا۔ خوارزم شاہ نے ان پر چھاپہ مارا، قتل و غارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا لے کر واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کا تعاقب

خوارزم شاہ ابھی اپنی سرحد میں داخل نہ ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اس کی خبر ہو گئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہو گیا۔ خوارزم شاہ سے مقابلہ

ہوا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ مارا گیا۔ تین روز تک مسلسل لڑائی جاری رہا چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا۔ جیچوں پر پہنچ کر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے پیش قدمی کی۔ خوارزم شاہ نے جیچوں کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر، انزار، بخارا، سمرقند، ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے غضب سے بچانے کے لیے پھیلا دیا۔ ایلتاج کو جو اس کا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب بھی تھا، بخارا کی حفاظت پر متعین کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے مگر کامیاب نہ ہوئے چنگیز خاں نے بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا۔

امیر نیال کا خاتمہ

امیر نیال خاں جس نے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کر کے مال و اسباب چھین لیا تھا مگر قارہ ہو کر پیش کیا گیا۔ چنگیز خاں نے چاندی پتھلو کر کانوں اور آنکھوں میں ڈلوادی، جس سے وہ مر گیا، اس کے بعد بخارا کی جانب بڑھا۔ شہر کو امن و صلح سے فتح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ چند روز تک لڑے۔ بالاخر سب نے ہتھیار ڈال دیئے بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خونریزی کے ہاتھوں سے بچ جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا۔ اس نے ان کے ساتھ بد عہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے تمام کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی، اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اتارے گئے۔ ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا سلوک کیا گیا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔

اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی والدہ کے چند رشتہ داروں نے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے، چنگیز خاں کو خط لکھا، خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارا اور اس خط کو جس شخص کی معرفت روانہ کیا اس نے خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا، اپنی ماں اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے مشتبہ و بدگمان ہو گیا۔

لوگوں میں خوف و ہراس

سلطان خوارزم شاہ کو جب انزار، بخارا اور سمرقند چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی اطلاع ملی، اور گورنر بخارا چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا، اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیچوں کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کی کمان میں تھا) اور علاء الدین والئی قدہار سلطان موکب سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے، عام خوف و ہراس پھیل گیا۔

خوارزم شاہ کی بے بسی

بیس ہزار سواروں کو چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کے تعاقب پر مقرر کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں، وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہیں چنگیز خاں نے خراسان کے مغربی علاقہ کو تاراج کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تباہ و برباد کیا لوٹ مار کرتے بلاد بخور تک پہنچ گئے۔ جس جانب سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران، آبادی کو برباد اور چٹیل میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ پریشانی کے عالم میں نیشاپور پہنچا مگر مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی قیام نہ کرنے دیا۔ عراق کی جانب چلا گیا۔ اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں امانت کے طور پر رکھوا دیا۔

منشی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہنچا مجھے حاضری کی اجازت دی، اس کے سامنے دس صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جس کی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ اس میں سے دو صندوقوں میں بیش قیمت جواہرات بھرے تھے جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہوگی، مجھے سلطان نے قلعہ اروہر میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اروہر انتہائی مضبوط قلعہ تھا۔ چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہنچا دینے کی رسید لے کر شاہی دربار میں حاضر کر دی۔ اس کے بعد جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے ماژندران کی جانب گیا اور مغربی تاتار اس کے تعاقب میں تھے۔ مجبوراً "ماژندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا۔ مغربی تاتاریوں نے چھاپہ مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہنچا۔ اس کا وزیر عماد الملک اس واقعہ میں ساحل بحر پر ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا، جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی، صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

سلطان محمد بن تگش کا انتقال

خوارزم شاہ کو یہاں بھی چنگیز خانی تاتاریوں نے آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ دوبارہ چھاپہ مارا، خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنے سامنے لے کر رہ گئے اور ناکام واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر اقامت اختیار کی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آکر گھیر لیا اہلیان ماژندران تیمارداری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اس زمانے نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ انہیں جاگیریں دے گا، صوبجات کی گورنری پر مقرر کرے گا مگر خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۷۱۷ھ میں موت نے آیا اور اسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی۔ جلال الدین منکبرس (خوارزم شاہ کا بیٹا) نے اہل ماژندران کی تمام امیدوں کو جو انہوں نے خوارزم شاہ سے وابستہ کی تھیں، پورا کیا۔

باب ۱۰

جلال الدین منکبرس بن علاؤ الدین محمد

بوقت انتقال خوارزم شاہ نے اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین علاؤ شاہ کو ولی عہدی سے الگ کر دیا۔

خوارزم شاہ کی والدہ

ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی اطلاع ملی ہاتھ پاؤں پھول گئے، چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم چھوڑ دینے کا ارادہ کیا۔ تقریباً بیس سرداران لشکر اور ان بادشاہوں کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے، قتل کر کے بھاگ نکلے، ماژندران کے قلعوں میں سے قلعہ اپیلان میں پہنچ کر سکونت اختیار کی۔

مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے، دریائے طبرستان کے خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس ہوئے۔ ماژندران پر حملہ کیا چنانچہ ماژندران کے تمام قلعوں کو فتح کر لیا جو کچھ وہاں ملے اسباب تھاموٹ لیا۔ ماژندران کے قلعے انتہائی مضبوط و مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانے میں فتح نہیں ہوئے تھے جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقے کو فتح کیا تھا۔ اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا۔ اس وقت بھی یہ قلعے فتح نہیں ہوئے تھے مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۹۰ھ میں بہ زمانہ حکومت سلیمان بن عبد الملک (بنو امیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا) یہ قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعوں کو فتح کیا۔ قلعہ اپیلان میں ترکمانی خاتون کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو حراست میں لے لیا گیا۔

ابن اثیر کا بیان

فاضل ابن اثیر کا کہنا ہے کہ مغربی تاتاریوں کی ترکمان خاتون سے جب کہ وہ خوارزم سے ماژندران کی جانب بھاگ کر آ رہی تھی، راستے میں لڑائی ہو گئی چاروں جانب سے اسے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا، ترکمان خاتون کے علاوہ اور شہزادیاں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں حراست میں لے لی گئیں۔ تاتاریوں نے انہیں اپنے گھروں میں ڈال دیا۔ دوش خاں ولد چنگیز خاں نے بھی ان میں سے ایک شہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون انتہائی ذلت اور بے بسی سے تاتاریوں کی قید میں رہی۔ چنگیز خاں کی جانب سے اسے بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ دیگر شہزادیوں کو ملا کرتا تھا۔

نظام الملک کا قتل

نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خاں کے ہاتھ آ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس وجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ جب دوش خاں نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا جن میں چند گلے والی عورتیں بھی تھیں، ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اسے اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا اور نظام الملک کے یہاں جا کر پناہ لی، اس خادم نے نظام الملک سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے مستہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سردربار طلب کر کے اس

جرم کا مجرم قرار دے کر قتل کر دیا۔

تاتاریوں کی پیش قدمی

۶۱۷ھ میں مغربی تاتاری خوارزم شاہ محمد بن نکش کے تعاقب میں رے پہنچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی جانب لوٹے۔ راستے میں نو دیہات قصبات اور شہر طے تباہ کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفانی یلغار کی آمد کی اطلاع سن کر مل و اسباب، بیش قیمت کپڑے اور مویشی اس قدر مہیا کر سکے مہیا کر کے لٹیرے تاتاریوں کے سامنے پیش کر دیئے، چنانچہ ان کے ہاتھ سے ان کی عزت آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی جانب بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی طریقہ پر عمل کیا۔ یہ بھی بل بل بچ گئے، قزویں پر چڑھائی کی، اہل قزویں خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے، رے، مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ کیا اور بزور شمشیر لڑ کر ان کو شکست دی۔ بڑی خونریزی ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ قزویں میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔ اس کے بعد سردی کا موسم آگیا۔ برف باری شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی آذربائیجان کی جانب روانہ ہوئے۔ اس وقت تک ازبک بملوان والی آذربائیجان تہریز میں مقیم تھا۔ عیش و عشرت میں مشغول خواہشات نفسانی میں منہمک، انتظام ملک سے غافل، رنگ رلیوں میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ تدبیر آئی کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچالیا، طوفان کی مانند موقن کی جانب واپس ہوئے تاکہ سردیوں کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گزار دیں۔

کرج پر چڑھائی

اس کے بعد بلاد کرج پر دھاوا کیا، کرج نے مقابلہ کیا۔ بے جگری سے لڑے مگر تاتاری طوفان کو نہ روک سکے۔ میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے انتہائی بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک والی آذربائیجان اور اشرف بن عادل بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں پٹری بھیجی۔ تاتاریوں کے مقابلے پر امداد طلب کی۔ ادھر قرش (ازبک کا آزاد غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراد کی فوج کیش اس کی مدد میں تھی۔ تاتاریوں کے ساتھ کرج پر حملہ کر دیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے بلتین (بلقان) تک پہنچ گیا کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں نے حملہ کیا کرج کو شکست ہوئی، کرج کی بے شمار فوج ماری گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۶۱۷ھ میں پیش آیا۔

مراغہ پر قبضہ

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر مغربی تاتاری مراغہ کی طرف لوٹے۔ تہریز ہو کر گزرے، والی تہریز جیسا کہ اس کی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے جو کچھ ہو سکا نقد و جنس جمع کر کے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہنچے۔ مراغہ کی والیہ ایک فوج تھی۔ چند روز تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالاخر صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور خوب لوٹ مار کی۔

ربل پر چڑھائی

مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر حملہ کیا۔ مظفر الدین اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدر الدین والی موصل سے امداد طلب کی۔ بدر الدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود سرحدی شہروں کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آپہنچا۔ لکھا تھا کہ ”تم اپنی فوج کے ساتھ دقوقا میں جا کر قیام کرو اور عراق میں تاتاریوں کو گھسنے نہ دو۔“ چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں جمع ہوئیں، خلیفہ ناصر اپنے مملوک بشنمر (قشنمر) کو آٹھ سو نامی گرامی سرداران کی جمیعت سے مظفر الدین کی کمک کو روانہ کیا اور تمام لشکر کی قیادت مظفر الدین کو عنایت فرمائی مگر دونوں حریف ایک دوسرے سے خوفزدہ و مرعوب ہو کر آپس میں لڑائی سے باز رہے۔

ہمدان میں خونریزی

اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان کی طرح ہمدان کی جانب بڑھے، ہمدان میں ان لٹیروں کی جانب سے ایک کوتوال اسی زمانے سے رہتا تھا جب کہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ کوتوال کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مل و اسباب اور زر نقد وصول کر

کے حاضر کروں، ہمدان کا رئیس ایک انتہائی شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ سارے حالات بتلائے، کوتوال کے ظلم و ستم کی شکایت کی، رئیس علوی نے جواب دیا۔ ”اس کے سوائے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے“ ہمدان والے ناراض ہو گئے برا بھلا کہا اور تاتاریوں کے کوتوال کو ہمدان سے نکل دیا، تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی، ہمدان کے نزدیک ایک قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ تاتاریوں نے شہر پر حملہ کیا اور بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ کئی روز تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

اردنیل پر قبضہ

تاتاری ہمدان کو اجاڑنے کے بعد آذربائیجان کی طرف واپس ہوئے۔ اردنیل پر قبضہ کر کے اہل اردنیل کو قتل، ان کے مکانات کو ویران، کھیتوں اور باغات کو برباد، تباہ کر دیا۔ اس کے بعد تہریز کی باری آئی، ابھی تاتاری تہریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن بسلوان والی آذربائیجان و ارملان نے تاتاریوں کے خوف سے تہریز چھوڑ دیا۔ نفجوان کی جانب چلا اور اپنے اہل و عیال کو خوی بھیج دیا، شمس الدین طغرائی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی عین حکومت ہاتھ میں لی۔ اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گری تاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی تباہی اور حفاظت کا سن کر حملہ سے رک گئے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے ظلم و ستم سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔

یبلقان کی تباہی

ظالم تاتاری تہریز چھوڑ کر شہر سراو پر چڑھ گئے، اہل شہر کو اپنی غارت گری اور لوٹ مار کا نشانہ بنایا، تباہ و برباد کر کے یبلقان کی طرف بڑھے، چاروں جانب سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایچی شرائط صلح طے کرنے کے لیے اہل شہر کے پاس بھیجا، اہل شہر کی شامت آئی، تاتاری سردار کو قتل کر دیا۔ پھر کیا تھا، ماہ رمضان ۷۱۸ھ میں بزور شمشیر شہر پر قبضہ کر لیا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا، مار دھاڑ شروع ہو گئی، بلا امتیاز، مرد، عورت، جوان اور بچے تمام موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے آبروئی کرتے اور پھر انہیں قتل کر ڈالتے تھے غرض کہ کوئی برا کام ایسا نہ تھا کہ جسے ان شیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب و جوار کے دیہات اور قصبات تباہ ہو گئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان دکھائی نہ دیتا تھا۔

گنجه پر چڑھائی

یبلقان کی تباہی کے بعد اران کے پایہ تخت گنجه پر دھاوا بول دیا۔ اہل گنجه نے کافی حد تک قلعہ بندی کر لی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ صورت حال دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی، چنانچہ اہل گنجه نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا، دے کر مصالحت کر لی۔

کرج کی شکست

اہل گنجه سے صلح کے بعد آذربائیجان اور ان کے صوبہ میں کوئی شہر ان کی دست برد سے باقی نہ رہا، کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑ کر فتح کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا جس پر کرج قابض تھے۔ تاتاریوں نے کرج کے مقبوضات کی جانب پیش قدمی کی۔ کرج ان کی آمد سے بہت پہلے آگاہ ہو چکے تھے، فوجیں غلہ کے ذخیرے اور جنگی ہتھیار ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ خم ٹھونک کر اپنی سرحد سے نکل کر حملہ آور ہوئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے دھکیل دیا۔ تقریباً تیس ہزار کرج مارے گئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جا کر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انہیں جمع کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا۔ مگر کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چر کر اٹھے پاؤں بلقین واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرج کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ جس طرح سے چاہا تباہ و برباد کیا۔ مگر ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تباہ نہ کر سکے کہ راستہ انتہائی دشوار گزار اور

تنگ تھا۔ کثرت سے درے اور اونچے اونچے پہاڑ تھے۔

درہند کی طرف پیش قدمی

کرج کے شہروں پر قابض ہونے کے بعد درہند شروان کی جانب پیش قدمی کی۔ شہر شامی پر محاصرہ کیا، لڑائی شروع ہو گئی۔ تاتاری مقابلہ کرتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے، میڑھیاں نہ تھیں شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے، مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنا دیا اور اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے آیا مار ڈالا گیا جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی ان کے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین روز تک قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

شامی کی تباہی کے بعد درہند کو عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر عبور نہ کر سکے۔ بادشاہ درہند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیج دو، شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے بیشتر کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا۔ دھمکی دی کہ اگر تم ہمیں درہند کے عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے درہند عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انہیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے درہند عبور کر کے درہند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں تاتاری داخل ہو گئے۔

تاتاریوں کی سیاسی چال

اس صوبہ میں قفقاز، لان، لکڑ اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے جس میں مسلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا۔ عام طور پر تمام باشندوں کو بلا امتیاز قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا۔ قفقاز اور لان نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ شیرے تاتاری انہیں مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفقاز کو پیام دیا کہ ”آؤ ہم اور تم صلح کر لیں، ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمیں بٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلاوجہ امداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے۔“ قفقاز اس دعوے کے میں آگئے، ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کے شہروں پر قبضہ کر کے قفقاز پر بھی حملہ آور ہو گئے۔ جو قفقاز والے دور دراز مقامات پر رہتے تھے، ان میں سے بہت سے روس کے شہروں میں چلے گئے۔ اکثر نے پہاڑوں اور جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفقاز صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی فتح کر لیا۔ قفقاز کے بے حد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سرائے (سوداق) پر بھی قبضہ کر لیا جو دریائے نیلش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنہیں قفقاز کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی جان و آبرو کے خوف سے پہاڑوں میں جا کر ٹھکانہ بنا لیا اور بعض نے بلاد روم قلعہ ارسلان کی حکومت میں جا کر رہائش اختیار کر لی۔

روس پر چڑھائی

۱۱۶۱ھ میں تاتاریوں نے قفقاز کے علاقہ سے روس کی طرف پیش قدمی کی۔ روس کا ملک، قفقاز کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی، یہاں کے رہنے والے عیسائی مذہب کے پابند تھے۔ روسیوں نے ان کی آمد کی خبر سن کر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس ارادہ سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہئے، نکل پڑے، قفقاز کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں۔ تاتاریوں نے یہ سن کر کہ روس جنگ کے لیے آ رہا ہے پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چڑا رہے ہیں، بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے ہیں دوسرے دن روسی اس پر قبضہ کرتے جاتے۔ بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ روسی اور قفقازی مقابلہ نہ کر سکے، پسپا ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارت گری شروع کر دی، بڑی خونریزی ہوئی۔ ہزاروں قید کر لیے گئے باقی ماندہ اپنے ملک سے دس کس ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے۔ تاتاری ان کے ملک پر بھی قابض ہو گئے۔

بلغار پر حملہ

روس اور قفقاز کو فتح کر کے ان لشکروں نے آخر ۶۲۰ھ میں بلغار پر حملہ کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر سن کر مقابلہ کی تیاری کی۔ چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلے کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مرواگی میں بڑھنے لگے یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے نکل آئے، بلغاری فوج نے کمین گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر عقب سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی، تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی، تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کر دیا، گھبرا گئے۔ کچھ نہ سوچتا تھا تمام کے تمام مارے گئے۔ چند ہی کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خان سے طالقان میں جا کر ملے۔ قفقاز اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تباہ کرنے کے لیے گئے تھے۔

آپ نے اوپر خوارزم شاہ کے انتقال اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تباہ کرنے کے واقعات کو پڑھ لیا ہے۔

چنگیزی لشکروں کی پیش قدمی

خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد چنگیز خان نے جس وقت کہ وہ سرقد میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں میں منقسم کیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی جانب روانہ کیا جس نے کلات پر چڑھائی کی جو جیون کی طرف انتہائی مستحکم اور مضبوط قلعہ تھا اس قلعہ کو اس کے گرد و نواح کے مقامات کو ان لوگوں نے فتح کر لیا، انتہائی بے رحمی سے تباہ و برباد کیا۔ دوسرے حصہ کو فرغانہ کی تباہی کرنے پر متعین کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی جانب چوتھے حصہ کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔

چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان فتح کرنے پر متعین ہوا تھا اس نے بلخ پر حملہ کیا۔ ۶۱۷ھ میں صلح و امن سے فتح کیا نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارت گری سے کام لیا۔ اپنے کو تو ال کو بلخ میں ٹھہرا کر روزن، میمند، اندخوی اور قاریاب کی جانب پیش قدمی کی۔ صلح و آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ ہو کر ان کے مخالفین سے مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔

طالقان کی فتح

اس کے بعد طالقان پہنچے، طالقان ایک وسیع صوبہ اور چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منصورہ کوہ نامی تھا جس کی مضبوطی اور استحکام کو دوسرے قلعے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ کیا۔ چھ ماہ کا مکمل محاصرہ کیے رہے کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی، چنگیز خان یہ سن کر خود اس قلعہ کے محاصرے پر آیا۔ علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ کیے رہا مگر فتح نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خان نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اس کو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اس پر مٹی ڈالے پھر اس پر لکڑیاں رکھے اور مٹی ڈالے۔ یہاں تک کہ قلعہ کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے انتہائی تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعتاً حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارتے دھاڑتے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو بٹے کرتا ہوا بچ گیا۔ باقی رہے پیادے وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا جسے دیکھا قتل کر دیا مال و دولت لوٹ لی۔

قفقاز قوین کی موت

چنگیز خان نے اس کے بعد اپنے داماد قفقاز قوین کو خراسان، مرو اور راسط کی طرف روانہ کیا۔ اگرچہ قفقاز انہیں لڑائیوں میں ہارا گیا مگر تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کیے ہوئے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کے دریا بہا دیئے۔ قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مردوں کی ہڈیوں کے بڑے

بڑے ڈھیر لگ گئے۔

خوارزم کی حفاظت

جس زمانہ میں خوارزم شاہ نکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے سرداران بنو حمزہ خوارزم میں تھے، تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیارالدین زنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لیے واپس کیا چنانچہ اس نے خوارزم کی عمان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور لقمہ و نسق اور شہریناہ کی درستگی کی طرف توجہ دی۔

مرو کی فتح

خراسان کی فتح کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا اور مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا جن کے شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ مجبوری کے عالم میں جان و آبرو کے خوف سے تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندہ لوگوں کا ایک جھوم جمع تھا جو گزشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زائد تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ تاتاریوں نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا، جنگ کا میدان گرم ہو گیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا، انتہائی بے جگری سے لڑتے رہے۔ چوتھے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ تاتاری بڑی بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ روز تک شہر کا محاصرہ کیے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امن دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امن حاصل کر کے شہریناہ کا دروازہ کھول دیا اور خود تاتاری دربار میں حاضری کے لئے پیش ہوا۔

ظلم کی انتہا

پہلے تو چنگیز خاں کے بیٹے نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دیا اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جیسے ہی سارا لشکر آگیا گرفتار کر لیا۔ لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤساء شہر، تجار، کارگران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں تیار کرائیں اور ان سب کو مع اہل و عیال حاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خاں سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اس کے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خاں نے بلا تامل ان لوگوں کے قتل کا حکم صادر کیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے قتل کر دئے گئے، امراء، رؤساء، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیے گئے۔ بعض تو زرد کو ب کے صدمہ سے مر گئے۔ اور بعض مل نہ دینے کی وجہ سے زندہ قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں۔ غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو جو مظالم کر سکتے تھے کیے۔ عوام الناس کو جن میں مرد بھی تھے، عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے، لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارت گری سے فارغ ہو کر شہر کو نذر آتش کر دیا، جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مل ہی کی تلاش میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے روز باقی ماندہ اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دے دیا جن کی تعداد سات ہزار کے قریب تھی۔

نیشاپور کی تباہی

مرو کی تباہی کے بعد نیشاپور کی جانب پیش قدمی کی۔ پانچ دن تک محاصرہ کیے رہے، چھٹے دن بزدر شمشیر شہر فتح کر لیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو انھوں نے اہل مرو کے ساتھ کیا تھا بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں مزید اضافہ ہوا۔ پندرہ دن نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل و غارت گری کی انتہا کر دی۔

طوس پر چڑھائی

نیشاپور کو برباد کرنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی جانب بھیج دیا، طوس میں بھی وہی مظالم کیے جو وہ کرتے آ رہے تھے، سارے شہر کو نذر آتش کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو گرا ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرے کو مسمار کر دیا۔ قتل و غارت گری

کرتے ہوئے ہرات کی طرف بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس روز تک محاصرہ کیے رہے آخر کار یہ بھی فتح ہو گیا۔ بیشتر کو قتل کیا جو باقی رہ گئے انھیں امان دی اور ان پر ایک کوتوال مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانگی اختیار کی۔

کوتوال کا قتل

تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل ہرات نے ان کے کوتوال کو قتل کر دیا۔ جس وقت تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس ہوئے اور کوتوال کے قتل کا واقعہ سنا آگ بگولہ ہو گئے ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا، مکانوں کو نذر آتش کر دیا۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں خون کی ندیاں بہہ گئیں غرضیکہ ہرات اور اس کے نواح کو برباد کر کے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے۔ چنگیز خاں طالقان میں چپ نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کو تباہ کرنے کے لیے فوجیں بھیج رہا تھا جو یکے بعد دیگرے شہروں کو برباد کر رہی تھی یہاں تک کہ سارا صوبہ خراسان برباد و تباہ ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کیے ۷۱۱ھ میں کیے۔ اہل خراسان اکثر مارے گئے جو باقی بچے دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہو گئے۔

خوارزم شاہ کی اولاد

سلطان خوارزم شاہ محمد بن تگش کا جب دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں انتقال ہوا تو اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کی قیادت میں جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا، خوارزم کی جانب چل دی۔ خوارزم پر خوارزم شاہ محمد بن تگش کی والدہ ترکمان خان کی واپسی کے بعد ایک مکار شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر مکمل طرح سے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ برے سلوک کرتا اوباشوں کی بن آئی، لوگوں کے مال و دولت کو لوٹنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچے اور انھوں نے سلطان کے انتقال کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سن کر بھاگ گئے۔ جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا اچاروں جانب سے مسلمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ سات ہزار لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ ”ترکمان خاتون“ کے رشتہ دار تھے۔ یہ لوگ اولاغ شاہ کی جانب مانگی ہو گئے اس کا سبب یہ تھا کہ یہ ان کی بہن کا بیٹا تھا۔

خوارزم پر چڑھائی

ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے ہر طرف کرنے کا مشورہ کیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کی راہ لی۔ نساء کے بے آب و گیاہ بیابان کی جانب چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مقابلہ ہو گیا۔ جلال الدین نے انھیں شکست دے دی۔ تاتاریوں کا شکست خوردہ لشکر نساء میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ نساء میں اس وقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہو کر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے، نساء کا نظم و نسق اختیار الدین کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بقیہ تاتاریوں کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ جلال الدین کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ امداد کی درخواست کی جلال الدین نیشاپور کی جانب روانہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاری لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے روز خوارزم پہنچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اس کے دوسرے بھائی خوارزم سے فرار ہو گئے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا۔ قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور ہو کر گزرا۔ اختیار الدین والی نساء بھی ساتھ چل پڑا۔

خراسان کے نواح میں تاتاریوں نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ جنگ کا میدان گرم ہو گیا اولاغ شاہ قتل ہو گیا۔ تاتاریوں نے اس کے مال اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اولاغ شاہ کا مال و اسباب عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسے ان لوگوں نے انتہائی ارزاں قیمت پر فروخت کر ڈالا۔ اختیار الدین زنگی نساء واپس آیا اور خود مختار حکومت کرنے لگا مگر شاہ کے لقب سے اپنے کو لقب نہ کیا جلال الدین نے نساء کی گورنری کی سند حکومت۔ صیدی چنانچہ اختیار الدین نے اس کے شاہی اقتدار کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

جلال الدین منکبرس کی تیاری

اس کے بعد جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر حملہ کیا ہے اور چنگیز خاں طالقان میں ہے۔ اب نائب ہرات رکب

میں روانہ ہوا۔ سلطان خوارزم شاہ کاموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ کر بھستان کے جانب چلا۔ اہل بھستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبوراً واپس ہوا۔ جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی۔ اس وقت تاتاری قلعہ قدھار پر محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، ایک شخص بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا۔ جلال الدین نے غزنی کی جانب واپسی اختیار کی۔

جلال الدین کی کامیابی

والئی غور قزوشت اس زمانے میں غزنی پر قابض ہو گیا تھا جب کہ والئی غزنی جلال الدین کے پاس والئی بھستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لیے گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے باخبر ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کر کے قزوشت کو قتل کر دیا اور شہر غزنی پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ رضاء الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسے بھی نچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ جب جلال الدین کو تاتاریوں پر بمقام قدھار کامیابی ہوئی اور کامیابی کے ساتھ غزنی واپس آیا تو رضاء الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں پیش آیا۔

خوارزم پر قبضہ

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ جیچون سے خوارزم شاہ کے فرار کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تباہی کرنے کی غرض سے سارے ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک بڑی فوج خوارزم کو فتح کرنے کے لیے بھی روانہ کی، خوارزم کو خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فوج کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے خٹائی اور اریطائی کی قیادت میں خوارزم کی جانب بڑھا۔ پانچ ماہ مکمل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ منجستیس رات دن چلتی رہیں مگر کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے بے درپے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک حصہ کو فتح کر لیا۔ اس حصہ کا فتح ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلے فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ سارے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کو کھول دیا جو جیچون کے پانی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ یکدم سیلاب آگیا۔ سارا شہر غرق ہو گیا پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جیچون پر تقسیم ہو گئے، کوئی بھی زندہ نہ بچا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے ”دوش خاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی، اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا۔ اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ میں پیش آیا۔

الغرض یہ کہ تاتاری قزاق، خراسان اور خوارزم کی تباہی سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے گئے۔

آبنائج کا فرار

خوارزم شاہ کی حکومت کے زمانے میں آبنائج ممتاز امراء اور اراکین سلطنت میں سے تھا، خوارزم شاہ نے اسے دوبارہ بخارا کی گورنری پر متعین کیا تھا جب تاتاریوں نے بخارا کو فتح کر لیا جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا ہے تو آبنائج بخارا چھوڑ کر سنسان میدان کی جانب بھاگ گیا۔ پریشانی کی حالت میں نواح نساء میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین والئی نساء نے خط و کتابت شروع کی، نساء میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبنائج نے انکار میں جواب دیا۔ اختیار الدین خود آبنائج سے ملنے آیا اور ضروری اشیاء سے اس کی امداد کی۔

بشخوان، نساء کے قصبات میں سے ایک قصبہ تھا جس کا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے کوتوال کو خط لکھا، آبنائج کو شکست دینے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں، آبنائج نے اسے انتہائی بری طرح شکست دی۔ بشخوان کا محاصرہ کیا اور بزور شمشیر اسے فتح کر لیا۔ محاصرہ کے دوران ابوالفتح مر گیا۔ آبنائج نے ایورو کی طرف پیش قدمی کی۔

اختیار الدین زنگی کا انتقال

تاج الدین بن عمر بن مسعود ایورو اور مرو کے درمیانی شہروں پر قابض ہو رہا تھا۔ اکابر امراء کی ایک جماعت اس کا دایاں بازو بنی ہوئی

تھی۔ حسب ضرورت وقت پر فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبنائخ نے لڑائی سے گریز کیا نساء واپس آیا۔ اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی انتقال کر چکا تھا اور اس کے چچا کا بیٹا عماد الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نساء پر حکومت کر رہا تھا۔ آبنائخ نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں اس کی بھلوان کی حکومت تھی۔

آبنائخ کی شکست

۱۔ کچی بھلوان کو شکست دے کر آبنائخ نے شروان پر قبضہ کر لیا۔ کچی بھلوان پریشانی کی حالت میں جلال الدین منکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبنائخ خاں آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔ نکین بن بھلوان کا مرد پر قبضہ تھا، آبنائخ نے جیحون کو عبور کیا۔ تاتاری کو تال پر بخارا میں اچانک چھاپہ مارا۔ تاتاریوں نے ۶۰۷ھ میں بزور شمشیر آبنائخ کو پسپا کر دیا، شروان کو واپس ہوا، تاتاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبنائخ کو گھیر لیا۔ جنگ ہوئی اس جنگ میں بھی تاتاریوں کو فتح حاصل ہوئی، میدان جنگ سے فرار ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ انتقال ہو گیا جیسا کہ آئندہ صفحات میں تحریر کیا جائے گا۔

اصفہان پر قبضہ

اس سے قبل ہم نے لکھا ہے کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے بیٹوں پر ملکوں کو تقسیم کیا تھا عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ رے کی طرف بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسے اطلاع ملی کہ جلال الدین محمد بن آہ قزوینی جو اس وقت ہمدان میں ہے عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو انتہائی تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ قاضی مسعود، اٹابک سعد بن زنگی والئی فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس پناہ حاصل کر لی۔

تاتاریوں کو شکست

ہمدان کو فتح کرنے کے لیے رکن الدین غور شاہ نے فوجیں روانہ کیں مگر یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ رے کی طرف واپس ہوا، یہاں پر فرقہ اسماعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسماعیلیہ کی جانب متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ تاتاری لشکر آپہنچا۔ قلعہ راوند میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ بڑے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی بڑی بے جگری سے لڑا۔ تاتاریوں کو شکست فاش دی۔

ہمدان کی حکمرانی

والئی ہمدان ابن آہ نے تاتاریوں سے امان کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسے امان دی اور ہمدان میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئے اور اس کی جگہ علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر متعین کر دیا۔

کرمان پر قبضہ

ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ملکوں کی تقسیم کے وقت اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت مرحمت کی تھی مگر وہ کسی وجہ سے اپنے والد کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نے نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والئی قلعہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دن بعد اصفہان واپس آیا جس وقت تاتاری ظالم آذر بایجان کی جانب طوفان کی مانند بڑھ رہے تھے۔ اصفہان ہو کر گزرے اور اس کا محاصرہ کیا۔ اہل اصفہان قلعہ بند ہو گئے۔ تاتاریوں کی کوئی پیش نہ گئی۔ آخر ۶۲۰ھ تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں مقیم رہا۔ جب اس کا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ، رکن الدین غور شاہ سے ملا اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور ابھارا۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب رکن الدین غور شاہ مارڈالا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق کی طرف چل دیا۔

غیاث الدین کی حکمت عملی

رکن الدین غور شاہ کو جب اس کے والد خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عنایت کی تھی تو امیر بقاط بستی کو رکن الدین غور شاہ کی وزارت کا عمدہ عنایت فرمایا تھا۔ امیر بقاط بستی نے حکومت پر قابو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غور شاہ نے اپنے والد خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت حاصل کی، چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقاط بستی کو گرفتار کر کے قلعہ سر جہاں میں قید کر دیا۔ جب رکن الدین غور شاہ کو قتل کر دیا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقاط بستی کو رہا کر دیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ تعلقات پیدا کر کے اپنی بہن سے نکاح کر دیا مگر اپنی بہن کی رخصتی نہ کی۔

ازبک خان پر حملہ

اصفہان کی حکومت پر رکن الدین غور شاہ کے قتل کے بعد ازبک خاں نامی ایک شخص نے قبضہ کر لیا تھا۔ ایک فوج اس کی رکاب میں جمع ہو گئی تھی۔ امیر بقاط بستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی، غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولہ الملک کی قیادت میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر روانہ کر دی۔ یہ کمک نہیں پہنچنے پائی تھی کہ امیر بقاط بستی نے ازبک خاں پر حملہ کر کے شکست دے دی اور بھاگ دوڑ میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا۔ اصفہان پر قابض ہو گیا۔

اصفہان پر چڑھائی

غیاث الدین کے پاس دولہ الملک واپس آیا، غیاث الدین کو امیر بقاط بستی کی یہ حرکت بری لگی، فوجیں مرتب کر کے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت قبول کر لی۔ امیر بقاط بستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو رضامند کر لیا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی رسم رخصتی ادا کر دی۔ عراق، ماژندران اور خراسان کا واحد حکمران ہو گیا۔ مازندران اور اس کے صوبہ پر دولہ الملک کو مامور کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقاط بستی کو دے دی گئی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذربائیجان پر چڑھائی کر دی۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے۔ ازبک بن بملوان والی آذربائیجان نے صلح کے خطوط بھیجے، آخر کار مصالحت ہو گئی۔

امیر بقاط بستی کی بغاوت

بہت ہی تھوڑے عرصے میں امیر بقاط بستی نے غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کر لیا، دماغ پھر گیا خود مختار حکومت کی طمع پیدا ہوئی، اتحاد کے تعلقات کو خیر باد کہہ کر آذربائیجان کا رخ کیا۔ آذربائیجان میں دو نمک حرام غلام ازبک بن بملوان کی مخالفت پر پہلے سے تیار تھے، یہ دونوں امیر بقاط بستی سے مل گئے اور بغاوت کا علم بلند کر دیا، غیاث الدین تیر شاہ ان کی سرکوبی کے لیے نکلا اور لڑ کر شکست دے دی۔ مغلوب ہو کر واپس ہوئے، کہا جاتا ہے کہ اب خلیفہ بغداد کے اشارے سے امیر بقاط بستی غیاث الدین تیر شاہ کی مخالفت پر تیار ہوا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آبنائخ کی مخالفت

نائب بخارا آبنائخ جنگ تاتار سے نجات پا کر مقام جرجان میں غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان کاماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبنائخ کی شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غیاث الدین تیر شاہ نے توجہ نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔

آبنائخ کا انتقال

دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرو اور زنجبان پر جنگ کرنے کے لیے گیا۔ اسی لڑائی میں مارا گیا اس کا بیٹا برکہ خان، ازبک خاں کے پاس آذربائیجان چلا گیا اور اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقاط بستی پر حملہ کیا، امیر بقاط بستی کو شکست ہوئی۔ کرم جا کر پناہ لی اور اس کے باقی ساتھی غیاث الدین تیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوج لوٹ مار کرتی، ماوراء جیحون کی جانب واپس ہوئی۔

والئی فارس سعد الدین زنگی اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ ان کو والئی فارس سے شکست ہو چکی تھی،

غیاث الدین تیر شاہ سے خط و کتاب شروع کی۔ چنانچہ غیاث الدین تیر شاہ اہل اصفہان کے ابھارنے پر سعد الدین بن زنگی کو شکست دینے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اسطخر میں اسے گھیر لیا اور بزور شمشیر فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اسطخر کو فتح کر کے شیراز کی جانب پیش قدمی کی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا اہل قلعہ نے امان کی درخواست کی۔ صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آہناخ خان کی اسی مقام پر وفات ہوئی اور وہیں شعب سلیمان میں دفن کر دیا اس کے بعد ایک فوج گازرون کو فتح کرنے کے لیے بھیجی گئی۔ گازرون بھی بزور شمشیر فتح ہو گیا۔ زبردست لڑائی ہوئی۔ نواح بغداد کا رخ کیا۔ اہل اور بلاد جزیرے سے بے شمار فوجیں جمع ہو کر آگئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کی خط و کتابت ہونے لگی۔ آپس میں مصالحت ہو گئی۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عراق واپسی اختیار کی۔

تاتاری لٹیرے

اس سے قبل ہم نے بیان کیا ہے کہ خوارزم شاہ نے ملک کی تقسیم کے وقت جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غور، بست، کھیا باد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی جانب سے بطور نائب لے لے کو متعین کیا تھا اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو حروثہ والئی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی جانب فرار ہوا اور تاتاری خراسان کے شہروں پر قابض ہو گئے۔ امراء، رؤساء خراسان بھی جان و آبرو بچانے کی غرض سے بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جا کر پناہ حاصل کر لی۔

تاتاریوں کی شکست

امین الملک نائب ہرات نے سلطان کے ماموں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بغاوت کر دی۔ اس واقعہ کو ہم نے محاصرہ بھستان کے ضمن میں بیان کر دیا ہے چند دن بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ سیف الدین بقرق غلی، اعظم ملک بلخی، مظہر اور حسن سلطان سے آ ملے۔ ان میں سے ہر ایک کی رکاب میں تیس ہزار جنگجو موجود تھے۔ سلطان کی رکاب میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ قلعہ قدحار کا محاصرہ کیے تھے، حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی، بقیہ بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس چلے گئے۔

چنگیز خاں نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طولی خان کی قیادت میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے بھیجی۔ مقام شروان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طولی خان بن چنگیز خاں میدان جنگ میں مارا گیا۔ تاتاری فوج منتشر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقرق اور امین الملک نائب ہرات سے بھی اسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا۔ امین الملک نے عراق کی راہ لی۔ اعظم ملک اور مظہر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقرق کا بھائی قتل ہو گیا۔ بقرق ناراض ہو کر ہندوستان کی جانب واپس ہوا۔ اس کے ساتھی ساتھ ہو لیے۔ جلال الدین نے ملانے اور واپس لانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور ایک نے بھی واپس نہ کی۔

تاتاریوں کی فتح

جب چنگیز خاں کو اس شکست کی خبر ہوئی تو تمام تاتاریوں کے گروہ کو جمع کیا اور مسلح کر کے جلال الدین منکبرس سے جنگ کے لیے چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خاں کے ارادے سے مطلع ہو کر مقابلے کے لیے نکلا۔ چنگیز خاں کے مقدمہ الجیش (ہراول) سے لڑائی ہو گئی۔ زبردست جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح حاصل ہوئی۔ تاتاریوں میں سے صرف چند افراد زندہ بچے۔

میدان جنگ سے واپسی کے بعد جلال الدین نرسندھ پر مقیم ہوا۔ تمام امراء اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے، اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابھی اپنی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین دن رات جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہوئی۔ امین الملک اپنے والد کے پاس قتل ہوا۔ سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نرسندھ عبور کرنے سے روک ٹوک شروع کی۔ بہت سے شکست خوردہ نرسندھ میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت سوں کو تاتاریوں نے قتل کر دیا۔

سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر صرف ست سال کی تھی، تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نر پر پہنچا اور تاتاری ساقب میں تھے جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ اس کی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار زندہ بچے۔ تین روز کے بعد گرتے پڑتے سلطان کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان کے بعض خاص الخواص امیروں نے اس بری خبر کو سن کر ایک کشتی جس میں کھانا، کپڑے اور تمام ضروری چیزیں تھیں، سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی ضرورت پوری ہوئی۔ اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں کو خبر ملی تو محاصرہ کیا اور بزور شمشیر فتح کر کے اسے اور تمام ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

غزنی کی تباہی

تاتاری لشکر نے اس کے بعد غزنی کا رخ کیا، غزنی بھی فتح ہو گیا لوگوں کو قتل کیا جسے جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرض یہ کہ غزنی اور تمام نواح غزنی ایسا تباہ ہوا کہ گویا اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔ ان واقعات کی خبر والئی جبل جروی (بلاد ہندوستان) کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اس کے ساتھی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اس وجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والئی جبل جروی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور انہیں شکست فاش دے کر ان پر مسلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت بڑی نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جلال الدین منکبرس کی پیش قدمی

جلال الدین منکبرس کے سردار ان لشکر کا ایک گروہ فوج کے ساتھ دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان اس کی خدمت میں باریاب ہوا جن میں سے امین الملک کی بیٹی، شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اس کے والد کے زمانے میں وزیر تھا) اور قزل خاں ابن امین الملک ذکر کے قابل ہیں۔ قزل خاں شہر کلورا میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ کلورا کے گورنر نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور قباچہ نے شمس الملک کو اس لیے مار دیا کہ اسے خطرہ پیدا ہوا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات و سکنات سے آگاہ کر دے گا۔ امین الملک نے جلال الدین کو اس کی خبر کر دی، چند دن بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے سردار ان لشکر اس کی خدمت میں آ گئے جس کے باعث اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ شہر کلورا پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور فتح کر لیا۔ اس کے بعد تر تروخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں جمع کیں۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً حملہ کر دیا، قباچہ مقابلہ پر نہ آیا مورچہ اور کمپ چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی جانب پیش قدمی کی لاہور میں قباچہ کا بیٹا تھا۔ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس بات کو محسوس کر کے کہ مقابلے کی طاقت نہیں ہے صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر تسنشان پر پہنچ کر لڑائی کا آغاز کر دیا۔ فخر الدین سلاوی قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا۔ اس نے اطاعت قبول کی۔ شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اوجا پر دھاوا کیا، محاصرہ کیا۔ اہل اوجا نے تادان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ جانس کا محاصرہ کر لیا۔

ہندوستان کے بادشاہوں میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اس شہر کا حاکم تھا اس نے جلال الدین سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور جلال الدین کی حکومت کی اطاعت قبول کی، اہل شہر نے بھی اطاعت کر لی، جلال الدین نے چند دن یہاں قیام کیا۔ التمش نے تیس ہزار سوار، ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ مقدمتہ الجیش (ہراول) پر جہاں بھلو ان ازبک تھا دونوں فریق کے ہراول غلط راہ پر چلے گئے۔ دونوں کا آمناسامنا نہ ہوا۔ التمش نے صلح کا پیام بھیجا جلال الدین نے صلح پر آمادگی ظاہر کر دی۔

اس کے بعد التمش، قباچہ اور تمام ملوک ہند متفق ہو کر جلال الدین سے لڑنے کے لیے نکلے، جلال الدین جنگ سے بچنے کی خاطر ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کر لیا تھا اپنی جانب سے جہاں بھلو ان کو مامور کر کے ہندوستان سے نکل کھڑا ہوا۔ نر عبور کر کے غزنی

کی جانب چلا۔ غزنی اور غور پر امیر و فاطمہ کو جس کا نام حسن مزلف تھا مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے۔ دو سال ہندوستان سے واپسی کو گزر چکے تھے۔

سلطان غیاث الدین کی غفلت

ہندوستان کی جانب جس وقت جلال الدین روانہ ہو گیا، غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آکر اکٹھی ہوئی۔ غیاث الدین نے انہیں مسلح کر کے عراق کا رخ کیا۔ چنانچہ خراسان اور ماژندران پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ قائم الدین نے نیشاپور میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یقز بن ایلمی بملوان، شروان دبا بیٹھا۔ نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک اسفرائین کا مستقل حکمران ہو گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے نساء پر اپنی حکومت قائم کر لی اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ایورو کا بادشاہ بن گیا۔ غیاث الدین عیش و عشرت میں مصروف، لذات و نیاوی میں ڈوبا ہوا تھا۔ تاتاری فوجیں طوفان کی مانند بڑھیں۔ غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا، تاتاریوں نے سارا ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان مارا۔ پورے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ امن و امان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ رعایا برباد و تباہ ہو گئی، ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش و عشرت کے سوا اس کو کوئی کام نہ رہا تھا اس وجہ سے اس کی والدہ حکومت و سلطنت پر قابو پا گئی اور ترکمان خاتون اور سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی۔ ”خداوند جہاں“ کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے غلبہ حاصل کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ۶۲۱ھ میں جلال الدین ہندوستان سے واپس ہوا، بے حد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار رکاب میں تھے جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا) نائب حکمران تھا۔

براق، کو خان بادشاہ کا حاجب تھا، کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم چلا آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح حاصل ہوئی۔ براق کو حجابت کے عہدہ پر تعینات کیا۔ چند روز بعد غیاث الدین تیر شاہ ابن خوارزم شاہ کے پاس کرمان چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی جانب روانہ ہوا اور تاتاری اس کے تعاقب و گرفتاری سے نا امید ہو کر واپس ہوئے تو غیاث الدین کو عراق کے قبضہ کی طمع پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مامور کر دیا۔

کرمان پہنچ کر جلال الدین نے براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابوالقاسم جنیدی معروف بہ خواجہ جہاں نے عرض کی ”یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا“ جلال الدین اس کام سے رک گیا۔ شیراز کی جانب پیش قدمی کی۔ والئی شیراز برداتا بک نے حاضر ہو کر نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ حکومت کا مطیع ہو گیا چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت پیدا ہو گئی تھی اس نے جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا نکاح کر دیا۔

جلال الدین کی کامیابی

جلال الدین اس کے بعد اصفہان گیا، قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد نے حاضری دی۔ اطاعت قبول کی۔ اس کی اطلاع غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رے میں تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے جلال الدین سے لڑنے کے لیے چلا۔ جلال الدین کو اس کی خبر ہوئی۔ نرمی آمیز خط لکھا۔ چنگیز خان کے بیٹے طولی خان کا سامان، لباس، گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ برندن میں مارا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ان امراء کو بھی ملانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی طرح غیاث کو ہو گئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔ باقی فرار ہو کر جلال الدین کے پاس چلے گئے۔

اس پر جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا، غیاث الدین کے تمام سرداران لشکر اور ہم نشین جلال الدین کی

جانب ہو گئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے خیموں، ذخیروں اور مکمل سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کی والدہ بھی قبضہ میں آگئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوکان بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی والدہ سے بڑی ناراضگی ظاہر کی۔ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور حکومت کی اطاعت قبول کر لی، حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی ذرا نہ سنتے تھے اور اس کی حکومت کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی اطاعت و حکم برداری پر خوشنودی کا اظہار کیا اور جیسا مناسب سمجھا ویسا ہی عمل کیا۔

نصرت الدین کا پیغام صلح

نصرت الدین بن محمد اپنے چچا زاد بھائی اختیار الدین کے بعد نساء کا حکمران ہو گیا تھا جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے مگر امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ انیس سال تک غیاث الدین کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا، غیاث الدین کے نام کا خطبہ ختم کر دیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبنائج کی قیادت میں فوجیں بھیجیں، ارسلان کو کمک پر متعین کیا، قرب و جوار کے امراء کو امداد و اعانت کا حکم دیا۔ نصرت الدین کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی۔ اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیغام دے کر بھیجا اور وہ دولت بھی پیش کر دی جس پر صلح کا دارودار تھا۔

نصرت الدین کا انتقال

ابھی محمد بن احمد منشی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں برہناری بند ہونے اور راستہ کھل جانے کے انتظار میں ٹھہر گیا کچھ روز بعد ہمدان کی جانب پیش قدمی کی۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ آٹابک بقاط بستی کی جنگ پر گیا تھا۔ اس کے حالات بیان کیے جا چکے ہیں کہ ”غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا تھا اور غیاث الدین دلی عہدی سے برطرف ہونے کے بعد آذربائیجان فرار ہو گیا تھا۔ آٹابک سعد سے تعلقات پیدا کیے۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ملی فوراً ان لوگوں کی جانب روانگی اختیار کی۔ غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے چلا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا۔ امان دی۔ واپس ہو کر اس کے خیمے میں قیام کیا۔ عزت و احترام سے ملاقات کا شرف بخشا۔ بلاد نساء میں نصرت الدین نے اودھم مچا دی، ہنگامہ و فساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبنائج کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ دو روز کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین کا انتقال ہو گیا ہے اور پورے نساء پر آبنائج قابض ہو گیا ہے۔

خوزستان کی طرف پیش قدمی

جلال الدین نے جب اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل کر لیا اور ملک کا نظم و نسق ٹھیک ہو گیا۔ گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی جانب کوچ کیا اور اس کے دارالحکومت کا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین، وجہ السبع، خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے زمانہ محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بادریا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تکمین (ملکیتین) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا، دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قشمنبر کی ماتحتی میں جو خلیفہ ناصر کا غلام تھا پہنچ گئیں۔ دونوں حریف لڑائی سے باز رہے۔

۱۔ اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

۲۔ اس وقت خراسان کا دارالحکومت تشر تھا۔ ماہ محرم ۶۱۲ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی۔ جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۶

دقوقا کا محاصرہ

ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو جلال الدین نے دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا، اس کے مقدمتہ الجیش پر جہاں بسلوان تھا راستے میں عرب کا ایک گروہ اور خلیفہ کا لشکر سامنے آگیا۔ خوارزمی حملہ آور ہو گئے، بہت سے بغداد واپس گئے اور جنہیں خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا، سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔ اس کی اطلاع اہل بغداد تک پہنچی، حفاظت کی غرض سے تیاری کی۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوباً پہنچ کر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل پر تھا، یعقوباً سے کوچ کر کے دقوقا کا محاصرہ کیا اور بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو مسمار کر کے شہر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

مراغہ پر قبضہ

جلال الدین جب دقوقا کو فتح کرنے میں مصروف تھا اس کی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ مار کر رہی تھیں، تکریت پر بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے جنگ ہوئی جس میں خوارزمیوں کو ناکامی ہوئی۔ اپنے لشکر میں واپس آئیں۔ ان لڑائیوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین والئی اربل سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود ملک میں بڑی بد امنی پھیل گئی۔ چاروں جانب قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہنئی شروع کر دی۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ سلطان جلال الدین مراغہ پر قابض ہو گیا۔

فخر الدین علی

وزیر السلطنت شرف الملک کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا۔ اسے شروع میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہاء الملک وزیر جنگ کی خدمت میں رہتا تھا۔ آہستہ آہستہ ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر متعین ہوا۔ اس طمع سے کہ نجیب الدین شہرستانی عمدہ وزارت سے برطرف کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے، سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی شکایت کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار غبن کیا ہے۔ سلطان نے اس کی شکایت پر کوئی توجہ نہ دی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہاء الملک وزیر جنگ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت پر فائز کیا گیا۔ چار سال اس عمدہ پر رہا۔ جب سلطان بخارا آیا تو لوگوں نے اس کی کافی شکایت کی۔ سلطان نے گرفتاری کا حکم دیا، روپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا۔ طالقان سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی خدمت میں سلطان کی موت کے بعد حاضری دی، جلال الدین نے حاجیوں کی جماعت میں داخل کر لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ہی کے عمدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہروی کو قباچہ بادشاہ ہندوستان نے مار ڈالا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، تو جلال الدین نے شہاب الدین کی جگہ اسے عمدہ وزارت سے نوازا۔

خراسان کی پھر تباہی

مغربی تاتاریوں کی آذربائیجان، بلاد تپحاق اور شروان سے واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر ویران میدان کی مانند رہ گیا تھا۔ ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا، کوئی حاکم نہیں رہا تھا انہی لوگوں نے بربادی و غارت گری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا، چنگیز خاں نے خراسان کی تباہی کے لیے تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ اجاڑ دیا۔ مکانات مسمار کر دیئے، بازاروں کو لوٹ لیا اسی طرح کا سلوک ساوا، قاشان اور قم میں بھی ان شیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے قبل اس طرح کی حرکات ان مقامات پر نہیں کی تھیں۔

ہمدان کی تباہی

تاتاری لیرے ان شہروں کو اجاڑنے کے بعد ہمدان کی جانب بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی اطلاع پا کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے دل کھول کر شہر کو ویران اور برباد کیا۔ اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان تک گئے۔ اطراف آذربائیجان میں بھی قتل و غارت کا میدان گرم کیا۔ ہمدانیوں نے آذربائیجان بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں فرار ہوئے بعضوں نے تہریز جا کر دم لیا۔ تاتاری لیرے تعاقب میں تھے۔ یہاں بھی بے چاروں کو چین حاصل نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن ہملوان والی تہریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور باقی ماندہ لوگوں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ اور ایسے کام کیے جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس ہو گئے۔ تہریز سے درگزر کیا۔

تفحاقی گروہ

تاتاری لیرے جب بلاد تفحاق اور روس سے واپس ہوئے تو تفحاق کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا، پریشانی کے عالم میں درہند شروان پہنچا۔ درہند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ ”ہم لوگ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لیے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بد عہدی نہ کریں گے، ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔“ رشید کو کچھ شبہ پیدا ہو۔ درخواست منظور نہ کی، تب ان لوگوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ ہم کو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے۔ رشید نے اجازت مرحمت کر دی۔

اس کے بعد اس تفحاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ”تفحاقی آپ کے ہاتھ بد عہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہمیں ایک فوج مرحمت فرمائیے۔ ہم انہیں لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے۔“ رشید نے انہیں جواب دیں۔ ”سالن جنگ دیا، چنانچہ اس سردار نے تفحاق کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ تفحاق کی ایک جماعت ماری گئی، مل و اسباب لوٹ لیا گیا، مگر تفحاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔“ بادشاہ شروان کے ہم فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمیں لمان نہ دی ہوتی تو ہم اس سے لڑتے۔“

اس کے بعد تفحاقی سردار خوشی خوشی مل غنیمت لیے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا۔ دو چار دن کے بعد یہ اطلاع ملی کہ تفحاق اپنی جائے قیام سے کوچ کر کے تین دن کی مسافت پر جا کر مقیم ہوئے ہیں۔ تفحاقی سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور انتہائی سرعت سے مسافت طے کر کے تفحاق کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ایک گروہ مارا گیا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ جن میں جوان، بوڑھے، لڑکے، عورت اور مرد ہر طرح کے لوگ تھے۔ تفحاقی سردار، قیدی اور مل غنیمت لیے رشید کی خدمت میں پہنچا، فتح یابی کی خوش خبری گوش گزار کی۔ ان حرکات سے تفحاقی گروہ مشتعل ہو گیا، ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے، سروں پر خاک اڑاے شہر کے نزدیک پہنچے اور یہ ظاہر کیا کہ یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا دلی دوست تھا۔ اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بل بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے اور جہاں وہ فرمائیں وہاں ہمیں دفن کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی خبر ہوئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ تفحاقی گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت سارے داخل ہو گئے یکدم حملہ کر دیا۔ رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی اور تفحاق قلعہ اور تمام ان چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا قابض ہو گئے۔

اس کامیابی سے تفحاق کو بڑی خوشی ہوئی اپنے ساتھیوں کو اس سے آگاہ کیا اور بلا بھیجا۔ چنانچہ جس قدر تفحاقی مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے تھے، جوق در جوق اپنے ساتھیوں کے پاس قلعہ شروان میں آ گئے۔ قوت، مل، سالن جو کچھ موجود تھا، قبضہ میں لے لیا، پھر قلعہ کرج کا رخ کیا اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا۔ رشید کو اس کی خبر ملی، فوراً قلعہ شروان کی جانب لوٹ پڑا۔ قبضہ کر لیا اور جس قدر تفحاق قلعہ میں تھے تمام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

تفحاق کا کرج پر حملہ

پھر تفحاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے۔ قلعہ تک رسائی نہ ہو سکی، ناکام ہو کر لوٹے۔ شروان کے علاقے میں قتل عام اور لوٹ مار کرتے گنجه کی جانب چلے۔ گنجه بلاداران کا دارالحکومت تھا۔ ازبک بن بملوان والی آذربائیجان کا ایک غلام (کو شخرہ نامی) اس کی حکومت پر متعین تھا۔ تفحاقی گروہ نے پیغام بھیجا کہ ”ہم لوگ ازبک کے فرمانبردار و مطیع ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو۔“ والی گنجه نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بدعہدیوں، بے وفائیوں اور غارتیوں کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا۔ تفحاقیوں نے معذرت کی ”ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذربائیجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ملک سے راستہ نہ دیا اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ مگر پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا“ قلعہ کرج کا والی آپ کا دشمن ہے اگر اسے ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔“ والی گنجه کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ تفحاق کے دو سردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والی گنجه کا دل ان لوگوں کی جانب سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجه میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔

والی تبریز ازبک بن بملوان کو والی گنجه کی اس کارگزاری سے خوشی ہوئی۔ خلعت اور انعام دیا۔ اور تفحاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا فرمان جاری کیا۔ اس بات کی اطلاع کرج کو ملی تو وہ فوجیں جمع کرنے لگے۔ والی گنجه کو اس کی خبر ہو گئی۔ تفحاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کی غرض سے کوہ کیلکون سے گنجه بلا لیا۔ اس کے بعد تفحاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا۔ تفحاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ تفحاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ والی گنجه نے مخالفت کی مگر تفحاق نے ذرا بھی نہ سنی۔ بلاد کرج پر دھاوا کر دیا۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لیے ہوئے کرج نے دوسری راہ طے کر کے تفحاق کے فتح مند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے وہ گھبرا گئے۔ بری طرح شکست ہوئی۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے وہ اور سامان کے ساتھ سب کچھ چھین لیا۔ پریشانی کے عالم میں تفحاق کے باقی ماندہ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور سامان اٹھا کر بروہ کی جانب چلے گئے۔ ”والی گنجه سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنجه نے یہ کہہ کر درخواست منظور نہ کی“ تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمہیں ملی اب میں ایک سوار بھی مدد کے لیے نہ دوں گا۔“

اس جواب سے تفحاق ناراض ہو گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والی گنجه کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ والی گنجه نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ تفحاق نے ان کے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ جن کی تعداد ان سے دگنا تھی۔ اس سے مسلمان مشتعل ہو گئے۔ چاروں جانب سے تفحاق پر ٹوٹ پڑے۔ قتل و غارتگری شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے۔ کرج اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ غرض کہ اس سے یہ جماعت ختم کر دی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ درہند شروان میں انتہائی کم قیمت پر فروخت کیے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ میں پیش آئے۔

بیلقان پر چڑھائی

تاتاری لٹیروں نے شہر بیلقان (صوبہ اراکان) کو تاراج کر دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ بیلقان کی تباہی کے بعد تاتاری، تفحاق کے ملک کی جانب قتل و غارتگری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارتگری اور قتل سے بچ گئے تھے، بیلقان واپس آئے اور اجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی۔ جنگ کا میدان گرم ہوا۔ اہل بیلقان کو شکست ہوئی۔ کرج شہر پر قابض ہو گئے اور شہر پناہ کو مسمار کر کے شہر مضبوطی کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والی خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی غازی نے کرج کو شکست دی اور انتہائی بری طرح تباہ

کیا۔

کرج کی تباہی

۶۲۲ھ میں شروان شاہ کے بیٹے نے بغاوت کر دی اور اپنے والد کے قبضہ سے ملک کو نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت پر تیار ہوئے، فوجیں اکٹھی کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوئے، شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ انتہائی بری طرح سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بد بختی کی جانب منسوب کیا اور اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کا بیٹا اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ رعایا اور فوج کے ساتھ نیک سلوک کیے۔

اس کے بعد کرج کا ایک گروہ تفلیس سے آذربائیجان کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ آذربائیجان کے نزدیک ایک درہ کوہ پر اس خیال سے کہ مسلمانوں کی فوج یہاں تک پہنچ نہ سکے گی، قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس اطلاع ہو گئی، چند نوجوانان اسلام مسلح ہو کر گئے اور اچانک چھاپہ مارا، کرج غافل بیٹھے تھے، بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جاسکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انہیں قتل کیا۔ مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔

مراغہ پر قبضہ

صرف چند کرج ہی اپنی جان بچا کر اپنے شہر پہنچے۔ اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی۔ قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ اطلاع ملی کہ سلطان جلال الدین منکبرس، مراغہ پہنچ گیا ہے، ہاتھ پاؤں پھول گئے، پاؤں کے نیچے سے زمین سرک گئی اور ازبک بن بملوان والی آذربائیجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا، جلال الدین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی، مگر اتفاق یہ ان دونوں کے متحد ہونے سے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

سلطان جلال الدین کے بغداد کے نواح میں جانے اور جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والی اربل سے اس کی صلح و موافقت کے حالات ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں الغرض یہ کہ ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۲۳ھ میں آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا، چند دن قیام پذیر رہا۔ شہرناہ کی مرمت کرائی، بڑی خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا گیا۔

جلال الدین کی مزید کامیابی

(غیاث الدین کا ماموں زاد بھائی) امیر مغاں طالبی آذربائیجان میں تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اس نے فوجیں فراہم کیں۔ شہر کو تباہ کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اراں چلا گیا۔ وہیں موسم سرما گذرا۔ جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارت گری کا نشانہ بنایا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، خلیفہ ناصر نے دار الخلافہ بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیغام بھیجا کہ ”تم جلال الدین کو روکو، ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لو۔ ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے، تمہیں جاگیر میں دے دیئے جائیں گے۔“ جلال الدین کو اس پیغام کی خبر ہو گئی۔ بڑی تیزی سے مسافت طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ نہ سوچھی، اپنی بیوی کو جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی، سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امان کی درخواست کی، جلال الدین نے امان دی اور اس کو اپنے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغاں طالبی بالکل اکیلا رہ گیا۔

جلال الدین نے اس کے بعد مراغہ کی طرف واپسی کی۔ ازبک بن بملوان والی آذربائیجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا۔ گنجه چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہنچانے کا پیغام بھیجا۔ اہل تبریز نے بڑی خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کو خریدنے کے لیے جانے لگے۔ چند روز بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور اشیاء کو زبردستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا جس سے اہل تبریز کی شکایت دور ہو گئی۔

ازبک کی بیوی، سلطان طغرل بک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی تھی جس کا ذکر اس کے اسلاف کے سلسلہ

میں بیان کیا جا چکا ہے۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ ازبک عیش و عشرت میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے ازبک کے مقبوضہ علاقہ پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند روز بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو اچھا نہ لگا۔ تبریز پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پانچ روز تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ ”تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کر کے ان کے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا“ اہل تبریز نے معذرت کی ”یہ کام ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کلیہ کام ہے مگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امان دیجئے۔“ چنانچہ جلال الدین نے تمام اہل تبریز کو امان دی، بیگم ازبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے سارے شہر دیدیئے۔ اس کے مال و اسباب اور خزانہ سے درگزر کیا اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قابض ہو گیا۔

تبریز پر قبضہ کے بعد جلال الدین نے بیگم ازبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلعہ اور بلال کے ہمراہ خوی بھیج دیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے پروردہ نظام الدین برادر زادہ شمس الدین طغرانی کو متعین کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ساتھ دیا تھا۔ سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بہت احسان اور سلوک کیے۔ عدل اور انصاف سے رعایا کو خوش کر دیا۔ ویرانی آبادی سے بدل گئی اور امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

کرج کی شکست

پھر جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ کرج نے آذربائیجان اراں، آرمینیہ اور دربند شروان کو تباہ کیا ہے اور مسلمانوں کو بے انتہا تکلیفیں دی ہیں۔ جلال الدین نے کرج پر جہاد کا اعلان کر دیا۔ شاہی فوج اور مجاہدوں کو تیار کر کے برون کی جانب پیش قدمی کی جہاں پر کرج کی ٹڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمتہ الجیش پر جہاں بہلوان کنبی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا کرج پہاڑ پر تھے، اسلای لشکر نے انہیں اس قدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر حملہ آور ہوتی، انتہائی تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج پر حملہ آور ہو گئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی، چار ہزار یا اس سے زیادہ مارے گئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لیے گئے بعض نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے اس کی فتح کے لیے فوجیں روانہ کیں جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور دل کھول کر تباہی پھیلانی۔

جلال الدین کی تبریز واپسی

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر جلال الدین اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی طرف واپس ہوا۔ تبریز میں سلطان جلال الدین وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق کی درستگی کے لیے چھوڑ گیا تھا اور نظام الملک طغرانی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مامور کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرانی اور اس کا چچا شمس الدین بغاوت کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اہل شہر کو بغاوت پر اکسایا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ حکومت کی باگ ڈور ازبک کے ہاتھ میں دے دی جائے کیونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مصروف ہے ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔“ سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اسے کرج کی سرکوبی سے فرصت ہوئی اس وقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور بھائی غیاث الدین کو حکمران بنا کر کرج کے ملک کو تباہ کرنے کا حکم دے کر تبریز کی طرف واپسی اختیار کی۔

شمس الدین کی گرفتاری اور فرار

تبریز پہنچ کر جلال الدین نے نظام الملک طغرانی اور اس کے ساتھیوں اور خیر خواہوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین کسی طرح مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہنچا اور ۶۲۵ھ میں حج کرنے گیا۔ جلال الدین کو کسی طرح خبر مل گئی کہ شمس الدین طواف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ ”یا اللہ اگر مجھ سے وہ کام سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھے وہ سزا دے جس کی مثال نہ ہو۔“ سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلا لیا اور اس کا تمام مال و اسباب اور جرمانے کی رقم واپس کر دی۔

جلال الدین کا نکاح

ازبک کی زوجہ (سلطان طفعل کی بیٹی) نے نکاح کا پیغام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ ازبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جس کے باعث مجھے طلاق ملے ہو گئی ہے، عزیز الدین قزوینی قاضی تہریز کی عدالت میں مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے ازبک کی بیوی سے نکاح کر لیا اور اس کے پاس گیا۔ خونی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ پہنچا کہ اسی صدمہ سے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

ارخان کی برطرفی

خونی سے تہریز کی طرف سلطان جلال الدین پھر واپس آیا ایک عرصہ تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج ارخان کی قیادت میں گنجه (صوبہ بختجوان) کو فتح کرنے کی غرض سے بھیجی۔ اس وقت ازبک گنجه ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی اطلاع سن کر گنجه چھوڑ دیا۔ جلال الدین قزوینی کو بطور نائب گنجه میں مامور کر کے چل دیا۔ سپہ سالار ارخان نے گنجه پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس کے تمام اطراف و ٹنگمور، بزوغہ اور شہر پر قابض ہو گئے۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی، ازبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا، ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سلطان نے برطرف کر دیا۔ رنجیدہ ہو کر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا، فرقہ اسماعیلیہ کے کسی شخص نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

خلیفہ ناصر الدین اللہ کا انتقال

خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کا آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں سینتالیس سال خلافت کر کے انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا خلیفہ ظاہر یا مرشد ابو نصر محمد تخت خلافت پر فائز ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔

کرج کا عروج

کرج، ارمن کے نسبى بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ سلطنت سلجوقیہ کے بعد انہیں کی حکومت کو عروج حاصل ہوا، مذہباً عیسائی تھے۔ والئی ارمن ان سے خوفزدہ رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور نذرانے بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور انعامات دیتا اور بادشاہ ارمن اسے بڑی خوشی سے پہنتا تھا۔ شروان والئی درہند شروان بھی ان سے خوفزدہ تھا۔ ان لوگوں نے ارجمیش (بلاد آرمینیہ) اور شرفارس پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور اس کے دارالحکومت پر محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار ایوانے گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط پر اسے رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں۔ چنانچہ ناکام کرج واپسی اختیار کی۔

کرج نے رکن الدولہ قلیج ارسلان والئی بلاد روم کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طفعل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طفعل شاہ نے کرج سے امداد مانگی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی طاقت بے انتہا تھی۔ فوج کا انتظام بھی درست تھا مگر کرج نے شکست دے دی۔ قصہ مختصر کرج کی غارت گری کا جولاں گاہ آذربائیجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربائیجان کو ہر وقت ان کے حملہ کا ڈر لگا رہتا تھا۔

نفلیس کی سرحد بہت مضبوط تھی۔ ملوک فارس کے زمانے سے اس کا شمار مہتمم باشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں بہ زمانہ حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج نفلیس پر قابض ہو گئے تھے۔ اگرچہ سلطنت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی، قوت بھی بہت زیادہ تھی، فوج بھی کافی تھی، مگر کرج کے قبضہ سے نفلیس کو نکل نہ سکی۔ ایلدکز اور اس کا لڑکا بسلوان بلاد جبل، آذربائیجان، اران، آرمینیہ، خلاط اور اس کے مرکز حکومت پر بھی قابض ہو گیا مگر اس کے باوجود نفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اس کی فتح یابی کا سہرا سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان کو فتح کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے انہیں ۶۲۲ھ میں شکست دے کر تہریز کی طرف پیش قدمی کی۔ تہریز کی طرف واپسی کے وقت اپنا لشکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین کی قیادت میں بلاد کرج کو تاراج کرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

۱۔ تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاق یہ کہ ازبک نے قسم توڑ ڈالی اور غلام کو مار ڈالا۔ لہذا طلاق ثابت ہو گئی اور نکاح صحیح درست ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۲، صفحہ ۲۸۳

کرج پر چڑھائی

چنانچہ یہ جب تبریز کی مہم سے فارغ ہوا تو کرج پر جہاد کرنے کی جانب پھر توجہ دی۔ فوجیں تیار اور سامان جنگ درست کر کے بلاد کرج کی جانب پیش قدمی کی۔ کرج نے بھی فوجیں تیار کر لی تھیں۔ پورا پورا زور لگایا تھا۔ قفقاز اور کز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرض کہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آگیا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور ان کے معاون مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی زندہ نہ رہا۔ تمام کے تمام موت کے گھاٹ اترا دیے گئے۔

سلطان جلال الدین نے اس کامیابی کے بعد ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دار السلطنت) کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی، تفلیس کے نزدیک پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک دن سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لیے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمین گاہ میں بٹھادیا۔ کرج نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ سلطان کی رکاب میں انتہائی قلیل تعداد ہے، شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا۔ جس وقت کرج کمین گاہ سے آگے نکل آئے سلطان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج بے سروسامانی کے عالم میں شہر کی جانب بھاگے۔ سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہرینہ کا دروازہ بند نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعروں مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش!! چلا اٹھے!!! کرج کے اوسان خطا ہو گئے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پختے لگ گئے۔ کرج سے وہی لوگ بچے جنہوں نے اسلام کے پرچم کے نیچے آکر امان حاصل کی تھی باقی جس قدر کرج تفلیس میں تھے سب مارے گئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان کو نصیب ہوئی ابن اثیر کا یہی بیان ہے۔

نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے پیش قدمی کی۔ جس وقت نہر اس پر پہنچا زبردست بر فباری ہوئی، بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی جانب ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی اطلاع سن کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے۔ سلطان لشکر نے انہیں شکست دی اور بڑی تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن بزور شمشیر فتح ہوا اس لیے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے پڑا قتل کر دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے انہیں گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا پیغام بھیجا اور زر کثیر دے کر مصالحت کر لی جسے انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے ان سے درگزر کیا۔

کرمان میں بغاوت

کرج سے جنگ اور تفلیس کی مہم میں جلال الدین کو مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب کے دل میں خود مختار حکومت کا سودا سہا۔ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو روانگی عراق کے وقت کرمان پر مامور کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے وقت براق حاجب کی مشکوک حرکات کے باعث اسے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا میدان خالی پا کر بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ اس کی اطلاع سلطان جلال الدین کو اس وقت ہوئی جب کہ خلاط کا ارادہ کر چکا تھا مگر ارادہ تبدیل کر کے کرمان کی جانب انتہائی تیزی سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کیلکون میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مامور کیا، بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ساتھ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے نزدیک پہنچا۔ والئی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجا۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والئی کرمان سمجھ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ چال ضرور ہے، کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آگیا۔

سلطان جلال الدین یہ سمجھ کر وار خالی گیا تدبیر کارگر نہ ہوئی، اصفہان میں قیام کر دیا اور اسے حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپسی

اختیار کی۔

اسلامی لشکر کی پیش قدمی

اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ وزیر السلطنت شرف الدین نفلیس میں تھا۔ ادھر کرج نے اس پر عرصہ زمین تنگ کر دیا پریشان کرنے لگے۔ ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکون میں تھے۔ مزید یہ کہ کرج نے نفلیس کا محاصرہ کر لیا۔ ارخان فوجیں لے کر نفلیس کی جانب بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوش خبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام عنایت کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوانی سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ کی جس نے انتہائی سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر التعداد اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں مگر کامیابی نہ ہوئی۔ نفلیس کی طرف واپسی اختیار کی۔

خلاط کا محاصرہ

اشرف بن عادل بن ایوب کی زیر حکومت خلاط بھی تھا۔ اس کی جانب سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر مامور تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام نفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ ارزن روم کے علاقہ پر چڑھائی کر کے اہل غنیمت لیے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا، حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی، جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی جانب واپس ہوا۔ شہر آئی پر محاصرہ کیا۔ حسام الدین علی خلاط کی مدد پر تیار ہو گیا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی تیاری دیکھ کر چال کھیلی اور محاصرہ اٹھا کر بلاد انماز کی طرف کوچ کر دیا۔ دس دن کے بعد انتہائی تیزی سے خلاط کی جانب بڑھا۔ ماہ ذی القعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملاز کرد کا محاصرہ کیا۔ نہر ملاز کرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کیا متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرے سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پہا کی دیوار تک پہنچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس پڑیں، چونکہ خلاط والے "خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے آگاہ تھے، دیوانہ وار لڑے اور بڑی بے جگری سے مقابلہ کر کے پسپا کر دیا۔

ترکمان ایوانیہ کی گوشمالی

اس محاصرے کے دوران جلال الدین کے پاس اس کے نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان طغرل نے اطلاع بھیجی کہ ترکمان ایوانیہ بلاد آرمینیہ، آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو تاراج اور برباد کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے۔ اہل خوئی سے تاوان وصول کیا ہے اور اس کے نواح کو برباد کر کے چھینل میدان بنا دیا۔ چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوانیہ کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ انتہائی تیزی سے منزلیں طے کر کے ترکمان ایوانیہ کے سر پر پہنچ گیا۔ ترکمان ایوانیہ اس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعوں میں جو سربلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے، چلے جاتے جہاں پر پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوانیہ پر اچانک چھاپہ مارا۔ انتہائی بری طرح مارے گئے قتل ہوئے یا قید۔ مال و اسباب لوٹ کر تہریز واپسی اختیار کی۔

نفلیس پر کرج کی چڑھائی

جلال الدین نے ترکمان اور خلاط سے واپسی کے بعد اپنی فوج کو موسم سرما گزارنے کے لیے متفرق کر دیا اور چونکہ خوارزمی امراء نے نفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بد اخلاقی شروع کر دی تھی اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کی رکاب میں نفلیس میں تھی، علیحدہ ہو گئی۔ اہل شہر نے کرج کو نفلیس پر قبضہ کے لیے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ گیا کہ جلال الدین اس وقت نفلیس کی حمایت سے معذور ہے۔ نفلیس پر حملہ آور ہوئے، لوٹ لیا، آگ لگادی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۳ھ میں پیش آیا۔

نسائی کاتب کا بیان

نسائی کاتب کا بیان ہے کہ جس زمانے میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کیے تھا اسی زمانے میں فرانس (ہیسانیان کرج) نفلیس پر

قابض ہو گئے تھے اور جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ جب جلال الدین کو اس کی خبر ہوئی۔ آگ بجولا ہو کر واپس ہوا۔ سفر کے دوران یہ اطلاع سن کر ترکمانوں نے اودھم مچا رکھا ہے اور ہر جانب قتل و غارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا اور بہت سے مویشیوں کو موفان ہانک لیا جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے) تیس ہزار تھا اس کے بعد سلطان طغرل کی بیٹی سے (جس سے نکاح کیا تھا) ملنے کو خوئی گیا۔ خوئی سے گنجہ کی جانب روانہ ہوا۔ راستے میں یہ اطلاع ملی کہ کرج، نفلیس میں آگ لگا کر واپس چلے گئے۔

نسائی کاتب کا بیان ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کی آمد کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن بملوان حاضر ہوا۔ ایک بیلٹ پیش کی جس میں ہتھیلی کے برابر سرخ یا قوت جڑا تھا جس پر کیکاؤس اور چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدین کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ یہ بیلٹ چنگیز خانی غارت گری کے زمانے میں تاتاریوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اپنے خان اعظم چنگیز خان بقا کے حوالے کر دی۔

خاموش اس زمانے سے سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقر و فاقہ میں بسر ہوئی، علاء الملک بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔

ارخان کا قتل

ہندوستان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے ارخان کو نیشاپور اور اس کے صوبہ کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ ارخان نے ایک شخص کو اپنی جانب سے نیشاپور پر بطور نائب مامور کیا اور خود سلطان کی رکاب میں موجود رہا۔ ارخان کا نائب منجلا تھا۔ مقبوضات اسماعیلیہ پر جو اس کے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوئی وفد لے کر آئے اور ارخان کے نائب کی شکایت کی۔

اس سے ارخان زیادہ ناراض ہوا اور اسماعیلیہ پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین خوئی سے گنجہ کی جانب واپس ہوا۔ چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی اس وجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا۔ گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فرقہ اسماعیلیہ کو ندویہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا ہے اسے یہ قتل کر ڈالتے تھے اور جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے تھے اور اس کے عوض اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے، القصہ ارخان کے قتل کے بعد ایک دو اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا۔ آخر میں ارخان کے آدمیوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

وامغان پر قبضہ

بدامنی کے زمانہ میں اسماعیلیہ نے وامغان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا اپنی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بیلقان باریاب ہوا۔ وزیر السلطنت نے وامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا۔ اور تیس ہزار دینار تاوان طلب کیا۔ فرقہ باطنیہ نے اس مطالبہ کو منظور کر لیا۔

آذربائیجان سے واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ باطنی گرفتار ہوئے جو غالباً وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو آگاہ کیا، سلطان نے انہیں آگ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔

تاتاریوں کی سرکوبی

ابن اثیر نے تحریر کیا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں لے کر بلاد اسماعیلیہ پر حملہ آور ہوا۔ قلعہ موت سے کرد کوہ تک تباہی کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسماعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلان کی جانب پیش قدمی کی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی اور وہ مقابلہ نہ کر سکے۔

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسماعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں یہ اطلاع ملی کہ تاتاری لٹیرے رے کے نزدیک

دامغان تک پہنچ گئے ہیں۔ فوراً تاتاریوں کی گوشالی کی جانب توجہ دی اور ان کے سر پر پہنچ کر انتہائی بری طرح سے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد ہی یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ یہ سن کر پڑاؤ ڈال دیا۔ وزیر السلطنت کی دھوکہ دہی

اس سے قبل آپ نے پڑھا ہے کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تمبرز کو ازبک بن بملوان کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوئی بطور جاگیر مرحمت فرما کر اس سے نکاح کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوئی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا تمام اعزاز و اقتدار موقوف ہو گیا۔

نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلساں اور آرمینیہ کا مزید اضافہ فرما کر اپنے ایک معتمد علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مامور کیا۔ یہ بات بیگم صاحبہ کو بری لگی، اور وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکے میں ڈال دیا۔ اور خفیہ طور پر سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتابک ازبک سے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے، اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوئی پہنچا اور بیگم صاحبہ کے محل سرا میں قیام پذیر ہوا۔ جو کچھ مل و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ ظلم میں مقیم تھیں، وزیر السلطنت نے جواب دیا ”آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا کسی شرط قلعہ سے دستبردار ہو جائیں۔“

سلطان اور اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے چونکہ اہل خوئی تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے بہ اتفاق اہل خوئی، حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا، خوئی پر قبضہ کرنے کے لیے بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عراق میں تھا۔ خوئی پر پہنچ کر خوئی اور اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔ ان کے دیکھا دیکھی اہل بھجوان نے بھی حسام الدین سے خط و کتابت کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔

مسلمانوں کی شکست

جب سلطان جلال الدین کو یہ خبر ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراء النہر اور عراق کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں، فوراً روک تھام کی غرض سے تیاری کر کے تمبرز کوچ کر دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی طرف تاتاری لٹیروں کی اطلاع لانے کے لیے بھیجا، واپس ہو کر ان لوگوں نے بتایا کہ تاتاری طوفان کی طرح اصفہان پہنچ گئے ہیں۔ افواج اسلامی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ کہ عامۃ المسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرو، اتنے میں اطلاع ملی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کو تباہ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی، جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے روز دونوں فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کے بھائی (غیاث الدین) اور جہاں بملوان کجی نے بد عمدی کی اور ایک لشکر لے کر علیحدہ ہو گئے۔ اس کے باوجود تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی تھوڑی فوج کیں گاہ میں بٹھادی تھی چنانچہ اہل سلطان لشکر کے گذر جانے کے بعد کیں گاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ مارا گیا۔ کچھ گرفتار ہو گئے۔ جن میں علاء الدین والئی یزد بھی شامل تھا۔ سلطان جلال الدین نے انتہائی دلیری سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کی راہ لی۔ سلطان گرفتاری سے بل بل بچ گیا۔ لشکر اسلام شکست کھا کر فارس و کرمان پہنچا۔ یمنہ لوٹ کر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح و سلامت پایا۔ شکست کے بعد سلطان نے قاشان کی طرف روانگی اختیار کی۔

اصفہان کا محاصرہ

اصفہان میں ان دنوں امیر طاقا بستی موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا راہہ کیا۔ اتنے میں سلطان پہنچ گیا۔ ٹھہر گئے۔ سارا لشکر سلطان کے ساتھ ہو گیا۔ تاتاری لٹیروں نے شکست کے بعد اصفہان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان

پہنچا اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہو کر میدان میں نکل آئے تاتاریوں سے نبرد آزما ہوئے اور انہیں شکست دی۔ سلطان رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو شکست خوردہ تاتاریوں کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان کی جانب بھیج دیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن مایک سعد تھا۔ اپنے والد کے بعد فارس کا حکمران ہوا۔ سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے شکست ہوئی۔ والئی فارس ان کے تعاقب میں دور تک چلا گیا۔ جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اس کے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کی غداری اور تعاقب کی وجہ سے شکست ہو چکی تھی شکست کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ کچھ مدت قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب واپسی اختیار کی۔

غیاث الدین کی ناراضگی

سلطان جلال الدین اور اس کے بھائی غیاث الدین میں ناراضگی کا آغاز اس وقت سے ہوا کہ جب حسن بن حرمل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تگش کے لشکر نے قتل کر دیا تھا اور اس کے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا۔ محاصرہ کر لیا تھا یہاں تک کہ بزور شمشیر قلعہ فتح کیا اور وزیر کو مار ڈالا۔ اب محمد بن حسن بن حرمل ہندوستان کی جانب چلا گیا۔

سلطان جلال الدین جب تاتاریوں سے جنگ کی غرض سے اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے باغی ہو کر نصرت الدین بن حرمل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے انہیں نصرت الدین کی اجازت سے خفیہ طور پر اپنے گھر بلا لیا۔ ان لوگوں نے جلال الدین کی جانب سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے۔ جاو بے جا شکایتیں کیں جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی جلال الدین کی جانب سے بغض پیدا ہو گیا۔ جس وقت تاتاریوں سے مقابلہ ہوا اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

خوزستان پہنچ کر غیاث الدین نے دربار خلافت میں درخواست بھیجی۔ امداد کا طلب گار ہوا۔ تیس ہزار دینار دربار خلافت میں روانہ کیے۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین فرقہ اسماعیلیہ کا شیخ رہائش پذیر تھا۔

قلعہ موت کا محاصرہ

جنگ تاتار سے فراغت پا کر جب سلطان رے کی طرف واپس ہوا۔ قلعہ موت کو فتح کرنے کے لیے محاصرہ کیا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امان دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ سلطان نے امان دے دی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کے لانے کے لیے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے جھڑپ ہو گئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہنچا اور اس کی والدہ سے براق کی مرضی کے خلاف نکاح کر لیا۔

غیاث الدین کا انجام

کچھ روز کے بعد کسی نے براق حاجب سے یہ کہہ دیا کہ ”تمہاری ماں تمہیں زہر دینے کی فکر میں ہے۔“ براق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی اور اسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جہاں ہسلوان کچی کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا چند روز بعد قید کی حالت میں قتل کر ڈالا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہنچا تھا اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا تھا۔ نسائی کا کہنا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بمقام تبریز روانہ کیا تھا۔ براق نے اس میں اپنی خدمات کو بیان کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص (غیاث الدین) کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

۱۔ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور اس کے بعد بے ربط فقرہ جس کا ترجمہ ”محمد بن حسن بن حرمل ہندوستان کی طرف“ ہے تحریر ہے تلاش کے باوجود مجھے اس کا ربط کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

باغیوں کی سرکوبی

سلطان جلال الدین جب وزیر السلطنت شرف الملک کے ہمراہ ہمدان پہنچا تو یہ اطلاع ملی کہ امراء بملوانیہ تہریز کے باہر جمع ہو رہے ہیں اور حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اٹابک ازبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لے کر آگیا ہے اور امراء بملوانیہ کا ہم خیال ہو گیا ہے۔ سلطان نے لشکر کو تہریز کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور مقدمتہ انیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ تہریز کے نزدیک باغیان امراء بملوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے انہیں شکست دی اور جن سرداروں نے فساد اور بغاوت کی آگ بھڑکائی تھی انہیں گرفتار کر لیا۔ اور کامیابی کے ساتھ شہر تہریز میں داخل ہوا، قاضی کو ہر طرف اور بہت سے دیگر سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ طغرانی کے بھانجے قوام الدین حراوی سے زر کثیر جرمانہ وصول کیا۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے مقبوضہ علاقہ میں نائب سلطان کی حیثیت سے قیام کیا۔

وزیر السلطنت کی روانگی

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ حسام الدین گورنر خلاط نے آذربائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لے کر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ بلاواران سے موقان کی جانب روانہ ہوا۔ ترکمان کو ایک وقت مقررہ پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا، گورنروں کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی جانب روانہ کیا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کیے۔ شروان شاہ نے دینے میں تامل کیا۔ وزیر السلطنت نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا۔ مگر کچھ ہاتھ نہ لگا، ناکام آذربائیجان واپسی اختیار کی۔ اٹابک بملوان کی بیٹی (بیگم سلطان) بچوان میں تھی، اید غمش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسے بچوان پر قبضہ کرنے کی طمع دلائی۔ وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دھوکہ دینے کی غرض سے بچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا مگر اس ممانعت کے باوجود بیگم وزیر السلطنت کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئی۔

حورس پر چڑھائی

وزیر السلطنت نے اس کے بعد حورس کی جانب پیش قدمی کی۔ یہ صوبہ ازبک کے زمانہ حکومت سے اشرف والئی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ زبردستی رعایا کا مال چھیننے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی۔ رعایا ناراض ہو گئی۔ اتنے میں والئی خلاط کا حاجب فوجیں لے کر آگیا اور وزیر السلطنت انتہائی بے سرو سامانی سے سامان چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۳ھ میں پیش آیا۔

حاجب کے ہمراہ فخر الدین سام والئی حلب اور حسام الدین خضر والئی تہریز بھی تھا اور وزیر اس کے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر اران بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تہریز واپس ہوا۔ خوئی ہو کر گذرا۔ خوئی میں لوٹ مار کی۔ بچوان کی جانب بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تہریز پر بھی بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔

خوئی کی فتح

اس کے بعد وزیر السلطنت تہریز میں ٹھہرا۔ اٹابک ازبک اس وقت تہریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ اطلاع ملی کہ سلطان شکست کھا کر اصفہان کی جانب واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت تہریز اور آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں سلطانی امراء طے جنہیں سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوئی کا حکم دیا۔ اس وقت خوئی میں حاجب حسام الدین والئی خلاط کا نائب بدر الدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھے وزیر نے مصلحتاً خوئی کا ارادہ ترک کر کے ترکی پر جا کر محاصرہ کیا۔ دونوں حریفوں نے ترکی کے باہر ایک میدان میں فوجیں آراستہ کیں، گھمسان کی جنگ کے بعد حاجب کو شکست ہوئی۔ ترکی میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں جانب سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیغام بھیجا۔ وزیر نے انکاری جواب دیا۔ شاہی امراء جو اس کے ساتھ اس مہم میں شریک تھے وہ

اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آئے وزیر نے ترکی کا محاصرہ اٹھالیا۔ خوئی کی جانب روانہ ہوا۔ ابن سرہنگ خوئی خالی کر کے قلعہ قوطور چلا آیا تھا۔ اس کے بعد سلطان سے امن لے لی۔

بغیر مقابلہ کیے وزیر خوئی میں داخل ہوا۔ اہل خوئی سے تان اور جرمانہ وصول کیا خوئی سے فارغ ہو کر ترمذ اور بقیان پر چڑھائی کی۔ ترمذ اور بقیان والوں پر بھی وہی مظالم کیے جو اہل خوئی کے ساتھ کیے گئے تھے۔ خوئی فتح ہونے سے حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

وزیر السلطنت کی کامیابی

سلطان جلال الدین جب اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے مقبوضہ ممالک میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت نے اپنی ساری توجہ اور ساری قوت ممالک مقبوضہ سلطان کے نظم و نسق کی درستگی والی خلاط کی مدافعت آذربائیجان اور اران کے شہر کو واپس لینے اور باغی قلعوں کے فتح کرنے کی طرف مبذول کر دی۔

والی خلاط حاجب حسام الدین اور وزیر السلطنت میں جو واقعات پیش آئے، اسے ہم نے بیان کر دیا ہے۔ ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے سازش کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند روز بعد بہت سوں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء ہلوانیہ میں سے ناصر الدین کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک عرصہ سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس قیام پذیر تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا تو اس کے نائب سے قلعہ جو اس کے قبضہ میں تھا، چھین لیا۔ اس کے بعد آقسنقر اتابی (سلطان کا گورنر گنج) فوت ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب شمس الدین کو شاسف سے خزانہ کا مطالبہ کیا اور جب اس نے نہ دیا تو قلعہ ہر دوچار مرو (صوبہ اران) پر قبضہ کر لیا۔

سلطان خاموش کی بیوی کا قلعہ زدنین پر قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے حملہ کیا ایک عرصہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیغام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دے دیا جب سلطان عراق سے واپس ہوا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے نکاح کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مامور کیا۔ سعد الدین بیگم کے ساتھ انتہائی بد اخلاقی کے ساتھ پیش آیا اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تیار ہو گئے۔

جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے فرصت ملی تو اران کا رخ کیا۔ خراج وصول کیا۔ فوجیں اکٹھی کیں اور سالن جمع کر کے قلعہ مردانفیس کو فتح کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ قلعہ مردانفیس وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کیے۔ وزیر السلطنت خوش ہو گیا، قلعہ مردانفیس کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر حملہ کر دیا۔ قلعہ حاجین جلال الدولہ بھانجہ ابوانی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی قلعہ کا قبضہ نہ دیا اور بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دے کر مصالحت کر لی۔ ان واقعات کے بعد امراء ہلوانیہ کی بغاوت کا واقعہ پیش آیا جسے وزیر السلطنت نے بڑی خوش اسلوبی سے فوجیں روانہ کر کے ختم کر دیا۔

امیر مقدی کی ساز باز

آذربائیجان میں چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے جس وقت کہ تاتاریوں کے مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی، خوارزم پر حملہ کیا تھا اور بڑی بے رحمی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کیا تو ہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیا میٹ کر دیا۔ امیر مقدی اشرف بن عادل بن ایوب والی شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے بمقام خلاط شکست دے دی تو اتنا بکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آذربائیجان کی راہ لی۔ خوئی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوئی میں تھا، تعاقب کیا۔ امیر مقدی شہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں چند قلعے تھے جس پر باغیان سلطنت اور مخالفین حکومت کا قبضہ تھا۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اتابک حکومت کی تبلیغ کرنے لگا اور خاموش بن ازبک کی امارت کے لیے ابھارنے لگا کہ قلعہ قوطور سے بلا کر اسے اپنا امیر بنالو۔ وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع ملی تو بڑا دکھ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی اطلاع بھی مل گئی جس سے صدمہ میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اطاعت پر رضامندی

امیر مقدی کو جب بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی سازبازی کی۔ نصرت الدین نے بظاہر اچھا سلوک کیا مگر خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے آگاہ کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا جیسے بھی ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے، سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے، کر دیجئے۔ نصرت الدین نے بڑی خوش اسلوبی سے اس خدمت کو انجام دیا، امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لیے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام ساتھیوں کو انعامات اور خلعت دیئے اور خوارزمیوں کی قتل و غارت گری سے درگزر کرنے کا وعدہ لیا، قسم کھائی اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی اطلاع ملی۔ وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرت الدین محمد بھی ہمراہ ہو گئے، سلطان نے ان دونوں کی بڑی عزت کی اور گرم جوشی سے ملا۔

صفی الدین پر عنایت

وزیر صفی الدین محمد طغرائی خراسان کے علاقہ کلا جرد کا رہنے والا تھا اس کا والد اس علاقہ کا زمیندار تھا۔ انتہائی سلیقہ مند اور بہت خوش خط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں حاضر ہوا، وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی، جب شاہی لشکر ہندوستان سے عراق کی طرف واپس ہوا تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت مرحمت کی گئی۔ جب سلطان نے نفلیس کو کرج سے چھین لیا اور آقسنقر (مملوک اٹابک ازبک) کو نفلیس کی حکومت پر مامور فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اس کی وزارت کا عہدہ مرحمت کیا۔ چند دن بعد کرج نے نفلیس کا محاصرہ کیا اور واپس لینے کی کوشش کی، آقسنقر گورنر نفلیس شہر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ صفی الدین طغرائی نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ کرج کو شکست دی جس سے وہ ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ ہو گئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے نوازا۔

صفی الدین پر عتاب و رہائی

چنانچہ ایک برس تک خراسان کے عہدہ وزارت کو انتہائی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان کو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اتنے میں سلطان کا لشکر رے میں داخل ہوا۔ اہل خراسان نے حاضر ہو کر بہت شکایتیں کیں جس کی وجہ سے عتاب شاہی میں آگیا، مل اسباب ضبط کر لیا گیا۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ گھوڑوں کے شاہی اصطبل میں لے جا کر باندھ دیا جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا جس پر یہ پہلے سے قابض تھا۔

خراسان کی وزارت پر اس کی جگہ سلطان نے تاج الدین بلخی کو مامور کیا اور اسے نئے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تاکہ نیا وزیر زبردستی جو کچھ بھی اس کے پاس مل و دولت موجود ہو وصول کرے اور اس کے خادموں سے قلعہ لے لے۔ نئے وزیر کو اس سے پرانی عداوت تھی زبردستی تشدد کیا لیکن اس کو ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی۔

صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا خزانچی حاضر کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے گئے تھے۔ خزانچی نے یہ خیال کر کے صفی الدین کو سزائے موت دے دی گئی ہے، چار ہزار دینار اور ستر گھینے یا قوت سرخ اور زمرود آب دار کے پیش کر دیئے۔

صفی الدین نے اس کے بعد اراکین سلطنت کے خط و کتابت شروع کی، نقد و جنس دینے کا وعدہ کیا، اراکین سلطنت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور منت کر کے اسے قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے اپنے ہاتھ سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے رہا ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے سارا مال و اسباب واپس کر دیا۔ جواہرات اپنے پاس رکھے۔

سلطان نے نساء کی وزارت پر محمد بن مودود نسوی کو مامور کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ گردش زمانہ سے غزنی پہنچا۔ جب سلطان ہندوستان سے واپس ہوا۔ شرف الملک کے دل میں رشک و حسد پیدا ہوا۔

ضیاء الدین کی برطرفی

والئی نساء نصرت الدین محمد بن حمزہ کی جانب سے جب احمد بن محمد منشی کاتب سلطان کی خدمت میں قاصد ہو کر حاضر ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے تو سلطان نے اسے دفتر انشاء کا میر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین حسد سے جل کر سیاہ ہو گیا۔ سلطان سے نساء کی وزارت کی درخواست کی، سلطان نے نساء کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ عنایت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی دربار میں عبدالملک نیشاپوری کو اپنا نائب مامور کر کے نساء چلا گیا۔ شامت آئی سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے برطرف کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو مامور کیا۔ لگائی بجھائی کرنے والوں نے خوب کان بھرے۔ بے شمار شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نساء سے نکل دیا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا۔

خلخال پر قبضہ

اتابک اذبک کے خادموں میں ایک خادم بلبان تھا جس وقت تاتاری فتنہ ظاہر ہوا اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہوا اس وقت بلبان کو موقع مل گیا۔ شہر خلخال چلا گیا اس پر اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان مہم عراق اور والئی خلاط کی لڑائیں میں مشغول تھا، بلبان کی جانب توجہ نہ کر سکا۔ جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلبان کا محاصرہ کر لیا۔ بلبان نے زچ ہو کر امان کی درخواست کی۔ سلطان نے امان دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش (سعد اتابک والئی فارس کے غلام) کو مامور کر دیا۔

عز الدین کا انجام

سلطان نے اس کے بعد سامان و اسباب کو موقن میں چھوڑ کر خلاط کا رخ کیا مگر برف و سردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعے فتح کر لیے، عز الدین خلخال اس وقت ارجیش کے نزدیک کفرطاب میں موجود تھا یہ خبریں سن کر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسے ساز و سامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف بغاوت اور فساد پھیلانے کی غرض سے آذربائیجان بھیجا مگر حاجب کا یہ مقصد پورا نہ ہوا۔ عز الدین خلخالی ناکام ہو کر کوہ زنجان چلا گیا اور رہنی کرنے لگا۔ سلطان نے اسے خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا۔ ابھی کوئی معاملہ طے نہ پایا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اتار کر سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ کفرطاب سے سلطان نے واپسی کی، خرت برت کو ایسا برباد کیا کہ نام کو آبادی باقی نہ چھوڑی۔ اسی دوران جب کہ ۶۲۳ھ کا نصف گزر چکا تھا خلیفہ طاہر عباسی بغدادی کے انتقال اور اس کے بیٹے المستنصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی اطلاع ملی دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان جاری ہوا۔ خلعت آیا۔ واللہ ولی التوفیق لاریب غیرہ۔

وزیر سے ناراضگی

سلطان کا لشکر جب موقن کی جانب واپس ہوا اور سلطان نے خوئی میں قیام اختیار کیا۔ اہل خوئی کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں، مظالم اور بکثرت تلوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی بیان کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانیہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر لگائے گئے تھے مگر وزیر نے پھر بھی اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔ خوئی سے روانہ ہو کر سلطان لشکر تمبرز پہنچا۔ اہل تمبرز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جس قدر اہل خوئی نے کی تھیں، فریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں باریاب ہو کر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوتا تھا مگر وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک ہزار دینار تلوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بہ نظر کرم ایک ہزار دینار واپس کر دیے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مال گزاری) معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت کے خلاف شکایات کے ڈھیر لگ گئے، سلطان کی غیر موجودگی کے زمانے میں وزیر السلطنت نے بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسماعیلیہ کے خاتمہ میں بہت بڑا حصہ لیا تھا ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ جب سلطان آذربائیجان کی طرف واپس ہوا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسماعیلیہ کا قاصد دربار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا

”وزیر السلطنت نے بد عمدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔“ وزیر السلطنت کے خلاف تو پہلے ہی بہت شکایات تھیں۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ سلطان وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو متعین کر کے حکم دیا کہ جس قدر وزیر نے فرقہ اسماعیلیہ کا مال و اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو۔ (کہا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے) اور وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی، دربار میں حاضری کی ممانعت ہو گئی، وزیر السلطنت جو عرض داشت بھیجتا تھا، کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا چند روز بعد تیریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد سلطان تیریز سے موقن کی طرف چلا۔ موقن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص ہی لیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

تقیاق کی سلطان سے دوستی

تقیاق کو شروع ہی سے سلطان اور اس کی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اس کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیاں تقیاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالباً چنگیز خان نے اسی وجہ سے تقیاق کو بے انتہا پامال کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے تقیاق کے پیچھے بڑا تھا۔ جب سلطان اصفہان سے روانہ ہوا اور تاتاریوں کی مہم درپیش ہوئی تو قبائل تقیاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیر جنگش تقیاق کو قبائل تقیاق کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا قبائل تقیاق نے انتہائی کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تقیاق کا بادشاہ کورکن بھی تین سو اپنے قرابت داروں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موقن پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ مرحمت کیا اور یہ وعدہ فرمایا کہ در بند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا اور انہیں واپس جانے کا حکم مرحمت فرمایا۔

سلطان نے اس کے بعد والئی در بند کو جو کہ ایک نو عمر لڑکا اور نام کا والی تھا بلا بھیجا۔ اس کا اتالیق اسد کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور یہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ والئی در بند کسی عذر کے بغیر حاضر دربار ہو گیا مگر اسد نے مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سلطان نے والئی در بند کو خلعت دیا اور در بند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو در بند فتح کرنے کا حکم دیا۔ سرداران لشکر نے در بند پہنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا۔ در بند کے علاقہ میں خوب تباہی پھیل گئی۔ اسد کسی طرح سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

کستاسنی پر قبضہ

وزیر السلطنت کو چونکہ اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہوگی اس وجہ سے فوجیں تیار کر کے سراراش کو عبور کیا اور صوبہ کستاسنی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جب سلطان جلال الدین موقن واپس آیا تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر مرحمت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ کرج کے پاس قید تھا۔ اس کے والد نے اسے بچپن میں اس شرط سے کرج کے حوالے کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شہزادی رسودان بنت تمار سے اس کا نکاح کر دیا جائے مگر یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ دامادی کے بجائے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان نے بلاد کرج کو فتح کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے آزادی ملی۔ سلطان نے اس کی پرورش اور تربیت کی۔ تعلیم دلائی اور واپسی موقن پر صوبہ کستاسنی بطور جاگیر مرحمت کیا۔

کرج کے ہاں والئی اردن روم کا بیٹا بھی تھا جو عیسائی ہو گیا تھا، کرج نے شہزادی رسودان بنت تمار سے اس کا نکاح کر دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسے بھی نکال لایا تھا مگر یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے زمانہ غیر حاضری میں رسودان شہزادی کی شادی دوسرے شخص کے ساتھ کر دی تھی۔

شروان شاہ کی حاضری

ملک اران پر قابض ہونے کے بعد سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے بلاد شروان پر غارت گری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ

فریدون بن تہریر وند کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ سلطان ملک شاہ نے عارت گری سے ہاتھ روک لیا۔ جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک ایران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا۔ طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر پیش کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ جب سلطان واپس ہوا تو شروان شاہ وزیر شاہی میں حاضر ہوا۔ نذر گزاری۔ پانچ سو راس گھوڑے ہدیہ پیش کیے اس کے ساتھ ہی پچاس راس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔ وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے مطابق نہ سمجھا۔ سلطان سے کہہ دیا کہ ”یہ انتہائی دھوکہ باز اور فریبی ہے گرفتار کر لیا جائے“ سلطان نے وزیر کی کوئی بات نہ سنی اسے انعام اور خلعت دیا اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ فرمان شہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار عنایت کیے گئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کرج سے مقابلہ

سلطان جس زمانے میں آذربائیجان سے واپس ہو کر موکان آیا تھا انہی دنوں اسلامی لشکر کو ایملک خان کی قیادت میں بلاد کرج پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجا تھا چنانچہ ایملک خان نے بلاد کرج پر حملہ کیا۔ فتح یاب ہوا تاہم تیاج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا اچانک حملہ کر دیا۔ ایملک خان سنبھل نہ سکا۔ شکست کا سامنا ہوا۔ جنگ کے دوران اریطانی کھو گیا۔

اس واقعہ کی خبر سلطان کو ملی تو بہت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ کرج بھی مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطان کے مقدمہ الجیش نے کرج کے مقدمہ الجیش کو شکست دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لیے۔ سلطان نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کوری پر پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور کرج سے قیدیان بچہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بچہ کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اریطانی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ آج ہی رات کو قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا ہے۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر پھون پھنچا۔ اریطانی ملا۔ سلطان نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔

سلطان کی پیش قدمی

ہران کرجی نے چونکہ نواح گنجہ پر چھاپہ مارا تھا اور اسے تاراج کیا تھا اس لیے سلطان اس کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ قلعہ سکان پر محاصرہ کیا اور بزور فہشیز فتح کیا۔ قلعہ علیا اس کے بعد فتح کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اور وہ بھی فتح ہوا۔ زمانہ محاصرہ قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت پر مامور کیا گیا۔ تین مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بالاخر اہل قلعہ نے تنگ آکر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر صلح ہو گئی۔ سلطانی لشکر نے خلاط کی جانب پیش قدمی کی۔

کرج کی مہم سے فارغ ہو کر سلطان پھون کی جانب روانہ ہوا اور اسباب و خزانہ کو براہ قافروان خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام و چین سے اپنے ملک میں رہنے لگا۔ سلطان چند دن پھون میں خراسان و عراق کے انتظامات اور خلاط کی مہم کی تیاری کی غرض سے ٹھہرا رہا۔

نسائی کاتب کا کہنا ہے کہ زمانہ قیام پھون میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کیے اس کے بعد پھون سے کوچ کر کے بمقام خلاط اپنی فوج سے جا کر مل گیا۔

حسام الدین علی کا خاتمہ

ملک الاشرف نے عز الدین ابیک کو حسام الدین علی بن حملوگور خلاط کی گرفتاری کے لیے خلاط بھیجا تھا عز الدین نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس پر مزید اضافہ یہ کہ دھوکہ سے حسام الدین کو مار ڈالا اور سلطان کی خدمت میں شخص خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ قاصد نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر عز الدین کی جانب سے گزارش کی کہ ”ملک الاشرف نے آپ کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے“

لہٰذا بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد کفایت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳

سلطان نے اس پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار رہا۔ اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عز الدین کا یہ بیان اگر درست ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا۔

خلاط پر چڑھائی

اس جواب سے عز الدین ہکا بکا رہ گیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۳۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ رکن الدین جہاں شاہ ابن طغرل والئی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ہمراہ تھا۔ چاروں جانب سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کا آغاز کر دیا۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط عاجز آ گئے۔ فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، خچر، اونٹ، مویشی ذبح کر کے کھا لیے۔ بہت سے بھوک کی شدت سے مر گئے۔ اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انہیں امان دی جائے اور آذربائیجان میں جاگیریں دی جائیں ساز باز کر لی۔

سلطان نے حسب وعدہ سہاس میں چند دیگر مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں مرحمت کیں اور رات کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر پناہ کی دیوار پر بذریعہ کند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی شروع ہو گئی بلا آخر شہر میں ہلچل مچ گئی۔ باشندگان خلاط کو شکست ہوئی سلطانی فوج نے پکڑ وھکڑ شروع کر دی۔ شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کر لیے گئے جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عز الدین ایک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسے امان دی اور قلعہ در قلعہ میں نظر بند کر دیا۔

عز الدین ازبک کا انجام

ابن اثیر لکھتا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم، سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا بدلہ اس سے لیا جائے چنانچہ سلطان عز الدین ازبک کو خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اسے قتل کر دیا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین مرتبہ تباہ کیا، والئی ارزن کو علاقہ خلاط کی تباہی پر مامور کیا۔ قہری قید سے فرار ہو گیا، اسد بن عبداللہ ہمرانی نے بمقام جزیرہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء سلطنت کو اس لڑائی کی خدمت کے معاوضہ میں جاگیریں عنایت کیں اور واپسی اختیار کی۔

الملک الاشرف کی روانگی

سلطان جلال الدین کے خلاط پر قابض ہونے کے بعد الملک الاشرف والئی دمشق کو ملک گیری کی طمع پیدا ہوئی، فوجیں تیار کیں اور بڑے ساز و سامان سے ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لیے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ علاء الدین اور کیقباد والئی بلاد روم سے بمقام سیراس ملاقات ہوئی۔

سلطان جلال الدین کو شکست

جہاں شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچا زاد بھائی) چونکہ ابن طغرل والئی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا اس لیے کیقباد کو پرانی عداوت کی وجہ سے جلال الدین کی جانب سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور کیقباد کا مفاد ایک ہونے کے باعث سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ ملک الاشرف کا مقدمہ الجیش اکراؤ ہنگاریہ امراء حلب کے ایک مشہور بہادر اور ولیر عز الدین عمر بن علی کی قیادت میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لیے دوسری طرف موجود تھا۔ جیسے ہی دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا، عز الدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی جھڑپ میں سلطانی لشکر کو شکست دے دی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت بلاد کرد کا محاصرہ کیے تھا۔ اس بری خبر کو سن کر محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں باریاب ہوا اور تمام نے آذربائیجان کی طرف روانگی اختیار کی۔

اس جنگ میں رکن الدین جہاں شاہ ابن طغرل گرفتار ہو گیا۔ پابہ زنجیر اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اسے اپنے ساتھ لے کر ارزن آیا، رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات کیقباد کے حوالہ کر دیئے۔ ملک الاشرف فتح یابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط ایک چٹیل میدان کی مانند ویران پڑا تھا۔ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا۔

آذربائیجان پہنچ کر سلطان نے شاہی لشکر کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوئی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موطن روانہ ہو گئی۔

مصالحت کا پیغام

اس کے بعد ملک الاشرف کا اپنی (شمس الدین حکمرانی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیغام لایا۔ مصالحت کی گفتگو کا آغاز ہوا۔ علاء الدین کی قیادت بھی اس مصالحت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ سلطان نے خلاط کے ساتھ سرمن کو حسب شرائط صلح دوسرے فریق کے حوالے کر دیا۔

والئی جبل کی گرفتاری و رہائی

خلاط کے محاصرے کے دوران جو واقعات پیش آئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہذ والئی جبل "امراء سلطان میں سے ایک امیر ارخانانی کے ساتھ جو اس کے ساتھ کاسرانی رشتہ دار ہوتا تھا سلطانی بارگاہ میں وفد کی صورت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کسی مصالحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ جب سلطان بلاد روم سے شکست کھا کر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کر کے جاگیر مرحمت کی اور اسے اس کے ملک واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کی بہن جو دوشی خاں کے نکاح میں تھی خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو تحریر کیا کرتی تھی۔ محاصرہ خلاط کے دوران خاتون کے ذریعہ سے اس پر ابھارا کہ جیچوں کی دوسری جانب کے علاقے دے کر مصالحت کر لی جائے۔ سلطان نے اس بات کو منظور کیا۔

تیسرا واقعہ

تیسرا واقعہ یہ تھا کہ والئی ارزن روم رکن الدین شاہ بن طغرل جو ملک الاشرف کا مطیع تھا اور اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کی قیادت میں کیمرو والئی روم سے ناراضگی کی وجہ سے سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی جانب سے خلاط کا گورنر تھا) حمایتی تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو واپسی روم کے وقت جان سے مار دیا تھا اور سلطانی فوج کا رسد و غلہ روک دیا تھا، محاصرہ خلاط کے طول و شدت سے گھبرا کر امن کا طلب گار ہوا بذات خود حاضر دربار ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین سلطنت نے انتہائی گرم جوشی سے استقبال کیا، سلطان بڑے تپاک سے ملا۔ خلعت دیا اور اسے اس کی حکومت پر بحال و برقرار رکھا۔ جنگی ہتھیاروں کی بہم رسانی کا حکم دیا جس کی تعمیل اس نے بڑی مستعدی سے کی۔ جب ملک الاشرف سے جنگ ہوئی تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

چوتھا واقعہ

چوتھا واقعہ یہ تھا کہ سعد الدین حاجب دربار خلافت بغداد سے سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا۔ خلیفہ نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت مرحمت کی تھی اور مظفر الدین کو کبرون والئی ارمل والئی موصل کی اولاد شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ اب اور عماد الدین بہلوان بن ہزارست بادشاہ جبل سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے منع کیا تھا اور ان لوگوں کو سلطنت عباسیہ کے خیر خواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکم پر عمل کیا۔

دربار خلافت سے خلعت و تحائف

عراق کے گورنر شرف الدین نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ جبل عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ سلیمان شاہ کی اطاعت سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ ناممکن ہے چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو بھیجا جس نے انہیں چکنی چپڑی باتوں سے ایسا سبق پڑھایا کہ وہ اس کے قبضہ میں ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے بدر الدین طولو بن آبنائخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار

ندویت کی غرض سے بھیجا۔ بدر الدین نے بڑی خوش اسلوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپسی کی۔

سلطان کے لیے دو خلعت تھے۔ ایک خلعت میں جبہ، عمامہ اور ہندی نکوار مرصع تھی۔ دوسرے خلعت میں قنصع، اکہ، فرجیہ، سیف (جس کا قبضہ سونے کا تھا) مرصع کاٹھی دو راس گھوڑے ساز کے ساتھ جن کی طلائی نعلین چار چار سو دینار وزن کی تھیں، سونے کی ڈھال جس پر جواہرات کی انتہائی خوبصورت پچی کاری تھی ارد گرد آکٹالیں مگینہ یا قوت اور لعل بدخشاں کے تھے درمیان میں ایک بڑا نیشاپوری فیروزہ جڑا ہوا تھا۔ تیس راس عربی النسل گھوڑے (جن کی زین پوش کا ابرا (اوپر کا کپڑا) اطلس روی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغدادی کا تھا طلائی نعلین ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوئی تھیں۔ بیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب تن کیے عمدہ و نفیس گھوڑوں پر سوار، دس عماریں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھولیں دس سونے کے برتن مرصع مع سرپوش ڈیڑھ سو بچے (ہر ایک بچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ، پانچ پانچ من عنبر (سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی، (جس کی لبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ زنانے خلعت، خدمات کے لیے تین سو خلعت امراء کے لیے (ہر ایک امیر کے لیے ایک ایک قباء ایک ایک کمر) وزیر السلطنت کے لیے سیاہ عمامہ، قبا، فرجیہ، سیف ہندی دو من عنبر، پچاس ریشمی تھان اور نچر اور دفتر والوں کے لیے ایک ایک خلعت آیا تھا۔ ہر خلعت میں جبہ، عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر اطلس روی اور بغدادی تھا) اور بیس نچر تھے۔

خوشی کے اظہار کے لیے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پر تکلف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلیفہ کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بڑی خوشی سے اسے قبول کیا۔

پانچواں واقعہ

پانچواں واقعہ یہ تھا کہ سلطان جلال الدین کی خدمت میں والئی روم نے تعلقات میں اضافے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تیس نچر (جن پر اطلس خطائی، فرد قدسی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں)، تیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب تن کیے پورے پورے ساز و سامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار، ایک سو راس عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس نچر بھیجے تھے۔ جس وقت وفد اس ہدیہ کے ساتھ آذربائیجان ہو کر گزرار کن الدین جہاں شاہ بن طفعل والئی ارزن کو لالچ پیدا ہوئی۔ (رکن الدین جہاں شاہ ان دنوں ملک الاشرف کی حکومت کا مطیع تھا) والئی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ مگر کسی وجہ سے چند دن کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطان میں حاضر ہوا اور اس ہدیہ کو پیش کر دیا جسے ضبط کیا تھا۔

چھٹا واقعہ

چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزیں ہوا تھا اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا تھا وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قزاقین کے ایک بلند و بالا پہاڑ پر فرقہ حشاشین کے قلعہ پر محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے دوران سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اسے قلعہ زمیں میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد فوت ہو گیا۔ سلطان نے اس کے بعد اپنے کاتب (سیکرٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والئی قلعہ موت کے پاس روانہ کیا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے انکار کیا۔ سلطان نے یہ دلیل پیش کی کہ ”آپ کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے“ علاء الدین نے اسے منظور نہ کیا۔ اس کی جگہ ایک لاکھ سالانہ دینار دینا قبول کیا۔

شمس الدین کی لشکر کشی

سلطان نے جن دنوں ہندوستان سے عراق کے خیال سے واپسی کا ارادہ کیا تھا اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطان

حکومت کا پرچم لہا رہا تھا جہاں بسلوان ازبک کو مقرر کر آیا تھا چنانچہ جہاں بسلوان ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقہ پر حکومت کرتا رہا کچھ مدت بعد شمس الدین التمش والئی لاہور نے جہاں بسلوان پر چڑھائی کی، جہاں بسلوان اس سے آگاہ ہو کر پیچھے ہٹا اور مرکز حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کی راہ لی۔ والئی کشمیر نے مقابلہ کیا اور اپنے شہروں میں داخل نہ ہونے دیا۔ سرحد کشمیر سے مار بھگایا، مجبوراً عراق کی جانب روانہ ہوا۔ اور اس کے ساتھی اس سے الگ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس چلے گئے جن میں برلق قطب رجا ملک بھی شامل تھا۔

جہاں بسلوان کا انجام

والئی عراق کے ساتھ جہاں بسلوان نے خط و کتابت شروع کی، سات سو سواروں کے ساتھ ہندوستان سے واپس آنے سے آگاہ کیا والئی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں مشورہ لیا۔ سلطان نے حکم دیا کہ بیس ہزار دینار بھیج دیئے جائیں اور موسم سرما گزارنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا فرمان جاری کیا۔ اتفاق سے جس وقت سلطان بلاد روم سے واپس ہوا اور آذربائیجان کے خیال سے روانہ ہوا جہاں بسلوان اور اس کے ارادوں کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا حکم آکر حاکم ہو گیا اسی مقام پر ۶۳۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

خراسان کی بربادی

تاتاریوں نے جب بلوراء النہر پر قبضہ حاصل کر کے خراسان پر چڑھائی کی اس وقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تاتاری خراسان کے شہروں میں داخل ہو گئے۔ جس جانب سے گزرے وہاں قسبات اور شہروں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ جسے جہاں پایا، لوٹ لیا، مار ڈالا غرض کہ بلوراء النہر پر تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور انہوں نے ان شہروں کی آبادی شروع کر دی۔ خوارزم کے نزدیک ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا مگر خراسان ویران پڑا رہا ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امراء قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق، فارس، کرمان، آذربائیجان اور اران تک محدود ہو گئی۔ خراسان تاتاریوں کی غارت گری کے باعث ویران ہو گیا۔

تاتاریوں کی آذربائیجان پر چڑھائی

ہندوستان سے سلطان جلال الدین کی واپسی کے بعد تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج پر حملہ آور ہوا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس کے بعد سلطان جلال الدین، ملک الاشرف والئی شام اور علاء الدین کی قیادت والئی روم سے ۶۳۷ھ میں جنگیں ہوئیں۔ علاء الدین سردار فرقہ اسماعیلیہ والئی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اس کے ملک کو انتہائی سختی سے پامال کر کے سلاطین خراج متعین کیا۔ علاء الدین والئی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھارا۔ چنانچہ ۶۳۸ھ کے آغاز میں تاتاریوں نے آذربائیجان پر حملہ کر دیا۔

اس کی اطلاع سلطان جلال الدین کو ملی تو امراء سلطنت میں سے بو عز نامی ایک امیر کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ بطور ہر اول تاتاریوں کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمتہ الجیش سے لڑائی ہو گئی۔ بو عز کو شکست ہوئی۔ سو بو عز کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہ بچا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ تہریز سے موقن کی جانب کوچ کیا اور اپنے اہل عیال کو تہریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا۔ اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دیتا۔ موقن کی راہ میں اہل آذربائیجان کا ایک خط اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے مقدمتہ الجیش سے بو عز کا مقابلہ ہوا تھا ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور ■ خان کے میدان میں پڑا ہے ڈالے ہوئے ہیں۔

سلطان کی شکست اور روانگی

سلطان نے یہ سمجھ کر کے کہ تاتاریوں کی تعداد تھوڑی ہے، آگے بڑھنے کی ہمت نہ کریں گے کوچ و قیام کرتا موقن پہنچا اور خیمہ ڈال دیا۔ امیر بن بغان کو قوال اور اوسلن بسلوان کو قوال مائندران کو فوجیں مہیا کرنے پر مقرر کر کے مختلف شہروں کی جانب روانہ کیا اور خود

شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا، تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اس کے لشکر گاہ پر چھاپہ مارا۔ کیمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان پریشانی کی حالت میں مراوس چلا گیا پھر یہاں سے گنجه کی جانب روانہ ہو کر ملہان چلا گیا۔

والئی قلعہ شاہین عز الدین اگرچہ دو برس سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا مگر ملہان میں سلطان کے پہنچنے پر خود خدمت میں حاضر ہوا، رسد کا معقول بندوبست کیا، تاتاریوں کے حالات سے آگاہ کرتا رہا۔ چند روز بعد سلطان کو یہ باور کرایا کہ ”آخری موسم سرما میں تاتاری ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے۔ چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس جائیں وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تہریز میں ترکمانوں کا لشکر بکثرت قلعہ نشین ہے۔“ سلطان نے یہ سن کر ایک آہ ٹھنڈی بھری اور ملہان سے روانگی اختیار کی۔

جب کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ وزیر السلطنت کو سلطان نے اپنے حرم اور خزانے کی محافظت پر تہریز میں متعین کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ نہیں انہیں پہنچا دیتا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے شروع میں امراء ترکمان باران میں سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک انتہائی مضبوط قلعہ سنگ سرخ نامی تعمیر کرا کر سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرا دیا۔

وزیر السلطنت کی خط و کتابت

سلطان ان دنوں چونکہ چاروں جانب سے مصائب میں گھر گیا تھا۔ وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی صورت میں اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے ملک الاشراف والئی شام اور کیقباد والئی روم سے جو سلطان کے پرانے دشمن تھے خط و کتابت شروع کی اور نیاز مندی اور فرمانبرداری کا عہدہ بیان کیا، کسی ذریعہ سے قلعہ ارسلان ترکمانی کو پتہ چل گیا۔ اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا، سلطان حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اس کے تمام حالات لکھ بھیجے۔ جب سلطان کا اس قلعہ کی جانب گذر ہوا وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لیے حاضر ہوا، سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مطیع و جاں نثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کی کامیابی

تاتاریوں کے حملہ کے بعد جب سلطان موقن سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تہریز تک پہنچی۔ اہل تہریز خوارزمیوں پر حملہ آور ہو گئے اور ان کے قتل عام پر تیار ہو گئے، بہاء الدین محمد بن بشیر قاربک جو ان دنوں تہریز کا والی تھا بلوائیوں کا حمایتی و مددگار ہو گیا۔ طغریائی رئیس نے مخالفت کی مگر کسی نے کوئی بات نہ سنی، بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو پکڑ کر مار ڈالا۔ خوارزمیوں نے اس کے بدلے میں دو آدمی مار ڈالے، شہر میں ہنگامہ ہو گیا، بہاء الدین نے تہریز کی قلعہ بندی کر لی، مکمل طور پر نگرانی کرنے لگا، فوجیں بھرتی کیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بہاء الدین کا انتقال ہو گیا۔ اہل تہریز نے شہر تاتاریوں کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اہل گنجه میں بھی اسی قسم کا جوش پیدا ہوا اور انہوں نے اہل یلغار یہ نے شہر تاتاریوں کے حوالے کر دیئے۔ واللہ اعلم

وزیر السلطنت کا انجام

سلطان جب قلعہ جاربرو پہنچا اسے وزیر السلطنت کی ناراضگی اور نفرت کا علم ہوا مگر اس خیال سے کہ کہیں وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا فرار نہ ہو جائے بیچ و تمب کھا کر چپ رہا۔ ایک دن وزیر السلطنت سوار ہو کر قلعہ کی جانب گیا، والئی قلعہ کو خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ والئی قلعہ نے انتہائی خوش اسلوبی اور پھرتی سے اس حکم کی بجا آوری کی۔

سلطان اس کے بعد اپنی قیام گاہ پر پہنچا اور وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا جن میں ان کا سردار ناصر قشتمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اتر خان کے گردہ میں شامل کر دیا۔ چنلی کھانے والوں نے والئی قلعہ کے کلن بھر دیئے کہ ”سلطان تم سے ناراض ہے“ والئی قلعہ کو سلطان کی جانب سے بددلی اور نفرت پیدا ہوئی، وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ ”ہمارا اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آجائے“ اتفاق سے سلطان کو اس کی اطلاع ہو گئی، پریشان

ہو گیا۔ والئی قلعہ کا بیٹا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اسے حکم دیا کہ ”تم اپنے والد کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس کام پر ناراضگی کا اظہار کرو۔“ والئی قلعہ کے پاس اس کے بیٹے کا خط پہنچا تھا کہ اس کے حواس جاتے رہے، معذرت کا خط لکھا، سلطان نے کھلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سراٹار کر میرے پاس بھیج دو۔ والئی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سراٹار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت، اہل علم و کمال کی بڑی عزت کرتا تھا، بخشش میں اس کا ہاتھ بہت فراخ تھا۔ اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانے میں ایک حبہ بھی باقی نہ رہتا۔ انتہائی منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا۔ ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ سلطانی دربار سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اس پر الحمد للہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اس پر ابوالمکارم علی ابن ابی القاسم خاتمہ امیر المومنین تحریر کیا کرتا تھا۔

فسادیوں کی سرکوبی

اہل گنجه جب خوارزمیوں کی مخالفت پر تیار ہوئے اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجه کے پاس بھیجا اور انہیں اپنی حکومت کی اطاعت کے لیے کہا، دربار میں حاضری کا حکم دیا، چنانچہ اہل گنجه شاہی لشکر گاہ کے نزدیک پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی اپنی اولاد کے ساتھ سلطانی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ باقی ماندہ مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خیمہ پر چڑھائی کر دی، سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی، اہل گنجه مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے، شہر پناہ میں داخل ہو گئے۔ مگر لوگوں کی کثرت کے باعث دروازہ بند نہ کر سکے۔ سلطانی لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ تیس ہتھیار فساد کو گرفتار کیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی فسادوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجه میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے سامنے اس کے اعضاء بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور ہلاک کر دیا گیا۔ سلطان گنجه میں ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔

ملک الاشرف و کیتباد کی ناراضگی

سلطان نے گنجه سے واپسی کے بعد خلاط کی جانب ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد لینے کی غرض سے کوچ کیا۔ ملک الاشرف کو اس کی اطلاع ملی تو مصر چلا گیا اور بہانے سے ٹالتا رہا۔ سلطان کوچ و قیام کرتا قلعہ شمس پہنچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ خود حاضر ہوا۔ دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب آمد اور باریدین سے امداد و اعانت کی درخواست کی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ فوج کو خرت برت، ملقبہ اور آذربائیجان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے لوٹ مچادی۔ غارت گری کا بازار گرم کر دیا ان واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ کیتباد اور ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہو گئی سلطان کی امداد و اعانت سے دستبردار ہو گیا۔

تاتاری طوفان کی آمد

سلطان کو خلاط میں قیام کے دوران یہ اطلاع ملی تھی کہ تاتاری غارت گر جنگ کرنے کے لیے پیش قدمی کر رہے ہیں۔ سلطان نے اس طوفان کو روکنے کے لیے امیر اترخان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے بھیجا۔ امیر اترخان نے واپس ہو کر اطلاع دی کہ تاتاری طوفان حدود ملاز کرد سے واپس ہو گیا۔ اراکین سلطنت اور سرداران فوج نے سلطان کو ۱۶ دیار بکر جانے کا مشورہ دیا۔ اتنے میں والئی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیام دیا کہ آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے بلکہ روم کی جانب بڑھئے اور اس پر قبضہ کر لیجئے تاکہ تفتیق سے آپ نزدیک ہو جائیں۔ اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے مقابلہ کر سکیں، میں چار ہزار سواروں سے مدد کروں گا۔ والئی آمد اور حکمران روم سے ان بن چلی آرہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والئی آمد کے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا اسی وجہ سے والئی آمد نے سلطان کو والئی روم کے خلاف ابھار کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

والئی آمد کے پیغام کا سلطان پر بہت اثر ہوا اور اصفہان سے درگزر کر کے آمد کی طرف کوچ کیا۔ آمد کے نزدیک پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ والئی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس ہو کر یہ اطلاع دی کہ کل تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر آپ قیام پذیر ہیں مگر دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہنچ کر سلطانی کیمپ پر محاصرہ کر دیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا۔ مگر امیر اوترخان نے انتہائی جرات سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس دوران سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لے جا سکو لے جاؤ اوترخان میدان جنگ سے واپس ہوا۔ چار ہزار سوار اس کی رکاب میں تھے۔ سلطان چھپ کر آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کی ہے۔ ہر چند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کی گئیں لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفتہ رفتہ در بندات کی سرحد تک پہنچ گیا۔ یہ سارا راستہ بلوائیوں اور فسادوں سے گھرا ہوا تھا اوترخان نے واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان آگے بڑھنے کے بجائے واپس ہوا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا بیدر میں آکر پڑاؤ کیا۔

امیر اوترخان کا خاتمہ

سلطان کا ساتھ چھوڑ کر امیر اوترخان شہاب الدین والئی حلب کے پاس چلا گیا اس سے اور اوترخان سے بہت دنوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ شہاب الدین غازی نے سابقہ تعلقات کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ملک الکامل نے اسے والئی حلب سے مقبل کیا والئی حلب نے پایہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیج دیا جہاں چھت سے گر کر جاں بحق ہو گیا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا انجام

کسی طرح تاتاریوں کو سلطان کی خبر مل گئی اچانک بیدر پر حملہ کیا سلطان کسی طرح لباس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے تمام ساتھی مار دیے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہہ دیا کہ جو شخص بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آ گئے۔ تاتاریوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراد پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لٹیرے موجود تھے اور ناکہ بندی کیے ہوئے قتل و غارتگری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کر لیا اور اس کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے کسی نے ان کے سردار کے کلن میں کہہ دیا کہ ”یہی سلطان ہے“ سردار کو رحم آ گیا لوگوں کو قتل سے روک دیا۔ چھوڑ دینے کے خیال سے اپنے ساتھ اپنی رہائش گاہ پر لے آیا۔

ایک کینہ تاتاری سردار کی غیر موجودگی میں سردار کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغ لیے تھا۔ اس کے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے قتل کر دیا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو قتل کر دیا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا یہ واقعہ پندرہویں شوال ۶۲۸ھ میں پیش آیا۔ یہ نسائی کاتب سلطان جلال الدین کا بیان ہے۔

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کا ذکر لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان مفتوحہ الخیر ہو گیا۔ میں چند روز تک اس کی خبر ملنے کا منتظر رہا۔ اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے۔ آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ نہ کیا ہے۔

سلطان جلال الدین منکبرس کی علوت و اطوار

نسائی کاتب لکھتا ہے سلطان پستہ قد، گندی رنگ، ترکی النسل، ہمدرد، نرم خو اور باوقار تھا۔ مسکراہٹ کے علاوہ کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا، کم سخن تھا، نازیبا گفتگو سے سخت نفرت کرتا تھا۔ انصاف پسند تھا مگر فتنہ و بغاوت کے باعث غضبناک ہو گیا تھا، باوجودیکہ خلیفہ سے ناراضگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا مگر جس طرح اس کا والد خود کو خلیفہ کا مطیع لکھتا تھا، اسی طرح یہ بھی اپنے کو خدام اور مطیع لکھتا تھا۔ جس وقت خلیفہ بغداد نے اسے بمقام خلاط خلعت ماب کو جو القاب و آداب لکھتا تھا وہ یہ تھے ”مولانا“ ”سیدنا“ ”امیر المومنین“ ”امام المسلمین“ خلیفہ رب العالمین، قدوة الشارق والمغرب المنیف علی الذروة العلیا ابن لوی ابن غالب“ سلطان سلاطین روم، مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے جو احکام اپنی حکومت میں حکام کے نام لکھتا تھا۔ اس کی پیشانی پر والعصرۃ

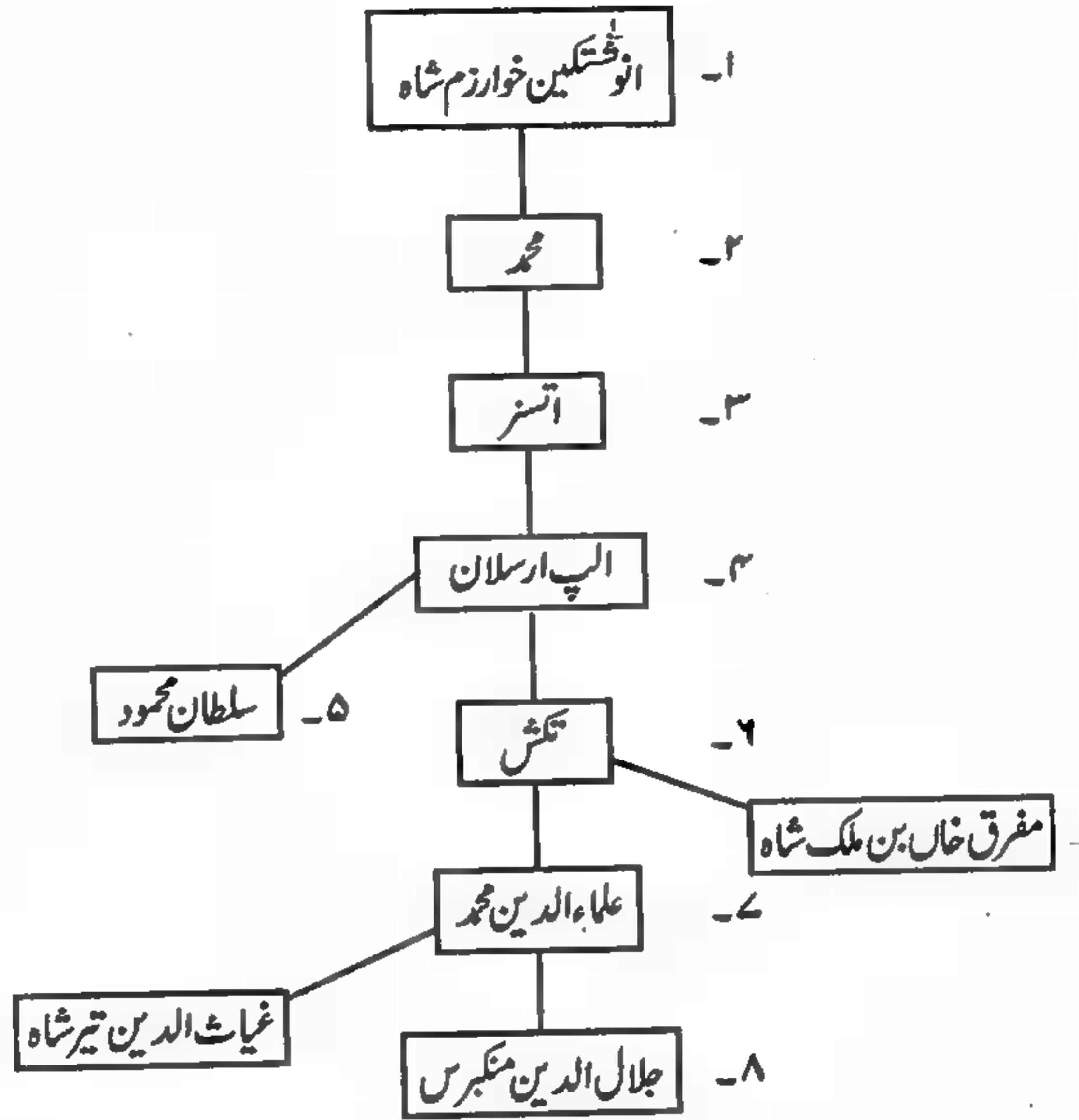
من اللہ وحدہ لکھا کرتا تھا اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلیفہ نے اپنے فرمان علی شہن میں "الجناب الرفیع المقاتلی" کے معزز الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ اس پر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی، جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں۔ جب دربار خلافت سے خلعت آیا تو سلطان نے حد سے زیادہ منت سماجت کی تو "الجناب والعلی الشاہستانی" کے خطاب سے مخاطب کیا گیا۔

تاتاری لٹیرے

الغرض یہ کہ جنگ آمد کے بعد تاتاری لٹیرے آمد کے علاقے میں پھیل گئے۔ ارزن، میافارقین اور تمام دیار بکرا جاڑ دیئے۔ پانچ روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر شہر اسعد کو فتح کیا۔ کئی روز تک قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا اہل ماردین نے بے جگری سے مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجا، خابور، تدریس اور صوبہ خلاط کو بھی برباد کر کے چنیل میدان بنادیا، انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ آذربائیجان سے صوبہ اربل کی جانب قتل و غارت گری کرتا ہوا بدحا، ترکمان ایوانیہ اور اکرا دجوزقن کی جانب ہو کر گزرا۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لوٹ لیا، قتل کیا، مظفر الدین والی اربل بھی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری ظالموں کے مقابلے کے لیے نکلا، مگر وہ زیادہ دور نکل گئے ہاتھ نہ آئے۔ واپس آئے۔ واللہ وارث الارض ومن ملیہا و ہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر منتشر ہو گیا۔ گرتا پڑتا کیتبلو بادشاہ روم کے پاس پہنچا۔ کیتبلو نے انہیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۴ھ میں کیتبلو کا انتقال ہوا اس کا لڑکا غیاث الدین کیخرو مسند حکومت پر فائز ہوا۔ اسے ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا۔ ان کے سردار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ باقی ماندہ بھاگ گئے۔ جس جانب سے گزرے اور جہاں پہنچے لوٹ لیا، بستیوں کو ویران کر دیا۔ اسی حالت پر ایک عرصہ تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد الملک الکامل نے جو اپنے والد کی جانب سے بلاد شرقیہ حران، کیفا اور آمد کا حکمران تھا، اپنے والد محترم سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ آئندہ بنو ایوب کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق بمنہ و فضلہ

ملوک خوارزم کا شجرہ



حصہ ہشتم

زنگی اور خاندان صلاح الدین ایوبی کے
سلاطین اور تاریخوں کا زوال

باب

شام میں سلطنت بنو تنش

اس سے قبل تحریر کیا جا چکا ہے کہ سلجوقی سلاطین اپنے ابتدائی عہد میں شام پر قبضہ کر چکے تھے اور سلطان ملک شاہ کا ایک حاکم انسز بن ارتق الخوارزمی نے فلسطین کی جانب پیش قدمی کی اور اس نے رمہ اور بیت المقدس کو فتح کر لیا تھا اور وہاں اس نے فاطمی حکومت کی خلافت کی تحریک ختم کر کر عباسی خلافت کے ماتحت اس علاقہ کو تاجدار کر دیا تھا اس کے بعد اس نے دمشق کا محاصرہ کیا یہ واقعہ ۴۶۳ھ میں پیش آیا۔ پھر وہ بار بار دمشق کا محاصرہ کرتا رہا حتیٰ کہ ۴۶۸ھ میں دمشق پر قابض ہو گیا پھر ۴۶۹ھ میں اس نے مصر کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کیا اور وہاں سے واپسی اختیار کی۔

سلطان الپ ارسلان کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا سلطان ملک شاہ ۴۶۵ھ میں مسند نشین ہوا تھا اس نے اپنے بھائی تنش کو شام اور اس سے متعلقہ علاقوں کا حاکم بنا دیا تھا اور ۴۷۰ھ میں اسے ان تمام علاقوں کو اپنے قبضہ میں لینے کا اختیار دے دیا تھا لہذا اس نے حلب کی جانب پیش قدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا اس دوران مصری سپہ سالار بدر الجمالی نے دمشق کے محاصرہ کے لیے اپنے فوجیں روانہ کی ہوئی تھیں دمشق انسز کے قبضہ میں تھا اس نے تاج الدولہ تنش سے امداد طلب کی اور وہ لشکر لے کر اس کی مدد کے لیے روانہ ہوئے تھے اس دوران مصر کی فوجیں رک گئیں اس کے بعد انسز دمشق کے شہر سے تنش کی ملاقات کے لیے باہر نکلا تنش نے اطاعت کرتے ہوئے سستی اور تاخیر پر اسے ملامت کی اور موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے بعد اس نے خود دمشق پر قبضہ کر لیا ان واقعات کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

حلب پر قبضہ

پھر سلیمان بن قلمش شہر انطاکیہ پر قابض ہو گیا اور اس نے مسلم بن قریش کو قتل کر دیا اور حلب کی جانب پیش قدمی کی اور اس شہر پر قبضہ کر لیا جب تنش کو اس واقعہ کی خبر ملی تو وہ لشکر لے کر حلب پہنچا اور ۴۷۹ھ میں فریقین میں جنگ ہوئی اور سلیمان بن قلمش جنگ میں مارا گیا۔

سلطان ملک شاہ خود فوج لے کر حلب پہنچا اور اس کا حاکم آقسنقر قسیم الدولہ کو بنایا جو نور الدین العادل کا جہد امجد تھا۔

فاطمی حاکم کے خلاف لشکر کشی

اس کے بعد ۴۸۴ھ میں سلطان ملک شاہ بغداد آیا وہاں اس کے پاس دمشق سے اس کا بھائی تاج الدولہ تنش، حاکم حلب قسیم الدولہ آقسنقر حاکم رھا بوزان پہنچے جب وہ اپنے علاقوں کی جانب واپس جانے لگے تو سلطان نے قسیم الدولہ اور بوزان کو حکم دیا کہ وہ دونوں تاج الدولہ تنش کے ساتھ شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کرنے کے لیے جائیں اور وہ سب مل کر مستنصر فاطمی حاکم کے قبضہ سے مصر کے ملک کو چھڑالیں اور وہاں سے فاطمی سلطنت کا قلع قمع کر دیں۔

چنانچہ یہ متحدہ لشکر چل پڑا۔ اس دوران تنش نے ابن ملاعب کے قبضہ سے بزور تیغ حمص کے شہر کو نکال لیا ایک فاطمی حاکم نے پناہ حاصل کر کے اماسیہ کا علاقہ اس کے حوالہ کر دیا پھر اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا جہاں کا حاکم جلال الدین عمار تھا۔ اس نے قسیم الدولہ آقسنقر کو مالی امداد دے کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ تنش سے اس کی سفارش کرے لیکن اس نے سفارش قبول نہیں کی لہذا وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور وہ جبلہ کی جانب فرار ہو گئے۔

سلطان ملک شاہ کا انتقال

۳۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ کا بغداد میں انتقال ہو گیا جہاں وہ آیا ہوا تھا اس دوران تنش اس سے ملاقات کرنے کے لیے بغداد روانہ ہو کر راستے میں اسے اس کے انتقال کی اطلاع ملی اور یہ بھی پتہ چلا کہ مسند نشینی کے سلسلے میں اس کا بیٹا محمود اور برکیاروق جھگڑ رہے ہیں اور ایسی صورت میں اس نے خود بادشاہ بننے کا ارادہ کر لیا اور اس مقصد کے لیے وہ دمشق واپس آیا اس نے تمام فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں بخشش سے مالا مال کیا پھر وہ حلب آیا جہاں آقسنقر نے اس کے ساتھ وفاداری کا اعلان کیا کیونکہ ملک شاہ کی اولاد کم عمر تھی اور ان کے مابین جھگڑا چل رہا تھا اس نے حاکم انطاکیہ اور بوزان حاکم رھا کو بھی اس کا تابعدار اور وفادار رہنے کا مشورہ دے دیا۔

ابراہیم بن قریش کی شکست

پھر وہ تمام حکام ماہ محرم ۳۵۶ھ میں لشکر لے کر چل پڑے اور انہوں نے رجبہ کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا وہاں تنش نے خطبہ میں اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا پھر اس نے نصیبین کے علاقہ کو فتح کر لیا۔ اور محمد بن مسلم بن قریش کو وہاں کا حاکم بنایا پھر وہ موصل کی جانب روانہ ہوا وہاں کا حاکم ابراہیم بن قریش بن بدران تھا اس نے اسے پیغام بھیجا کہ وہ اپنے مساجد کے منبروں پر اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھوائے لیکن اس نے انکار کیا اور تیس ہزار فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ سلطان تنش کی فوج دس ہزار تھی موصل کے گرد و نواح المفیج کے مقام پر فریقین میں رن پڑا جس میں ابراہیم کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ سلطان نے اس کے بعد قتل عام کا حکم صادر کر دیا اور عرب امراء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

سلطان تنش نے اس کے بعد بغداد پیغام بھجوایا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ پڑھا جائے اس کے جواب میں زبانی وعدے پر اکتفا کیا گیا۔

تنش کی ناکامی

اس کے بعد اس نے دیار بکر کی جانب پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا یہ واقعہ ماہ ربیع الاخر کا ہے۔ وہاں سے اس نے آذربائیجان کی جانب پیش قدمی کی اس دوران ملک شاہ کا بیٹا برکیاروق رے ہمدان اور اکثر کوہستانی علاقوں پر قبضہ کر چکا تھا اس لیے اپنے علاقوں کی مدافعت کے لیے اس کے مقابلہ پر آیا جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے نزدیک پہنچیں تو آقسنقر اور بوزان نے اپنے لشکر کے ہمراہ برکیاروق کی فوج میں شمولیت اختیار کر لی اور سلطان تنش کو شکست کا سامنا کر کے شام کی راہ لینا پڑی۔

آقسنقر کا خاتمہ

اس نے یہاں پہنچنے کے بعد تمام فوجی قوت کو اکٹھا کیا اور تمام لشکر کو لے کر آقسنقر کے مقابلہ کے لیے حلب پہنچا وہ اس کے مقابلہ کے لیے نکلا اس کی مدد کے لیے رھا کا حاکم بوزان اور حاکم موصل کربوقا کا لشکر بھی موجود تھا سلطان تنش نے حلب سے باہر چھ فرسنگ کے فاصلے پر ان سے جنگ کی جس میں ان تمام کو شکست ہوئی جب آقسنقر کو قیدی بنا کر لایا گیا تو سلطان نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بوزان اور کربوقا حلب کے قلعے کے اندر محصور ہو گئے تاہم سلطان تنش نے اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس قلعہ کو بھی فتح کر لیا اور ان دونوں حاکموں کو قید کر لیا اس کے بعد اس نے حران اور رھا کے لوگوں کو تابعدار ہونے کے لیے کہا لیکن انہوں نے انکار کیا لہذا اس نے حاکم رھا بوزان کو جان سے مار دیا اور کربوقا کو حمص میں قیدی بنا کر رکھا۔

اس کے بعد سلطان تنش جزیرہ کی جانب گیا اور وہاں کے سارے علاقہ کو فتح کر لیا وہاں سے دیار بکر اور خلاط ہوتا ہوا آذربائیجان پہنچا وہاں سے ہمدان گیا اور بغداد پیغام بھیجا کہ اس کی بادشاہت کا خطبہ وہاں پڑھا جائے۔

برکیاروق کی ناکامی

برکیاروق ان دنوں نصیبین کے مقام پر تھا اس خبر کو سن کر وہ دریائے دجلہ کو عبور کر کے اربل کے مقام پر پہنچا اور وہاں سے سرخاب بن بدر کے شہر پہنچا اس دوران سلطان تنش کے لشکر میں سے امیر یعقوب بن ارتق لشکر لے کر پہنچا اس نے اس کو شکست دی اور وہ اصفہان کی طرف فرار ہو گیا۔

یوسف بن ارتق ترکمانی کو تنش نے بغداد بھیجا لیکن وہ نہیں گیا اس کے گرد و نواح میں فتنہ و فساد برپا کرنے لگا جب اسے سلطان تنش کی موت کی اطلاع ملی تو اس نے حلب واپسی اختیار کی۔ یہ سارے واقعات سلجوقی سلطنت کے ابتدائی دور میں بیان کیے گئے تھے یہاں ہم نے ان کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ سلطان تنش کے بیٹوں نے شام میں حکومت قائم کر لی تھی اس لیے آئے والے واقعات کے لیے تمہید ضروری تھی۔

سلطان تنش کا انجام

برکیاروق جب اپنے چچا سلطان تنش سے شکست کھا کر اصفہان کی جانب فرار ہوا تو سلطان محمود اور اس کے ارکان سلطنت نے اسے پناہ دی تاہم اس کے قتل کے بارے میں مشورے کرتے رہے پھر یہ فیصلہ ہوا کہ سلطان محمود کے تندرست ہونے تک اسے زندہ رکھا جائے پھر یہ اندیشہ ہوا کہ محمود مرجائے گا اس لیے انہوں نے برکیاروق کی اطاعت قبول کر لی۔

رے سے جب سلطان تنش واپس آیا اور اس نے اصفہان کے امراء کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے بادشاہ تسلیم کر لیں انہوں نے برکیاروق کی اطاعت سے الگ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر اس دوران برکیاروق اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور بھاری فوج لے کر رے کی جانب روانہ ہوا۔ مقابلہ ہونے پر سلطان تنش اور اس کے لشکر کو شکست ہو گئی لیکن خود سلطان تنش بے جگری کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا لیکن سلطان آقسنقر کے ایک ساتھی نے اپنے حاکم کا انتقام لینے کے لیے اسے قتل کر دیا۔ اس کی موت پر سلطان برکیاروق کے لیے بادشاہت کی راہ کھل گئی۔

رضوان بن تنش کی روانگی

سلطان تنش جب حلب سے روانہ ہوا تھا تو اس نے ابو القاسم حسن بن علی الخوارزمی کو وہاں اپنا جانشین بنایا تھا اور قلعہ حلب بھی اس کی ذمہ داری میں دیا تھا۔ جنگ کرنے سے قبل اس نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اس کے بیٹے رضوان کی اطاعت کریں اس نے اپنے بیٹے کو یہ لکھا تھا کہ وہ بغداد جا کر دار السلطنت میں قیام پذیر ہو جائے۔ لہذا وہ ابو الغازی بن ارتق کو لے کر جسے اس کے باپ نے وہاں چھوڑ رکھا تھا بغداد کی جانب روانہ ہوا اس کے ساتھ محمد بن مرداس وغیرہ بھی روانہ ہوئے۔

رضوان جب ہیئت کے مقام پر پہنچا تو اسے اپنے باپ کے قتل کی اطلاع ملی لہذا وہ حلب لوٹ گیا اس کے ساتھ دونوں نو عمر شہزادے ابوطالب اور بہرام اور اس کی ماں بھی تھی جس کے ساتھ جناح الدولہ حسن بن اتیکن نے نکاح کر لیا تھا جو جنگ کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا۔

ابو القاسم کا محاصرہ

حلب میں جب یہ تمام پہنچے تو ابو القاسم نے قلعہ بند کر لیا (اور بغاوت کر دی) اس کی فوج میں مغرب (شمالی افریقہ) کے سپاہیوں کی کثرت تھی جنہیں جناح الدولہ نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا لہذا انہوں نے رات کے وقت قلعہ میں بغاوت کر دی اور سلطان رضوان کے حق میں نعرے لگا کر ابو القاسم کا محاصرہ کر لیا۔ بہر حال سلطان رضوان نے اسے پناہ دی اور اب حلب کے سارے علاقے میں اس کی بادشاہت کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور جناح الدولہ اس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا اور وہ بہترین منتظم کے طور پر سامنے آیا۔

رضوان کی کامیابی

باغیسیان بن محمد ترکمانی جو شرانطاکیہ کا حاکم تھا اس نے شروع میں مخالفت کی لیکن بعد میں اطاعت قبول کر لی۔ اس نے سلطان رضوان کو اس بات کا مشورہ بھی دیا کہ دیار بکر کا رخ کرتے ہو اس کے ساتھ خود بھی گیا وہاں ان کے پاس ان تمام علاقوں کے حکام آئے جو سلطان تنش کے ماتحت تھے اس کے بعد انہوں نے سروج کا رخ کیا لیکن ان سے قبل ستمن بن ارتق پہنچ کر وہاں پر قابض ہو گیا۔ اس لیے وہ رہا کے مقام پر پہنچے وہاں رومیوں کا حاکم فار قلیط تھا جو بوزان کی جانب سے اس علاقے میں حکومت کرتا تھا وہ قلعہ میں محصور ہو گیا اور مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار اس کو شکست ہوئی اور سلطان رضوان فتح یاب ہوا۔

اس کے بعد باغیسیان اور جناح الدولہ کے تعلقات خراب ہو گئے۔ لہذا جناح الدولہ کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا اور وہ حلب چلا گیا۔

رضوان اور اس کے امراء بھی واپس ہو گئے تھے۔

اس کے بعد وہ حران کی جانب روانہ ہوا جہاں کا حاکم قراجا تھا۔ وہاں کے باشندوں نے خفیہ طور پر اس کی اطاعت کا وعدہ کیا جس کی خبر قراجا کو ہو گئی اور اس کے خلاف اس سازش کا ملزم ابن المقتی کو سمجھا گیا جس پر سلطان تنش نے شہر کی حفاظت کے سلسلے میں بھروسہ کیا تھا۔ لہذا اس نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

باغیسیں ابو القاسم الخوارزمی کو لے کر اپنے شہر انطاکیہ واپس آ گیا۔ اور رضوان نے حلب واپسی اختیار کی۔

یوسف کا انجام

یوسف بن ارتق خوارزمی بھی اس کے ارکان حکومت میں سے تھا جسے سلطان تنش نے بغداد بھیجا تھا۔ اس کے خلاف ایک شخص تھا جو اس سے دشمنی رکھتا تھا۔ وہ جنح الدولہ کے پاس جو رضوان کا وزیر مختار تھا آیا اس نے یوسف بن ارتق کے خلاف یہ الزام لگایا کہ اس کی باغیسیں کے ساتھ خط و کتابت ہے اور اس سے مل کر خفیہ بغاوت کی ساز باز کر رہا ہے اس نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی چنانچہ اس نے نہ صرف اس کو اجازت دی بلکہ فوجی امداد بھی دی۔ یوسف اپنے گھر میں پناہ گزین ہو گیا اس نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے گھر کے ساز و سامان کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

پھر اس شخص نے خود مختار حاکم بننے کی کوشش کی اور جنح الدولہ کو خفیہ طور پر یہ خبر دی کہ رضوان نے اسے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر محض فرار ہو گیا جہاں اس کی جاگیر تھی۔ یوں وہ ایک خود مختار حاکم بن گیا تاہم ۳۸۹ھ میں رضوان اس کے خلاف ہو گیا اور اس کی گرفتاری کا حکم دیا لیکن وہ روپوش ہو گیا لہذا اس کا گھر اور مال و دولت ضبط کر لی گئی۔ پھر اس کے بعد وہ گرفتار ہو گیا اور مختلف سزائیں دینے کے بعد اسے اور اس کی اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

دقاق بن تنش

سلطان تنش نے اپنے دوسرے بیٹے دقاق کو اپنے بھائی ملک شاہ کے پاس بغداد بھیجا تھا جہاں وہ بادشاہ ملک شاہ کے انتقال تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہ اس کے بیٹے محمود اور اس کی ماں خاتون الجلالیہ کے ساتھ اصفہان گیا وہاں سے وہ خفیہ طور پر برکیاروق کے پاس چلا گیا اور وہاں سے اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوا جس میں اس کا والد سلطان تنش قتل ہوا تھا۔

اس کا والد جب قتل ہو گیا تو اسے اس کا ایک آزاد کردہ غلام اٹیکن حلب لے گیا جہاں وہ اپنے بھائی رضوان کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا۔

ساتو تیکن نامی سلطان تنش کا ایک غلام بھی دمشق کے قلعہ میں رہتا تھا جسے تنش نے اپنی موت سے قبل حاکم بنایا تھا۔ اس نے دقاق کو پیغام بھیجا کہ وہ بادشاہت کا دعویٰ کر دے لہذا وہ اس کے پاس چلا گیا۔ رضوان نے اس کا تعاقب کر لیا لیکن وہ گرفتار نہیں ہو سکا بلکہ وہ دمشق جا پہنچا۔

انطاکیہ کے حاکم باغیسیں نے بھی اسے خط بھیجا کہ وہ رضوان کے برخلاف دمشق کا خود مختار حاکم بن جائے۔ اس اثناء میں سلطان تنش کی خاص جماعت کو لے کر معتمد الدولہ طنکین بھی دمشق پہنچ گیا وہ اس جنگ میں شریک تھا اور قید ہو گیا تھا۔ چنانچہ قید سے رہائی پانے کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے کر دمشق جا پہنچا۔

اس سے دقاق نے ملاقات کی اور اسے اپنے معاملات کا مختار بنا دیا۔ اس نے ساتو تیکن خلوم کے خلاف ساز باز کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس دوران انطاکیہ سے باغیسیں اور ابو القاسم خوارزمی بھی وہاں پہنچ گئے۔ دقاق نے ان دونوں کی بڑی عزت کی اور خوارزمی کو اپنا وزیر بنالیا۔ اور اس کے مشوروں پر عمل کرنے لگا۔

رضوان کو جب یہ علم ہوا کہ دقاق نے دمشق پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکالنے کے لیے لشکر کشی کی اور دمشق پہنچا۔ وہاں اسے ناکامی ہوئی تو اس نے حلب واپسی اختیار کی۔

انطاکیہ کا حاکم باغیسیں رضوان کا مخالف ہو کر اس کے بھائی دقاق کا طرفدار ہو گیا تھا اس نے اسے اس بات پر بھی آمادہ کیا کہ وہ

اپنے بھائی کے خلاف لشکر کشی کر کے حلب جائے۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گیا۔

دقاق کی ناکامی

رضوان نے سقمان سے مدد طلب کی تاکہ وہ سروج سے ترکمانی قبائل کی فوج بھیجے اس کے بعد جب فریقین کے مابین قنسرین کے مقام پر جنگ ہوئی تو دقاق کی فوجوں کو شکست کا سامنا ہوا اور اس کا علاقہ لوٹ لیا گیا۔

اس کے بعد رضوان حلب واپس آگیا اور دونوں بھائیوں کے مابین مصالحت کی اس شرط پر کوشش کی گئی کہ دمشق و انطاکیہ کی مساجد میں دقاق کے نام سے قبل رضوان کے بادشاہ ہونے کا نام بھی لیا جائے۔ چنانچہ اس شرط پر صلح ہو گئی۔
جناح الدولہ جب باغیسیان کے ساتھ مخالفت کے باعث حلب چھوڑ کر حمص پہنچا تو باغیسیان نے رضوان کے پاس پہنچ کر اس سے صلح کر لی۔

فاطمی خلیفہ کا تذکرہ

پھر کچھ مدت کے بعد رضوان کے پاس مصر کے فاطمی خلیفہ المستعلی کا یہ پیغام پہنچا کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف مدد کرنے کے لیے تیار ہے بشرطیکہ اس کی سلطنت میں مساجد کے خطبوں میں اس کی خلافت کا تذکرہ کیا جائے۔ اس کے کچھ مشیروں نے اسے فاطمی مسلک کے صحیح ہونے کا یقین دلایا چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت میں فاطمی خلیفہ کا نام خطبوں میں لیا جائے۔ البتہ انطاکیہ، معرہ اور قلعہ حلب اس سے مستثنیٰ تھے۔

انطاکیہ پر قبضہ

اس حکم کے دو ماہ کے بعد حاکم سروج سکمان بن ارتق اور حاکم انطاکیہ باغیسیان اس کے پاس آئے ابھی انہیں آئے ہوئے تین روز نہیں ہوئے تھے کہ فرنگی (اہل یورپ) انطاکیہ پہنچ گئے اور وہ اس کا محاصرہ کر کے اس شہر پر قابض ہو گئے اور اس کے حاکم کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

رحبہ پر قبضہ

حاکم موصل کربو کا کے قبضہ میں رحبہ کا علاقہ تھا۔ جب وہ مارا گیا تو سلطان الپ ارسلان کا ایک غلام قانمار اس کا حاکم بن بیٹھا۔ لہذا دقاق بن ننش اور اس کے نائب طغرکین نے ۴۹۵ھ اس کے جانب سے چڑھائی کی اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن انہیں ناکامی ہوئی اس لیے انہوں نے وہاں سے واپسی اختیار کی۔

یہ صورت حال دیکھ کر دقاق نے اس کی جانب لشکر کشی کی اور اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا آخر کار اس نے پناہ طلب کی۔ لہذا دقاق نے اسے شام میں بہت سی جاگیریں دے کر رخصت کیا اور خود رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور ان پر ایک حاکم مامور کر کے دمشق واپسی اختیار کی۔

دقاق کا انتقال

۴۹۷ھ میں حاکم دمشق دقاق کا انتقال ہوا اور اس کا نائب طغرکین مستقل حاکم بن گیا اس نے ایک برس تک مساجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ منسوخ کر کے دقاق کے بھائی تلتاش کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا جو نابالغ لڑکا تھا لیکن اس کی والدہ نے اسے طغرکین سے خوفزدہ کرا دیا تھا کیونکہ اس کا خیال یہ تھا کہ چونکہ طغرکین نے دقاق کی والدہ سے شادی کر رکھی ہے اس لیے وہ دقاق کے بیٹے کی جانب اس کی دادی کی وجہ سے زیادہ مائل ہے چنانچہ (طغرکین سے ڈر کر) دمشق سے بعلبک کے جانب ماہ صفر ۴۹۸ھ منتقل ہو گیا۔ وہاں اس کے ساتھ بھرے کا حاکم اٹیکن حلبی بھی مل گیا۔ ان دونوں نے فوجی امداد کے لیے فرنگیوں کے بادشاہ سے بھی خط و کتابت کی۔ اس نے ان سے وعدہ تو کر لیا لیکن اسے وفا نہیں کیا۔ اس لیے تلتاش رحبہ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔

یہ کہا جاتا ہے کہ جب تلتاش طغرکین سے خوفزدہ ہوا تو وہ اپنے قلعوں کی جانب چلا گیا اور وہاں رہنے لگا۔ اس اثناء میں طغرکین دقاق

کے کم سن بچے کو حاکم بنا کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوانے لگا اور اس کے بجائے خود حکومت کرنے لگا چونکہ اس کا رعایا کے ساتھ اچھا برتاؤ تھا اس لیے اس کی حکومت کا سکھ چلا رہا۔

طغرکین کی کامیابی

فرنگیوں کا ایک فوجی دستہ دمشق کے نزدیک پہنچ گیا تھا۔ اس نے دمشق میں غارتگری شروع کر دی تھی اس لیے طغرکین نے اپنی فوج کو جمع کیا اور اس کے مقابلے کے لیے پہنچے بیت المقدس اور عکا کا فرنگی حاکم بھی اس کی مدد کے لیے فوج لے کر پہنچا۔ طغرکین نے ان فرنگیوں سے جنگ کی اور انہیں ان کے قلعہ میں محصور کر دیا پھر اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا اور اہل قلعہ کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔ پھر کامیابی کے ساتھ دمشق واپسی اختیار کی۔

فرنگیوں نے شام کے ایک قلعہ رمسہ پر قبضہ کر لیا تھا لہذا طغرکین اس کو دشمن کے قبضہ سے چھڑانے کے لیے فوج لے کر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے فرنگی باشندوں کا صفایا کر کے اس کو اجاڑ کے رکھ دیا۔

ابو الغازی کا مشورہ

رضوان حاکم حلب نے بھی فرنگیوں کی کوششوں کا ارادہ کیا اور گرد و نواح کے حکام کو اس مقصد کے لیے بلوایا، چنانچہ ابو الغازی بن ارتق اور ابی بن ارسلان مشورہ دینے کی غرض سے اس کے پاس آئے۔ ابی موصل کے حاکم جکر مس کا ہم زلف اور سنجر کا حاکم تھا۔ ابو الغازی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ جکر مس کے علاقے کی جانب جائے جہاں اسے فوجی اور مالی امداد ملے گی۔ انہی نے بھی اس کی تائید کی۔ چنانچہ سب ماہ رمضان ۴۹۹ھ میں نصیبین کے علاقے کی جانب بڑھے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جکر مس کی جانب سے دو حاکم مامور تھے۔ یہ محاصرہ بہت طویل ہوتا گیا اور ابی بن ارسلان دشمن کی جانب سے ایک تیر لگنے سے زخمی ہو گیا۔ اس لیے وہ اپنے علاقے سنجر کی جانب لوٹ گیا اور دیہاتی موصل کی جانب فرار ہو گئے۔

جکر مس سے مصالحت

شہر کے باہر جکر مس نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا اور وہ جنگ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تاہم اس نے فوج کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور انہیں رضوان کے خلاف بھڑکایا اور اس کے ساتھیوں کو بھی یہ حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ اطاعت کا اظہار کریں اور اس کے ساتھ مصالحت کریں۔ رضوان کو بھی اس نے اسی طرح کا پیغام بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ انہیں جس قدر ضرورت امداد کی ہے اسے فراہم کرے گا۔ بشرطیکہ ابو الغازی کو گرفتار کر لیا جائے۔ یہ پیغام سن کر رضوان نے ابو الغازی کو بلوایا اور اسے آگاہ کیا کہ اس وقت مصالحت اسی میں ہے کہ جکر مس کے ساتھ صلح کر لی جائے تاکہ انہیں فرنگیوں کے خلاف جہاد کرنے میں مدد مل سکے۔ اس طرح تمام مسلمانوں کا اتحاد ممکن ہو سکے گا۔

اس تجویز کی ابو الغازی نے مخالفت کی اس پر اسے گرفتار کر کے قید کر لیا گیا۔ اس حرکت پر ترکمانی فوج ناراض ہو گئی اور انہوں نے شہرینہ کے نزدیک جا کر رضوان کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ رضوان نے ابو الغازی کو نصیبین روانہ کیا۔ وہاں سے فوج اس کی امداد کو نکلی، لیکن ترکمانی فوج ان سے الگ ہو کر لوٹ مار کرنے لگی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رضوان نے فوراً حلب کی طرف واپسی کی۔

یہ خبر جکر مس کو ملنے لگی۔ جب کہ جنگ کا ارادہ کر رہا تھا، اس لیے سنجر روانہ ہو گیا۔

ابی کا انتقال

اس کو رضوان نے پیغام بھیجا کہ امداد کا وعدہ پورا کرے لیکن اس نے وعدہ پورا نہیں کیا، بلکہ اپنے ہم زلف ابی بن ارسلان کے پاس سنجر چلا گیا جہاں نصیبین میں تیر لگنے کی وجہ سے زخمی پڑا ہوا تھا۔

زخمی حالت میں ہی ابی اس کے استقبال کے لیے نکلا اور اپنے فعل پر معذرت پیش کی۔ جکر مس نے اسے معاف کر دیا اور اسے اس کے شہر کی جانب لوٹا دیا جہاں وہ انتقال کر گیا۔ اس کے ساتھی سنجر میں دو ماہ یعنی رمضان اور شوال میں رکے رہے۔ اس کے بعد ابی کا چچا نکل کر آیا اور اس نے جکر مس سے صلح کر لی۔ اس کے بعد اس نے موصل کی طرف واپسی کی۔

ابن ملعب کی سرکشی

خلف بن ملعب الکلابی حمص میں تھا جو تاج الدولہ ننش کے ماتحت تھا۔ اس لیے وہ مصر چلا گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ پھر اقامیہ کے حاکم نے مصر کے فاطمی حاکم کی اطاعت کا ارادہ کیا تو اس نے ابن ملعب کو وہاں بھیجا۔ اس نے اس علاقہ پر قبضہ کر کے فاطمی حکومت کے خلاف بغاوت کی اور جیسا کہ حمص میں اس کا طریقہ تھا۔ یہاں بھی اسی طرح رہتی سے کام کرنا شروع کر دیئے۔

ابن ملعب کا انجام

فرنگیوں نے جب سر میر پر قبضہ کر لیا تو وہاں کا حاکم اس کے پاس چلا گیا۔ وہ رافضی مسلک رکھتا تھا۔ اس نے کٹر شیعوں کے پیشوا ابن الطاہر الصانع سے خفیہ خط و کتابت شروع کر دی۔ وہ رضوان کے ساتھیوں میں سے تھا۔ قاضی نے اس کے ساتھ ابن ملعب کو اچانک قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اسے یہ بھی اطلاع پہنچ گئی، لیکن قاضی نے اس کی تردید کر کے اسے مطمئن کر دیا اور خفیہ طور پر ابن الصانع کے ذریعے لشکر تیار کیا جو ابن ملعب کے پاس پناہ لینے آئے تھے اور اسے اپنے گھوڑے اور ہتھیار دیتے تھے اور کفار کے خلاف جہاد کرنے میں اس کا ساتھ دیتے تھے اور اس نے انہیں اقامیہ کے مضافات میں ٹھہرایا ہوا تھا۔

ایک شب قاضی مذکور نے انہیں اور اہل سر میر کو لے کر رسیوں کے ذریعے انہیں شہر کے اندر اتار دیا اور اچانک حملہ کر کے ابن ملعب کو اس کے گھر کے اندر ہی قتل کر دیا اور اس کے ساتھ اس کے ایک بیٹے کو بھی مار دیا۔ اس کا دوسرا بیٹا بھاگ کر ابو الحسن حاکم شیرز کے پاس پناہ لینے میں کامیاب ہو گیا۔

پھر ابن الصانع حلب سے قاضی کے پاس آیا اور اسے نکل کر اقامیہ کا خود مختار حاکم بن بیٹھا، ابن ملعب کا ایک بیٹا طفرکین کے پاس بھی تھا جس کو اس نے ایک قلعہ کا محافظ مقرر کیا ہوا تھا، اس لیے وہ خطرے کا باعث تھا۔

فرنگیوں کا قبضہ

طفرکین نے جب اسے طلب کیا تو وہ فرنگیوں کے پاس بھاگ گیا اور انہیں اقامیہ فتح کرنے پر ابھارا، اس نے انہیں وہاں کے خفیہ مقامات سے مطلع کیا اور یہ بھی بتایا کہ وہاں کھلنے کی چیزیں تیار ہیں۔ لہذا فرنگیوں نے اس شہر کا محاصرہ ایک ماہ تک برقرار رکھا پھر انہوں نے اس شہر کو زبردستی اپنے قبضے میں لے لیا اور قاضی اور الصانع دونوں کو مار ڈالا یہ واقعہ ۴۹۹ھ میں پیش آیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الصانع کو ابن بدیع اور حاکم حلب سلطان ننش نے قتل کیا۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ کون سی بات درست ہے۔ اس کے بعد انطاکیہ کے فرنگی حاکم نے طویل محاصرہ کے بعد قلعہ الامارہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ مضیج اور بلس کے باشندے وہاں سے کوچ کر گئے اور ان دونوں شہروں کو خالی کر گئے۔

ٹیکس کی ادائیگی

فرنگی اب شام کے اہم علاقوں پر قابض ہو گئے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے شہروں اور قلعوں پر جزیہ (ٹیکس) مقرر کر دیا اور یہاں کے مسلمان حکام یہ ٹیکس انہیں ادا کرنے لگے۔ چنانچہ حلب کے حاکم رضوان پر تیس ہزار دینار کا ٹیکس مقرر ہوا۔ صور کے علاقے پر سات ہزار اور شیرز کے حاکم ابن منقذ پر چار ہزار دینار اور حماہ کے شہر پر دو ہزار دینار مقرر کیے گئے۔ یہ واقعہ ۵۰۵ھ میں پیش آیا۔

اہل بصری کی اطاعت

اس سے قبل بتایا جا چکا ہے کہ دقاق کے مرنے کے بعد اس کے بھائی تلتاش کے نام پر مساجد میں خطبہ پڑھا جانے لگا تھا لیکن وہ دمشق سے فرار ہو گیا تھا اور فرنگیوں سے مدد کا طالب ہوا تھا۔ ان تمام کاموں کا ذمہ دار بصری حاکم اسکین المملی تھا۔ لہذا طفرکین حاکم دمشق ۵۰۰ھ میں اس کی گوشالی کے لیے بصری پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں کے لوگوں نے فرنگی حملوں کے باعث کچھ مہلت مانگی اس لیے ۵۰۰ھ دمشق چلا گیا۔ جب مقررہ مدت ختم ہو گئی تو بصری کے باشندوں نے اطاعت قبول کی اور اس نے بھی ان کے ساتھ نیک برتاؤ کیا۔

فرنگیوں کی شکست

اس کے بعد ۵۰۲ھ میں طغرکین نے طبریہ پر چڑھائی کی۔ وہاں فرنگی حاکم بقتدوین کا بھانجا بھی پہنچا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ ابتداء میں مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ آخر کار طغرکین میدان میں اترا اور اس نے مسلمانوں کو جوش دلایا تو انہوں نے بھرپور حملہ کیا جس کے بعد فرنگیوں کو شکست ہوئی اور بقتدوین (فرنگی حاکم) کا بھانجا گرفتار ہو گیا۔ طغرکین نے اسے اسلام قبول کرنے کی پیش کش کی لیکن جب اس نے انکار کر دیا تو طغرکین نے اسے اپنے ہاتھ سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی قیدیوں کو بغداد بھیج دیا اس کے بعد طغرکین اور بقتدوین کے مابین چار برس کے بعد صلح ہوئی۔

غزہ پر قبضہ

طغرکین اسی سال ماہ شعبان میں غزہ کے قلعہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہ قلعہ طرابلس کے حاکم قاضی فخر الملک بن علی بن عمار کے ایک غلام کے قبضہ میں تھا جس نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا۔ فرنگیوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور وہاں غلہ پہنچنا بند ہو گیا تھا پھر اس نے دمشق کے حاکم طغرکین کو پیغام بھجوایا کہ وہ اس قلعہ کو بچانے میں اس کی مدد کرے لہذا پہلے اس نے اپنے ایک ساتھی اسرائیل کو وہاں بھیجا۔ اس نے جاتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مولیٰ ابن عمار کو اچانک مار دیا تاکہ اس کا حکمران ہو جائے۔

موسم سرما کی آمد کا طغرکین نے انتظار کیا۔ پھر وہ قلعہ کی جانب روانہ ہوا تاکہ وہ اس کی درست صورت حال معلوم کرے اس اثناء فرنگی حاکم اسردانی طرابلس کا محاصرہ کیے ہوا تھا۔ جب اس نے سنا کہ طغرکین آکر کے قلعہ کے نزدیک پہنچ گیا ہے تو تیز رفتاری کے ساتھ فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے پہنچ گیا اور اسے شکست دے دی اور اس کے لشکر کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا۔ یہاں سے طغرکین نے حمص کی راہ لی۔

غزہ کے مقام پر بھی فرنگی حاکم نے جنگ کی۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے غزہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور اسرائیل کو قید کر لیا اور اسے اپنے ایک قیدی کے بدلے میں واپس کیا جو دمشق میں سات برس سے قید تھا۔

رمسہ پر قبضہ

اس کے بعد طغرکین دمشق پہنچا وہاں پتہ چلا کہ فرنگی حاکم دمشق کے علاقہ کے ایک مقام رمسہ پر قابض ہو گیا ہے اور وہاں غلہ اور محافظ دستوں کا بندوبست کر رکھا ہے تاہم جب طغرکین کو یہ معلوم ہوا کہ وہاں کی محافظ فوجیں کمزور ہیں تو اس نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور وہاں کے فرنگیوں کو قیدی بنا لیا۔

اسلامی لشکر کی فتح

موصل کے حاکم مودود بن موئسین کو سلطان محمد بن ملک شاہ نے حکم دیا کہ وہ فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جائے کیونکہ بیت المقدس کے فرنگی حاکم نے دمشق پر ۵۰۶ھ میں مسلسل حملے شروع کر دیئے تھے اور طغرکین نے مودود سے بھی فوجی امداد طلب کی تھی۔ اس لیے اس نے تمام فوجوں کو جمع کیا اور ۵۰۹ھ میں فوج لے کر پیش قدمی کی۔ طغرکین کی فوجیں اس سے سہفہ کے مقام پر ملیں۔ دونوں فوجیں قدس کی جانب روانہ ہوئیں۔ جب وہ اردن کے علاقہ میں الخواتہ کے مقام پر پہنچے تو فرنگی حاکم بقتدوین لشکر لے کر دریائے اردن کے سامنے ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ اس کے ساتھ اس کا سپہ سالار جو سکین بھی تھا آخر کار ۵۱۰ھ کے ماہ محرم کی پندرہ تاریخ کو بحیرہ طبریہ کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں فرنگی لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور ان کے بہت سے افراد مارے گئے اور بہت سے بحیرہ طبریہ اور دریائے اردن میں ڈوب کر مر گئے۔

مودود کا انجام

پھر طرابلس اور انطاکیہ کے فرنگی لشکران کے مقابلے کے لیے آئے اور انہوں نے زبردست مقابلہ کیا انہوں نے طبریہ کے نزدیک ایک پہاڑ پر اپنا ڈیرہ جما دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا تھا لیکن جب طویل محاصرہ کے بعد وہ کامیابی سے مایوس ہو گئے تو اسلامی لشکر

فرنگیوں کے مفتوحہ علاقوں میں پھیل گیا اور انہیں تاخت و تاراج کر دیا۔ وہ مرج الصفر میں مقیم تھے۔ پھر موود نے حکم دیا کہ تمام فوجیں واپس آکر آرام کریں اور موسم سرما کے ختم ہونے پر دوبارہ حملہ کرنے کے لیے تیاری کریں۔

اسی دوران موود طغرکین کے پاس دمشق آگیا تاکہ اس درمیانی عرصہ میں صرف وہاں رہے۔ جب اس نے پہلا جمعہ وہاں پڑھا تو نماز کے بعد فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے اس پر نیزے سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ دن کے آخری حصہ میں انتقال کر گیا۔ اس کے قتل کا الزام طغرکین پر لگایا گیا۔ تاہم سلطان محمد نے اس کے بعد موصل کا حاکم آقسنقر برستی کو لگایا۔ اس نے قلعہ کیفا کے حاکم ایاز بن ابی الغازی اور اس کے باپ کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا۔

باہمی امداد کا معاہدہ

برستی کے مقابلے کے لیے بنو ارتق لشکر لے کر آئے اور اسے شکست دے کر ایاز کو اس کی قید سے آزاد کرالیا۔ اس کا والد ابو الغازی وہاں سے نکل کر دمشق کے حاکم طغرکین کے پاس پہنچ گیا اور وہاں پر قیام کیا۔ طغرکین سلطان محمد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے اس پر موود کے قتل کا الزام لگایا تھا اس لیے اس نے انطاکیہ کے حاکم کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور ان کے درمیان باہمی امداد کا معاہدہ ہو گیا۔

طغرکین کی روانگی

ابو الغازی نے دیار بکر کے علاقہ کا رخ کیا۔ وہاں اسے حمص کے حاکم قیرجان بن قراجا نے گرفتار کر لیا اور قید کر لیا جب طغرکین اس کو چھڑانے کے لیے آیا تو قیرجان نے حلفیہ اعلان کیا کہ اگر طغرکین اپنے ملک واپس نہیں جائے گا تو وہ اسے ضرور موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ یہ بغداد سے لشکر آنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ اسے آکر لے جائے لیکن اس کے پہنچنے میں دیر ہو گئی تو طغرکین وہاں سے روانہ ہو چکا تھا۔

جنگ کے لیے پیش قدمی

اس کے بعد سلطان محمد نے تمام فوجوں کو فرنگی عیسائیوں کے ساتھ جملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے حکم دیا کہ اس جنگ کا آغاز طغرکین اور ابو الغازی کے مقابلہ سے کیا جائے۔ چنانچہ وہ ۵۰۸ھ میں ماہ رمضان میں روانہ ہوئے۔ ان فوجوں کے ہراول دستے پر حاکم ہمدان برستی ابن برستی کی فوج تھی جب وہ حلب پہنچے تو انہوں نے اس کے افسر لئو الخادم اور ہراول دستے کے سردار شمس الخواص کو پیغام بھجوایا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں سلطان کے خطوط بھی پیش کیے۔ ان دونوں سرداروں نے طغرکین اور ابو الغازی کو بلایا چنانچہ جب وہاں پہنچے تو اہل حلب نے صلح کرنے سے انکار کر دیا اور مقابلہ کے لیے مستعد ہو گئے۔

اس صورت حال کو دیکھ کر (سلطانی لشکر کے سردار) برستی نے شرماتہ کی جانب چڑھائی کی جو طغرکین کا علاقہ تھا۔ اس پر اس نے بزور تیغ قبضہ کر لیا اور وہ تین روز تک وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

نا اتفاقی کا انجام

اس عرصے میں ابو الغازی، طغرکین اور شمس الخواص انطاکیہ پہنچے اور اس کے فرنگی عیسائی حاکم دجیل سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ پھر انہوں نے موسم سرما کے ختم ہونے تک صلح کر لی اور ابو الغازی، مار دین اور طغرکین دمشق واپس چلے گئے۔ (اس خانہ جنگی اور نا اتفاقی کا) نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور برستی اور اس کا بھائی زنگی شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔

اس کے بعد سلطان محمد بغداد آیا تو اس کے پاس طغرکین حاکم دمشق کا نائب بھی پہنچا اور اس نے سلطان سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اسے امدادی اور اسے اس کے شہر واپس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ ۵۰۹ھ میں پیش آیا۔

رضوان کا انتقال

حلب کے حاکم رضوان کا ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے دونوں بھائیوں ابوطالب اور بہرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ وہ اپنے مشکل کاموں میں فرقہ باطنیہ سے مدد حاصل کرتا تھا اور اس سے سازش کرتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے آزاد کردہ غلام نے

اس کے نو عمر بیٹے الپ ارسلان کے نام پر لوگوں سے بیعت حاصل کی۔ وہ ابھی کم سن بچہ تھا اور اس کی زبان میں لکنت تھی۔ اس وجہ سے اس کا لقب اخرس (گونگا) تھا۔ لئو لئو الحادوم اس وقت خود مختار حکمران تھا۔

ابن الطاہر الصانع کا قتل

حلب میں رضوان کے عہد میں فرقہ باطنیہ کے لوگ اس کثرت سے آباد ہو گئے تھے کہ ابن بدیع اور دیگر ارکان سلطنت ان سے خوفزدہ رہتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے الپ ارسلان نے ارکان سلطنت کو اجازت دے دی کہ وہ انہیں گرفتار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیشوا ابن الطاہر الصانع اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ جو باقی بچے وہ دوسرے مقامات کی طرف فرار ہو گئے۔

لئو لئو الحادوم کا انجام

قلعہ حلب پر لئو لئو الحادوم قابض ہو گیا تھا اور وہ اپنے آقا کے بیٹے الپ ارسلان ابن رضوان کا نائب بن گیا تھا۔ پھر وہ اس سے ناراض ہو گیا اور اسے قتل کر کے اس کے بھائی سلطان شاہ کو مسند سلطنت پر بٹھایا اور اسے اپنے ماتحت رکھا۔ جب ۵۱۱ھ کے سال کی ابتدا ہوئی تو وہ قلعہ جعفر کے حاکم سالم بن مالک سے ملاقات کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس موقع پر اس کے ترک غلاموں نے غداری کر کے اسے خرت برت کے مقام پر موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے خزانوں کو لوٹ لیا۔ تاہم اہل حلب نے ان کا مقابلہ کر کے ان سے خزانے واپس اپنے قبضے میں لے لیے۔

حسام الدین مرتاش کی جانشینی

اس کے بعد سلطان شاہ کا نائب شمس الخواص بار قیاس متعین ہوا۔ ایک ماہ کے بعد وہ بھی برطرف ہوا۔ اس کے بعد ابوالمعالی الملمی دمشق نائب مامور ہوا لیکن وہ بھی جلد برطرف کر دیا گیا اور اس کی دولت ضبط ہو گئی اس طرح حلب کا انتظام سلطنت خراب ہو گیا۔ ایسی حالت میں اہل حلب کو عیسائی فرنگیوں کے حملوں کا خطرہ پیدا ہوا تو انہوں نے ابو الغازی بن ارتق کو بلوا کر اپنا حاکم متعین کیا۔ اس وقت خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ اسے مال و دولت نہیں ملا تو اس نے سابق بادشاہ کے غلاموں کے مال و دولت کو ضبط کر کے ان کے ذریعے فرنگیوں سے ملک کو بچایا۔ پھر وہ ماردین چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرنے کے لیے واپس آئے گا اس لیے اپنے بیٹے حسام الدین مرتاش کو اپنا جانشین بنایا۔ اس کے بعد رضوان بن تنش کے خاندان کی بادشاہت حلب سے ختم ہو گئی۔

طغرکین کی پیش قدمی

بیت المقدس کا فرنگی حاکم بغدادیوں ۵۱۲ھ میں انتقال کر گیا اور اس کے بعد وہاں رہا کا وہ حاکم مامور ہوا جسے جکر مس نے قیدی بنا لیا تھا اور جاہلی نے اسے رہا کیا تھا۔ اس نے طغرکین کو مصالحت کا پیغام بھیجا لیکن وہ فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے صلح سے انکار کر دیا اور طبریہ پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ پھر اس نے عسقلان کے مقام پر مصر کے سپہ سالاروں سے ملاقات کی کیونکہ حاکم مصر نے طغرکین کے مشورے پر انہیں عمل کرنے کا حکم دیا تھا اس کے بعد اس نے دمشق واپسی اختیار کی۔

دوسری طرف فرنگیوں نے طغرکین کے ایک مقبوضہ قلعے پر حملہ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیے اور فرنگی اس قلعہ پر قابض ہو گئے اس کے بعد وہ اذرعہ کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں طغرکین نے اپنے بیٹے کو مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ دیکھ کر فرنگی اذرعہ سے ہٹ کر وہاں کے ایک پہاڑ پر چلے گئے بوری نے ان کا محاصرہ کیا جب اس کے پاس ابو طغرکین آیا تو انہوں نے اس سے خط و کتاب کی تاکہ وہ وہاں سے نکل جائیں لیکن اس نے انکار کیا کیونکہ اسے توقع نہیں تھی کہ اسے کامیابی ہوگی۔

فرنگیوں نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اپنی جان پر کھیل کر مسلمانوں پر زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست دے دی اور انہیں بہت نقصان پہنچایا۔ کچی کچی شکست خوردہ فوج نے دمشق کی راہ لی۔

اس واقعہ کے بعد طغرکین فوجی امداد حاصل کرنے کے لیے حلب ابو الغازی کے پاس گیا۔ اس نے فوجی امداد کا وعدہ کیا اور فوج جمع کرنے

کے لیے ماروین روانہ ہوا۔ طغرکین دمشق واپس آگیا لیکن اس سے قبل فرنگی فوج حلب کی جانب روانہ ہو چکی تھی۔

دمشق پر چڑھائی

فرنگیوں کے تمام حکام اور ان کی فوجیں ۵۲۰ھ میں جمع ہوئیں اور پھر وہ دمشق کی جانب روانہ ہوئیں۔ وہ مرج الصفر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ طغرکین نے دیار بکر کی ترکی فوجوں وغیرہ کو مدد کے لیے بلوایا اور فرنگیوں کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ اس نے اپنے بیٹے بوری کو دمشق میں اپنا جانشین متعین کیا اور خود فرنگیوں کے ساتھ سال کے آخر تک لڑتا رہا۔ زبردست جنگ ہوئی جس میں طغرکین اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جب طغرکین اور اس کی فوجیں پیچھے ہٹ کر دمشق کی جانب جانے لگیں تو فرنگیوں کی سوار فوج نے ان کا تعاقب کیا۔

میدان جنگ میں اس وقت ترکمانوں کی پیدل فوج باقی رہ گئی تھی جب فرنگیوں کی پیدل فوج ان کے مقابلہ کے لیے آئی تو ترکمانی پیدل فوج نے اپنی صفیں درست کیں اور فرنگیوں کی پیدل فوج پر بے جگری کے ساتھ زبردست حملہ کیا اور انہیں مار ڈالا اور اس کے فوجی خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے کامیاب ہو کر دمشق چلے آئے۔

فرنگی سواروں کی فوج جب ناکام ہو کر لوٹی تو انہوں نے اپنے خیمے خالی دیکھے۔ ان کا کیمپ لٹ چکا تھا اور ان کی پیدل فوج ختم ہو چکی تھی۔

تاج الدولہ بوری

ماہ صفر ۵۲۲ھ میں دمشق کے حاکم طغرکین کا انتقال ہو گیا۔ وہ تاج الدولہ تنش کا آزاد کردہ غلام تھا وہ نیک طبیعت، انصاف پسند اور مجاہد انسان تھا۔ اس کا لقب ظہیر الدین تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا تاج الدولہ بوری جو اس کا سب سے بڑا بیٹا اور ولی عہد تھا، حاکم دمشق ہوا۔ اس نے اپنے باپ کے وزیر ابو علی طاہر بن سعد المزوغانی کو برقرار رکھا۔

مزوغانی

مزوغانی رافضی اور اسماعیلی تھا۔ جب اسماعیلی فرقہ کا رہنما ابراہیم استر آبادی بغداد میں قتل کر دیا گیا تو اس کا بھتیجا بہرام شام چلا آیا تھا اس نے قلعہ بانیاس پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر وہ دمشق چلا گیا۔ وہاں اسماعیلی فرقہ کے خلیفہ کی حیثیت سے رہنے لگا اور اپنے مسلک کی جانب لوگوں کو دعوت دینے لگا اس کے بعد وہاں سے بھی چلا گیا اور بعلبک کے نزدیک پہاڑی قلعوں پر قبضہ کر کے وہاں اس نے اپنا مرکز بنایا تھا لیکن ضحاک نے اس پر قابو پایا اور اس نے بہرام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

دمشق میں مزوغانی نے ہی اپنا ایک خلیفہ مقرر کر لیا تھا جس کا نام ابو الوفاء تھا۔ اس کے پیروکاروں کی تعداد کافی ہو گئی اور اس کا اثر و نفوذ شہر میں کافی زیادہ ہو گیا تھا۔

حاکم دمشق بوری کو یہ خبر ملی کہ اس کے وزیر مزوغانی اور اسماعیلی فرقہ نے فرنگیوں کے ساتھ خط و کتابت کی ہے کہ وہ آکر دمشق پر قبضہ کر لیں لہذا اس نے اپنے وزیر مزوغانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرقہ اسماعیلیہ کے قتل عام کا حکم صادر کر دیا۔

فرنگیوں کی پیش قدمی

فرنگی حکام کو جب یہ اطلاع ملی تو بیت المقدس، انطاکیہ، طرابلس اور تمام علاقوں کے فرنگی اکٹھے ہوئے اور وہ تمام مل کر دمشق کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ تاج الملک بوری حاکم دمشق نے بھی عربوں اور ترکمانی فوجوں سے مدد طلب کی۔

۵۲۲ھ کے ماہ ذی القعدہ میں فرنگیں فوجیں آگئیں۔ انہوں نے اپنے فوجی دستے مختلف مقامات کی طرف لوٹ مار اور غارتگری کے لیے بھیجے۔ ان میں سے ایک فوجی دستہ خوارزم بھی روانہ کیا گیا تھا۔

دمشق کے حاکم تاج الدولہ بوری نے اپنے ایک حاکم شمس الخواص کی قیادت میں مسلمانوں کا لشکر فرنگی فوجوں کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور انہوں نے فرنگی لشکر کو کٹ کر رکھ دیا جب باقی فرنگی فوجوں کو اس بات کی خبر ملی تو اس کے

علاقے کو آگ لگا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے بھی ان کا تعاقب کیا اور جو غلے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا یا انہیں گرفتار کر لیا۔

دہیس کی گرفتاری اور رہائی

شام کے علاقہ میں صرخہ کے مقام کا ایک شخص حاکم تھا۔ اس کا ۵۲۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کا لشکر اس قلعہ پر قابض رہا۔ اسے یہ بتایا گیا تھا کہ اس قلعہ پر مکمل قبضہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس گرہ کے ہاں کسی ایک شخص کا نکاح کرا دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے دہیس کا نام پیش کیا گیا لہذا اسے بلوایا گیا۔

اس وقت دہیس بصری میں تھا اور جب سے وہ سبخر کے پاس سے واپس آیا تھا اس وقت سے سلطان کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اسے جب بلوایا گیا تو اس نے اپنے ساتھ چند رہبروں کو لیا اور صرخہ کی جانب روانہ ہوا اس کو راستہ بتانے والے خود بھٹک گئے اور دمشق کے آس پاس بھٹکتے ہوئے غوطہ دمشق کے مشرقی حصے میں بنو کلاب کی بستی میں پہنچ گئے۔ وہ اسے تاج الملک کے پاس لے گئے اس نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے عماد الدین زندگی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھ چند افراد بھی قیدی تھے۔ ان تمام کو عماد الدین زندگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ تاج الملک بوری کو اس کی جان کا خطرہ تھا۔

عماد الدین زندگی کے پاس جب وہ پہنچا تو اس کے خدشے کے برخلاف عماد الدین زندگی نے اس کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور اس کی ساری ضروریات کو پورا کیا۔ خلیفہ مسترشد بھی اس کی تلاش میں تھا۔ زندگی نے اسے بھی اس کے متعلق سفارشی خط لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دہیس رہا کر دیا گیا

بوری کا انتقال

حاکم دمشق تاج الملک بوری پر فرقہ باطنیہ کی ایک جماعت نے ۵۲۵ھ میں حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تھا۔ اس کا زخم پہلے تو مندمل ہو گیا تھا لیکن آخر کار وہ اس سے جانبر نہیں ہو سکا اور وہ اپنی حکومت کے ساڑھے چار سال مکمل کر کے ماہ رجب ۵۲۶ھ میں جاں بحق ہو گیا۔

شمس الملوک اسماعیل

اس کا بیٹا اور ولی عہد شمس الملوک اسماعیل اس کے بعد حاکم دمشق ہوا۔ اس نے شہر بعلبک اور اس کے گرد و نواح کے علاقے پر اپنے دوسرے بیٹے شمس الدولہ کو حاکم مقرر کیا تھا۔ اس کی سلطنت کے امور کا انتظام حاجب یوسف بن فیروز کو تو وال دمشق کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ اس نے رعایا کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔

تاج الملوک بوری کا بیٹا شمس الملوک اسماعیل دمشق کا حاکم ہوا اور اس کا بھائی محمد بعلبک گیا تو شمس الملوک لشکر لے کر بعلبک پہنچا اور اس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کر لیا اور اس کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ محمد نے قلعہ میں پناہ لی اور اپنے بھائی سے اس نے درخواست کی کہ اسے وہیں رہنے دیا جائے۔ اس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور دمشق کی راہ لی۔

شمس الملوک کی پیش قدمی

اس کے بعد بادشاہ کی جانب روانہ ہوا جو فرنگیوں کے ماتحت تھا۔ انہوں نے صلح کی شرائط سے انحراف کیا تھا اور وہ دمشق کے تاجروں کی ایک جماعت کو پکڑ کر لے گئے تھے۔ وہاں ماہ صفر ۵۲۷ھ میں پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ اس نے اس مقام کی فصیلوں میں نقب زنی کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور ان فرنگیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جو وہاں تھے۔ شکست خوردہ فوج نے قلعہ میں پناہ لی پھر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور قلعہ فتح ہو گیا اور اس نے دمشق کی راہ لی۔

اس کے بعد اسے یہ خبر ملی کہ خلیفہ مسترشد موصل کی جانب روانہ ہو گیا ہے، ایسی حالت میں اس نے حماہ کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان المبارک کے آخر میں روانہ ہوا اور عید الفطر کے دوسرے روز پہنچ گیا۔ وہاں کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد وہ قلعہ شیرز کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں کا حاکم بنو منقذ کے خاندان سے تھا۔ شمس الملوک نے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس کے حاکم نے مال دے کر اپنی خلاصی کروائی اور وہ دمشق چلا آیا۔ یہ واقعہ اسی سال کے ماہ ذوالقعدہ میں پیش آیا۔

اس کے بعد وہ ماہ محرم ۵۲۸ھ میں حصن شفیق کی جانب روانہ ہوا۔ یہ قلعہ بیروت اور صیدا کے نزدیک ایک پہاڑ پر واقع تھا۔ یہ قلعہ ضحاک بن جندل رئیس وادی الیم کے ماتحت تھا۔ اس نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا اور اس قلعہ کو مسلمانوں اور فرنگیوں دونوں کے حملوں سے محفوظ کر رکھا تھا۔ جب کبھی ان دونوں میں سے کوئی گروہ اس پر حملہ کرتا تھا تو وہ دوسرے گروہ کی مدد سے اس کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ لیکن شمس الملوک نے پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ بات فرنگیوں کو بڑی ناگوار گزری اس لیے انہوں نے حوران کی جانب فوج کشی کی اور اس کے گرد و نواح میں تباہی پھیلا دی۔ شمس الملوک نے یہ رنگ دیکھ کر فوجوں کو جمع کیا اور ترکمانی فوجوں سے بھی کمک حاصل کی۔ اس کے بعد وہ ان کے مقابلہ کے لیے پہنچ گیا۔ وہاں وہ صف آراء ہو کر خشکی کی جانب نکل گیا اور طبریہ اور عکا کے گرد و نواح کو (جہاں فرنگی فوجیں تھیں) تاخت و تاراج کر دیا۔

ان فوجی مہموں میں اس کی فوجوں کو بہت سامان غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ جب ان نقصانات کی اطلاع فرنگی فوجوں کو جو حوران میں تھیں ملی تو وہ اپنے شہروں کی جانب بھاگ گئیں اور اس نے دمشق کی راہ لی۔ ایسی حالت میں فرنگی فوجوں نے تجدید صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

شمس الملوک کا انجام

شمس الملوک بدکردار اور ظالم و جابر حکمران تھا وہ اپنے اہل و عیال اور ساتھیوں سے بھی برا سلوک کرتا تھا اس لیے یہاں تک کہ اس کے جد امجد کے ایک غلام نے ۵۲۷ھ میں اسے قتل کرنے کے لیے تلوار لے کر کھڑا تھا لیکن اسے فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ جب اسے زد و کوب کیا گیا تو اس نے اقرار کیا کہ ایک جماعت نے اس کے ساتھ مل کر (قتل کرنے کی) ساز باز کی تھی۔

ان تمام سازشیوں کو شمس الملوک نے موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی سونج کو بھی قتل کر دیا۔ اس کی یہ حرکت لوگوں کو ناگوار گزری اس کے ساتھ ساتھ اس کے بارے میں یہ افواہ بھی اڑائی گئی کہ وہ عماد الدین زنگی کے ساتھ خط و کتابت کر رہا ہے تاکہ وہ دمشق پر قبضہ کرے۔ نیز وہ اسے اس بات پر بھی ابھار رہا ہے کہ وہ جلد وہاں پہنچ جائے۔ ایسا نہ ہو کہ فرنگی فوجیں اس شہر پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی نے اس مقصد کے لیے روانگی اختیار کر لی۔

لوگوں نے جب اس افواہ کو درست قرار دیا تو شمس الملوک کے باپ کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اس کی شکایت جا کر اس کی ماں سے کی۔ اس کی ماں کو بھی اس بات کا خدشہ ہوا۔ اس لیے اس نے اس کے غلاموں کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اسے ماہ ربیع الآخر ۵۲۹ھ میں موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ماں پر حاجب یوسف بن فیروز سے تعلقات رکھنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ لہذا شمس الملوک نے اپنی ماں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن یوسف تو فرار ہو گیا اور اس کی ماں نے اسے قتل کر دیا۔

شہاب الدین محمود

اس کا بھائی شہاب الدین محمود اس کے قتل کے بعد دمشق کا حاکم ہوا۔ عماد الدین زنگی اس کے قتل کے بعد دمشق پہنچا۔ اس نے میدان حصار کی جانب سے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن اہل دمشق نے اس کی مدافعت کے لیے زبردست کوشش کی اور اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں اس کے جد امجد طغرکین کے غلام معین الدین انز نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اور شرکی مدافعت اور محاصرہ کا مقابلہ بڑی بے جگری کے ساتھ کیا۔

خليفة المسنر شد کا قاصد ابو بکر بن ہتر الجزری عماد الدین زنگی کے پاس پہنچا جو یہ پیغام لے کر آیا تھا کہ وہ حاکم دمشق شہاب الدین محمود کے ساتھ مصالحت کر لے۔ چنانچہ اس نے مصالحت کر کے سال کے نصف حصے میں دمشق سے واپسی اختیار کی۔

شمس کا علاقہ قیرجان بن قراجا اور اس کی اولاد اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کے قبضے میں تھا لیکن عماد الدین زنگی نے مطالبہ کیا کہ وہ یہ

علاقہ اس کے حوالے کر دیں۔ جب اس نے انہیں بہت تنگ کرنا شروع کیا تو انہوں نے حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو یہ لکھا کہ وہ اس علاقے پر قبضہ کر لے ورنہ اس کے عوض میں انہیں تدمر کا علاقہ دے دے۔

ان کی یہ بات اس نے مان لی اور وہاں ۵۳۰ھ میں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت اپنے دادا کے غلام 'معین الدین انز کے حوالے کر دی (جس نے دمشق کے محاصرہ میں سب سے زیادہ دلیرانہ کارنامے انجام دیئے تھے) اس نے ان کے ساتھ وہاں ایک محافظ فوج بھی تعینات کی اور خود دمشق کی راہ لی۔

یوسف کا انجام

حاجب یوسف بن فیروز تدمر فرار ہو گیا تھا غلاموں اور ارکان سلطنت کی ایک جماعت اس سے خفا تھی کیونکہ بادشاہ کے بھائی سونج کے قتل میں وہ شریک خیال کیا جاتا تھا۔

اس نے جب دمشق آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ تاہم یوسف نے نرمی سے انہیں رضامند اور مطمئن کرنے کی کوشش کی اور اس نے قسم کھائی کہ وہ سلطنت کے کسی کام میں حصہ نہ لے گا۔

لیکن وہ جب دمشق آگیا تو اس نے پہلی جیسی حرکتیں کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے مخالفین نے اس پر حملہ کر کے اسے مار دیا اس کے بعد دمشق سے فرار ہو کر بیرونی علاقے میں قیام پذیر ہو گئے۔

ان کا جب پیچھا کیا گیا تو وہ شمس الدولہ محمد بن تلج الملوک کے پاس بعلبک چلے گئے وہاں سے وہ فوجیں دمشق کی جانب بھیجتے تھے جو اس کے گرد و نواح میں ہنگامہ آرائی کرتی تھیں۔

مجبوراً تنگ آ کر جب شہاب الدین محمود حاکم دمشق نے ان کے تمام مطالبات منظور کر لیے تو وہ دمشق کے بیرونی علاقے میں پہنچے۔ وہاں سے شہاب الدین محمود حلیہ معاہدہ کرنے کے بعد انہیں دمشق میں لے آیا اور ان کے بزرگ مرداش کو سپہ سالار بنا دیا اور اسے اپنی سلطنت کے سیاہ و سفید کا کلی اختیار دے دیا۔

حمص پر حملہ

اس کے بعد ماہ شعبان ۵۳۱ھ میں عماد الدین زنگی نے حمص کی جانب کوچ کیا اور ہر اول فوج پر اپنے حاجب صلاح الدین باغیسیانی کو جو اس کا سب سے بڑا حاکم تھا، مامور کیا۔ اس نے حمص کے حاکم معین الدین انز کو مشورہ دیا کہ ہتھیار ڈال دے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

اس پر شہر کا محاصرہ کیا گیا جس کا بے جگری سے مقابلہ کیا گیا اور وہ اس سال ماہ شوال کے آخر میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد وہ ۵۳۲ھ میں بعلبک کے نزدیک پہنچا تو حاکم دمشق کے ایک قلعہ الحوالی کے باشندوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ پھر وہاں سے دوبارہ حمص پہنچا اور اس کو محاصرے میں لے لیا۔

شاہ روم کی چڑھائی

اس دوران شاہ روم حلب پہنچا اس نے فرنگی فوجوں کو بلوا کر بہت سے (مسلمانوں کے) قلعوں پر قبضہ کر لیا جن میں عین زربہ اور تل حمدون کے قلعے بھی شامل تھے۔ اس نے انطاکیہ کو بھی محاصرہ میں لیا تھا پھر شاہ روم نے واپسی اختیار کر لی تھی۔

زنگی کا عقد

شام روم کے حملوں کے دوران عماد الدین زنگی نے حمص سے محاصرہ اٹھالیا تھا لیکن جب شاہ روم واپس چلا گیا تو اس نے دوبارہ جنگ کا آغاز کر دیا اس دوران اس نے حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس سے اپنی والدہ مرد خاتون بنت جادلی کا عقد کرا دے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اس بہانے سے دمشق پر قبضہ کر سکے گا۔ شہاب الدین محمود نے اپنی ماں کا عقد عماد الدین زنگی سے کرا دیا لیکن

دمشق پر قبضہ کرنے کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ البتہ حمص اور اس کا قلعہ اس کے حوالے کر دیا گیا اور مرد خاتون کو ماہ رمضان میں اسی سال اس کے پاس بھیج دیا گیا۔

شہاب الدین کا انجام

حاکم دمشق شہاب الدین محمود کو اس کی خواب گاہ میں ماہ شوال ۵۳۳ھ میں اس کے تین آزاد کردہ غلاموں نے اچانک موت کے گھاٹ اتار دیا اور فرار ہو گئے۔ ان میں سے ایک بھاگ نکلا اور باقی دو کو گرفتار کر لیا گیا۔

معین الدین انز نے اس کے قتل کے بعد اس کے بھائی جمال الدین بن بوری کو جو بعلبک کا حاکم تھا، یہ اطلاع پہنچائی۔ انتہائی تیزی کے ساتھ اپنی فوج اور ارکان سلطنت کو لے کر دمشق پہنچا اور وہاں کا حاکم بن گیا۔ اس نے بعلبک کی حکومت اور اس کا انتظام سلطنت اپنے جد امجد کے آزاد کردہ غلام معین الدین انز کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اس کے تمام امور سلطنت ٹھیک ہو گئے۔

زنگی کی پیش قدمی

جب شہاب الدین محمود کے قتل کی اطلاع اس کی والدہ خاتون کو حلب میں ملی تو وہ بڑی پریشان ہوئی۔ اس کی ماں نے زنگی کو اس کے بیٹے کا انتقام لینے پر اکسایا۔

یہ اطلاع سن کر عماد الدین زنگی دمشق کی جانب روانہ ہوا اور دمشق کا محاصرہ کرنے کی تیاری کی اس کے بعد بعلبک کی جانب روانہ ہوا جہاں کا حاکم معین الدین انز تھا۔ اس سے قبل عماد الدین زنگی نے خفیہ طور پر اس کی جانب مل و دولت بھیجی تھی تاکہ دمشق پر اسے قبضہ دلا دے لیکن اس نے یہ کام نہ کیا۔

اس کے بعد وہ اس کے شہر بعلبک آیا اور وہاں زور دار جنگ شروع کر دی اور اس کے خلاف منجنیقیں نصب کر دیں تاکہ شہر والے ہتھیار ڈال دیں۔ آخر کار اس نے ۵۳۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت بھی ایک فوجی دستہ قلعہ میں محصور رہا لیکن تنگ آ کر انہوں نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔ ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس نے وہاں کے دوسرے باشندوں کو بھی ہراساں کیا۔

اس کے بعد اس نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کے حاکم کو پیغام دیا کہ وہ شہر اس کے سپرد کر دے اور وہاں کی حکومت سے دستبردار ہو جائے لیکن وہ اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوا۔ زنگی نے اس کے بدلے میں دوسرے مقام کی حکومت دینے کا بھی وعدہ کیا لیکن وہ اس پر بھی رضامند نہ ہوا۔

چنانچہ خود فوج لے کر آگے بڑھا اور داریا کے مقام پر اس نے پڑاؤ ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۵ ربیع الاول ۵۳۳ھ میں پیش آیا۔ دمشق کی تمام فوجیں اس کے مقابلے کے لیے باہر نکلیں تو زنگی کو ان پر فتح نصیب ہوئی۔ اور انہیں شکست دے کر وہ عہد گاہ کی جانب بڑھ گیا اور وہاں بھی دوبارہ جنگ کر کے شام کی فوجوں کو پھر شکست دی۔ پھر اس نے دس روز کے لیے جنگ بند کر دی اور فریقین کے مابین قاصد اور ایلچی یہ پیغام لے کر دوڑتے رہے کہ حاکم دمشق کو اس شہر کے بدلے میں بعلبک یا حمص یا وہ علاقے جو پسند کرے دے دیا جائے گا۔

حاکم دمشق کے ساتھیوں نے اسے یہ شرط قبول کرنے سے روک دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زنگی نے دوبارہ جنگ کا آغاز کر دیا اور شہر کا محاصرہ شدید کر دیا گیا۔

عماد الدین زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مصالحت کے لیے بات چیت ہو رہی تھی کہ جمال الدین محمد بن بوری حاکم دمشق ۴ شعبان المبارک ۵۳۳ھ میں وفات پا گیا۔ زنگی نے یہ خیال کیا کہ اب دمشق کے حکام و امراء کے مابین اختلاف پیدا ہو جائے گا اس لیے اس نے جنگ اور محاصرہ میں شدت مزید سخت کر دی۔

فرنگیوں سے ساز باز

لیکن دمشق کے حکام نے حوصلہ نہیں ہارا انہوں نے جمال الدین محمد کے بعد اس کے بیٹے مجید الدین انز کو متفقہ طور پر حاکم بنایا اس کا سرپرست معین الدین انز کو بنالیا اور وہی امور سلطنت کا مختار کل اور منتظم اعلیٰ تھا۔

معین الدین انز نے فرنگی فوجوں سے زنگی کے خلاف جنگ میں مدد مانگی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ فوجی امداد کے صلے میں دشمن کے علاقہ قاشاش کا محاصرہ کرے گا اور اسے فتح کرنے کے بعد فرنگیوں کے حوالے کر دے گا۔ فرنگیوں نے اس کی بات مان لی کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ

اگر عماد الدین زنگی نے دمشق فتح کر لیا تو وہ ان پر بھی حملہ کر دے گا۔

جب اس سازباز کا علم عماد الدین زنگی کو ہوا تو اس سے پیشتر کہ فرنگی فوجیں دمشق کی فوجوں کی مدد کو پہنچیں۔ خود لشکر لے کر فرنگیوں کی جانب روانہ ہو گیا اور حوران کے علاقے میں اسی سال کے ماہ رمضان میں اس نے پڑاؤ ڈالا۔ فرنگی فوجوں کو اس کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی وہ اپنے شہروں سے باہر نہیں نکلیں۔ اس لیے زنگی رمضان کے بعد ماہ شوال میں دمشق کا محاصرہ کرنے کے لیے چل دیا۔ اس نے دمشق کے مضافات میں مرج اور غوطہ کے دیہات کو آگ لگا دی پھر وہ اپنے شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔

قاشاش پر قبضہ

اس کے چلے جانے کے بعد اس کی فوجیں دمشق پہنچ گئیں اور معین الدین انز (اپنا وعدہ پورا کرنے کی غرض سے) زنگی کے علاقہ قاشاش کو فتح کرنے کے لیے ان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس نے اسے فرنگیوں کے حوالہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

قاشاش کے حاکم نے شہر صور پر حملہ کیا تھا واپسی پر اس کی لڑائی انطاکیہ کے حاکم سے ہوئی جو فوج لے کر اپنے ساتھی حاکم دمشق کو فوجی کمک پہنچانے کے لیے دمشق جا رہا تھا (لہذا دونوں میں جنگ ہوئی) اور حاکم انطاکیہ قاشاش اور اس کے ساتھ کی فوجیں تہ تیغ ہوئیں اور جو باقی بچ گئیں انہوں نے قاشاش کی جانب فرار ہو کر پناہ حاصل کی۔

پھر وہاں معین الدین انز لشکر لے کر پہنچا۔ اس نے اسے فتح کر کے فرنگی فوجوں کو دے دیا۔

زنگی کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے دمشق کی جانب پیش قدمی کی۔ اس نے اپنی فوج کے مختلف حصے حوران اور دمشق کے مضافات پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیے اور خود صحر سورے دمشق پہنچ کر اس نے وہاں اچانک حملہ کر دیا، دمشق کی فوجیں اس کے مقابلہ کے لیے نکلیں۔ اس نے تمام دن جنگ کی۔ پھر مرج راہط کی جانب ہٹ گیا اور وہاں اپنے فوجی دستوں کا انتظار کرنے لگا چنانچہ وہ ساری فوجیں بہت سامان غنیمت لے کر اس کے پاس پہنچیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے شہر کی جانب واپسی اختیار کی۔

فرنگیوں کی کامیابی

فرنگی فوجوں نے جب شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کیا تو یورپ کے ہر ملک کے لوگ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کے لیے پہنچنے لگے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ لوگ اپنے دشمن کے مقابلے میں تباہ ہیں۔

چنانچہ ۵۴۳ھ میں جرمنی کے شہنشاہ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ اسلامی ممالک کا رخ کیا۔ اس کی فوج کی تعداد کافی زیادہ تھی اس کے علاوہ ساز و سامان اور مال و دولت بھی بہت زیادہ تھا۔ اس لیے ان کی فتح کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔

جب یہ عظیم لشکر شام پہنچا تو وہاں کی ساری فرنگی فوجیں ان کے ساتھ شامل ہو گئیں اور شہنشاہ کے حکم کا انتظار کرنے لگیں۔ اس نے تمام فرنگی فوجوں کو حکم دیا کہ دمشق کی جانب پیش قدمی کریں۔ لہذا وہ ۵۴۳ھ میں دمشق پہنچ گئیں اور اس شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔

معین الدین انز بڑی بے جگری کے ساتھ ان فرنگی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا آخر کار ۱۲ ربیع الاول ۵۴۳ھ کو زبردست جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے انتہائی ثابت قدمی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ تاہم انہیں کافی جنگی نقصان ہوا۔

اسی جنگ کے دوران مشہور عالم و زاہد حجتہ الدین یوسف العندلاد المغربی نے جام شہادت نوش کیا۔ معین الدین انز نے ان سے درخواست کی تھی کہ اپنی ضعیفی کے باعث واپس چلے جائیں لیکن انہوں نے فرمایا:

”میں نے (اپنی جان) بیچ دی ہے اور اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے خرید لیا ہے اس لیے میں یہ سودا واپس نہیں کروں گا اور نہ وہ اسے واپس لے گا۔“

ان کا اشارہ قرآنی آیت کی جانب تھا۔ جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ ا۔

چنانچہ یہ جنگ کے لیے آگے بڑھے اور دمشق سے نصف فرسخ پر اسرت کے مقام پر جام شہادت نوش کیا۔ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئی۔ جس سے فرنگی فوجوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور شہنشاہ جرمنی اخضر تک آ گیا۔

۱۔ وہ آیت کریمہ یہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَّيْسَ لَهُمُ الْجَنَّةُ (پارہ ۱۱، سورہ توبہ)۔ مترجم

عماد الدین زنگی کا انتقال

اس سے قبل موصل کے حاکم عماد الدین زنگی کی ۵۴۱ھ میں وفات ہو گئی تھی اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین غازی موصل کا حاکم بنا اور دوسرا بیٹا نور الدین محمود حلب کا حاکم بنا۔

مسلمانوں کا اتحاد

موصل کے حاکم سیف الدین غازی سے معین الدین انز نے فوجی امداد مانگی۔ لہذا وہ اپنے بھائی نور الدین کے ساتھ فوج لے کر روانہ ہوا۔ جب حمص کے شہر کے نزدیک پہنچا تو فرنگیوں کو جنگ کا الٹی میٹم بھیجا۔ چنانچہ وہ اس کے ساتھ بھی جنگ کرنے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ان کا جنگی ساز و سامان اور غذا و حصوں میں تقسیم ہونا شروع ہو گئی۔

اس دوران معین الدین انز نے بھی جرمن فوجوں کو پیغام بھیجا کہ وہ یہ شہر شاہ مشرق یعنی حاکم موصل کے حوالے کر دیں۔ اس نے شام میں مقیم فرنگی فوجوں کو بھی ایک پیغام بھیجا جس میں انہیں متنبہ کیا گیا تھا کہ جب شہنشاہ جرمنی دمشق فتح کر لے گا تو ■ اس کے ساتھ شام میں نہیں رہ سکیں گے۔ اس نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا کہ (اگر وہ واپس چلے جائیں گے) تو وہ قاشاش کا قلعہ ان کے حوالے کر دے گا۔ (اس پیغام کے بعد) ■ جرمنی کے شہنشاہ کے پاس گئے اور اسے حاکم موصل کے خطرے سے مطلع کیا اور کہا کہ وہ دمشق پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

چنانچہ (شاہ جرمنی) اس شہر سے روانہ ہوا اور معین الدین انز نے حسب وعدہ قاشاش کا قلعہ ان کے سپرد کر دیا جرمنی کا شہنشاہ سمندر پار انتہائی شمال مغرب میں اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔

معین الدین انز جرمن فوجوں کے محاصرہ دمشق کے ایک سال بعد ۵۴۴ھ میں انتقال کر گیا۔ وہ سلطنت انق کا قابل ترین سیاست دان تھا۔

عسقلان پر قبضہ

۵۴۴ھ میں موصل کا حاکم سیف الدین غازی انتقال کر گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین حاکم بنا اور نور الدین محمود حلب اور اس کے مضافات کا حاکم قائم رہا۔

دمشق کو فتح کر کے نور الدین محمود فرنگیوں سے جملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس دوران یہ اتفاق پیش آیا کہ فرنگی فوجوں نے فاطمی خلفاء کے قبضہ سے عسقلان کا علاقہ چھین لیا کیونکہ وہ بہت کمزور ہو گئے تھے۔ یہ واقعہ ۵۴۸ھ میں ہوا۔

فرنگیوں کی من مانی

نور الدین محمود عسقلان کے علاقہ کو ان سے واپس نہیں لے سکتا تھا کیونکہ اس کے درمیان میں دمشق حائل تھا پھر ان فرنگی فوجوں کی ہمت اس قدر بڑھ گئی کہ ■ عسقلان کو فتح کرنے کے بعد دمشق کو فتح کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ اہل دمشق انہیں ٹیکس ادا کرتے تھے اور وہ یہ ٹیکس وصول کرنے کے لیے اس علاقے میں آتے تھے اور اپنی من مانی کارروائیاں کرتے تھے۔ وہیں جو فرنگی قیدی اپنے وطن جانا چاہتے تھے اسے رہا کر لیتے تھے۔

نور الدین کی حکمت عملی

ان حالات کے باعث نور الدین محمود کو فرنگیوں سے زبردست خطرہ محسوس ہوا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ اگر ■ دمشق پر حملہ کرے گا تو حاکم دمشق فرنگیوں سے ضرور امداد طلب کرے گا۔ اس لیے اس نے حاکم دمشق مجید الدین سے خط و کتابت کی اور تحائف بھیج کر اسے اپنے اعتماد میں لیا۔ اس نے سیاست سے کام لیا۔ اس نے اسے ان امراء و حکام کے خلاف ایک ایک کر کے بھڑکانا شروع کیا جو اس کی قوت مدافعت کا ذریعہ تھے وہ اسے تحریر کرتا تھا کہ فلاں شخص نے اسے لکھا کہ وہ دمشق اسے دینے کے لیے تیار ہے۔

مجید الدین حاکم دمشق کو جب اس کے ذریعے کسی ایسے شخص کی ساز باز کا علم ہوتا تھا تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا ایسا آخری

فخض عطاء بن حافظ السیاحی القادسی تھا۔ نور الدین محمود کی مخالفت میں بہت سخت تھا۔ تاہم جب مجید الدین کو اس کے بارے میں بھی اسی قسم کی سازش کی خبر دی گئی تو اس نے اسے گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

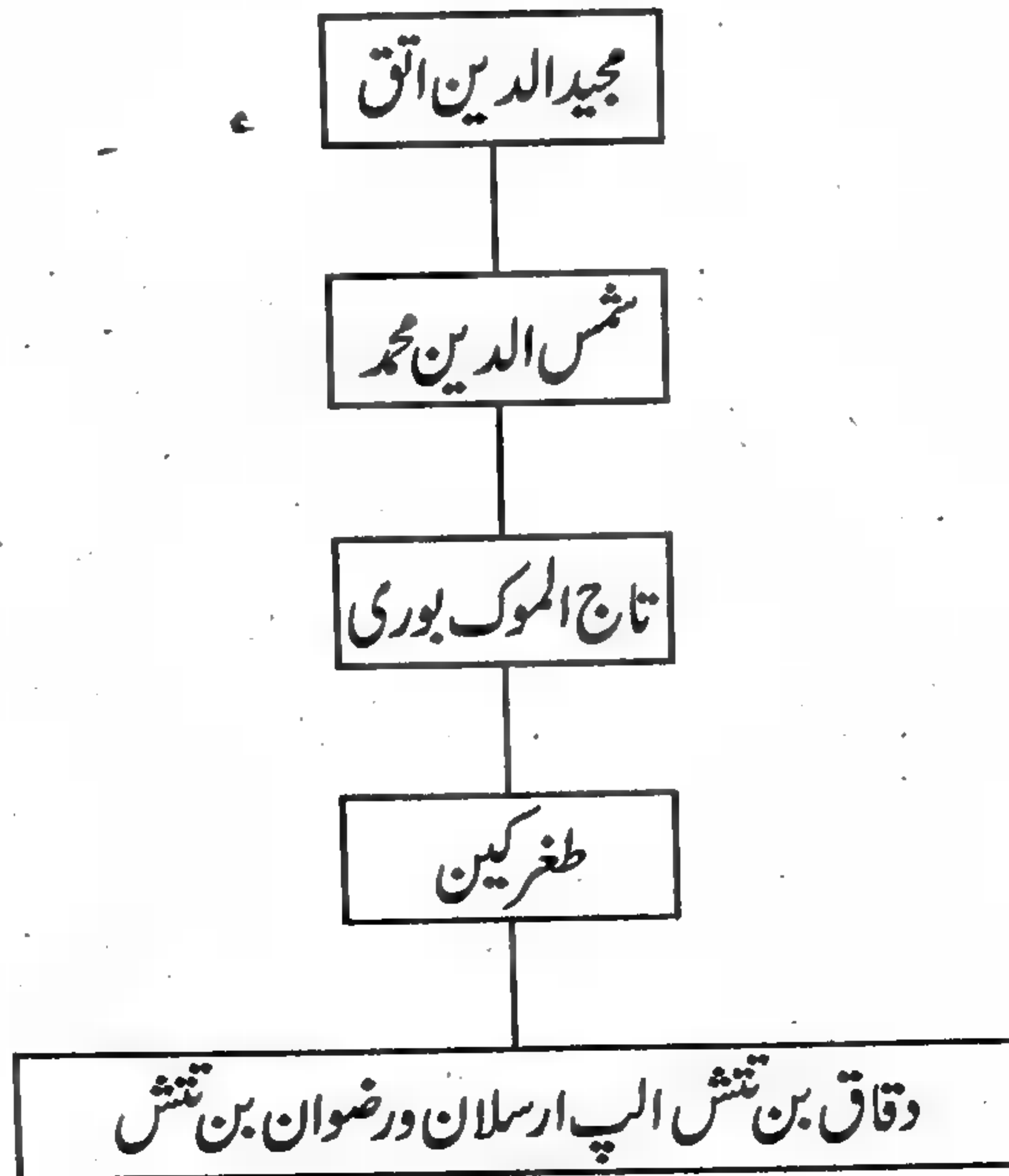
اس دوران نور الدین نے دمشق کے نوجوان طبقہ سے خط و کتابت کر کے اسے اپنی جانب مائل کر لیا تھا اور انہوں نے اس کی حمایت کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ لہذا اب نور الدین دمشق کی جانب روانہ ہوا مجید الدین حاکم دمشق نے فرنگیوں سے فوجی امداد مانگی اور اس کے بدلے میں بعلبک شہر کے سپرد کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ وہ اپنی منتشر فوج کو اکٹھا کرنے لگے لیکن ان سے قبل نور الدین دمشق پہنچ گیا۔ اس موقع پر ان نوجوانوں نے بغاوت کر دی جس کی اس سے خط و کتابت تھی۔ انہوں نے شہر کا مشرقی دروازہ کھول دیا۔ جہاں سے نور الدین داخل ہو گیا اور اس کا دمشق پر قبضہ ہو گیا۔

سلطنت تنش کا خاتمہ

دمشق کے حاکم مجید الدین نے قلعہ میں پناہ لی نور الدین نے بذریعہ خط و کتابت اسے حمص کا شہر اس کے عوض میں حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ وہاں چلا گیا لیکن اس کے بعد اس نے حمص کی بجائے ہلس کا علاقہ دینا چاہا وہ اس پر راضی نہ ہوا اور بغداد چلا گیا۔ جہاں اس نے نظامیہ کے نزدیک گھر تعمیر کروایا اور وہیں اس کا انتقال ہو گیا

دمشق اور اس کے مضافات پر نور الدین محمود زنگی کا قبضہ ہو گیا اور اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس طرح شام و ایران سے خاندان تنش کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اصل باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

خاندان تنش کا شجرہ



باب ۲

سلجوقی سلطنت قونیہ میں

ظلمش اس خاندان کا بانی تھا۔ اس کے نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے کچھ کا کہنا ہے کہ وہ ظلمش بن بیقو تھا۔ مورخ ابن الاثیر ایک جگہ لکھتا ہے کہ ظلمش طفیل بیک کا چچا زاد بھائی تھا اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ ظلمش بن اسرائیل سلجوقی خاندان سے تھا۔ اسلامی ممالک میں حکومت کی تلاش کے سلسلہ میں جب سلجوقی امراء منتشر ہو گئے تو ظلمش رومی علاقے میں داخل ہوا اور قونیہ، اقصا اور اس کے گرد و نواح کے علاقے پر قابض ہو گیا۔

سلطان طفیل بیک نے اسے فوج دے کر حاکم موصل قریش بن بدران کے ساتھ روانہ کیا تھا ماکہ وہ دبیں بن مزید کو گرفتار کر سکے جس نے حلب میں فاطمی سلطنت کی اطاعت کا اظہار کیا تھا لیکن دبیں اور بسامیری نے انہیں شکست سے ہمکنار کیا۔ طفیل بیک کے بعد جب سلطان الپ ارسلان مسند نشین ہوا تو ظلمش نے سلطان کے خلاف بغاوت کی اور رے پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔

۴۵۶ھ میں الپ ارسلان نے اس سے جنگ کی اور ظلمش کو اس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ مارا گیا۔ اس کی لاش مقتولوں کی لاشوں کے درمیان سے ملی۔ الپ ارسلان کو اس کی موت کا بہت صدمہ ہوا اور اس نے اس کا سوگ منایا۔

سلیمان کی کامیابی

پھر اس کا بیٹا سلیمان اس کے مقبوضہ علاقوں یعنی قونیہ، اقصا اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں کا حاکم بنا۔ اس نے رومیوں کے قبضہ سے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کے شہر کو چھین لیا جس پر ۴۵۵ھ سے قبضہ کیے ہوئے تھے اس نے اسے فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ مسلم بن قریش حاکم موصل انطاکیہ کے رومیوں سے ٹکس وصول کرتا تھا جب سلیمان نے اسے فتح کر لیا تو اس نے اس سے یہ ٹکس ادا کرنے کا مطالبہ کیا۔ جب اس نے اس سے انکار کیا تو مسلم نے انطاکیہ کا محاصرہ کرنے کے لیے عربوں اور ترکمانوں کی فوجیں اکٹھی کیں اور اس کے ساتھ ترکمانی سپہ سالار جن بھی تھا ۴۷۸ھ میں فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا۔ اس جنگ میں ترکمانی سپہ سالار جن اپنی فوج کے ساتھ سلیمان کی فوجوں کے ساتھ شامل ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سلیمان کا حاتمہ

اس کے بعد سلیمان بن ظلمش حلب کے محاصرہ کے لیے روانہ ہوا انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور اس سے مصلحت مانگی ماکہ سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کی جائے۔ اس کے بعد انہوں نے خفیہ طور پر تنش حاکم دمشق سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ تاج الدولہ تنش تیز رفتاری کے ساتھ فوج لے کر آیا۔ راستے میں سلیمان بن ظلمش کی فوج غافل ہو کر آرام کر رہی تھی۔ چنانچہ جب تنش کی فوج سے ظلمش کے بیٹے سلیمان کی فوجوں کا مقابلہ ہوا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سلیمان نے اپنے آپ کو خنجر مار کر خود کشی کر لی اور تنش نے اس کے سارے لشکر میں لوٹ مار شروع کر دی۔

قلج ارسلان کی حکومت

پھر اس کا بیٹا قلج ارسلان کا حاکم ہوا اور وہ حکومت کرتا رہا۔ جب ۴۹۰ھ میں فرنگی فوج لے کر شام کے ساحلی علاقے کی جانب روانہ

ہوئے تو انہوں نے قسطنطنیہ کی راہ اختیار کی۔ روم کے بادشاہ نے انہیں اس راستے پر سے اس شرط کے ساتھ گزرنے کی اجازت دی کہ وہ انطاکیہ کو فتح کرنے کے بعد اس کے قبضے میں دے دیں۔ انہوں نے یہ شرط مان لی اور قسطنطنیہ کی خلیج کو عبور کر کے وہ قلعہ ارسلان بن سلیمان کے علاقے سے گزرے تو قلعہ ارسلان نے حملہ کر کے قونیہ کے نزدیک ان فرنگی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ فرنگی فوج نے اسے شکست دی اور ابن لیون الارس کے علاقے پہنچ گئے وہاں سے گزر کر انطاکیہ پہنچے وہاں باغیسیان نامی ایک سلجوقی حاکم تھا وہ محاصرہ کے لیے تیار ہو گیا اور اس نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک روز اس مقصد کے لیے مسلمانوں نے کام کیا اور دوسرے روز عیسائیوں نے خندق کھودی۔

انطاکیہ پر قبضہ

بالآخر فرنگی فوجیں وہاں پہنچ گئیں اور انہوں نے اس شہر کو نو مہینے تک محاصرہ میں رکھا اس کے بعد کچھ محافظ دستوں نے شہر کی فصیل سے نکل کر انہیں کچھ سرنگوں کے راستے سے اندر داخل کر لیا، شہر میں داخل ہونے کے بعد ان فوجوں نے شہر میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ باغیسیان صلح کی نیت سے نکلا اور فرار ہو گیا لیکن ایک ارمنی نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر کاٹ کر فرنگی فوجوں کے پاس لے گیا پھر فرنگیوں کا ایک حاکم اس شہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

حلب اور دمشق کے حکام نے اہل انطاکیہ کی مدد کے لیے پیش قدمی کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن فرنگی فوجوں نے ان سے مصالحت کے لیے خط و کتابت کی اور وعدہ کیا کہ وہ انطاکیہ کے علاوہ اور کسی مقام پر قبضہ نہیں کریں گے چنانچہ ان کے اس وعدہ کے بعد انہوں نے اپنا ارادہ تبدیل کر دیا اور وہ باغیسیان کی فوجی مدد کرنے سے باز رہے۔

فرنگیوں سے جنگیں

اس دوران ترکمانی فوجیں عراق کے گرد و نواح میں پھیل گئی تھیں اور کمسنگین بن طلبق نے جس کا والد دانشمند بمعنی معلم شہرت رکھتا تھا انطاکیہ کے نزدیک رومی علاقہ سیواس پر قابض ہو گیا۔ اسی کے نزدیک ملطیہ کے علاقے کو ایک دوسرے ترکمانی سردار نے فتح کر لیا تھا اور اس کے اور دانشمند کے مابین جنگیں ہوتی رہتی تھیں اس لیے ملطیہ کے حاکم نے فرنگیوں سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ انطاکیہ کا ایک فرنگی سردار ۴۹۳ھ میں پانچ ہزار کالشکر لے کر پہنچا۔ ابن دانشمند نے اس کا مقابلہ کیا اور اس فرنگی سردار کو شکست دے کر اسے قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد مزید فرنگی فوجیں اس کو چھڑانے کے لیے آئیں۔ انہوں نے قلعہ انکورہ کے نزدیک جسے انقرہ بھی کہا جاتا ہے، جنگ کی اور اسے فتح کر لیا۔ پھر وہ دوسرے قلعہ کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئے جہاں اسماعیل بن دانشمند تھا۔ انہوں نے اس قلعہ کو محاصرہ میں لے لیا۔ اس دوران ابن دانشمند نے کافی فوج اکٹھی کر لی تھی اور فوج کی ایک بڑی تعداد کو ایک کیمین گاہ میں چھپا کر جنگ شروع کی۔ تھوڑی دیر کے بعد کیمین گاہ سے اس کی بہت بڑی فوج نکلی اور اس نے پلٹ کر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ دشمن کا کوئی آدمی بھی زندہ نہ بچا۔ پھر اس نے پیش قدمی کر کے ملطیہ کو فتح کر لیا اور اس کے حاکم کو قید کر لیا۔ اس کے بعد انطاکیہ سے مزید فرنگی فوج آئی، اسے بھی شکست ہوئی۔

جکرمس کی گرفتاری

ایک سلجوقی سپہ سالار، موصل، جزیرہ دیار بکر کے علاقے کا حاکم تھا اس نے بغاوت کا ارادہ کیا تو سلطان نے موصل اور اس کے مضافات کا علاقہ جاہلی کو دے دیا اور اپنے سپہ سالار کو حکم دیا کہ وہ فرنگیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے روانہ ہو جائیں چنانچہ جاہلی روانہ ہو گیا۔ جکرمس کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو موصل سے اربل کی جانب روانہ ہوا اور اس نے اربل کے حاکم ابو الہیجاء بن موسک الکروی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ اس اثناء میں جاہلی بوزنج پہنچ گیا تھا لہذا جکرمس کی فوجوں کو شکست ہوئی اور جکرمس اکیلا رہ گیا چنانچہ جاہلی نے اسے گرفتار کر لیا۔

موصل کا محاصرہ

بچی کچی شکست خوردہ فوج موصل پہنچی اور اس نے جکرمس کی جگہ اس کے کم سن بیٹے زنگی کو حاکم بنایا اور اس کے والد کے آزاد کردہ

غلام غزلی نے سلطنت کا انتظام سنبھالا۔ قلعہ اس کے قبضے میں تھا اور اس نے فوج میں مال دولت اور گھوڑے تقسیم کیے اور جاہلی کا جنگی مقابلہ کرنے کے لیے تیاریاں مکمل کر لیں۔ اس نے صدقہ بن مزید، برستی اور رومی علاقوں کے حاکم قلعہ ارسلان سے فوجی امداد کے لیے خط و کتابت کی اور ان میں سے ہر ایک سے اس نے یہ وعدہ کیا کہ جب وہ جاہلی کو مقابلہ میں شکست دے دیں گے تو انہیں موصل کی حکمرانی پر فائز کر دے گا۔

اس پیغام کی جانب صدقہ نے کوئی توجہ نہیں دی۔ اس دوران جاہلی موصل پہنچ گیا اور اس نے اسے محاصرہ میں لے لیا اس نے یہ اعلان کیا کہ اگر شہر کو اس کے حوالے نہیں کریں گے تو جگر مس کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ جاہلی کو محاصرہ کے دوران یہ اطلاع ملی کہ قلعہ ارسلان اپنی فوجیں لے کر نصیبین کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔ یہ خبر سن کر اس نے موصل کا محاصرہ چھوڑ دیا اور سنجار کی جانب روانگی اختیار کی۔ برستی جاہلی کے چلے جانے کے بعد وہاں پہلے پہنچ گیا تھا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو اطاعت کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لیے اس نے واپسی اختیار کی۔

قلعہ ارسلان کی کامیابی

حاکم دمشق رضوان نے فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جاہلی کو بلوایا تو وہاں کوچ کر گیا۔ اس کے بعد جگر مس کی فوجیں موصل سے روانہ ہوئیں، انہوں نے نصیبین کے مقام پر قلعہ ارسلان کے پاس پہنچ کر اس سے معاہدہ کر لیا اور اسے موصل لا کر ۵۰۰ میں ماہ رجب کے آخر میں اپنا حاکم بنا لیا۔ جگر مس کا بیٹا اور اس کے ساتھی وہاں سے نکل کر چلے گئے۔ ان کا غزلی کے قلعہ پر قبضہ ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ قلعہ ارسلان موصل کے تحت پر بیٹھا اور خلیفہ کے بعد اپنا نام مساجد کے خطبوں میں شامل کیا۔ اس نے فوج کے ساتھ نیک برتاؤ کیا اور عوام پر عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی کی۔ اس کے ساتھیوں میں ابراہیم ابن نیال ترکمانی حاکم آمد اور محمد بن جن ترکمانی حاکم قلعہ زیاد جسے خرت برت بھی کہا جاتا ہے شامل تھے۔

قلادروس

رومی حاکم قلادروس خرت برت پر قابض تھا۔ اور رہا اور انطاکیہ بھی اس کے مقبوضات میں شامل تھے لیکن انطاکیہ کو سلیمان بن قلمش نے فتح کر لیا تھا اور دیار بکر کے علاقے کو فخر الدولہ بن جیر نے سر کر لیا تھا۔ اس طرح قلادروس کی قوت میں کمی واقع ہو گئی اور خرت برت کے قلعہ کو بھی جن نے اس سے چھین لیا تھا۔ آخر کار قلادروس نے سلطان ملک شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا تھا، سلطان نے اسے رہا کا علاقہ دیا جہاں وہ مرتے دم تک مقیم رہا۔ پھر جن نے اس علاقہ کو اور اس کے نزدیکی قلعوں کو فتح کر لیا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد بن جن اس کا جانشین بنا۔

فرنگیوں سے لڑائی

فرنگی حاکم سمند انطاکیہ کا حاکم تھا اس کے اور قسطنطنیہ کے بادشاہ روم کے درمیان ناراضگی ہو گئی جو بڑھتی گئی۔ آخر کار سمند حاکم انطاکیہ نے فوج لے کر رومی علاقے پر چڑھائی کی۔ ان حالات میں شاہ روم نے قلعہ ارسلان سے فوجی امداد مانگی تو رومی لشکر کی مدد کے لیے گیا اور ان دونوں فوجوں نے مل کر فرنگی فوجوں کو شکست دی اور انہیں گرفتار کر لیا۔ شکست خوردہ فوج اپنے علاقوں میں واپس آ گئی اس کے بعد انہوں نے جزیرہ کے مقام پر قلعہ ارسلان سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا لیکن اس اثناء میں انہیں اس کی موت کی اطلاع ملی تو انہوں نے واپسی اختیار کی۔

اس سے قبل بیان کیا گیا ہے کہ قلعہ ارسلان نے موصل اور دیار بکر کے علاقوں کو فتح کر لیا تھا اور حکمرانی قائم کر لی تھی وہاں کا سابق حکمران جاہلی سکارد سنجار چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے رجبہ کے مقام کی جانب چلا گیا تھا وہاں کے حاکم محمد بن اسحاق نے جو شیبانی خاندان سے تھا۔ دقاق کی ہلاکت کے بعد قلعہ ارسلان کا نام خطبہ میں داخل کر لیا تھا۔

جاولی کی کامیابی

جاولی نے جب اس مقام کا محاصرہ کیا تو حلب کے حاکم رضوان بن تنش نے فرنگیوں کے مقابلے کے لیے اس سے فوجی امداد مانگی کیونکہ وہ اسی کے علاقے میں شامل ہو گئے تھے اس نے وعدہ کیا کہ محاصرہ ختم ہونے کے بعد فوجی امداد دے گا۔ اس دوران رضوان خود اس کے پاس پہنچ گیا۔ اب محاصرہ بہت شدید ہو گیا تھا اس لیے اہل رجبہ میں سے کچھ لوگوں نے غداری کی اور رات کے وقت انہوں نے جاولی کے ساتھیوں کو شہر میں داخل کرا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی فوج نے اگلے روز ظہر تک شہر میں لوٹ مار کی آخر کار رجبہ کے حاکم محمد شیبانی کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور اس نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد جاولی نے وہاں سے واپسی اختیار کی۔

قلج ارسلان کا خاتمہ۔

قلج ارسلان کو جب یہ اطلاع ملی تو جاولی کے مقابلے کے لیے موصل سے چل پڑا اور اس نے اپنے کم سن بیٹے ملک شاہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اس کی مدد کے لیے ایک سردار کو نگران بنایا۔ جب فوج لے کر سرحد کے نزدیک پہنچا تو شہر آمد کا حاکم ابراہیم بن نیال اپنی فوج لے کر اپنے شہر واپس آ گیا مگر قلج ارسلان نے طویل جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور اس نے اپنے اس لشکر کو بلوایا جس نے فرنگیوں کے خلاف رومیوں کی مدد کی تھی۔ چنانچہ اس کے پاس آئے۔ لیکن اس دوران جاولی نے اس کی فوج کی مختصر تعداد کو غنیمت جانا۔ اس لیے اس سال ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں اس نے حملہ کیا اور زبردست جنگ شروع ہوئی۔ قلج ارسلان نے بذات خود جاولی پر حملہ کیا اور اس کے علم بردار کو گرا دیا اس کے مقابلے میں جاولی نے اپنی تلواریں سے حملہ کیا اور جاولی کے دیگر ساتھیوں نے بھی اس پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی۔ قلج ارسلان نے (غیرت و شرم کی وجہ سے) اپنے آپ کو پانی میں ڈبو کر اپنا خاتمہ کر لیا۔

بالآخر جاولی نے موصل پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد کا نام مساجد کے خطبوں میں دوبارہ شامل کرایا اور اس کے پاس قلج ارسلان کے بیٹے ملک شاہ کو بھیج دیا۔ قونیہ اور اقصر اور دیگر رومی شہروں میں (موجودہ ترکی مقبوضات پر) اس کا بیٹا مسعود حاکم ہوا اور اس کی سلطنت جوں کی توں رہی۔

ملطیہ پر قبضہ

ایک ترکمانی حاکم ملطیہ اور سیواس پر قابض تھا۔ اس کی قونیہ کے حاکم سے جنگ رہتی تھی اس جنگ میں کمسکین بن دانشمند مارا گیا تھا اور اس کی جگہ پر اس کا بیٹا محمد حاکم ہوا۔ بھی اپنے والد کی طرح فرنگی فوجوں سے لگاتار جنگ کرتا رہا اور ۵۳ھ میں انتقال کیلا اس کے انتقال کے بعد مسعود بن قلج ارسلان نے اس کے اکثر مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور کچھ حصہ اس کے بھائی باغی ارسلان بن محمد کے قبضے میں رہا۔ مسعود بن قلج ارسلان ۵۵۱ھ میں وفات پا گیا اور اس کا جانشین اس کا بیٹا قلج ارسلان دوم ہوا۔ حاکم ملطیہ باغی ارسلان کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قلج ارسلان نے شاہ طلیق بن علی بن ابی القاسم کی بیٹی سے نکاح کیا اس کے باپ نے اسے بہت جیز اور ساز و سامان دے کر بھیجا۔ راستے میں حاکم ملطیہ باغی ارسلان نے اس قافلہ کو لڑکی سمیٹ لوٹ لیا اور اس لڑکی کا نکاح اپنے بھتیجے ذوالنون بن محمد بن دانشمند کے ساتھ کرا دیا اور اس کا طریقہ یہ نکالا اور یہ مشورہ دیا کہ وہ لڑکی مرتد ہو جائے تاکہ نکاح فسخ ہو جائے پھر اسلام لانے کے بعد اس لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر دی۔

قلج ارسلان نے اس واقعہ کے بعد اپنی فوجوں کو جمع کر کے باغی ارسلان پر حملہ کر دیا لیکن باغی ارسلان نے اسے شکست دی۔ اس دوران شاہ روم نے فوجی امداد مانگی تو اسے مدد دی اور اسی دوران باغی ارسلان نے کوچ کیا تو اس کا بھتیجا ابراہیم بن محمد اس کا جانشین ہوا۔ قلج ارسلان نے یہ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے اس کے کچھ علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی ذوالنون بن محمد نے بھی قیساریہ کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور قلج ارسلان کے بھائی شاہ بن مسعود کے پاس صرف انکوریہ (انقرہ) کا شہر رہ گیا۔ کچھ مدت تک یہی صورت حال رہی پھر قلج ارسلان اور نور الدین محمود زنگی کے درمیان ناراضگی ہو گئی اور جنگ پر تیار ہو گئے۔ صلاح بن زربک نے مصر سے قلج ارسلان کو تحریری طور پر اس بات کی ممانعت کی۔

جب ابراہیم بن محمد بن دانشمند کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی ذوالنون حاکم ہوا تو قلج ارسلان نے اس پر حملہ کر دیا اور ملطیہ

کا علاقہ اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

نور الدین کی پیش قدمی

اس کے بعد نور الدین محمود بن زنگی نے ۵۶۸ھ میں قلعہ ارسلان دوم بن مسعود کے مقبوضہ علاقوں یعنی ملیہ، سیواس اور اقصرہ کی جانب پیش قدمی کی۔ جب وہ وہاں پہنچا تو قلعہ ارسلان دوم اس کے پاس معذرت کرتے ہوئے پہنچا اور اس کی آؤ بھگت کی اور اس ملک کو فتح کرنے سے روک دیا۔

اس نے ذوالنون بن دانشمند کو اس کے پاس سفارش کے لیے بھیجا لیکن اس نے سفارش قبول نہیں کی۔ چنانچہ اس نے لشکر کشی کر کے عرش اور نسنا اور اس کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالقعدہ میں اسی سال پیش آیا۔

ایک لشکر اس نے سیواس کی جانب بھیجا جس نے جا کر سیواس پر قبضہ کر لیا۔ اس پر قلعہ ارسلان دوم صلح کی جانب مائل ہوا اور اس نے نور الدین عادل کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور حسن سلوک کا طلبگار ہوا۔ چونکہ فرنگی فوجوں کی جانب سے بہت پریشان تھا۔ اس لیے اس نے ان شرائط پر صلح کی کہ جہاد کے لیے فوجی امداد بھیجے اور یہ کہ سیواس کا علاقہ اس کے نمائندے ذوالنون بن دانشمند کے قبضہ میں رہے گا۔

اس کے بعد ممالک کی تقسیم کے بارے میں خلیفہ کافرمان آیا جس میں قلعہ ارسلان خلاط اور دیار بکر کے بارے میں بھی احکام مذکور تھے۔ اور جب نور الدین کا انتقال ہو گیا تو قلعہ ارسلان نے ذوالنون کو سیواس سے نکال دیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

قلعہ ارسلان دوم کی ناراضگی

ایشیائے کوچک (رومی علاقوں) کے حاکم قلعہ ارسلان دوم بن مسعود نے دیار بکر کے قلعہ کیفادغیرہ کے حاکم نور الدین محمود بن قلعہ ارسلان سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا تھا اور اسے اس سلسلے میں کئی قلعے بھی دے دیئے تھے لیکن اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ ٹھیک سلوک نہیں کیا اور اس کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر لی تھی اور اسے چھوڑ دیا تھا۔

لڑکی کے والد قلعہ ارسلان دوم کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا اور اس نے ارادہ کیا کہ وہ دیار بکر میں اپنے داماد نور الدین کے علاقے پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے۔

اس کے داماد نے صلاح الدین بن ایوب کو درمیان میں ڈالا اور اس کی سفارش کرائی لیکن اس نے اس کی سفارش بھی قبول نہیں کی، اس نے یہ جواب دیا کہ وہ ان قلعوں کو واپس لینا چاہتا ہے جسے اس نے شادی کے وقت عطیہ کے طور پر دیئے تھے۔

اس بات سے صلاح الدین بہت رنجیدہ ہوا اس زمانے میں وہ فرنگی فوجوں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا لہذا اس نے ان کے ساتھ صلح کی اور خود لشکر لے کر رومی علاقے کی جانب روانہ ہوا۔ شام میں الصالح اسماعیل بن نور الدین محمود تھا صلاح الدین وہاں سے قتل ناشر کے راستے سے زعمان پہنچا اور وہاں اس نے حاکم کیفانور الدین محمود سے بات چیت کی۔

صلح کی کوشش

اس دوران قلعہ ارسلان دوم نے اس کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے اس کی بیٹی کے ساتھ اس کے داماد کے سلوک کے بارے میں بتایا لیکن وہ اس قاصد پر بڑا ناراض ہوا اور اسے دھمکی دی کہ وہ اس کے ملک پر قبضہ کر لے گا۔ قاصد نے صلاح الدین کے ساتھ نرم لہجہ اختیار کیا اور خفیہ طور پر صلاح الدین کو سمجھایا کہ اس نے ایک عورت کی خاطر جہاد کو ملتوی کیا اور دشمن سے صلح کر کے فوجوں کو اکٹھا کر کے یہاں آیا ہے اس میں اس کا زبردست خسارہ ہے۔ اگر قلعہ ارسلان دوم کی بیٹی اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے خاندان کے ساتھ ناچاقی کے سلسلے میں اس سے مصفاہ فیصلے کے لیے درخواست کرتی ہے اسے اس کا حق حاصل ہے۔

اس کا یہ مشورہ صلاح الدین کو پسند آیا اور اس نے اس اپنی کو حکم دیا کہ وہ ان کے درمیان صلح کرائے اور اس صلح میں وہ بھی اس کا مددگار ہو گیا۔ لہذا اپنی نے ان کی صلح کرا دی اور یہ شرط رکھی کہ ایک برس کے بعد اس عورت کو طلاق دے گا۔ اس نے نور الدین سے اس قسم کا معاہدہ کرایا جو اس نے پورا کیا۔ اس طرح ہر ایک اپنے شہر کی جانب چلا گیا۔

بیٹوں کا جھگڑا

۵۸۷ھ میں قلعہ ارسلان دوم نے اپنے مقبوضہ علاقوں کو اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ قونیہ اور اس کے مضافات کا علاقہ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کیشرو کو دے دیا اور اقصر و سیواس کا علاقہ قطب الدین کو دیا اور دو قاط کا علاقہ رکن الدین سلیمان کو اور انقرہ یا انکوریہ کا علاقہ محی الدین کو اور ملطیہ عز الدین قیصر شاہ کو دیا۔ کچھ حصہ مغیث الدین کو اور قیساریہ نور الدین محمود کو دیا۔ نکسار اور امامسا اپنے دونوں بھتیجیوں کے حوالے کر دیئے۔

اس کے بیٹے قطب الدین کا اثر اس پر بہت زیادہ تھا اس لیے اس نے اسے آمادہ کیا کہ وہ قیصر شاہ کے قبضے سے ملطیہ چھین لے چنانچہ اس نے یہ علاقہ اس سے چھین لیا اس واقعہ کے بعد قیصر شاہ صلاح الدین بن ایوب کے پاس پہنچا تاکہ وہ اس کی سفارش کرے۔ صلاح الدین نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنے بھائی العادل کی بیٹی سے اس کی شادی کرادی اس کے بعد اس نے اس کے بھائی اور باپ کے پاس اس کی سفارش کی جو انہوں نے قبول کر لی اور اسے ملطیہ کا علاقہ واپس کر دیا۔

اس کا بیٹا رکن الدین پھر اس پر مسلط ہو گیا اور اس نے اس کے شہر میں اختیار الدین حسن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس پر اس کے باقی بیٹے اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے اور قطب الدین اپنے باپ کو پکڑ کر قیساریہ لے گیا تاکہ وہ اس علاقے کو اس کے بھائی سے چھین کر اسے دے دے لیکن قلعہ ارسلان بھاگ کر قیساریہ جا پہنچا اور قطب الدین نے قونیہ اقصر جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔

پھر قلعہ ارسلان دوم کی یہ حالت ہو گئی کہ کبھی وہ ایک بیٹے کے پاس رہتا تھا اور کبھی دوسرے بیٹے کے پاس پہنچتا تھا لیکن وہ سب اس سے بے رخی برتتے تھے۔ آخر کار قونیہ کے حاکم غیاث الدین کیشرو سے اس نے فوجی امداد طلب کی چنانچہ اس نے اسے امداد دی اور اس کے ساتھ قونیہ پہنچ کر اس پر اسے قابض کر دیا۔

اس کے بعد وہ اقصر کی جانب روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس دوران قلعہ ارسلان دوم بیمار ہو گیا اور وہ قونیہ واپس چلا گیا اور وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔

قلعہ ارسلان کا انتقال

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹوں کا جھگڑا اس سے اس بات پر ہوا کہ اسے اپنے بیٹوں میں علاقوں کی تقسیم پر پشیمانی ہوئی اس لیے اس نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے قطب الدین کو اپنا سارا علاقہ دے دے اس پر وہ تمام ناراض ہو گئے اور اس کے دائرہ اطاعت سے نکل گئے۔ وہ اپنے بیٹوں کے پاس باری باری جاتا تھا۔ آخر کار اس کے بیٹے کیشرو حاکم قونیہ نے اس کی اطاعت قبول کی تو وہ اس کے ساتھ فوج لے کر اس کے بھائی محمود کے علاقہ کی جانب روانہ ہوا اور قیساریہ کا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ اسی محاصرہ کی حالت میں قلعہ ارسلان کا انتقال ہو گیا اس وقت غیاث الدین قونیہ چلا گیا۔

قلعہ ارسلان دوم کا قونیہ میں یا قیساریہ میں انتقال ہو گیا اس کا انتقال ۵۸۸ھ کے سال کے درمیانی عرصہ میں ہوا اس نے ستائیس سال تک حکومت کی۔ وہ انصاف پسند سیاستدان اور بارعب حکمران تھا اور اس نے جماد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

قطب الدین کا انتقال

اس کا جب انتقال ہوا تو اس وقت اس کا ایک بیٹا غیاث الدین کیشرو قونیہ اور اس کے مضافات کا خود مختار حاکم تھا اور اس کا بھائی قطب الدین انقرہ اور سیواس کا حاکم تھا۔ قطب الدین جب کبھی ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی جانب جاتا تھا تو راستے میں قیساریہ کا شہر بڑتا تھا جہاں شہر سے باہر اس کا بھائی نور الدین محمود اس سے ملاقات کرتا تھا۔ وہ ایک مدت تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا۔ پھر اس نے اچانک اس کے ساتھ غداری کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن قیساریہ میں اس کے ساتھیوں نے اس کا مقابلہ کیا۔ ان کا سربراہ حسن تھا۔ اس نے اس کو بھی اپنے بھائی کے ساتھ قتل کر دیا اس کے بعد شہر والوں نے اس کی اطاعت قبول کی اور اس نے شہر پر قبضہ کر لیا لیکن بہت جلد اس واقعہ کے بعد قطب الدین کا بھی انتقال ہو گیا۔

رکن الدین سلیمان کی پیش قدمی

قطب الدین کے انتقال کے بعد دو قاطہ کے حاکم رکن الدین سلیمان نے اپنے باپ کے سارے رومی علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے قطب الدین کے مقبوضات میں سیواس، اقصرا اور قیساریہ کی جانب لشکر کشی کی اور ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا پھر اس نے قونیہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو شکست دی اور قونیہ پر قبضہ کر لیا غیاث الدین شام کی طرف فرار ہو گیا۔ پھر رکن الدین سلیمان نے عسکرا اور اماسا پر بھی قبضہ کر لیا پھر ۵۹۷ھ میں ملطیہ بھی معز الدین قیصر شاہ سے چھین لیا اور معز الدین العادل ابوبکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے بعد وہ ارزن الروم پہنچا جو قدیم شاہی خاندان کے شاہ محمد بن خلیق کے بیٹے کے قبضہ میں تھا جب اس کا حاکم اس سے صلح کرنے کے لیے آیا تو اس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر فتح کر لیا اس طرح رکن الدین سلیمان انقرہ کے علاوہ اپنے بھائیوں کے تمام مقبوضہ علاقوں کا واحد حاکم بن گیا۔ انقرہ کا قلعہ بہت مضبوط تھا (اس لیے وہ اسے جلد فتح نہیں کر سکا) اس کو فتح کرنے کے لیے اس نے کافی فوج جمع کی اور تین روز تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے خفیہ طور پر کسی شخص کو بھیجا جس نے اس کے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اس کے بعد اس نے ۶۰۱ھ میں انقرہ فتح کر لیا۔ اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

رکن الدین کا انتقال

رکن الدین سلیمان کا ذوالقعدہ ۶۰۱ھ میں انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا قلیج ارسلان سوم حاکم ہوا لیکن وہ زیادہ عرصہ تک حکومت نہیں کر سکا۔ رکن الدین ایک قاتل ترین حاکم تھا۔ دشمنوں کے لیے بہت سخت تھا البتہ وہ فلسفیانہ خیالات کی جانب زیادہ رغبت رکھتا تھا۔

غیاث الدین کا انجام

رکن الدین سلیمان نے جب غیاث الدین کیخرو کا قونیہ کا علاقہ چھین لیا تھا تو وہ حلب گیا تھا جہاں الظاہر غازی بن صلاح الدین حکمران تھا اس نے اس کا استقبال نہیں کیا تو وہ قسطنطنیہ چلا گیا۔ جہاں شاہ روم نے اس کا استقبال کیا اور وہاں کے ایک مذہبی پیشوا (بشپ) نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس کی شادی کر دی اس پادری کا قسطنطنیہ کے مضافات میں ایک قلعہ بند گاؤں تھا چنانچہ جب فرنگی فوجوں نے قسطنطنیہ پر ۶۰۰ھ میں قبضہ کر لیا تو غیاث الدین اپنے اس خسر کے قلعے میں جو پادری تھا پناہ گزین ہولناسی سال اسے اپنے بھائی کی موت کی اطلاع ملی اس کے ساتھ ساتھ قونیہ کے بعض حکام نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ قونیہ آکر قونیہ پر حکومت کرے لہذا وہ وہاں پہنچ گیا۔ پہلے اہل شہر محصور ہو گئے پھر ان کی فوجیں نکل کر حملہ آور ہوئیں اور شکست دے دی اور وہ کسی شہر کی طرف فرار ہو کر قلعہ میں بند ہو گیا۔

اس کے بعد اقصرا کے باشندے اس کے حمایتی ہو گئے اور انہوں نے اپنے حاکم کو نکال دیا۔ جب قونیہ کے باشندوں کو یہ اطلاع ملی تو انہوں نے بھی قلیج ارسلان سوم بن رکن الدین کے خلاف بغوت کر دی اور اسے گرفتار کر لیا اور غیاث الدین کو بلوا کر اسے حاکم بنا لیا اور اس کے بھتیجے کو اس کے سپرد کر دیا۔

اس کا دو سرا بھائی قیصر شاہ اپنے خسر العادل ابوبکر بن ایوب کے پاس پہنچ گیا تھا اور جب رکن الدین نے جو اس کا بھائی تھا، ملطیہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا تھا تو اس نے اپنے خسر سے فوجی امداد مانگی تھی۔ اس نے رہا جانے کا حکم دے دیا۔

اس دوران غیاث الدین طاقتور حاکم ہو گیا تھا۔ چنانچہ شمشاط کا حاکم علی بن یوسف اور خرت برت کا حاکم نظام الدین بن ارسلان اس کے پاس آتے جاتے تھے۔ اس کی قوت بڑھتی ہی گئی۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ کے حاکم اشکرنے ۶۰۷ھ میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

انقرہ پر قبضہ

غیاث الدین کیخرو جب قتل ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا کیکاؤس حاکم ہوا۔ عوام نے اس کا لقب الغالب باللہ رکھا۔ ارزن الروم کے حاکم طغرک شاہ بن قلیج ارسلان نے جو اس کا چچا تھا اس کے برخلاف اپنی حکومت کا دعویٰ کیا اور اس مقصد کے لیے وہ اپنے بھتیجے کے

خلاف جنگ کے لیے روانہ ہو اور سیواس میں اس محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران اس کے بھائی کیتبلو بن کیشرو نے انکوریہ (انقرہ) کو فتح کر لیا۔ کیکاؤس نے الملک العادل حاکم دمشق سے مدد مانگی چنانچہ اس نے اس کی امداد کے لیے فوجیں بھیجیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے طغرک سیواس سے کوچ کر گیا تھا لہذا کیکاؤس پہلے انکوریہ (انقرہ) گیا اور اسے اپنے بھائی کیتبلو کے قبضہ سے چھڑایا اور اسے گرفتار کر لیا لیکن اس کے حکام کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس کے بعد اپنے چچا طغرک سے جنگ کرنے کے لیے ارزن الروم گیا اور ۶۱۰ھ میں اس پر فتح حاصل کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

کیکاؤس کی پیش قدمی

حلب کا حاکم الظاہر بن صلاح الدین تھا اس کے زمانے میں حلب کا ایک باشندہ اس سے بھاگ کر کیکاؤس کے پہنچ گیا تھا اس نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ حلب کو فتح کر لے کیونکہ اس پر قبضہ کرنا انتہائی آسان ہے اور اس کے بعد وہ دیگر علاقوں پر بھی قبضہ کر سکتا ہے۔ پھر جب الظاہر کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا کم سن بیٹا حاکم ہوا تو کیکاؤس کے خیال نے عملی جامہ پہنا اور حلب پر قبضہ کرنے کے بارے میں اس کا ارادہ پکا ہو گیا۔

اس نے افضل بن صلاح الدین ابن شیمشاط کو اس کے ساتھ کوچ کرنے کے لیے بلوایا اس نے یہ معاہدہ کیا کہ مساجد کے خطبوں میں کیکاؤس کا نام لیا جائے گا اور حلب اور اس کے مضافات کے علاقوں پر افضل حکومت کرے گا لیکن جب الاشرف کے قبضہ سے حران، الرہا اور الجزیرہ کے دیگر شہر چھین لیے جائیں گے تو اس کا حکمران کیکاؤس ہو گا۔

یہ معاہدہ کرنے کے بعد وہ ۶۱۵ھ میں مشترکہ افواج لے کر روانہ ہوئے پہلے انہوں نے قلعہ اغبان پر قبضہ کیا اور معاہدہ کی شرائط کے مطابق افضل نے اس کا اقتدار سنبھالا۔ پھر انہوں نے قلعہ تل ناشر پر قبضہ کیا تو کیکاؤس نے اسے اپنے قبضہ میں رکھا جس سے افضل کو شبہ ہوا پھر ابن الظاہر حاکم حلب نے حاکم جزیرہ، خلاط، اشرف بن العادل سے ان شرائط کے ساتھ فوجی امداد طلب کی کہ اس کا نام خطبہ میں پڑھا جائے گا اور سبک پر اس کا نام کندہ کیا جائے گا۔

کیکاؤس کو شکست

اس کی مدد کے لیے اشرف بن العادل روانہ ہوا اس کے ساتھ مشہور قبیلہ عرب طے کی فوجیں بھی موجود تھیں اس نے حلب کے بیرونی میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ اس دوران کیکاؤس اور افضل ملبینج چلے گئے تھے اس لیے ان کے ہراول دستوں نے الظاہر کے ہراول دستوں کا مقابلہ نہ کیا۔ کیکاؤس کا لشکر شکست کھا کر اس کے پاس پہنچا تو وہ بھی فرار ہو گیا۔

اس کے بعد اشرف اغبان اور تل ناشر کے قلعوں کی جانب روانہ ہوا وہاں کیکاؤس کی فوجیں تھیں اس نے انہیں شکست دے کر حاکم کے حوالے کیا۔ اس نے انہیں آگ میں جلا دیا پھر اشرف نے دونوں قلعوں کو حاکم حلب، شہاب الدین بن الظاہر کے حوالے کر دیا۔ اسی دوران اسے اطلاع ملی کہ اس کا باپ الملک العادل کا مصر میں انتقال ہو گیا ہے اس لیے اس نے رومی علاقوں کی جانب پیش قدمی کرنے کا ارادہ تبدیل کر دیا۔

کیکاؤس کا انتقال

کیکاؤس نے اشرف سے جنگ کے بعد یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اشرف کے علاقہ الجزیرہ پر حملہ کرے گا اس نے آمد اور اربل کے حاکموں کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا تھا یہ دونوں حکام اس کے نام کا خطبہ پڑھواتے تھے۔ مملیہ کی جانب روانہ ہوا تاکہ اشرف موصل کی حفاظت سے غافل ہو جائے اور اسے حاکم اربل فتح کر لے لیکن اس دوران وہ راستے ہی میں بیمار ہو گیا اور اپنے وطن لوٹ گیا۔ وہاں ۶۱۶ھ میں انتقال کر گیا اس کے تمام بچے کم سن تھے اس لیے اس کی فوج نے اس کے بھائی کیتبلو کو جیل سے آزاد کیا کیونکہ انکوریہ (انقرہ) کی فتح کے بعد کیکاؤس نے اسے قید خانے میں ڈال دیا تھا چنانچہ قید خانے سے نکلنے کے بعد اسے وہاں کی مسند حکومت پر بٹھا دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کیکاؤس نے خود اسے قید خانہ سے نکل کر ولی عہد بنا دیا تھا جب کیتبلو حاکم بن گیا تو ارزن الروم کے حاکم نے جو

اس کا چچا تھا اس کی مخالفت کی تو اس نے اشرف کے ساتھ تعلق قائم کیا اور اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔
کیقباد کی کامیابی

دمشق کے حاکم المعظم اور الجزیرہ کے حاکم الاشرف کے درمیان ناچاقی ہو گئی۔ دوسری جانب جلال الدین خوارزم شاہ تاتاریوں سے بھاگ کر ہندوستان چلا گیا تھا اور وہاں سے واپس آ کر آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے ذریعے حاکم دمشق المعظم کی طاقت میں الاشرف کے مقابلے میں زیادہ ہو گئی۔ خاندان بنو ارتق میں سے شاہ مسعود حاکم آمد نے ان دونوں کی حمایت کی۔

اس صورت حال میں الاشرف نے رومی علاقوں کے حاکم کیقباد کو پیغام بھیجا کہ وہ حاکم آمد کے خلاف اس کی فوجی امداد کرے۔ ان دونوں الاشرف مار دین کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ لہذا کیقباد نے لشکر کشی کر کے خود ملیہ قیام اور وہاں سے آمد کی جانب فوجیں روانہ کیں اور چند قلعے سر کر لیے۔

اس صورت میں آمد کے حاکم نے الاشرف سے صلح کر لی تو اشرف نے کیقباد کو لکھا کہ وہ مفتوحہ علاقے اسے واپس کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا چنانچہ اشرف نے آمد کے حاکم کی امداد کے لیے اپنی فوجیں بھیجیں۔ اس وقت کیقباد قلعہ الکھنا کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ تاہم اس نے ان کی مشترکہ افواج کا مقابلہ کیا اور نہ صرف انہیں شکست دی بلکہ بڑی خون ریزی کی۔ اس جنگ سے فارغ ہو کر وہ پھر قلعہ الکھنا کی جانب روانہ ہوا اور اس قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

بہرام شاہ ارزنکان شہر کا حاکم تھا جو قدیم شاہی خاندان بنو الاحدب سے تعلق رکھتا تھا وہ ساٹھ برس تک وہاں کا حکمران رہا اور قلعہ ارسلان اور اس کی اولاد کا اطاعت گزار رہا۔

اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علاء الدین داؤد شاہ حاکم ہوا۔ ۶۲۵ھ میں کیقباد نے اسے پیغام بھیجا کہ فوج لے کر اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ کسی جنگی مہم میں شریک ہو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے اسے گرفتار کر کے شہر ارزنکان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا ایک قلعہ کماح تھا۔ وہاں اس کے حاکم نے ہتھیار نہیں ڈالے تو اس نے داؤد شاہ کو دھمکا کر اس سے اس کے نائب کے نام حکم لکھوایا اور اس نے حکم کے مطابق وہ قلعہ کیقباد کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد کیقباد نے ارزن الروم کا رخ کیا۔ وہاں حاکم ابن عمر طغرک شاہ بن قلعہ ارسلان تھا۔ ابن طغرک شاہ نے اشرف کی اطاعت کا اعلان کیا۔ اور خلاط میں اس کے نائب حاکم حسام الدین اعلیٰ سے فوجی امداد مانگی چنانچہ وہ فوج لے کر پہنچ گیا۔

اس بات کا پتہ جب کیقباد کو چلا تو اس نے اس کا مقابلہ نہیں کیا اور شہر ارزنکان سے اپنے ملک واپس آ گیا جب وہ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے دشمن فرنگیوں نے اس کے ایک قلعہ ضوبا پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ قلعہ بحر خزر کے کنارے واقع ہے لہذا اس نے اس کا بحری اور بری دونوں راستوں سے محاصرہ کر لیا اور آخر کار مسلمانوں نے اس قلعہ کو فرنگیوں کے قبضہ سے آزاد کر لیا۔

خوارزم شاہ سے مقابلہ

کیقباد کا چچا زاد بھائی ارزن الروم کا حاکم تھا۔ اس نے جلال الدین خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور اس کے ساتھ خلاط کا محاصرہ بھی کیا تھا جہاں اشرف کا آزاد کردہ غلام ایک تھا۔ جلال الدین نے خلاط پر قبضہ کرنے کے بعد ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اس واقعہ کے بعد کیقباد ان دونوں سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے الملک الکامل سے فوجی امداد مانگی۔ اس نے اس کی مدد کے لیے اپنے بھائی اشرف کو جو دمشق میں تھا مامور کیا۔ اس نے الجزیرہ اور شام کی فوجوں کو اکٹھا کیا اور انہیں لے کر کیقباد کے پاس پہنچا اس نے سیواس میں اس سے ملاقات کی اور وہ دونوں چکیں ہزار کا لشکر جرار لے کر سیواس سے خلاط کی جانب روانہ ہوئے۔ ان کا مقابلہ جلال الدین خوارزم شاہ سے شہر ارزنکان کے گرد و نواح میں ہوا۔ ان کا عظیم لشکر دیکھ کر خوف زدہ ہوا اور شکست کھا کر خلاط کی جانب روانہ ہوا اور وہاں سے آذربائیجان کی راہ لی۔

خولی کے نزدیک انہوں نے قیام کیا۔ اس کے بعد اشرف خلاط کی جانب روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ جلال الدین نے خلاط کو تاخت تاراج کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب اپنے ملک کی جانب لوٹ گئے۔ پھر صلح کے لیے اچھیوں کی آمدورفت ہوئی اور مصالحت ہو گئی۔

الکامل کا تعاقب

روم کے مشرقی علاقے میں علاؤ الدین کی قیادت نے اپنی سلطنت وسیع کر لی تھی۔ اس نے خلاط کے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ حالانکہ اس نے اس کی مدافعت کے لیے اشرف بن عادل کے ساتھ مل کر جلال الدین خوارزم شاہ سے جنگ کی تھی۔ اشرف بن عادل نے اس کی مخالفت کی اور اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے بھائی الکامل سے فوجی امداد مانگی۔ چنانچہ وہ مصر سے فوج لے کر ۶۳۱ھ کو روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام خاندان کے حکام شریک تھے۔

وہ رومی سرحد کے نزدیک دریائے ارزن پر پہنچ گیا تھا۔ اس کی ہراول فوجوں کا سردار حاکم حماۃ تھا۔ ■ بھی اس کے خاندان کا تھا۔ کیقباد کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی اور کیقباد نے اس کو شکست دے دی اور اسے خرت برت میں محصور کر دیا جس پر بنو ارتق کا قبضہ تھا۔ ۶۳۲ھ میں الکامل اپنی فوجوں کو لے کر مصر واپس چلا گیا۔ کیقباد ان کا تعاقب کر رہا تھا پھر اس نے رہا اور حران پر چڑھائی کی اور ان دونوں علاقوں کو الکامل کے نائب کے قبضے سے نکال لیا اور اپنی جانب سے ان کا حاکم متعین کیا۔ یہ دونوں علاقے الکامل نے ۶۳۳ھ میں دوبارہ جھین لیے تھے۔

کیخسرو کا دور حکومت

۶۳۴ھ میں علاء الدین کیقباد کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو مسند نشین ہوا۔ اس کے عہد میں سلجوقی سلطنت کا زوال اسلامی ممالک میں ہوا۔ خوارزم شاہی سلطنت بھی زوال پذیر ہوئی اور اسی زمانے میں تاتاری ماوراء النہر سے نکلے اور چنگیز خان نے جو ان کا بادشاہ تھا، بہت سے اسلامی ممالک پر قبضہ کر لیا اور اس نے خوارزم شاہ کی سلطنت کو ختم کر دیا۔ چنانچہ ان کا آخری بادشاہ جلال الدین ہندوستان بھاگ گیا۔ پھر وہاں سے واپس آکر اس نے آذربائیجان اور عراق مجسم کو فتح کیا۔

اس کے عہد میں ایوبی خاندان شام اور آرمینیہ کے علاقوں پر حکمران تھا۔ تاتاری فوج تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی تھی اور وہ ہر جگہ قتل و غارت گری کرنے لگے تھے اور جہاں موقع پاتے تھے وہاں ان علاقوں کو فتح کر لیتے تھے۔ اس طرح ان کی سلطنت کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئی تھیں۔

تاتاریوں کی پیش قدمی

۶۳۱ھ میں تاتاری فوج کا ایک حصہ روم کے مشرقی علاقے کی جانب بھی گیا۔ اس وقت غیاث الدین کیخسرو نے ایوبی سلطنت اور دیگر ترک حکومتوں سے جو اس کے ہمسایہ میں تھیں، امداد مانگی۔ چنانچہ ہر جانب سے فوجی امداد دی گئی اور وہ تاتاریوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس کی فوج کے اگلے حصہ نے قسیر زنجان کے مقام پر جنگ کی، لیکن اس ہراول فوج کو شکست ہوئی اور ■ تمام اس کے پاس پہنچ گئے۔ اسے بھی شکست ہوئی اور وہ اپنے اہل و عیال اور ذخیرہ کو لے کر میدان جنگ سے دور ایک ایسے شہر کی جانب فرار ہو گیا جو ایک ماہ کی مسافت پر تھا۔ اس کے دیہات کو تاتاریوں نے خوب لوٹا اور وہ روم کے تمام مشرقی علاقوں میں پھیل گئے اور فتنہ و فساد اور لوٹ مار کرتے رہے۔ انہوں نے خلاط اور آمد پر بھی قبضہ کر لیا۔ غیاث الدین کیخسرو اپنے شہر میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا آخر کار اس نے ان سے پناہ مانگی اور ان کی اطاعت قبول کی۔ اس کے بعد اس کے تاتاریوں کے ساتھ تعلقات اچھے ہو گئے۔ تاہم تاتاریوں نے قیساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

کیقباد ثانی کی حکومت

غیاث الدین کیخسرو کا اس جنگ سے واپسی پر انتقال ہو گیا اس کا انتقال ۶۵۳ھ میں ہوا۔ کیخسرو کے انتقال کے بعد ولی عہد ہونے کے باعث علاء الدین کیقباد ثانی قونیہ کی سلطنت کا حاکم ہوا۔ وہ کیخسرو کا سب سے بڑا بیٹا تھا اس کے دوسرے بیٹے عز الدین کیاؤس اور رکن الدین قلعہ ارسلان تھے۔ کیقباد ثانی نے تمام بھائیوں کو سلطنت میں شریک کر رکھا تھا اور مساجد کے خطبوں میں ان کا نام بھی لیا جاتا تھا۔

تاتاریوں کی چڑھائی

اس کے عہد میں سلطان چنگیز خان کا انتقال ہو گیا۔ تاتاریوں کا پائے تخت قراقرم میں تھا۔ چنگیز خان کے انتقال کے بعد تو خاں اس کا بیٹا

تخت نشین ہوا۔ وہ ان کے ہاں خان اعظم کے لقب سے پکارا جاتا تھا کیونکہ اسے اپنے تمام خاندان کے بادشاہوں اور تمام شمالی علاقوں اور عراق میں بلادستی حاصل تھی۔

مکو خان کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا منگو خان تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو عراق اور اسماعیلیوں کے علاقوں کو فتح کرنے کے لیے فوج دے کر ۶۵۰ھ میں بھیجا تھا۔ چنانچہ اس نے عراق، عرب و عجم اور بغداد پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد خان اعظم منگو خان نے ۶۵۳ھ میں ایک مغل سردار کو جس کا نام بیکو تھا، لشکر دے کر مسلمانوں کے رومی علاقے کی جانب بھیجا چنانچہ ارزن الروم (موجودہ ارض روم) پہنچا۔ وہاں کا حاکم سلطان علاء الدین کیقبلا کا آزاد کردہ غلام نسان الدین یا قوت حاکم تھا۔ تاتاری سپہ سالار نے اس شہر کا دو مہینے تک محاصرہ کیا اور (قلعہ شکن) منجنیقیں وہاں نصب کرادیں۔ پھر اس نے زبردستی اس پر قبضہ کر لیا اس کے حاکم یا قوت کو قیدی بنا لیا اس کے بعد اس نے تمام اسلامی فوجوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ صرف وہاں کے دکن داروں اور کاریگروں کی جان بچی۔

اس کے بعد اس نے دوسرے رومی شہروں کی جانب کوچ کیا اور تیساریہ اور وہاں سے ایک مہینے کی مسافت کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے اپنے وطن کی راہ لی۔

۶۵۵ھ میں دوبارہ آیا اور شہروں میں تباہی پھیلا دی اور پہلے سے زیادہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

کیقبلاو ثانی کا اظہار اطاعت

علاء الدین کیقبلاو ثانی کی سلطنت میں بیکو کے تاتاری لشکر نے زبردستی تباہی مچا رکھی تھی۔ اس لیے کیقبلاو ثانی نے یہ ارادہ کیا کہ وہ خان اعظم، منگو خان کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کرنے کی تائیدی اعلان کرے۔ اس سے درخواست کرے کہ وہ بیکو اور اس کے مغل لشکر کو اس کی مملکت میں آنے سے روک دے۔ لہذا وہ قونیہ سے ۶۵۵ھ میں اپنے باپ کے آزاد کردہ غلام اور وفادار مشیر سیف الدین طر نطائی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اس کے ساتھ (نذرانہ پیش کرنے کے لیے) بہت سامان و دولت اور تحائف تھے۔

(اس کے جانے کے بعد) اس کے بھائی عز الدین کیکاؤس ثانی نے اپنے دوسرے بھائی قلیج ارسلان کو گرفتار کر کے قونیہ میں نظر بند کر دیا اور خود سلطنت پر قبضہ کر لیا اس نے اپنے بھائی کے جانے کے بعد اپنے اکابر و رفقاء کے ذریعے سیف الدین طر نطائی کو یہ پیغام بھیجا کہ ان تحائف کو روک لیں جو ان کے ساتھ ہیں اور علاء الدین کیقبلاو ثانی کو واپس بھیج دیں کیونکہ وہ خود ان تحائف کو خان اعظم کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے لیکن کیکاؤس ثانی کے قاصد اس وقت وہاں پہنچے جب کہ وہ خان اعظم کی مملکت میں داخل ہو چکے تھے۔ اور وہاں اس کے کسی حاکم کے پاس ان کا قیام ہو گیا تھا۔

اس تاتاری حاکم سے جس کے پاس وہ قیام پذیر تھے اس اپنی نے یہ جھوٹی شکایت کی کہ ان کے پاس زہر ہے۔ تاتاری حاکم نے جب تحقیقات کی تو ان کے پاس سے کھانے کی چیز نکلی اس نے طبیبوں کو بلایا تو ان اطباء نے اس کے شک و شبہ کو دور کر دیا۔ اس کے بعد اس حاکم نے ان لوگوں کو خان اعظم کے پاس بھیج دیا۔

کیقبلاو ثانی کا انتقال

علاء الدین کیقبلاو ثانی راستے میں وفات پا گیا تھا۔ چنانچہ اس کے امراء اور مشیروں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ اس کے بعد سب سے بڑا بیٹا ہونے کے باعث عز الدین کیکاؤس ثانی کو حاکم تسلیم کر لیا جائے اور اس کی جانب سے خان اعظم سے مصالحت طے کی جائے۔ چنانچہ خان اعظم نے صلح نامہ لکھا اور انہیں خلعت عنایت کیے پھر اس کے سپہ سالار بیکو نے خان اعظم کو لکھا کہ ”رومی علاقے کے باشندے اس سے جنگ کر رہے ہیں اور اسے عبور کرنے سے روک رہے ہیں۔“ لہذا اس خط کے بعد خان اعظم نے اہلچوں کو بلوایا اور انہیں اس بات کی خبر دی۔

انہوں نے کہا ”ہم جب ان کے پاس سلطان کا خط لے کر جائیں گے تو وہ مطیع و فرمانبرداری کا اظہار کریں گے۔“

شرائط صلح

خان اعظم نے اس کے بعد قونیہ کی سلطنت کو دونوں بھائیوں یعنی عز الدین کیکاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قلعج ارسلان کے درمیان اس طرح تقسیم کیا کہ سیواس سے قسطنطنیہ تک کا مغربی علاقہ عز الدین کیکاؤس کے قبضہ میں رہے گا اور سیواس سے ارزن الروم تک کا مشرقی حصہ جو تاتاری سلطنت سے ملا ہوا ہے وہ رکن الدین قلعج ارسلان کے پاس رہے گا۔ ان دونوں کو خان اعظم کی اطاعت قبول کرنی ہوگی اور وہ منگو خان کو جس کا پائے تخت قراقرم میں ہے، اخراج ادا کریں گے۔

وہ اپنی اس شرائط صلح کے بعد اپنے وطن لوٹ گئے اور اپنے ساتھ علاء الدین کیقبلاؤ کی لاش بھی لے گئے تاکہ اسے وطن میں سپرد خاک کر دیں۔

قونیہ پر قبضہ

اس مصالحت کے بعد بیکو مغلوں کا لشکر لے کر تیسری مرتبہ رومی علاقے پر حملہ کرنے کے لیے آیا۔ عز الدین کیکاؤس نے اس کے مقابلے کے لیے اپنے سپہ سالار اید غمش ارسلان کی زیر قیادت فوجیں بھیجیں۔ مغل سردار بیکو نے انہیں شکست دی اور ان کے تعاقب میں دار السلطنت قونیہ تک پہنچ گیا۔ اس کی خبر سن کر عز الدین کیکاؤس سمندر کے ساحلی مقام علایا کی جانب فرار ہو گیا۔

بیکو نے قونیہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ شہر والوں نے اپنے خطیب کے ذریعے سے اس سے پناہ لینے کا پیغام بھیجا۔ جب خطیب موصوف اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان کا استقبال کیا اور اس کی بیوی نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور بیکو نے شہر والوں کو پناہ دی اور امن و امان کی صورت حال کو درست کیا۔

کردوں کی گوشمالی

۵۶۱ھ میں ہلاکو خان جب بغداد کی جانب روانہ ہوا تو اس نے بیکو اور اس کی ان فوجوں کو جو رومی علاقے میں مقیم تھیں، حکم دیا کہ وہ اس کے پاس پہنچ جائیں۔ بیکو نے یہ معذرت پیش کی کہ اس کے رستے میں غراسیہ اور یاروقیہ کے مقام پر کردی چھاپے مار چکے ہیں چنانچہ ہلاکو خان نے اس کی گوشمالی کے لیے انہیں فوجیں بھیجیں۔ جنہوں نے انہیں بھگا دیا۔ اس کے بعد مغل لشکر آذربائیجان پہنچا یہاں کے باشندے کردوں کے حملوں کی وجہ سے بھاگ گئے تھے۔ لہذا انہوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور یہ فوجیں بیکو کی قیادت میں ہلاکو خان کے پاس پہنچ گئیں اور اس کے فتح بغداد (اور اس کی تباہی) میں شریک ہوئیں، جس کا حال خلفائے عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے اور ہلاکو خان کے حالات میں بھی اس کا بیان کیا جائے گا۔

بیکو کی موت

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ہلاکو خان نے بیکو کو بلوا کر بھیجا تھا تو وہ اس کے ساتھ فتح بغداد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس نے اس کے ساتھ غداری کی تھی۔ چنانچہ جب بغداد فتح ہو چکا تو ہلاکو خان نے اس کے پاس ایک شخص بھیجا تھا جس نے اس کو زہر پلایا تھا اور وہ اس کے باعث مر گیا تھا۔ ہلاکو خان نے اسے خود مختاری اور نافرمانی کا لازم گردانا تھا۔

ہلاکو بغداد کو فتح کرنے کے بعد ۶۵۸ھ میں شام کی جانب روانہ ہوا اور حلب کا محاصرہ کر لیا اور اس نے عز الدین کیکاؤس، رکن الدین قلعج ارسلان اور معین الدین سلیمان برنواء کو بلا بھیجا۔

سلیمان برنواء

معین الدین سلیمان برنواء کے حالات یہ ہیں کہ اس کا باپ مہذب الدین علی ولیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے علم حاصل کیا اور اس میں کمال پیدا کیا۔ اس کے بعد وہ علاء الدین کیقبلاؤ کے دور حکومت میں وزیر سعد الدین متونی کے پاس آیا اور اس سے درخواست کی کہ اس کا وظیفہ جاری کر دے۔ وہ اچھا مقرر اور خطیب تھا۔ وزیر مذکور نے اسے پسند کیا اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دی۔ اس کے بطن سے سلیمان کی پیدائش ہوئی جس کی حکومت کے زیر سایہ پرورش ہوتی رہی۔

سعد الدین متوفی کا جب انتقال ہوا تو سلطان علاء الدین کیقبلا نے مہذب الدین کو وزیر بنایا اور قلمدان وزارت سے اسے نوازا۔ پھر مہذب الدین کا بھی انتقال ہو گیا اس دوران میں اس کا بیٹا مہذب الدولہ اور معین الدین کے خطبات سے نوازا گیا اور مختلف مراتب پر ترقی پاتا رہا۔ یہاں تک کہ حاجب کے عہدہ پر مامور ہوا اسے برنواء کے نام سے پکارا جاتا ہے کیونکہ ان کی (ترکی) زبان میں برنواء حاجب کو کہتے ہیں۔ رکن الدین کا مشیر خاص تھا جب وہ دونوں بھائیوں کے ساتھ ہلاکو خان کے دربار میں حاضر ہوا تو اس کی نگاہوں میں سما گیا اور اس نے رکن الدین سے یہ کہا:

”تمام امور سلطنت میری جانب سے صرف یہی سرانجام دیتا رہے۔“
اس کے بعد اس نے اس قدر ترقی کی کہ روم کے سارے مشرقی علاقے کا حاکم ہو گیا۔

عز الدین کا فرار

عز الدین کی کاؤس اور اس کے بھائی رکن الدین قلعہ ارسلان کے مابین ۶۵۹ھ میں سخت جھگڑا ہوا۔ اس لیے رکن الدین، سلیمان برنواء کو لے کر ہلاکو خان کے پاس پہنچا تاکہ وہ اس کے برخلاف اسے فوجی امداد مہیا کرے۔ چنانچہ ہلاکو خان نے اسے فوجی امداد مہیا کی۔ پہلی مرتبہ جب اس نے اپنے بھائی سے جنگ کی تھی تو عز الدین نے اسے شکست دی تھی لیکن جب ہلاکو خان نے اس کو فوجی امداد مہیا کی تو عز الدین کو شکست ہوئی اور وہ قسطنطنیہ بھاگ گیا اور رکن الدین اس کے تمام صوبوں پر حکمرانی کرنے لگا۔

ترکمانوں کا فرار

ترکمن قوم بھی بھاگ کر پہاڑوں، سرحدوں اور ساحلی علاقوں میں پناہ گزیں ہو گئی تھی انہوں نے ہلاکو خان کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی آہویوں پر بھی ایک حاکم مامور کرے لہذا اس نے محمد بیگ کو ان کا امیر مامور کیا اور علی بیگ کو اس کا مشیر مقرر کیا۔ علی بیگ نے محمد بیگ کو ہلاکو خان کے پاس بلوایا لیکن وہ اس کے پاس نہیں آیا چنانچہ اس نے قلعہ ارسلان اور ان تاتاری فوجوں کو جو اس کے ساتھ تھیں، حکم دیا کہ وہ اس کے خلاف جنگ کریں، چنانچہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے اس کے پاس پہنچ گئیں۔ اس جنگ میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا پھر اس نے سلطان رکن الدین سے پناہ مانگی چنانچہ وہ اسے پناہ دے کر قونیہ لے آیا اور وہاں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا پھر علی بیگ ترکمن قوم کا امیر متعین ہو اور یہ حکومت اس کی اولاد میں موروثی طور پر چلتی رہی۔ لیکن تاتاری وہاں کے نزدیکی علاقوں پر قابض رہے۔

بغاوت کا منصوبہ

عز الدین کی کاؤس جب شکست کھا کر قسطنطنیہ پہنچا تو وہاں کے بادشاہ نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اس کے نام کا وظیفہ جاری کر دیا۔ اس کے ساتھ اس کی نصیال میں سے بعض رومی امراء بھی تھے۔ ان تمام نے مل کر بغاوت کی سازش تیار کی اور قسطنطنیہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ ان کی یہ سازش پکڑی گئی اور قسطنطنیہ کے بادشاہ نے عز الدین اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور اسے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔

کیکاؤس کا انتقال

پھر کچھ مدت کے بعد حاکم قسطنطنیہ اور ورشی خان بن چنگیز خان کے خاندان کے ایک حاکم منگو تمر بن مقان کے درمیان ناراضگی ہو گئی۔ منگو تمر شمالی علاقے کا حاکم تھا اس نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے گرد و نواح کو خوب تاراج کیا۔ اس صورت حال میں عز الدین کی کاؤس قید خانے سے فرار ہو کر اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ اس کے پائے تخت سرائی چلا گیا۔ وہاں ۶۷۷ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مسعود اس کا جانشین ہوا۔ سرائی کے بادشاہ منگو تمر نے اس کی والدہ سے نکاح کرنا چاہا۔ لیکن مسعود نے اس رشتہ سے انکار کیا اور وہاں سے بھاگ کر ہلاکو خان کے بیٹے ابقا خان حاکم عراق کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور اسے سیواس، ارزن الروم اور ارزنکان کے علاقے حمایت کیے اور وہ وہاں پر رہنے لگا۔

رکن الدین قلعہ ارسلان کا انجام

رکن الدین قلعہ ارسلان کو معین الدین برنواء نے اپنے قابو میں کر رکھا تھا اور اس پر غالب آیا ہوا تھا مگر رکن الدین اس کی ان من مانی

حرکت کی وجہ سے ناراض تھا۔ دونوں میں ناراضگی بہت حد تک بڑھ گئی تھی جب برنواء کو یہ خبر ملی کہ عز الدین کی کاؤس قسطنطنیہ میں نظر بند ہے تو اس نے رکن الدین کو موت کے گھاٹ اتارنے کی سازش کو مکمل کر لیا اور خفیہ طور پر اچانک اسے قتل کر دیا اور اس کی جگہ اس کے نو عمر بیٹے غیاث الدین کیخسرو ثانی کو اپنی زیر نگرانی مسند نشین کیا۔ اس طرح وہ تمام ایشیائی رومی علاقے کی سلطنت کا مالک بن بیٹھا اور اس کی حکومت کے تمام حکام اس کے حسب منشاء ہو گئے۔

تاتاریوں کا قتل

۶۵۸ھ میں ہلاکو خان نے شام پر متعدد بار حملے کیے۔ اسی طرح اس کا بیٹا اباقا خان بھی حملے کرتا رہا۔ مصر و شام کا حاکم الملک الظاہر اس کی فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا اور اکثر ان کے شہروں میں داخل ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ۶۷۵ھ میں وہ رومی علاقے میں داخل ہوا۔ وہاں اس وقت ایک تاتاری حاکم طنا حکمران تھا۔ چنانچہ شاہ الظاہر کے مقابلے کے لیے ہلاکو خان کے بیٹے اباقا خان نے دو تاتاری سپہ سالاروں کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں جس کے نام کداون اور زوتو تھے۔ مغل فوجیں شام کی جانب بڑھیں اور شاہ الظاہر مصر سے ان کے مقابلے کے لیے آیا۔ اس کے ہراول فوجوں کا سپہ سالار سترا الاستر تھا۔ چنانچہ اس کے ہراول فوجوں کی لڑائی مغل فوجوں سے کو کسبہ کے مقام پر ہوئی۔ تاتاریوں کو اس جنگ میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ الظاہر نے ان کا تعاقب کیا اور فریقین میں دوبارہ ایلیشن کے مقام پر لڑائی ہوئی اور تاتاریوں نے دوبارہ شکست کھائی اور شاہ الظاہر قیساریہ کے مقام پر ان کا قتل عام کرتا رہا اور انہیں جنگی قیدی بناتا رہا۔ پھر اس نے قیساریہ کو فتح کر لیا۔ وہاں وہ برنواء کی آمد کا انتظار کرتا رہا کیونکہ اس نے خفیہ طور پر شاہ الظاہر کو دعوت جنگ دی تھی اور اسے مغلوں کے علاقے پر حملہ کے لیے اکسایا تھا۔

برنواء کی گرفتاری

اس واقعہ کی خبر جب مغلوں کے حاکم اباقا خان کو ملی تو وہ مغلوں کا بہت بڑا لشکر لے کر قیساریہ پہنچا اس وقت تک شاہ الظاہر اپنے ملک واپس چلا گیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی قوم کے سپاہیوں کی لاشوں سے میدان بھرے ہوئے دیکھے۔ اس وقت اسے برنواء کی سازش کا علم ہوا کہ اسی نے ملک الظاہر کو اس جنگ کے لیے آمادہ کیا تھا کیونکہ اس نے اس کے رومی علاقے کے کسی باشندہ کی لاش نہیں دیکھی۔ اس پر وہ برنواء پر بہت ناراض ہوا اور اسے گرفتار کر کے لے گیا اور اس کے تمام ملک پر خود قابض ہو گیا۔

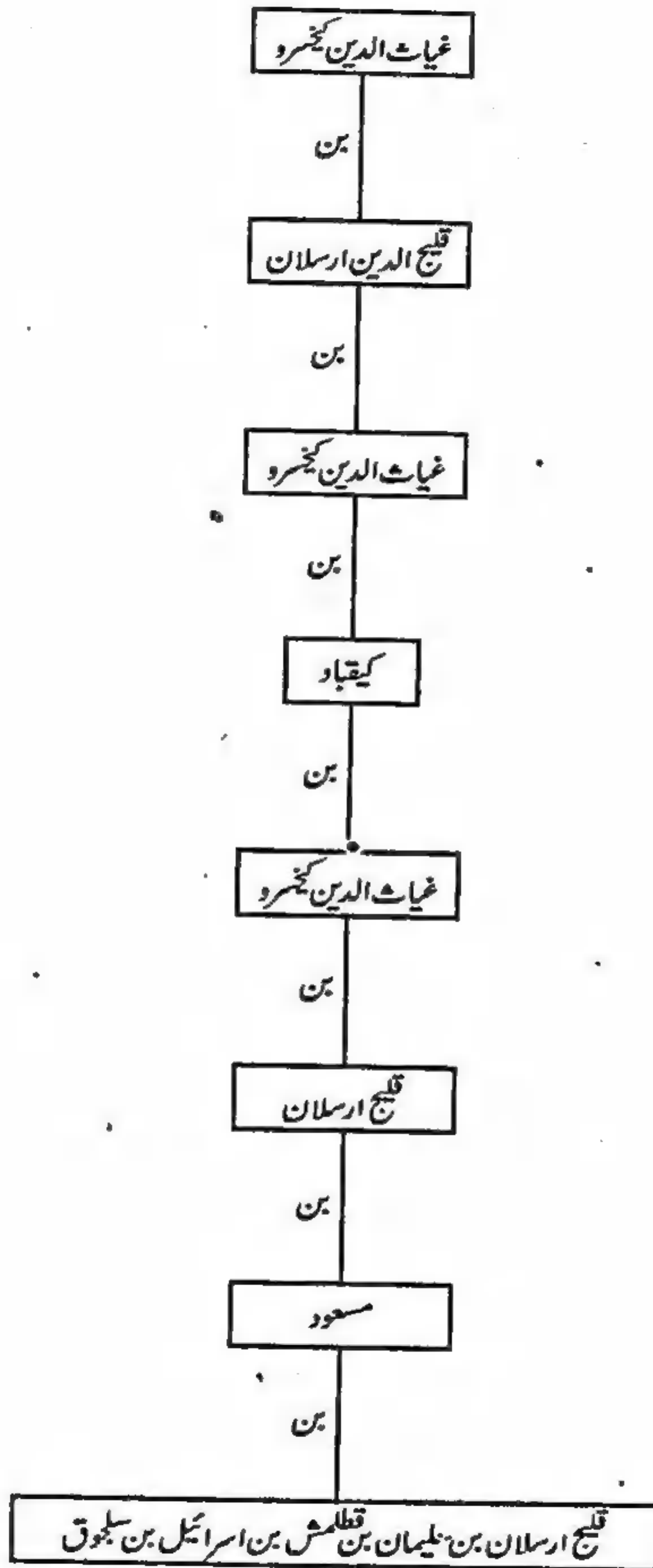
بھائی کا قتل

ہلاکو خان کا ایک بیٹا قنطغر طاس ایشیائی روم میں اس کے بادشاہ غیاث الدین کیخسرو کے ساتھ رہتا تھا اور وہاں اباقا خان کے دور سے وہاں کی مغل فوج کا سپہ سالار تھا جب اباقا خان کے بعد ہلاکو خان کا دو سرا بیٹا نکودار حاکم ہوا تو اس نے وہاں سے اپنے بھائی قنطغر طاس کو بلوایا لیکن اس نے وہاں جانے سے انکار کیا کیونکہ اسے اپنی جان کا خطرہ تھا لیکن غیاث الدین نے اسے آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھائی کے حکم کی تعمیل کرے۔ چنانچہ وہ خود بھی اس کے ساتھ وہاں گیا جب وہ وہاں پہنچا تو نکودار نے اپنے بھائی قنطغر طاس کو قتل کر دیا۔

ترکمانوں کی حکومت

غیاث الدین پر مغلوں نے یہ الزام لگایا کہ وہ نکودار کے خیالات جانتا تھا اور وہ قصداً اسے وہاں لایا۔ چنانچہ جب نکودار کے بعد ارغوان خان بن اباقا خان بادشاہ ہوا تو اس نے غیاث الدین کیخسرو کو ایشیائی روم (موجودہ ترکی) کے علاقے سے برطرف کر دیا اور اسے ارزنکان میں مقید کر دیا اور اس کے بجائے روم کے قلعوں پر اولاکو خان کو ۶۸۲ھ میں مامور کیا اور غیاث الدین کیخسرو کے چچا زاد بھائی مسعود بن کیکاؤس کو ۷۱۸ھ میں رومی علاقے کا حاکم متعین کیا لیکن اس کی سلطنت کو جلد زوال آگیا اور قونیہ کی سلطنت مغل اور تاتاریوں کے ہاتھ میں آگئی پھر ان کی حکومت بھی ناکام ہوئی اور ان کی سلطنت کو بھی زوال آگیا۔ البتہ سیواس میں مرداش بن جومان کے غلام ارشا کے بیٹوں کی حکومت کچھ مدت تک برقرار رہی۔ پھر یہ سارا ملک ترکمانوں کے قبضے میں آگیا اور وہ اس کے حاکم بن گئے۔

سلاطین قونیہ کا شجرہ



باب ۳

سلجوقی سلاطین خلاط وار مینیہ

اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد آذربائیجان کے علاقہ مزید کا حاکم تھا اسماعیل کا لقب قطب الدولہ تھا۔ اس کا ایک ترکی آزاد کردہ غلام تھا جس کا نام سکمان یا ستمن تھا وہ قطب الدولہ کی نسبت سے سکمان القطبی کے نام سے بھی مشہور ہے۔ وہ بہت دلیر تھا اور اپنے احکام میں انصاف پسندی سے کام لیتا تھا۔

دیار بکر کی فتح

دیار بکر کے حکام بنو مروان کے ماتحت خلاط اور ار مینیہ کے علاقے تھے انہوں نے اپنی سلطنت کے آخری دور میں رعایا کے ساتھ بڑا ظلم و ستم شروع کر دیا تھا اور شہر کے باشندے ان سے ناراض ہو گئے تھے۔ اس لیے انہوں نے سکمان سے خط و کتابت کی اور اسے بلوایا تاکہ وہ ان پر حکومت کرے چنانچہ وہ ۵۰۲ھ میں فوج لے کر دیار بکر کے شہر میافارقین پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہاں کے لوگوں نے پناہ کی درخواست کی اور وہاں کا حاکم ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد شاہ بن ملک شاہ نے موصل کے حاکم مودود بن زید بن صدقہ کو حکم دیا کہ وہ فرنگی فوجوں کا مقابلہ کرے اور ان کے قبضے سے اسلامی علاقے چھین لے۔ اس نے سرحد کے حکام کو اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا لہذا ہمدان کا حاکم ستمن القطبی بھی اس کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دشمن کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر انہوں نے رہا کا محاصرہ کیا جس کو وہ فتح نہ کر سکے اور تل ناشر کو بھی فتح نہ کر سکے۔

سکمان کا انتقال

اس دوران حلب کے حاکم رضوان بن ننش نے انہیں بلوایا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو اس نے ان سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا۔ سکمان قطبی وہیں پر بیمار ہو گیا لہذا وہ وہاں سے واپس ہو گیا لیکن راستے میں بالس کے مقام پر وفات پا گیا اور تمام ملکوں کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔

اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ظہیر الدین ابراہیم خلاط و ار مینیہ کا حاکم بنا وہ اپنے والد کے طریقے پر چلتا رہا حتیٰ کہ ۵۲۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی احمد بن سکمان نے دس ماہ تک حکمرانی کی۔

اس کا بھی جب انتقال ہو گیا تو ارکان سلطنت نے ار مینیہ اور خلاط کا حکمران اس کے بھتیجے شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم بن سکمان کو مامور کیا جو نو عمر لڑکا تھا۔ اس پر اس کی دادی والدہ ابراہیم حاوی غالب تھی۔ اس کی دادی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ارکان سلطنت نے اس کی دادی کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد ۵۲۸ھ میں شاہ ارمن سکمان بن ابراہیم خود مختار حاکم بن گیا۔

اس کی بہت سی جھڑپیں کرج قوم کے ساتھ ہوتی رہیں۔ کیونکہ اس سے پیشتر وہ ۵۰۶ھ میں اران کے علاقہ کے شہرانی کو لوٹ چکے تھے وہ ان کے مقابلے کے لیے لشکر لے کر پہنچا تو انہوں نے اسے شکست دی اور اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔

ارزن الروم کے حاکم طلیق بن علی کی بہن اس کے نکاح میں تھی۔ طلیق بن علی کے ساتھ بھی کرج قوم کی جنگ ہوئی جس میں طلیق کو شکست ہوئی اور وہ جنگی قیدی بنا لیا گیا۔ شاہ ارمن نے کرج کے بادشاہ کے پاس فدیہ بھیج کر طلیق کو رہا کرایا اور اسے اس کے ملک ارزن الروم

بھیج دیا۔

پھر صلاح الدین بن ایوب مصر و شام کا حاکم ہو گیا اور اس کی سلطنت وسیع ہو گئی تو مظفر الدین کو کبریٰ نے اس سے خط و کتابت کی اور اسے الجزیرہ پر قبضہ کرنے کے لیے اکسایا اور پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔
سنجار کا محاصرہ

اس پر غازی صلاح الدین فوج لے کر سنجار پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا یہ مقام موصل کے راستوں کا سب سے اہم تھا اس زمانے میں موصل کا حاکم عز الدین مودود بن زنگی تھا۔ اس نے خلاط کے حاکم شاہ ارمن سے فوجی امداد مانگی چنانچہ شاہ ارمن نے اپنے آزاد کردہ غلام مکنمر کو غازی صلاح الدین کے پاس بھیجا تاکہ وہ حاکم موصل سے (جنگ نہ کرنے کے بارے میں) سفارش کرے لہذا وہ غازی صلاح الدین کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ سنجار کا محاصرہ کیے ہوئے تھے غازی صلاح الدین نے اس کی سفارش نہ مانی اور وہ ناراض ہو کر واپس چلا گیا۔
سنجار پر قبضہ

پھر شاہ ارمن غازی صلاح الدین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فوج لے کر چل پڑا۔ اس نے قطب الدین نجم الدین کو ماروین کے حاکم کے پاس بھیجا جو اس کا بھتیجا اور عز الدین کا ماموں زاد بھائی تھا۔ اس کے ساتھ دولت شاہ بن طغرک شاہ بن کج ارسلان بھی حاضر ہوا۔ وہ ۵۷۸ھ میں اس وقت روانہ ہوا جبکہ غازی صلاح الدین نے سنجار پر قبضہ کر لیا تھا اور فوجیں منتشر ہو گئی تھیں۔ جب اسے ان کے روانہ ہونے کی خبر ملی تو اس نے حما سے تقی الدین کو بلوایا وہاں جلد پہنچا اور اس عین کی جانب پیش قدمی کی لیکن اس وقت ان کی فوجیں منتشر ہو چکی تھیں۔ اس لیے غازی صلاح الدین ماروین کی جانب روانہ ہو گئے اور اس کے علاقہ کو تباہ کرنے کے بعد واپسی اختیار کی۔

سال کے آخر میں غازی صلاح الدین موصل کی جانب روانہ ہوئے اور الجزیرہ میں سے گذرتے ہوئے حران پہنچے۔ وہاں ان کی ملاقات مظفر الدین کو کبریٰ بن زین الدین سے ہوئی انہوں نے پچاس ہزار دینار دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا اس لیے انہوں نے حران اور رہا کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور قید کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد اسے رہا کر دیا گیا کیونکہ اس کی خط و کتابت کے مطابق عمل کیا گیا تھا۔ انہوں نے اسے اس کا شہر بھی اس کے حوالے کر دیا اور حران سے روانگی اختیار کی۔

مصالحی وفد کی آمد

قلعہ اور دارا کی افواج اس کے بعد ان کے پاس حاضر ہوئیں اور الجزیرہ کا حاکم سنجر شاہ بھی جو عز الدین مودود کا بھتیجا تھا ان کے پاس آیا۔ اس نے اپنے چچا کی اطاعت چھوڑ کر غازی صلاح الدین کی حمایت کرنے کا اعلان کیا اور ان کے ساتھ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ جب غازی صلاح الدین بلہ کے شہر کے پاس پہنچے تو عز الدین نے اپنے چچا زاد بھائی نور الدین محمود اور اپنے ارکان سلطنت کی ایک جماعت کو صلح کی بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ سلطان صلاح الدین نے اس وفد کی آؤ بھگت کی اور اپنے ارکان سلطنت سے صلح کے بارے میں مشورہ کیا۔ ہکاریہ کے سردار علی بن احمد المثلثوب نے صلح نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین نے مصالحی وفد کو واپس کر دیا اور (صلح نہ کرنے کی) معذرت پیش کی۔ اس کے بعد وہ جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے اور موصل سے دو فرسخ پہلے پڑاؤ کیا۔ اہل موصل نے زبردست مقابلہ کیا۔ اور وہ ناقابل تسخیر ثابت ہوئے۔ اس صورت حال میں سلطان صلاح الدین کو اس بات پر بڑی شرمندگی ہوئی کہ اس نے مصالحت کیوں نہیں قبول کی اور اس سلسلے میں اس نے علی المثلثوب اور اس کے ساتھیوں کو مورد الزام ٹھہرایا۔
مصر سے قاضی الفاضل البیانی نے انہیں اس طرح مخاطب کیا کہ انہیں اس کے باعث برطرف کر دیا۔

الجزیرہ کا محاصرہ

اربل کے حاکم زین الدین یوسف اور اس کے بھائی مظفر الدین کو کبریٰ آئے تو سلطان نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں مشرقی سمت کی فوجوں کے ساتھ ٹھہرایا۔ انہوں نے علی بن احمد المثلثوب کو ہکاریہ قوم کے علاقہ الجزیرہ کی جانب بھیجا لہذا اس نے جا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ کرو قوم کے لوگ اس کے مقابلہ کے لیے آئے لیکن وہ اس قلعہ کا محاصرہ کرتا رہا حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین موصل سے واپس آ گئے انہوں نے